رفع یدین ۔ ص ۱۸۹

قرآن وحدیث ۔ ص ۲۳ ، ص ۱۱۸

مکالمہ امام باقر ۔ ص ۱۲۵

مناقبِ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ

مصنفہ

صدر الائمہ امام موفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۶۸ھ)

ترجمہ

حضرت مولانا محمد فیض احمد اویسی بہاولپوری صاحب

ترتیب و تہذیب

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب ایم اے

مکتبہ نبویہ ○ گنج بخش روڈ ○ لاہور

تعارف کتاب مناقب امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

کتاب	☆	مناقب امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ
مصنف	☆	صدر الائمہ الامام الموفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۴۸۴ھ)
مترجم	☆	حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی بہاولپوری مدظلہ العالی
مرتب	☆	پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، ایم ۔ اے، لاہور
مقدمہ	☆	پروفیسر غلام مصطفیٰ مجددی، ایم ۔ اے
موضوع	☆	حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے احوال و مقامات
سال تصنیف کتاب	☆	۵۵۵ ہجری
سال طباعت (عربی) اول	☆	۱۳۲۱ھ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن
سال طباعت (اردو) اول	☆	۱۹۹۹ء بمطابق ۱۴۲۰ھ ۔ مکتبہ نبویہ، لاہور
تعداد اشاعت اول	☆	۵۰۰
صفحات	☆	۵۴۸
کمپوزنگ	☆	ایم یو کمپوزنگ سینٹر، بینک کالونی، سمن آباد، لاہور
طابع	☆	قومی پریس لاہور
ناشر	☆	مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ، لاہور
قیمت مجلد	☆	=/ ۳۰۰ روپے

مکتبہ نبویہ .... گنج بخش روڈ، لاہور

فہرست مضامین

مقدمہ المناقب از پروفیسر غلام مصطفیٰ مجددی ۹
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا نسب اور ولادت ۴۶
حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا نسب ۴۶
امام اعظم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی روشنی میں ۵۰
حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا حلیہ مبارک ۵۴
امام نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ لقمان ثانی ۵۵
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے جن صحابہ کرام سے ملاقات کا شرف پایا ۵۷
حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے اساتذہ کرام ۶۴
حضرت امام حماد رحمۃ اللہ علیہ ۷۸
امام اعظم رضی اللہ عنہ کی فقہ پر ابتدائی نظر ۸۱
حضرت امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ۸۴
مناظرے اور مباحثے ۸۴
تین خواتین کا کردار ۸۶
علم فقہ کی تعلیم و تدریس ۸۷
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اپنے استاد کی نظر میں ۸۷
فتویٰ نویسی اور تدریسی فرائض کا آغاز ۹۱
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا ایک حیران کن خواب ۹۱
کتاب الصلوٰۃ کا آغاز ۹۲
استاد کی مسند کا حق ادا کر دیا ۹۴
حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے ابتدائی تلامذہ ۹۴
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی قابلیت کا شہرہ ۹۵
حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ ۹۹
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور تحقیق احادیث ۹۹
فقہی مسائل پر ایک بحث ۱۰۰
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی خراسان میں شہرت ۱۰۰
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی احادیث پر مہارت ۱۰۱
سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مماثلت ۱۰۲
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور عشق احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۰۲
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا استحسان ۱۰۴
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۰۵
کتاب العلم والمتعلم ۱۰۶
اختلافی روایات کی وجہ ۱۰۸
ناسخ و منسوخ آیات کا ایک قاعدہ ۱۰۸
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کے بنیادی اصول ۱۱۱
فضیل عیاض رحمۃ اللہ علیہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کرتے ہیں ۱۱۱
کفر کے فتویٰ سے احتراز ۱۱۲
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا حدیث پاک پر عمل ۱۱۲

امام ابو حنیفہ ؓ اور حدیث رسول کی پابندی ۱۱۵
موزوں کے مسح کی حقیقت ۱۱۶
مرد اور عورت کی بلوغت کا آغاز ۱۱۶
حضرت امام ابو حنیفہ ؓ کا اجتہادی انداز ۱۱۷
صحابہ کرام کے متعلق امام اعظم ؓ کا عقیدہ ۱۱۷
شیعہ امام ابو حنیفہ کی کیوں مخالفت کرتے ہیں ۱۱۸
نماز عصر کا صحیح وقت ۱۱۸
مومن کی اقسام ۱۱۹
انبیاء کرام کی شان و فضیلت ۱۲۰
نبوت کیا ہے؟ ۱۲۰
خلیفہ وقت کا قائم مقام ۱۲۲
عطاء بن ابی رباح ؒ سے ملاقات ۱۲۲
اعمش امام ابو حنیفہ کے کمالات کا اعتراف کرتے ہیں ۱۲۳
سیڑھی پر چڑھی بیوی کو تین طلاقیں ۱۲۴
غلام ابو حنیفہ ؓ ۱۲۴
حضرت امام باقر ؓ سے ایک مکالمہ ۱۲۵
امام ابو حنیفہ ؓ سے ایک رافضی کا مکالمہ ۱۲۷
نبیذ کا مسئلہ ۱۲۹
عدت کے دوران نکاح ۱۲۹
کوفہ کے گورنر کو انتباہ ۱۳۱
ایک نقطہ بدل کر مسئلہ حل کر دیا ۱۳۲
امام جعفر صادق ؓ اپنے زمانہ کے فقیہ اعظم تھے ۱۳۳
وراثت کا ایک مسئلہ ۱۳۴
اہل کوفہ کو قتل عام سے بچالیا ۱۳۵
ایک عورت کو طلاق سے بچالیا ۱۳۶
دھریوں کا ایک حملہ ۱۳۷
خارجی میدان مناظرہ میں ۱۳۸
قرات خلف امام پر ایک مکالمہ ۱۳۹
امام ابو حنیفہ ؓ کی حاضر جوابی کا اعتراف ۱۴۰
دینی مسائل حل کرنے میں دلچسپی ۱۴۰
ایک قدری کی اصلاح ۱۴۱
مرنے والی عورت کے پیٹ میں زندہ بچہ ۱۴۳
چار ہزار سوالات کے جوابات ۱۴۴
استحاضہ پر گفتگو ۱۴۷
مسئلہ دور کا صحیح جواب ۱۴۸
زیادہ مہر کے مطالبہ سے نجات ۱۵۲
ورثہ کی تقسیم پر ایک فیصلہ ۱۵۴
امام ابو حنیفہ ؓ دار القضاء میں ۱۵۴
امام ابو حنیفہ ؒ اور سفیان ثوری ؒ ۱۵۶
اڑتا پرندہ پکتی ہوئی ہانڈی میں گر گیا ۱۵۷
اعمش ایک قسم کھا کر پھنس گئے ۱۵۷
ایک ہزار مسائل کا فوری جواب ۱۵۸
ایک کینہ باز کا انجام ۱۵۹
ایک قسم کا حل ۱۵۹

جھوٹے مدعی نبوت سے معجزہ طلب کرنا بھی کفر ہے	۱۵۹
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا عقد ثانی	۱۶۰
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ایک مکالمہ	۱۶۰
عہدہ قضاۃ سے انکار	۱۶۱
اعمش سے ایک مکالمہ	۱۶۳
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے برجستہ جوابات	۱۶۵
امام مالک رضی اللہ عنہ کے تاثرات	۱۶۹
کوفہ کے ایک رئیس رافضی کو نصیحت	۱۷۲
ائمۃ العلم	۱۷۴
نکاح بالشرط طلاق	۱۷۵
چوروں کی گرفتاری کیلئے عجیب وغریب طریق کار	۱۸۰
خارجیوں سے ایک مکالمہ	۱۸۲
بیویاں تبدیل ہو گئیں	۱۸۶
رفع یدین کی ممانعت	۱۸۸
حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں	۱۹۱
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی فقہی بصیرت اور دانائی	۱۹۳
حسن قرات کی ایک مثال	۱۹۴
ایک لالچی سے امانت برآمد کرالی	۱۹۵
امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ایک پیشین گوئی	۱۹۹
احمق کی ایک علامت	۱۹۹
قاضی بننے سے انکار	۲۰۰
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی قیافہ کی باتیں	۲۰۱
علم کا صلہ ملتا ہے	۲۰۲
ستوں اور پانی کا مشکیزہ	۲۰۲
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا تقویٰ	۲۰۵
عالم اسلام کا سب سے بڑا فقیہ	۲۰۷
کاروباری دیانت داری کی ایک مثال	۲۰۷
امین شہر	۲۰۸
کاروبار میں احتیاط	۲۱۱
کاروبار میں رزق حلال کے حصول کا معیار	۲۱۶
حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے اخلاق وعادات	۲۲۰
ائمہ کا مسائل دینیہ پر اختلاف اور اتفاق	۲۲۳
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی دنیا سے بے نیازی	۲۲۶
منصب قضاۃ (عہدہ چیف جسٹس) سے انکار	۲۲۹
امام ابو حنیفہ امانت اور مروت کے کوہ گراں تھے	۲۳۳
امانتوں کا بے مثال محافظ	۲۳۵
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہمسائیوں سے حسن سلوک	۲۳۹
ایک سارنگی نواز سے حسن سلوک	۲۳۹
امام ابو حنیفہ کے تہجد، قرات، جمعہ کے معمولات	۲۴۶
خوش لباسی	۲۵۲
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے تقویٰ کی چند مثالیں	۲۶۵

سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ سے ملاقات ۲۶۶
زندگی میں ایک بار قہقہہ مارا ۲۶۷
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے عوام الناس کا استفادہ ۲۶۹
دوست کو نصیحت ۲۶۹
بیٹے کے استاد کی خدمت ۲۶۹
دوست کا قرض ادا کر دیا ۲۷۰
راہ گیروں پر مروت ۲۷۰
احباب کی خدمت ۲۷۱
احباب کو تحفے ۲۷۱
سفر کے دوران مروت ۲۷۲
امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے اہل و عیال کی کفالت ۲۷۳
نادم قرض خواہ کو معاف کر دیا ۲۷۴
حضرت زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی سخاوت ۲۷۴
تجارت کے منافع میں مشائخ کا حصہ ۲۷۶
تجارت کے نفع میں ایک ضرورت مند کا حصہ ۲۷۷
حدیث پاک بیان کرنے سے پہلے صدقہ دیا جاتا ۲۷۸
کثیر العلوم والصیام ۲۷۸
ایک شاگرد کا صلہ ۲۸۰
مسلمانوں کے تقویٰ کا دور ۲۸۲
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا وقار اور قلبی کیفیت ۲۸۴
مجلس میں سانپ کا گرنا ۲۸۴
گالیاں دینے والے لوگ ۲۸۵
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی شب و روز کی مصروفیات ۲۸۷

"جلد دوم"

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا والدین اور اساتذہ سے حسن سلوک و تعظیم ۲۹۴
حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا معمول ۲۹۵
امام ابو حنیفہ کا اپنے حاسدین سے حسن سلوک ۲۹۷
ایک شرابی سے گفتگو ۳۰۴
ایک حاسد کا انجام ۳۰۷
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے دشمنوں کی ایک سازش ۳۰۷
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور امرائے کوفہ ۳۱۲
گورنر کوفہ کے دربار میں ۳۱۲
بیت المال کی نظامت سے انکار ۳۱۲
دنیا و آخرت میں ایک کا انتخاب ۳۱۳
دین کے لیئے سزائیں ۳۱۳
علماء اور فقہا کے لیئے اعلیٰ مناصب ۳۱۴
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ائمہ دین کی نظر میں ۳۱۷
ہم عصر ائمہ دین کا ہدیہ تحسین ۳۱۷
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی قرات قرآن پاک ۳۲۰

فاتحة الکتاب ۳۷۱
سورۃ البقرہ ۳۷۱
سورۂ آل عمران ۳۷۲
سورۃ النساء ۳۷۲
سورۃ الانعام ۳۷۳
سورۃ الاعراف ۳۷۳
سورۃ الانفال وتوبہ ۳۷۴
سورۂ یونس ۳۷۴
سورۂ یوسف ۳۷۴
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ
یادگار زمانہ بن گئے ۳۷۷
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ تابعی تھے ۳۷۷
علم فرائض کی تدوین ۳۸۱
ابو بکر رازی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک تاثر ۳۸۲
شوافع کے استدلال پر ایک نگاہ ۳۸۳
عمرو بن شرجیل رضی اللہ عنہ ۳۸۴
نسب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام و مرتبہ ۳۸۶
ائمۃ من القریش کی حدیث پر ایک نظر ۳۸۶
آخری بحث ۳۸۸
قدموا قریشاً ۳۸۸
ایک الزامی جواب ۳۹۰
ایک اور سوال ۳۹۰
شافعی حضرات کے ایک اعتراض کا جواب ۳۹۰
علی مرغینانی کا ایک خط ۳۹۳
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے فضائل ۳۹۵
ایک قصہ گو واعظ کی مجلس میں ۳۹۶
محدثین حضرت امام کی خدمت میں حاضر ہوتے ۳۹۶
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے شب و روز ۴۰۰
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فارسی میں بھی بات کرتے تھے ۴۰۴
محمد بن فضل رحمۃ اللہ علیہ ۴۱۰
ابو سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف ۴۱۳
امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا شیخین کے متعلق عقیدہ ۴۱۵
حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی اپنے شاگردوں پر شفقت ۴۱۹
جیل میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی رات ۴۲۲
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا جنازہ پچاس ہزار لوگوں نے پڑھا ۴۲۳
ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ کو صدمہ ۴۲۳
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا غسل ۴۲۳
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا جنازہ اٹھا ۴۲۶
عہدہ قضاۃ کی قبولیت کے لیئے خلیفہ کی کوشش ۴۲۷
عہدۂ قضاۃ کے حکم نامے جاری کردیئے گئے ۴۳۰
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ موت کے دروازے پر ۴۳۴
حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا سن وفات ۴۳۴

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی مدح میں کہے گئے چند اشعار	۴۳۸
عبد اللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ	۴۳۹
کیا قرآن مخلوق ہے؟	۴۴۱
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مزار کا گنبد	۴۴۵
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی فضیلت	۴۴۶
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر دعاؤں کی قبولیت	۴۵۰
ازالہ وہم	۴۵۳
امام ابو حنیفہ کے منہ سے نکلے الفاظ عربوں کے محاورے بن گئے	۴۵۷
ایک بدمذہب پر تنقید	۴۶۴
حضرت امام کے تقویٰ کی ایک مثال	۴۷۱
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی مناجات	۴۷۲
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی اپنے شاگردوں کو وصیتیں	۴۷۷
حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا وصیت نامہ	۴۷۸
قاضی کے لیئے فیصلہ کرنے کا طریقہ	۴۷۹
امام نوح بن ابی مریم	۴۸۰
مذاہب اسلام پر مذہب امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی برتری	۴۸۳
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے تلامذہ پر ایک نظر	۴۸۸
ایک اعلان	۴۸۸
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی مجلس شوریٰ	۴۸۹
معاندین امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے ایک گذارش	۴۹۱
شریعت کی تدوین میں اولیت	۴۹۲
جبرو مقابلہ کے علوم کی تدوین	۴۹۵
شوافع کے تاثرات	۴۹۵
ایک اور غلط فہمی	۴۹۸
شافعی حضرات کا ایک اور اعتراض	۴۹۸
شافعیوں کا ایک وہم	۴۹۹
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد خاص امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی	۵۰۱
حضرت امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا مولد اور خاندانی نسب	۵۰۲
حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو انصاری کیوں کہا گیا؟	۵۰۳
حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ	۵۰۳
امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ	۵۰۴
امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ منصب قضاۃ پر	۵۰۴
قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی ابتدائی زندگی	۵۰۵
امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سوالات کے جوابات دیتے ہیں	۵۱۱
امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی حکمت آمیز باتیں اور پرہیزگاری	۵۲۸
امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ عباسیہ اور امرائے سلطنت	۵۳۶
امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ عدل و انصاف کی مسند پر	۵۴۲
امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت پر ائمہ وقت کے تاثرات	۵۴۳
خاتمہ الطبع... مصنف پر ایک نوٹ	۵۴۷

مقدمہ المناقب

از = پروفیسر غلام مصطفیٰ مجددی ایم اے

امام الائمہ، سراج الامہ حضرت ابوحنیفہ نعمان بن ثابت المعروف بہ امام اعظم قدس سرہ صحیح ترین روایت کے مطابق ۷۷ھ کو پیدا ہوئے۔ قاضی ابوعبداللہ صمیری اور امام ابن عبدالبر نے امام ابویوسف قدس سرہ کی روایت نقل فرمائی جس سے یہ سال ولادت اخذ ہوتا ہے۔ (اخبار ابی حنیفہ و اصحابہ صفحہ ۴ - کتاب بیان العلم و فضلہ جلد ا صفحہ ۴۵) ابن خلکان نے ۸۰ھ کو اصح فرمایا ہے۔ (وفیات الاعیان جلد ۵ صفحہ ۳۱۳) آپ نسلاً فارسی تھے۔ (ابوحنیفہ و حیاۃ صفحہ ۱۳)۔ علامہ عبدالقادر مصری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا سلسلہ نسب حضرت آدم علیہ السلام تک ذکر فرمایا ہے۔ (الجواہر المنیفہ جلد ا صفحہ ۲۶)۔

امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کے آپ کے آباؤاجداد میں غلامی کا کوئی اثر نہیں، زیادہ یہی صحیح ہے کہ آپ آزاد پیدا ہوئے۔ (مناقب الامام اعظم) آپ کے والد ماجد حضرت ثابت علیہ الرحمہ کی ولادت اسلام میں ہوئی تھی۔ (تاریخ بغداد جلد ۱۳ صفحہ ۳۳۴) آپ کے والد ماجد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ (ایضاً صفحہ ۳۲۶) گویا آپ کے گھر میں شیرخدا کا فیضان بھی ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ آپ تابعی تھے، اس حقیقت کو علامہ ذہبی نے " مناقب الامام ابی حنیفہ " میں، امام سیوطی نے "تبییض الصحیفہ " میں اور امام ابن حجر ہیتمی نے " الخیرات الحسان " میں صراحت سے نقل کیا ہے۔ آپ کا وطن کوفہ تھا جس کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رمح اللہ و کنزالایمان و جمجمۃ العرب یعنی " اللہ کا نیزہ، ایمان کا خزانہ اور عرب کا دماغ کہا ہے۔" حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے " سیف اللہ " یعنی اللہ کی تلوار کہا۔ اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبۃ الاسلام یعنی " اسلام کا گھر " کہا ہے۔ (الطبقات الکبریٰ جلد

۶ صفحہ ۵)

آپ کے زمانہ میں کوفہ تعلیمات اسلامی کا زبردست مرکز تھا' جس میں تین سو اصحاب رضوان اور ستر افراد بدر نازل ہوئے۔ (ایضاً صفحہ ۱۱) ایک ہزار سے زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے رہائش اختیار فرمائی' (ایضاً صفحہ ۷) آپ نے جوان ہو کر ریشمی کپڑے کی تجارت کی' اس لئے آپ کو "الخزاز" کہتے ہیں۔ آپ کے سوانح نگاروں نے آپ کی صاف ستھری تجارت کا ذکر بڑے اہتمام سے کیا ہے۔

حضرت امام شعبی علیہ الرحمہ کی نصیحت پر علم دین کی طرف راغب ہوئے۔ (المناقب از امام موفق جلد ۱ صفحہ ۵۹)۔ ابتداً" علم کلام سے از حد دلچسپی تھی۔ مذاہب باطلہ سے مناظرے کرتے تھے جس کے لئے آپ کو بیس سے زائد مرتبہ بصرہ کا سفر کرنا پڑا۔ (ایضاً) علم کلام کے ماہر کی حیثیت سے آپ کو بہت شہرت ملی۔ بعدازاں علم فقہ کے لئے حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلقہ درس میں حاضر ہوئے۔ (تاریخ بغداد جلد ۱۳ صفحہ ۳۳۳)۔ آپ نے چار ہزار مشائخ سے استفادہ کیا۔ (المناقب جلد ۱ صفحہ ۳۸) ان مشائخ کرام میں بعض صحابہ ہیں' جس کا امام ابن حجر عسقلانی نے بھی ذکر کیا ہے۔ خصوصاً حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کی ملاقاتیں واضح ثابت ہیں۔ (فتاویٰ ابن حجر) دیباچہ " شرح سفرالسعادت " میں الشیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمتہ نے بھی یہی قول نقل کیا ہے۔

فقہ میں آپ کا مقام بہت بلند ہوا۔ آپ نے سب سے پہلے علم شریعت کو مدون فرمایا۔ آپ کی اتباع امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ نے موطا کی ترتیب میں کی۔ تبییض الصحیفہ صفحہ ۳۶) آپ کی مجلس مذاکرہ میں وقت کے جلیل القدر فقہا حاضر ہوتے تھے مثلاً امام یوسف' زفر' داود طائی' اسد بن عمرو' علی بن مسہر اور مندل بن حبان وغیرہ (تاریخ بغداد) بعض مسائل میں تو ایک ایک ماہ تک بحث جاری رہتی' اتفاق ہوتا تو اسے امام یوسف " اصول " میں درج کر لیتے۔ (المناقب جلد ۲ صفحہ ۱۳۳) آپ نے تراسی ہزار مسائل حل فرمائے' جن میں اڑتیں ہزار کا تعلق عبادات سے ہے۔ باقی مسائل معاملات کے بارے میں ہیں۔ (ذیل الجواہر جلد ۲ صفحہ ۴۷۲) آپ علم کلام و فقہ کے میدان کے شہسوار تھے اور سیرت و کردار کے بھی روشن مینار تھے۔

☆ ... آپ علم، کرم اور ایثار کا عظیم پہاڑ تھے۔ (اخبار ابی حنیفہ صفحہ ۳۳)
☆ ... ورع میں اشد اور زبان میں احفظ تھے۔ (ایضاً صفحہ ۳۴)
☆ ... قوت برداشت اور صبر و تحمل کمال درجے کا حاصل تھا۔ (ایضاً صفحہ ۳۲)
☆ ... نہایت شریف و نبیل اور غیبت سے بچنے والے تھے۔ (ایضاً صفحہ ۳۲)
☆ ... معاصرین میں سب سے اچھی نماز پڑھتے' خشیت الٰہی سے مالامال تھے۔ (ایضاً ۴۵)
☆ ... بیت اللہ شریف میں ایک رکعت میں قرآن ختم کیا۔ (الخیرات الحسان صفحہ ۳۴)
☆ ... سارا دن اور ساری رات آخرت کی طلب میں رہتے۔ (ایضاً صفحہ ۶)
☆ ... اس پر سب کا اتفاق ہے کہ آپ سب سے زیادہ عبادت گزار تھے۔ (المناقب جلد ۱ صفحہ ۱۹۹)
☆ ... چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔ (وفیات الاعیان جلد ۲ صفحہ ۱۶۵)
☆ ... رمضان المبارک میں ساٹھ بار قرآن مجید ختم فرماتے تھے۔ (تبییض الصحیفہ صفحہ ۲۳)
☆ ... اکثر رات کو ہر رکعت میں سارا قرآن ختم کر جاتے۔ (طبقات الکبریٰ صفحہ ۴۲)
☆ ... جس جگہ وصال ہوا وہاں سات ہزار مرتبہ قرآن پاک ختم کیا گیا تھا۔ (ایضاً)
☆ ... اپنی کمائی سے کھاتے' عطیات کو رد کر دیتے تھے۔ (الخیرات الحسان صفحہ ۵۵)
☆ ... سب سے زیادہ سخی اور متقی تھے۔ (المناقب جلد ۱ صفحہ ۹۲)
☆ ... اکثر شاگردوں کے بھی اخراجات برداشت کرتے۔ (الخیرات الحسان صفحہ ۳۷)
☆ ... چہرہ اچھا' لباس بہترین' خوشبو نفیس' محفل پاکیزہ تھی۔ یاروں کے غمخوار تھے۔ (تاریخ بغداد صفحہ ۳۳۰)
☆ ... لطیف الطبع تھے' ایک بوسیدہ لباس والے کو ہزار درہم دیئے اور فرمایا جاؤ اپنا حلیہ ٹھیک کرو۔ اللہ چاہتا ہے کہ اپنے بندہ پر اپنی رحمت کا اثر دیکھے۔ (البطل الحریۃ صفحہ ۷۱)

☆ ... سب سے بڑھ کر آپ کا وصف عشق رسول ﷺ تھا۔ فرماتے جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے، سر آنکھوں پر قبول، میرے ماں باپ ان پر فدا ہوں، ہم ان کے ارشاد کی مخالفت کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ (کتاب المیزان از شعرانی)

رسول اکرم ﷺ کی نظر میں

اللہ کریم نے آپ کو سیرت و کردار کی جملہ خوبیوں سے آراستہ فرمایا تھا۔ جس نے آپ کو دیکھا آپ کا ہو گیا۔ جس نے آپ کی زندگی کا مطالعہ کیا وہ متاثر ہوا۔ چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ آج تک ملت اسلامیہ کے بڑے بڑے مفکرین و متصوفین نے آپ کے حضور اپنی عقیدت و ارادت کے پھول نچھاور کئے ہیں۔ سب سے پہلے ہم حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث نقل کرتے ہیں کہ آپ نے کس طرح اپنے اس عظیم غلام اور محبوب ہستی کی خبر دی ہے فرمایا ....

☆ ... لوکان الایمان عندالثریا لذهب به رجل من فارس ابناء فارس حتی یتناوله "یعنی اگر ایمان ثریا کے پاس ہوا تو اہل فارس میں سے ایک آدمی وہاں بھی پہنچے گا اور اسے حاصل کرے گا۔" (رواہ مسلم)

☆ ... لوکان العلم بالثریا لتناوله رجال من ابناء فارس یعنی "اگر علم ثریا کے پاس ہوا تو فارس کے افراد اسے حاصل کر لیں گے۔" (رواہ ابونعیم)

☆ ... صحیح بخاری میں بھی قدرے اختلاف الفاظ کے ساتھ یہ حدیث موجود ہے، "اگر ایمان ثریا کے پاس لٹکا ہوا ہو گا تو عرب اس کو نہ پا سکیں گے البتہ فارس والے اسے حاصل کر لیں گے۔ (رواہ طبرانی)

حضرت امام سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :

"میں کہتا ہوں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یقیناً ان احادیث میں امام ابوحنیفہ قدس سرہ کی خبر دی ہے جس کی روایت حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی ہے۔ (بعض سعدی بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہیں۔) (تبییض الصحیفه صفحہ ۳)

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور علم حدیث

غیر مقلدین حضرات کے نزدیک حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم حدیث میں بالکل نابلد ہیں۔ اس طرز فکر پر خود غیر مقلدین کے مقتدر عالم جناب داود غزنوی صاحب نے اظہار افسوس کیا ہے کہتے ہیں :

" جماعت اہل حدیث کو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روحانی بد دعا لے کر بیٹھ گئی ہے' ہر شخص ابوحنیفہ' ابوحنیفہ کہہ رہا ہے۔ کوئی بہت ہی عزت کرتا ہے تو امام ابوحنیفہ کہہ دیتا ہے۔ پھر ان کے بارے میں ان کی تحقیق یہ ہے کہ وہ تین حدیثیں جانتے تھے یا زیادہ سے زیادہ گیارہ' اگر کوئی بڑا احسان کرے تو وہ سترہ احادیث کا عالم گردانتا ہے۔ جو لوگ اتنے جلیل القدر امام کے بارے میں یہ نقطہ نظر رکھتے ہوں ان میں اتحاد و یکجہتی کیونکر پیدا ہو سکتی ہے۔ (حضرت مولانا داود غزنوی صفحہ ۱۳۰)

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ : فرماتے ہیں کہ " تم پر لازم ہے اثر کا علم اور اثر کا علم حاصل کرنے کے لئے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت لازم ہے کہ انہی سے حدیث کا معنی اور تاویل مل سکتی ہے۔" (المناقب صفحہ ۳۰۷) یاد رہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ عظیم محدث تھے' وہ ایک ایسے آدمی سے تحصیل حدیث کا مشورہ کیسے دے سکتے ہیں جو حدیث کو نہیں جانتا۔

صدر الائمہ امام موفق رحمۃ اللہ علیہ : فرماتے ہیں کہ " امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب " الاثار " کو چالیس ہزار احادیث سے منتخب فرمایا۔ (المناقب صفحہ ۸۴)

امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ : نقل فرماتے ہیں کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف میں ستر ہزار سے زیادہ حدیثیں بیان فرمائی ہیں جبکہ چالیس ہزار سے کتاب الآثار کو منتخب فرمایا ہے۔ (مناقب الامام ذیل الجواہر المضیۃ جلد ۲ صفحہ ۴۷۴)

ابن حجر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ : فرماتے ہیں کہ حضرت امام نے چار ہزار مشائخ کرام سے جو کہ ائمہ

تابعین تھے اور دوسرے حضرات سے روایت کی ہے' اس لئے علامہ ذہبی اور دوسرے علماء نے آپ کو حدیث کے حفاظ میں شمار کیا ہے اور جس شخص نے گمان کیا کہ وہ حدیث کی طرف کم توجہ دیتے تھے اس نے تساہل یا حسد کی بنا پر ایسا کہا۔ (الخیرات الحسان صفحہ ٦٦)

مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ : طلبت مع ابی حنیفه الحدیث فغلبنا میں نے ابوحنیفہ کے ساتھ حدیث کی تحصیل کی' وہ ہم سب پر غالب تھے۔ (مناقب الذہبی صفحہ ۲۷)

سب سے بڑھ کر امام خود فرماتے ہیں کہ میرے پاس ذخیرہ حدیث کے بہت سے صندوق بھرے پڑے ہیں جن میں سے بہت تھوڑا حصہ انتفاع کے لئے نکالا ہے۔ (المناقب از موفق) غیر مقلد حضرات نے ابن خلدون کے حوالے سے یہ پراپیگنڈہ کیا ہے کہ امام کو سترہ حدیثیں یاد تھیں' حالانکہ ابن خلدون نے حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کو حدیث کے کبار مجتہدین میں شمار کیا ہے اور رد و قبول کے سلسلہ میں ان کے مذہب کو قابل اعتماد کہا ہے۔ (مقدمہ صفحہ ۲۶۴) باقی انہوں نے جو یہ کہا ہے قالو ابوحنیفه رضی اللّٰه تعالٰی عنه یقال بلغت روایته الی سبعة عشر حدیثا اونحوها ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سترہ یا اس کے لگ بھگ حدیثیں مروی ہیں' اس کی ہم مختلف پہلوؤں سے تشریح کرتے ہیں۔

۱..... ایک ہے اخذ حدیث یعنی حدیث حاصل کرنا اور دوسرا ہے روایت حدیث' یعنی حدیث پھیلانا اور پڑھانا۔ ابن خلدون کے قول سے روایت حدیث کی قلت ثابت ہوتی ہے اخذ حدیث کی ہرگز نہیں۔ اور روایت حدیث میں قلیل ہونا کوئی جرم اور علم حدیث میں بے بضاعت ہونے کی دلیل نہیں۔ علامہ ابن حجر نے کیا خوب کہا ہے "وہ مسائل کے استنباط میں مصروف تھے اس لئے ان کی روایتیں پھیل نہیں سکیں۔ جس طرح حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایات ان کی مصروفیات کی وجہ سے کم ہوئیں اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان جیسے دوسرے صحابہ کی روایات بے شمار ہیں۔ یہ حضرات عوام کے مصالح میں مشغول تھے۔

اب یہ کہنا کہ حضرت صدیق اکبر' عمر فاروق' عثمان غنی اور علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا پایہ حضرت ابوہریرہ یا دوسرے صحابہ کرام سے کمزور تھا بہت افسوسناک اور علم حدیث کے ساتھ کھلا مذاق ہے۔ اسی طرح امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی روایات ان حضرات سے کم

ہیں جو روایات پھیلانے میں فارغ تھے۔ اس سلسلہ میں ابوزرعہ اور ابن معین کی مثال دی جاسکتی ہے۔ کیا کوئی ان حضرات کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر فوقیت دے سکتا ہے۔ لہٰذا روایت حدیث میں قلیل ہونے کو اخذ حدیث میں قلیل ہونے پر قیاس کرنا بہت بڑا تعصب ہے اور ابن خلدون کے کلام میں بہت بڑی تحریف ہے۔ علامہ ابن خلدون خود فرماتے ہیں :

قد تقول بعض المبغضين المتعسفين الى ان منهم من كان قليل البغاعة فى الحديث فلهذا قلت رواية ولا سبيل الى هذا المعتقد فى كبار الائمة كان الشريعة انما توخذ من الكتاب والسنة " بعض گمراہ دشمنوں نے تو یہاں تک جھوٹ باندھا ہے کہ بعض ائمہ کبار حدیث میں نااہل تھے اس لئے ان کی روایات کم ہیں۔ ائمہ کبار کی نسبت یہ اعتقاد کوئی حیثیت نہیں رکھتا شریعت تو کتاب و سنت سے ماخوذ ہے۔ (مقدمہ صفحہ ۲۶۳)

۲ ..... ابن خلدون نے جو کہا ہے کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سترہ یا اس کے لگ بھگ حدیثیں مروی ہیں تو یہ ان کا اپنا قول نہیں ہے۔ انہوں نے اسے صیغہ مجہول کے ساتھ نقل کیا ہے۔ یعنی یقال کہہ کر اس قول کی صنعت پر مہر تصدیق ثبت کی ہے۔

۳ ..... ابن خلدون عظیم مورخ تو ہیں، محدث نہیں، اس لئے انہیں ائمہ کرام کی روایات کا علم کم ہے، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی مرویات کی تعداد موطا میں تین سو بتائی ہے، فرماتے ہیں " ومالک رحمه الله انما صح عنده مافى كتاب الموطا وغايتها ثلاث مائة حدييث اونحوها۔" (مقدمہ)

اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی مرویات مسند احمد میں پچاس ہزار بیان کی ہیں، فرماتے ہیں احمد بن حنبل رحمه الله فى مسنده خمسون الف حديث حالانکہ اہل علم سے مخفی نہیں کہ یہ تعداد غلط ہے۔ مئوطا شریف میں " سترہ سو بیس " اور مسند احمد میں تیس ہزار احادیث مروی ہیں۔ جیسا کہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ ابن خلدون سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں تساہل ہو سکتا ہے تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کیوں نہ

ہوا ہو گا۔ نیز اس سے غیرمقلدین کی حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے دشمنی ظاہر ہوتی ہے کہ انہوں نے محدثین کرام کے اقوال پر اعتبار کرنے کے بجائے ایک مورخ کے نقل کردہ انتہائی مجہول قول کو سامنے رکھا۔ گویا ۔

مٹ گئی بربادی دل کی شکایت دوستو
اب گلستاں رکھ لیا ہے میں نے ویرانے کا نام

۴ ..... امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت حدیث میں قلیل نہیں' اس اجمال کی تفصیل دیکھنی ہو تو آپ کے بلند پایہ شاگردوں اور آپ سے روایت لینے والوں کی تعداد پر غور کرنا چاہئے۔ حافظ محمد بن احمد الذہبی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے :

" آپ سے محدثین اور فقہا نے کثیر روایات حاصل کی ہیں کہ ان کا شمار نہیں کیا جاسکتا۔ آپ کے اقران میں سے مغیرہ بن مقسم' زکریا بن ابی زائدہ' مسعر بن کدام' سفیان ثوری' مالک بن مغول' یونس بن ابی اسحاق اور ان کے بعد کے زائدہ بن شریک' حسن بن صالح' ابوبکر بن عیاش' عیسیٰ بن یونس' علی بن مسہر' حفص بن غیاث' جریر بن عبدالحمید' عبداللہ بن مبارک' ابومعاویہ' وکیع' المحاربی' فزاری' یزید بن ہارون' اسحاق بن یوسف الازرق' المعافی بن عمران' زید بن حباب' سعد بن صلت' مکی بن ابراہیم' ابوعاصم النبیل' عبدالرزاق بن ہمام' حفص بن عبدالرحمان' عبیدہ بن موسیٰ' ابوعبدالرحمٰن المقری' محمد بن عبداللہ انصاری' ابونعیم' ہوذۃ بن خلیفہ' ابواسامہ' ابویحییٰ الحمانی' ابن نمیر' جعفر بن عون' اسحاق بن سلیمان اور خلق خدا۔ (مناقب الامام ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۱۲)

اور علامہ شمس الدین شامی علیہ الرحمہ نے آپ سے روایات اخذ کرنے والوں کے نام درج کئے ہیں جن کی تعداد تقریباً نو سو چوبیس ہے۔ (عقود الجمان باب ۴ - ۵) اسی طرح خطیب بغدادی نے بھی کافی تعداد کا ذکر کیا ہے۔ حافظ کردری علیہ الرحمتہ نے صرف ایک محدث حضرت عبداللہ بن یزید مکی علیہ الرحمہ کے بارے میں لکھا ہے کہ انہوں نے حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ سے نو سو

احادیث مبارکہ حاصل کی ہیں۔ (مناقب کردری صفحہ ۴۹۸)

پھر آپ سے پندرہ مسانید منقول ہیں جن میں سے چار کو ان کے عظیم تلامذہ نے بلاواسطہ جمع کیا ہے۔ علامہ زاہد کوثری نے امام قطنی اور ابن شاہین کے حوالہ سے لکھا ہے کہ خطیب بغداد کے پاس بھی دار قطنی اور ابن شاہین کی مسند ابی حنیفہ تھیں۔ یہ دو مسندیں ان پندرہ کے علاوہ ہیں۔ (امام اعظم اور علم حدیث بحوالہ نقدم نصب الرایہ صفحہ ۳۸۹) ان مسانید کے علاوہ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الخراج، عبدالرزاق کی مصنف، ابن ابی شیبہ کی مصنف اور امام محمد کی مئوطا میں ہزاروں روایات آپ سے متصلاً لی گئی ہیں۔ پھر اپنی کتاب الاثار جس کو چالیس ہزار احادیث سے منتخب فرمایا ہے۔ ان حقائق کے ہوتے ہوئے بھی کوئی سترہ روایات کی رٹ لگائے تو تاریخ حدیث کو مسخ کرنے کے مترادف ہے۔

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اگر سترہ احادیث کا ہی ذخیرہ ہوتا تو بڑے بڑے محدثین اور نادر روزگار فقہا چند دن کے بعد آپ سے منہ موڑ لیتے۔ جبکہ اس کے برعکس ہم دیکھتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد حضرت مکی بن ابراھیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اوپر سماع حدیث کے لئے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درس کو لازمی قرار دیا تھا۔ (المناقب از موفق جلد ۱ صفحہ ۲۰۳) اور حافظ ابن عبدالبر نے امام وکیع کے بارے میں لکھا ہے کہ انہوں نے حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ سے احادیث کا بہت زیادہ سماع کیا تھا۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ثقاہت

غیرمقلدین حضرات امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ضعیف کہتے ہیں، دلیل یہ کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں اپنی کتاب "الضعفاء" میں نقل کیا ہے، یہاں ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ جب آدمی دن کو رات کہنے پر تلا ہو تو اسے کون روک سکتا ہے۔ جس عظیم انسان نے صحابہ کرام سے حدیث لی ہو تابعین کی کثیر تعداد کو دیکھا ہو بلکہ خود اس طبقہ صالحین میں نمایاں ترین مقام کا حامل ہو، جس کے زہد و تقویٰ، خلوص و احتیاط کی اس کے جلیل القدر معاصرین نے گواہی دی ہو، پھر سب سے بڑھ کر جس کی بشارت خود سرور عالم، مخبرصادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہو

اور اسے بخاری و مسلم نے اپنی صحاح میں درج کیا ہو' اگر وہ بھی ضعیف ہے تو یہ غیرمقلدین کہاں سے ثقہ ہو گئے؟

باقی رہ گئی امام بخاری کی بات تو ہم ان کی جلالت علمی اور ثقاہت فکری کو تسلیم کرتے ہیں لیکن حیران ہیں کہ انہوں نے کس بنیاد پر حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر "کتاب الضعفاء" میں کیا ہے' یہی نہ کہ کان مرجیاً سکنوا عن روایتہ و عن حدیثہ وہ مرجئ تھے اور لوگوں نے ان سے روایت و حدیث لینے میں سکوت کیا ہے۔ (معاذ اللہ)

حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ پر مرجی ہونے کا الزام اتنا غلط ہے کہ دلیل کی بھی ضرورت نہیں' خود حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور تالیف "فقہ اکبر" میں ارجاء کی تردید فرمائی اور علامہ مرغینانی نے آپ کا قول لکھا کہ اھل الارجاء الذین یخالفون الحق فکانوا بالکوفۃ اکثر و کنت اقھرھم بحمداللہ کوفہ میں مرجی کثرت سے رہتے تھے جو حق کے خلاف تھے اور میں ان سے مناظرے میں جیت جاتا تھا۔ (کشف الاسرار بحوالہ مناقب الامام اعظم جلد ۱ صفحہ ۹)

علامہ عبدالکریم شہرستانی شافعی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ فلا یبعد ان اللقب انما لزمہ من فریقین المعتزلۃ و الخوارج بعید نہیں کہ امام صاحب کو یہ الزام معتزلہ اور خوارج نے دیا ہو۔ (جلیل و آخل جلد ۱ صفحہ ۷۹ ذکر مرجیہ) اسی طرح شرح مواقف اور عقود الجواہر وغیرہ میں اس کی سخت تردید ہے۔ لہٰذا کہا جا سکتا ہے کہ امام بخاری سے تسامح ہوا ہے۔

علاوہ ازیں غیرمقلدین حضرات کے اس الزام کا تجزیہ ہم یوں کرتے ہیں کہ اگر حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارجاء کی وجہ سے آپ کی روایات پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتیں تو یہ الزام امام بخاری پر بھی عائد ہو سکتا ہے کیونکہ انہوں نے اپنی صحیح میں تقریباً سولہ راویوں سے روایت لی ہے جو مرجئ ہونے میں مشہور تھے۔ (تہذیب التہذیب میں اس کی تفصیل موجود ہے۔) نیز چار راوی نسب کے علمبردار تھے' تقریباً ستائیس شیعہ' چھ قدری' چار خارجی اور چار جہمی ہیں۔ (یہ کتاب المعارف اور میزان الاعتدال میں دیکھا جا سکتا ہے۔) صحیح بخاری کے انہی رواۃ کی بنا پر کہا گیا ہے کہ اس میں بھی ضعیف روایات درج ہیں' یہی حال مسلم کا ہے' علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں :

"امام بخاری کے چار سو بیس (۴۲۰) راویوں میں سے اسی (۸۰) راوی ضعیف ہیں اور مسلم کے چھ سو بیس (۶۲۰) راویوں میں سے ایک سو ساٹھ (۱۶۰) ہیں۔" کذا ذکرہ السخاوی فی شرح الفیۃ العراقی (مصطلحات اہل الاثر علی شرح نخبۃ الفکر)

اور محقق علی الاطلاق علامہ ابن ہمام علیہ الرحمتہ نے فرمایا ہے:

"جس نے کہا ہے کہ احادیث میں سب سے زیادہ صحیح وہ حدیث ہے جو بخاری و مسلم میں ہے یا بخاری و مسلم کی شرطوں پر کسی اور نے روایت کی، یہ قول بلادلیل ہے۔ اس کی تقلید جائز نہیں .... کیونکہ بخاری و مسلم میں کثرت سے ایسی روایات ہیں جن کے راوی جرح سے نہیں بچ سکے۔ (فتح القدیر باب نوافل جلد ۱)

اب ائمہ فن کی ان تصریحات کی موجودگی میں غیر مقلدین کا یہ کہنا کہ ہم تو بس بخاری و مسلم کو ہی قبول کریں گے، صحیحین سے روایت لاؤ، بڑے رحم دل واقع ہوں تو کہتے ہیں کہ چلو دوسری صحاح ترمذی، ابوداود، ابن ماجہ، نسائی سے اخذ کر لو۔ سوچنا چاہئے کہ جب بخاری و مسلم کا یہ حال ہے تو باقی کیسے ضعیف روایات سے محفوظ ہو سکتی ہیں۔ دریں حالات اگر "صحاح ستہ" کو صحیح روایات کا مجموعہ کہا گیا ہے تو صرف اس وجہ سے کہا گیا ہے کہ ان میں صحیح روایات کی کثرت ہے، یہ نہیں کہ ان میں ضعیف روایات موجود ہی نہیں۔

دوسری طرف جس امام جلیل اور مجتہد عظیم کو ضعیف کہا جاتا ہے اس کے پاس ضعیف روایات لینے کا ذریعہ ہی کوئی نہیں۔ وہ یا تو صحابہ سے روایت لیتے ہیں جیسا کہ امام سیوطی علیہ الرحمتہ نے اسناد لکھی ہیں مثلاً ....

۱ ... عن ابی یوسف عن ابی حنیفہ سمعت انس ابن مالک یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم (تبییض الصحیفہ)

۲ ... عن یحیٰی بن قاسم عن ابی حنیفۃ سمعت عبداللہ بن ابی اوفٰی یقول

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من بنی اللہ مسجداً ولو کمفحص قطاۃ بنیی اللہ لہ بیتاً فی الجنۃ (ایضاً)

صحابہ کرام سے روایت بلاواسطہ اخذ کرنا حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کا وہ اعزاز ہے جو ان کے بعض معاصرین و محدثین حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کو بھی حاصل نہیں۔ یا پھر تابعین کرام کی کثیر جماعت سے روایت لیتے ہیں جن کی شان و عظمت صحیح احادیث سے ثابت ہے' یہاں یہ کہا جائے کہ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام مالک سے بھی روایات لی ہیں جیسا کہ علامہ شبلی نعمانی جیسے مورخ نے بھی کہہ دیا ہے۔ (سیرت النعمان صفحہ ۵۰۰)

کیونکہ حضرت حافظ عسقلانی نے اسے قبول نہیں کیا فرماتے ہیں لما یثبت روایۃ ابی حنیفۃ عن مالک' بلکہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ ثابت ہے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے سماع حدیث کے لئے تین سال امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بسر کئے' اس دوران امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصول و قواعد حاصل کئے' یہی سبب ہے کہ آپ کی ترتیب کردہ دس ہزار احادیث پر مشتمل مؤطا سترہ سو بیس احادیث پر رک گئی' جن میں چھ سو مسند' دو سو بائیس مرسل' چھ سو تیرہ موقوف روایات اور دو سو پچاسی تابعین کے اقوال ہیں۔ (مصفی شرح مؤطا از شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت عبداللہ بن داود رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ نے تابعین کرام میں سے کن کن کی صحبت سے فیض اٹھایا' آپ نے فرمایا قاسم' سالم' طاؤس' عکرمہ' مکحول' عبداللہ بن دینار' حسن بصری' عمرو بن دینار' ابوالزبیر' عطا' قتادہ' ابراہیم شعبی' نافع' وامثالھم یعنی اور ان جیسوں کی۔ (مسند ابوحنیفہ کتاب الفضائل)

بتائیے ان بزرگان دین میں سے کون ہے جس کی جناب سے آپ کو ضعیف روایت کی توقع ہے۔ اسی لئے حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایات کی ثقاہت پر امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمتہ نے کیا خوب تبصرہ فرمایا ہے:

"اللہ تعالیٰ نے مجھ پر فضل فرمایا کہ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تین مسانید کا مطالعہ کیا' میں نے دیکھا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ثقہ اور

صادق تابعین کے سوا کسی سے روایت نہیں کرتے جن کے حق میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خیر القرون ہونے کی گواہی دی ہے۔ جیسے علقمہ، عطا، عکرمہ، مجاہد، مکحول اور حسن بصری وغیرہ۔ امام اعظم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے درمیان سب راوی، عدل کے مالک، ثقہ اور بزرگ ہیں، جن کی طرف کذب کی نسبت نہیں کی جا سکتی۔" (میزان الشریعۃ الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۶۸)

حضرت محدث کبیر عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

روی الآثار عن نبل ثقات

غزار العلم مشیخۃ حصیفہ

یعنی کتاب الاثار میں وسیع علم والے ثقہ اور معزز بزرگوں سے روایت لی ہے۔ (المناقب از موفق)۔

حضرت امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں " جب بھی کسی مسئلہ میں میرا اختلاف ہوا اور میں نے پورے تدبر سے کام لیا تو حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کا ہی مسلک نجات دہندہ ثابت ہوا۔ احادیث کی طرف نظر دوڑائی تو وہ حدیث صحیح کی بھی زیادہ ہی بصیرت رکھتے تھے۔ (الخیرات الحسان) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد امام اعمش علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں " ابوحنیفہ تم نے تو حدیث و فقہ کے کنارے لے لئے ہیں۔" (ایضاً) اور وکیع علیہ الرحمتہ کا بیان نہایت جامع ہے :

" ابوحنیفہ خطا کس طرح کر سکتے ہیں جب کہ ابویوسف اور محمد و زفر جیسے اصحاب قیاس اور اہل اجتہاد ان کے ساتھ ہیں اور یحیٰ بن زکریا، حفص بن غیاث اور حبان و مندل جیسے حفاظ حدیث اور اصحاب معرفت ان کے ساتھ ہیں اور قاسم بن معین جیسا ادیب اور ماہر لغات ان کے ساتھ ہے اور داود طائی اور فضیل بن عیاض جیسے خداترس ان کے ساتھ ہیں .... جو شخص اس طرح کی بات کہے وہ حیوان ہے۔" (عقود الجواہر)

حضرت یحیٰ بن معین علیہ الرحمتہ نے فرمایا ہے کہ ابوحنیفہ سے صالحون کی ایک جماعت

نے روایت لی ہے' وہ روایت میں سچے ہیں۔ (اخبار ابی حنیفہ صفحہ ۸۰) امام زفر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بڑے بڑے محدثین حضرت امام کے پاس آتے اور مشتبہ احادیث کے بارے میں آپ سے پوچھا کرتے تھے۔ (المناقب از موفق جلد ۱۴۸ جلد ۲)

آخر میں ہم امام بدر الدین عینی علیہ الرحمہ کا ارشاد دیکھتے ہیں :

"میں کہتا ہوں کہ یحییٰ بن معین سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا ثقہ ہیں۔ میں نے کسی کو نہیں سنا کہ آپ کو ضعیف کہا ہو۔ شعبہ بن حجاج آپ کو کہتے ہیں کہ آپ حدیث بیان کریں' اور شعبہ اور سعید آپ کو روایت کے لئے کہتے ہیں اور یحییٰ بن معین نے یہ بھی کہا ہے کہ کان ابوحنیفہ ثقہ من اهل الصدق ولم یتهم بالكذب وكان مامونا علی دين الله ـ صدوقا فی الحديث ابوحنیفہ ثقہ ہیں' اہل صدق میں سے ہیں' ان پر کذب کی تہمت نہیں' وہ دین خدا کے امین اور حدیث میں سچے ہیں۔ عبداللہ بن مبارک' سفیان' اعمش' سفیان' عبدالرزاق' حماد بن زید اور وکیع جیسے ائمہ کبار نے اور ائمہ ثلاثہ مالک و شافعی و احمد وغیرہ نے ان کی تعریف کی ہے۔ اس سے دار قطنی کا ستم اور تعصب اجاگر ہو گیا ہو گا۔ پس وہ کون ہے جو امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ضعیف کہے وهو مستحق التضعيف وہ خود اس تضعیف کا حقدار ہے کہ اس نے اپنی مسند میں سقیم و معلول و منکر و غریب و موضوع روایات نقل کی ہیں۔ اس لئے وہ اس قول کا مصداق ہے۔ جب لوگ امام کی عظمت کو نہ پہنچ سکے تو آپ کے دشمن بن گئے۔ مثل سائر میں ہے کہ سمندر مکھی کے گرنے سے گدلا نہیں ہوتا اور کتوں کے پینے سے ناپاک نہیں ہوتا۔ و حديث ابی حنيفه حديث صحيح "اور ابوحنیفہ کی حدیث صحیح حدیث ہے۔" امام تو امام ہیں موسیٰ بن ابی عائشہ کوفی علیہ الرحمۃ ثقات میں سے ہے اور صحیحین کے راویوں میں سے

ہے اور عبداللہ بن شداد تابعین اور ثقات میں سے ہے۔ (بنایہ شرح ہدایہ جلد ا صفحہ ۷۰۹)

امام اعظم اور اکتساب حدیث

یہ الزام اکثر سننے اور دیکھنے میں آیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث کا لحاظ نہیں رکھتے تھے اور حدیث کے مقابلے میں اپنا قول معتبر سمجھتے ہیں۔ یہ کتنا بڑا ظلم ہے اور یہ ظلم صدیوں کی غلط فہمیوں سے ہوتا چلا آرہا ہے۔ حضرت امام ﷺ کے دور میں ہی یہ فتنہ عام ہوا تو حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے گفتگو فرمائی ' آپ نے انہیں اپنے بارے میں مطمئن کر دیا۔ (الانتقا از قرطبی صفحہ ۱۲۴) ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق' حضرت مقاتل بن حیان اور حماد بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ آپ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ دین میں کثرت سے قیاس کرتے ہیں' آپ نے حضرات علماء سے زوال تک بحث کی اور ثابت کر دیا کہ ان کا مذہب قرآن و حدیث اور صحابہ کرام کی اتباع کا آئینہ دار ہے تو وہ سب حضرات امام کے سر اور گھٹنوں کو چوم کر یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ ہم نے لاعلمی میں آپ کی برائیاں کیں' آپ معاف کر دیں۔ آپ نے فرمایا اللہ ہماری اور آپ کی مغفرت فرمائے۔ (المیزان از شعرانی صفحہ ٦٦)

مامون رشید کے دور میں کچھ محدثین نے آپ کے بارے میں فتنہ کھڑا کیا تو مامون رشید نے ان کو لاجواب کیا اور پھر کہا " اگر ابوحنیفہ کے اقوال کتاب اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے خلاف ہوتے تو ہم ان پر عمل نہ کرتے۔" (المناقب از موفق جلد ۲ صفحہ ۵۵) گویا شروع سے ہی حاسدین و معاندین آپ کے خلاف برسرپیکار ہیں جبکہ علمائے حق تحقیق و جستجو اور عقل سلیم کی روشنی میں آپ کے تفقہ فی الدین کا جائزہ لے کر آپ کے علم و فضل کا اعتراف کرتے رہے۔ ابوالاسود نے کیا خوب کہا ہے ؎

حسد والفتی از الم ینالوا سعیه

فالناس اعداء له و خصوم

آپ امت محمدیہ میں عظیم فقیہ ہوئے ہیں اور فقاہت بغیر حدیث کے معتبر نہیں' جیسا کہ حضرت امام محمد علیہ الرحمہ نے فرمایا لایستقیم الحدیث الا بالرائی ولا یستیقم الرائی الا بالحدیث فقہ کے بغیر حدیث درست نہیں رہتی اور حدیث کے بغیر فقہ' (کشف الاسرار شرح منار الانوار از سفی جلد ا صفحہ ۵) یہی وجہ ہے کہ محدثین جن کو فقہ میں تبحر اور عبور نہیں تھا ان سے ایسے ایسے "لطائف" مروی ہیں کہ خدا کی پناہ۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمتہ کی صحیح کے ابواب اور ان کے تحت احادیث کا اندراج دیکھ کر آپ کی فقاہت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

محدثین کرام صرف احادیث کو جمع کرتے چلے جاتے ہیں ان کے احکام اور ناسخ و منسوخ وغیرہ کا کوئی ادراک نہیں ہوتا جبکہ فقہا ہر حدیث کو خوب جانچتے ہیں اور پھر امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو حدیث کے سمندر کے غواص ہیں' اس لئے ہر باریک بین' منصف مزاج اور صاحب علم کو آپ کے مذہب میں کوئی عیب نظر نہیں آتا' نیز آپ کا مذہب دو تہائی ملت اسلامیہ نے قبول کیا ہے جس میں نامور فقہا' عظیم محدثین اور جید عرفا علیہم الرحمتہ شامل ہیں۔ جن مسائل میں آپ پر الزام لگایا جاتا ہے کہ آپ حدیث کے خلاف حکم دیتے ہیں وہ حدیث ان تین حالتوں سے خالی نہ ہو گی۔

☆ منسوخ ہو گی

حضرت امام منسوخ حدیث پر عمل نہیں کرتے' ناسخ پر عمل کرتے ہیں تو یہ عمل حدیث پر ہی ہوا' ظاہر ہے حدیث کو منسوخ کرنا حدیث کا ہی کام ہے۔ امام اپنے قول سے تو اسے منسوخ نہیں کر سکتے' پھر کیسے کہا جاسکتا ہے کہ امام کا حدیث پر عمل نہیں۔ اس کی واضح مثال تکبیر تحریمہ کے علاوہ نماز میں رفع یدین ہے جو احادیث صحیحہ سے منسوخ ہو چکا ہے۔ غیر مقلدین حضرات منسوخ احادیث پر عمل کرتے ہیں اور الٹا حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف محاذ کھڑا کرتے ہیں کہ ابوحنیفہ حدیث پر عمل نہیں کرتے' خدارا انصاف ! عمل تو آپ خود نہیں کرتے' اگر منسوخ احکام پر عمل کرنا ہی آپ کا دین ہے تو سود و شراب کی حلت کا فتویٰ بھی دے دو اور ادھر

ناسخ احادیث پر عمل کی وجہ سے حضرت امام کی مخالفت کرتے ہو تو پھر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی اسی طرح مخالفت کرو کیونکہ آپ ﷺ نے تمہارے پسندیدہ فعل کو ختم کر دیا۔ ناسخ احادیث ترمذی' ابوداود' نسائی' مصنف ابن ابی شیبہ' مسند احمد' سنن الکبریٰ بیہقی' شرح معانی آثار' جامع المسانید' مصنف عبدالرزاق' مسند ابی یعلی' دار قطنی' معجم طبرانی میں موجود ہیں' ان سب سے بڑھ کر بخاری و مسلم نے بھی روایت کی ہیں۔ مثلاً بخاری جلد اول میں جو حضرت ابوحمید ساعدی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز سکھائی ہے اس میں کہیں بھی اس رفع یدین کا ذکر نہیں۔ اس طرح مسلم نے عباد بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی جو حدیث لی ہے اس میں رفع یدین کو بدکے ہوئے گھوڑوں کی دموں سے تشبیہ دی گئی ہے اور حکم دیا گیا ہے اسکنو فی الصلوۃ "نماز میں سکون کرو۔" (مسلم جلد اول صفحہ ۱۸۱)

پھر خلفائے راشدین اور صحابہ کبار' عبداللہ بن مسعود' ابوہریرہ' عبداللہ بن عمر' حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مخالفت کرو کہ وہ سب ناسخ احادیث پر عمل کرتے ہوئے رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ اسی طرح عظیم تابعین ابواسحاق' شعبہ' ابراہیم نخعی' اسود بن یزید' علقمہ' قیس بن ابی حازم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بھی یہی مذہب ہے۔ انہی حقائق کو دیکھتے ہوئی حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمل فرمایا۔ اور یہ بھی کہہ دیں کہ ترک رفع یدین پر امام مالک کا عمل بھی منقول ہے۔ (المدونتہ الکبریٰ صفحہ ۶۸) نیز اسی پر اہل مدینہ اور اہل کوفہ کا اجماع ہے۔ (ھدایہ المجتہد جلد ۱ صفحہ ۹۷ - ترمذی جلد ۱ صفحہ ۵۹) بلکہ اور بھی فقہاء کا اجماع ہے جیسا کہ ابوبکر بن عیاش علیہ الرحمتہ نے فرمایا مارایت فقیہاً فط یفعلہ یرفع یدیہ فی غیر التکبرۃ الولی (شرح معانی الاثار لطحاوی جلد ۱ صفحہ ۱۵۶) اب اہل انصاف پر خوب روشن ہو گیا ہو گا کہ اس عمل میں حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ تنہا نہیں۔ اسی طرح آمین بالجہر' فاتحہ خلف الامام' طلاق ثلاثہ کے وقوع وغیرہ مسائل پر آپ کا مذہب آیات و احادیث سے مبرہن و منور ہے۔

☆ نامقبول ہو گی

حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حدیث پر عمل نہیں کرتے جو کسی فنی سقم کی بنا پر

پر نامقبول ہو۔ اس کے برعکس صحیح و محکم حدیث پر عمل کرتے ہیں۔ مثلاً آپ تازہ کھجوروں کی تجارت خشک چھوہاروں کے بدلے جائز قرار دیتے ہیں۔ اہل بغداد نے حدیث بیان کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تازہ کھجوروں کو خشک کھجوروں کے بدلے فروخت کرنے سے روکا ہے۔ امام نے فرمایا یہ حدیث زین بن عیاش پر موقوف ہونے کی وجہ سے نامقبول ہے۔ اس کے برعکس صحیح احادیث سے یہ تجارت جائز ٹھہرتی ہے۔ (فتح القدیر جلد ۵ صفحہ ۲۹۶)

☆ خصوصیت پر مبنی ہوگی

حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حدیث پر عمل نہیں کرتے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہوگی مثلاً غائبانہ نماز جنازہ' امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک جائز نہیں کیونکہ اس کا تعلق صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہے۔ بخاری کتاب الجنائز میں نجاشی کی غائبانہ نماز جنازہ کا ذکر ہے تو شارحین نے وضاحت کی ہے کہ صحابہ کرام کے نزدیک نجاشی کا جنازہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ نبوت سے اوجھل نہیں تھا۔ (عینی جلد ۴ صفحہ ۲۵) اس عمل کے بعد کوئی حدیث مرفوعاً" ثابت نہیں' ایک حدیث سے معاویہ بن معاویہ مزنی کی غائبانہ نماز جنازہ کا ثبوت ملتا ہے تو وہ حدیث ضعیف محض ہے۔ اس کی مختلف اسناد میں بقیہ بن ولید' نوح بن عمر' علاء بن یزید' محبوب بن ہلال جیسے راوی ہیں جن کو ائمہ نے مدلس' منکر الحدیث' متروک الحدیث اور سارق جیسے الفاظ سے یاد کیا ہے' اس سے بڑھ کر یہ کہ معاویہ بن معاویہ کوئی صحابی نہیں۔ (الاصابہ ۴۳۸)

اس حدیث پر بھی عمل نہیں کرتے یا اس کے مطابق حکم نہیں دیتے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی خاص فرد کے لئے فرمایا ہو' ترمذی شریف میں ہے کہ جب غیلان بن سلمہ مسلمان ہوئے تو ان کی دس بیویاں تھیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان میں سے جن چار کو اختیار کرنا چاہو کرلو' امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر کسی آدمی کی چار سے زیادہ بیویاں ہیں تو پہلی چار کے ساتھ اس کا نکاح صحیح اور ان کے بعد والیوں کا باطل ہے۔ معترضین کہتے ہیں کہ یہاں ان کا مذہب حدیث کے خلاف ہے۔ حالانکہ امام نے یہاں قرآن

حکیم کی آیت کو پیش نظر رکھا ہے۔ فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنٰی و ثلاث و رباع یعنی نکاح میں لاؤ جو عورتیں خوش آئیں دو دو' تین تین' چار چار (سورۃ النساء) قرآن حکیم سے ثابت ہوا کہ پانچویں اور چھٹے درجے کی عورت سے اب نکاح باطل ہے۔ اب رہا حدیث ترمذی کا معاملہ تو وہ یا تو قرآن پاک کے اس حکم سے منسوخ ہے یا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے خداداد اختیار سے اسے اس فرد خاص کے لئے مختص کر دیا۔

نتیجہ فکر

اگر کوئی نظر انصاف سے ان تمام پہلوؤں کو سامنے رکھے اور حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعلیمات کا جائزہ لے تو اسے معلوم ہو گا کہ آپ کی کوئی بات قرآن و حدیث اور اتباع صحابہ سے گریزاں نہیں۔ اس پر ہم جید ائمہ کرام کی گواہی بھی نقل کر دیتے ہیں پہلے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا ارشاد سنئے :

☆ ... لانقیس الا عند الضرورۃ الشدیدۃ و ذلک اننا ننظر اولا فی دلیل تلک المسئلۃ من الکتاب و السنۃ و اقضیۃ الصحابۃ فان لم نجد دلیلا قنا حینئذ مسکوتا عنہ علی منطوق بہ بجامع اتحاد العلۃ بینھما ○ " ہم قیاس نہیں کرتے مگر شدید ضرورت کے وقت' ہم مسئلہ کی دلیل' کتاب اللہ' رسول اللہ ﷺ کے ارشادات اور صحابہ کے قضایا سے تلاش کرتے ہیں۔ اگر ان میں نہ ملے تو ہم نہ کہے ہوئے کو کہے ہوئے پر علت مشترکہ کی بنا پر قیاس کرتے ہیں۔" (المیزان از شعرانی صفحہ ۶۵)

☆ ... نیز فرماتے ہیں ان لوگوں پر حیرت ہے جو کہتے ہیں کہ میں قیاس پر فتویٰ دیتا ہوں' میں تو اثر پر فتویٰ دیتا ہوں۔ (الخیرات الحسان) باقی رہ گئی تابعین کی بات تو آپ فرماتے ہیں فھم رجال ونحن رجال وہ بھی مرد ہیں اور ہم بھی مرد ہیں۔ یعنی جس طرح ان کو اجتہاد کا حق ہے ہمیں بھی حق ہے۔

☆ ... علامہ ابو محمد علی ابن حزم اندلسی فرماتے ہیں کہ اصحاب ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس پر متفق ہیں

کہ مذہب ابوحنیفہ میں ان ضعیف الحدیث اولی عندہ من القیاس والمرای' ضعیف حدیث بھی قیاس اور رائے سے بہتر ہے۔ (مناقب الامام ابی حنیفہ صفحہ ۲۱)

☆ ... شارح مسلم امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیث مرسل کے بارے میں امام مالک' امام ابوحنیفہ اور امام احمد وغیرہ کا مذہب ہے کہ اسے بطور دلیل پیش کیا جاسکتا ہے۔ (مقدمہ شرح مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۷)

☆ ... حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی مسئلہ میں صحیح حدیث ملتی ہے تو ابوحنیفہ اس کو لیتے ہیں اور اگر صحابہ یا تابعین سے ہو تو یہی صورت ہے ورنہ وہ قیاس کرتے ہیں اور قیاس اچھا کرتے ہیں۔ (الخیرات الحسان فصل ۱۱)

☆ ... علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب کا اتفاق ہے کہ ان کے نزدیک ضعیف حدیث قیاس سے بہتر ہے۔ انہوں نے ضعیف حدیث کی وجہ سے سفر میں کھجور کی نبیذ سے وضو کرنے کو قیاس اور رائے پر مقدم کیا ہے اور ضعیف حدیث کی وجہ سے دس درہم سے کم کی چوری میں ہاتھ کاٹنے سے روکا ہے۔ وہ آثار صحابہ کو قیاس اور رائے پر مقدم رکھتے ہیں۔ یہی امام احمد کا طریقہ ہے اور سلف کے نزدیک ضعیف حدیث کی وہ اصطلاح نہیں جو متاخرین کی ہے جس کو متاخرین حسن کہتے ہیں اس کو سلف نے ضعیف کہا ہوتا ہے۔ (اعلام الموقعین جلد ۱ صفحہ ۷۷)

اب ہم ائمہ فن کی تشریحات کی روشنی میں حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اساسی اصولوں کا ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ قرآن حکیم
۲۔ احادیث قولی ' فعلی ' تقریری '
۳۔ صحابہ کے فتاویٰ
۴۔ اجماع
۵۔ قیاس
۶۔ استحسان (قیاس کی وہ قسم جو خفی ہوتی ہے مگر اس کا اثر قوی ہوتا ہے۔)

۷۔ تعامل بندگان خدا

آخر میں غوث العارفین، شیخ الجدو سیدنا حضور مجدد الف ثانی قدس سرہ کا ارشاد نقل کیا جاتا ہے :

"آپ مرسل حدیث و مسند حدیث کی طرح متابعت کے شایان جانتے ہیں اور اس کو اپنی رائے پر فوقیت دیتے ہیں۔ دوسرے اماموں کا یہ حال نہیں، باوجود اس کے آپ کے مخالفین آپ کو صاحب رائے قرار دیتے ہیں اور ایسے الفاظ بیان کرتے ہیں جن سے بے ادبی کا اظہار ہوتا ہے، حالانکہ امام کے زہد و تقویٰ اور علم و کمال کا سب کو اعتراف ہے .... چند ناقصوں نے چند احادیث کو رٹ لیا اور شریعت کو انہی میں محصور مانتے ہیں اور ان احادیث کا انکار کرتے ہیں جن کا انہیں علم نہیں، ان کی مثال پتھر کے کیڑے کی طرح ہے اور وہ پتھر کو ہی اپنی زمین اور آسمان سمجھتا ہے۔ (مکتوب دفتر ۲ صفحہ ۵۵)

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور صحاح ستہ

کوئی اسے تسلیم کرے یا نہ کرے یہ اٹل حقیقت ہے کہ صحاح ستہ میں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی برکات موجود ہیں۔ اگرچہ اصحاب صحاح نے آپ سے روایت لینے میں کمال بے نیازی کا مظاہرہ کیا ہے اور تو اور صاحب مشکوۃ نے بھی ان کی روایات کی طرف کوئی توجہ نہیں کی لیکن جس چشمہ صافی سے یہ سب حضرات سیراب ہوئے وہ امام" اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم سے پھوٹتا ہے۔ اس سلسلہ میں اصحاب صحاح کی مجبوری بھی تھی کہ وہ شافعی المسلک ہونے کے ناتے اپنا مخصوص ذوق رکھتے ہیں۔ صاحب مشکواۃ بھی شافعی تھے لیکن ان لوگوں کی اسانید میں بہت سے حنفی شیوخ موجود ہیں، امام بخاری علیہ الرحمتہ کے مشہور استاد حضرت مکی بن ابراھیم اور عبدالرزاق بن ہمام امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجل تلامذہ میں سے تھے۔ امام بخاری علیہ الرحمہ کی صحیح کا یہ بھی اعزاز ہے کہ انہوں نے اس میں بائیس ثلاثیات روایت کی ہیں، یعنی ایسی

روایات جن میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور راوی کے درمیان تین واسطے ہوں اور ان روایات میں سے گیارہ روایات صرف حضرت امام مکی بن ابراھیم علیہ الرحمتہ سے لی ہیں' گویا امام بخاری علیہ الرحمتہ و اعلیٰ ترین سند' حضور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیض سے حاصل ہوئی۔ یہاں یہ بھی عرض کر دوں کہ امام مالک علیہ الرحمتہ کی روایات میں ثنائیات ہیں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور راوی کے درمیان دو واسطے جبکہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایات میں واحدان ہیں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور راوی کے درمیان ایک واسطہ' امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ائمہ اربعہ میں خصوصی فضیلت و عظمت ہے۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء فتح المغیث میں امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس پر بحث فرمائی ہے۔

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نامور شاگرد رشید حضرت امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمتہ ہیں' امام احمد سے امام شافعی نے اتنا استفادہ کیا کہ فرماتے ہیں امن الناس علی فی الفقہ محمد بن الحسن یعنی فقہ میں مجھ پر سب سے بڑا احسان محمد بن حسن کا ہے۔ (تاریخ بغداد جلد ۲ صفحہ ۱۷۶) امام شافعی کے نامور شاگرد رشید حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمتہ ہوئے (تذکرۃ الحفاظ جلد ۲ صفحہ ۳۱) امام احمد بن حنبل علیہ الرحمتہ کے سامنے امام بخاری' امام مسلم' امام ابوداود علیہم الرحمتہ نے زانوے تلمذ طے کئے جو کہ اصحاب صحاح میں سے ہیں۔ (تہذیب التہذیب جلد ۱ صفحہ ۷۲)

امام ترمذی علیہ الرحمتہ نے امام بخاری و مسلم سے استفادہ کیا۔ (تذکرۃ الحفاظ جلد ۲ صفحہ ۶۴۵) امام ابن ماجہ و نسائی بھی اسی سلسلۃ الذہب سے بندھے ہوئے ہیں جس میں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ' فیضان سر سر ٹھاٹھیں مار رہا ہے کاش لوگ اس طرح بھی سوچتے کہ جس کے تلامذہ کی شوکت و منزلت کا یہ عالم ہے استاذ اعلیٰ' امام والا اور مقتدائے ارفع کی شوکت و منزلت کا کیا عالم ہو گا۔

تعارف مسانید

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے شیوخ سے احادیث مبارکہ کو روایت کیا تو لوگوں

نے آپ کے ہر شیخ کی مرویات کو الگ الگ اکٹھا کر لیا' اس طرح مرویات کے الگ الگ نسخے وجود میں آگئے۔ وہ نسخے مندرجہ ذیل جید علماء و فقہاء کی کوشش سے اہل علم تک پہنچے۔

حافظ ابو محمد عبداللہ بن محمد البخاری' حافظ ابوالقاسم طلحہ بن محمد' حافظ ابوالحسین محمد بن المظفر' حافظ ابو نعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی' شیخ ابوبکر محمد بن عبدالباقی انصاری' امام ابوبکر احمد عبداللہ بن عدی جرجانی' حافظ حسن بن زیادہ الولوی' حافظ عمر بن حسن اشنانی' ابوبکر احمد بن محمد الکلامی' قاضی ابویوسف یعقوب بن ابراہیم انصاری' امام احمد بن حسن شیبانی' امام حماد بن ابوحنیفہ' امام عبداللہ بن ابی عوام' امام حسین بن محمد بلخی' امام محمد بن حسن قدس سرہم القدس

مسانید امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان نسخوں کو ابوالموئد محمد بن محمود خوارزمی متوفی ۶۵۵ھ نے جمع فرمایا' امام خوارزمی اس عظیم کاوش کی وجہ اس طرح بیان کرتے ہیں۔

"میں نے ملک شام میں بعض جاہلوں کو کہتے ہوئے سنا کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت حدیث کم ہے۔ ایک نالائق نے تو امام شافعی کی مسند' امام مالک کی موطا اور امام احمد کی مسند کا حوالہ دے کر حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں گستاخی کی یہ سن کر میری مذہبی غیرت نے جوش مارا کہ میں حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پندرہ مسانید کو ایک مسند کی صورت میں ترتیب دوں' چنانچہ میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے ابواب فقہ کو سامنے رکھ کر مسند ترتیب دی تاکہ جاہل دشمنوں کا وہم دور ہو جائے۔"

اس مسند کے مقدمہ میں امام خوارزمی علیہ الرحمتہ نے حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں کیا خوب لکھا ہے :

"اجتہاد میں تمام علماء کرام سے پیش قدم' اعتقاد میں سب سے پاکیزہ' ہدایت میں سب سے واضح' طریقے میں سب سے درست' امام الائمہ' سراج ہذا الامہ ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ انہوں نے شریعت مطہرہ کے رخ روشن سے نقاب ہٹایا اور فقہ کے ماتھے سے ظلمت

کی پرچھائیوں کو دور کیا۔ اپنے زمانے کے اہل علم کو آگے بڑھایا جہاں قدم پھسلنے کا موقع تھا وہاں قدم جمائے اور احکامات کو مضبوط کرنے میں پوری کوشش کی۔ اب علما دریائے نعمان میں غوطے لگا لگا کر بیش بہا نعمتیں حاصل کر رہے ہیں۔" (مسند امام اعظم مطبوعہ محمد دہلی)

امام خوارزمی علیہ الرحمتہ نے یہ بھی تفریح فرمائی ہے کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو سو پندرہ (۲۱۵) احادیث مبارکہ میں دیگر ائمہ حدیث سے قطعاً منفرد ہیں۔ اس سے بھی آپ کے اخذ حدیث اور روایت حدیث میں تبحر کا بین ثبوت ملتا ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسانید حدیث کی سب سے پرانی کتابیں ہیں لہٰذا ان کی روایت دوسری کتابوں کی نسبت زیادہ محکم و مقدم ہونی چاہئے۔

ہمارے سامنے مسند امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ نسخہ ہے جو قاضی صدرالدین موسیٰ حصکفی متوفی ۶۵۰ھ نے جمع فرمایا' اس نسخے کو محدث کبیر علامہ محمد عابد سندھی متوفی ۱۲۵۷ھ نے ابواب فقہ کے حساب سے مرتب کیا' امام حصکفی علیہ الرحمتہ نے بھی "تنسیق النظام کے نام سے شرح لکھی' دیگر مسانید پر بھی علمائے امت کی شروح موجود ہیں جن کی تفصیل کشف الظنون جلد دوئم میں دیکھی جا سکتی ہے۔

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اصول حدیث

فقہ کی ترتیب و تدوین کے علاوہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اصول حدیث بھی تشکیل دیئے جبکہ اصحاب صحاح اور ان کی تالیفات کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ ان اصول حدیث کو دیکھ کر آپ کی کتاب الاثار اور مسانید کی روایات کی ثقاہت کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔

وہ دور عجب دور تھا رافضی و خوارج اور قدریہ کا زور تھا۔ ہر فریق احادیث کو اپنے نظریات کے مطابق تبدیل کر رہا تھا۔ بہت سی موضوع روایات نے جنم لیا بلکہ امام دار قطنی کے بقول اصل احادیث' موضوعی احادیث میں اس طرح چھپ گئیں جیسے بیل کے کالے بالوں میں سفید بال چھپ جاتے ہیں۔ یہیں سے روایت بالمعنی کی وبا پھوٹی' اس صورتحال میں حضرت امام

اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اصحاب حدیث پر احسان تھا کہ آپ نے حدیث کو پرکھنے کے لئے بنیادی ضابطے تیار کئے۔ حضرت علامہ عبدالحکیم جندی علیہ الرحمتہ نے ان اصول و ضوابط کو "الفجار قبنلہ" کہا ہے۔ جب وہ اصول و ضوابط اصحاب حدیث نے دیکھے تو ان کو اپنی روایات اپنی ہی نظروں میں تشنہ تحقیق دکھائی دینے لگیں' اس کی تفصیل "بطل الحریہ" میں علامہ جندی نے لکھی ہے' ذیل میں کچھ اصول و ضوابط لکھے جاتے ہیں :

۱ ... راوی حدیث کے لئے حدیث کا حافظ ہونا ضروری ہے۔

۲ ... صحابہ و فقہائے تابعین کے سوا کسی اور کی روایت بامعنی قابل قبول نہیں۔

۳ ... صحابہ سے روایت کرنے والی اہل تقویٰ کی ایک جماعت کا ہونا ضروری ہے' ایک یا دو شخص نہیں۔

۴ ... احکام میں روایت کا ایک سے زیادہ صحابہ سے منقول ہونا ضرروری ہے۔

۵ ... حدیث سے اسلام کے کسی مسلمہ اصول کی مخالفت نہ ہوتی ہو نیز عقل قطعی کے خلاف نہ ہو۔

۶ ... خبر واحد' قرآن کی کسی آیت پر زیادتی کے قول نہیں یا اس کے حکم عام کو محض نہیں کر سکتی۔

۷ ... خبر واحد قرآن پاک کے خلاف ہو تو نامقبول ہو گی۔

۸ ... خبر واحد سنت مشہورہ کے خلاف ہو تو نامقبول ہو گی۔

۹ ... مبیح یا محرم روایات میں محرم کو ترجیح ہو گی۔

۱۰ ... ایک واقعہ کے بارے میں ایک راوی امر زائد و بیان کرتا ہے' دوسرا نفی کرتا ہے تو اگر نفی کرنے والے کے پاس دلیل نہیں تو اس کی نفی نامقبول ہوگی۔ پہلے راوی کا بیان معتبر ہو گا' یعنی نفی کے لئے دلیل کی حاجت ہے۔

۱۱ ... ایک حدیث میں حکم عام ہے' دوسری میں اصل چیزوں میں اس کے خلاف حکم ہو تو حکم عام کے مقابلے میں حکم خاص کو نہ دیکھا جائے۔

۱۲ ... حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صریح قول و فعل کے خلاف سے صحابی کا قول و

فعل نامقبول ہے کہ ہو سکتا ہے اسے حضور ﷺ کا وہ قول و فعل نہ پہنچا ہو۔

۱۳... خبر واحد کے خلاف اگر آثار صحابہ ہوں تو ان پر عمل کیا جائے' ہو سکتا ہے وہ خبر واحد منسوخ ہو' اور صحابہ اس کے ناسخ پر عمل پیرا ہوں۔

۱۴... راوی کا اپنا عمل روایت کے الٹ ہو تو روایت نامقبول ہو گی۔

۱۵... متعارض روایات میں سے قریب المشاہدہ کی روایت لی جائے۔

۱۶... متعارض روایات میں کثرت تفقہ کو قلت وسائط پر ترجیح دی جائے۔

۱۷... حد یا کفارہ کی کوئی حدیث ایک صحابی سے ہی مروی ہو نامقبول ہو گی کہ حد و کفارہ شبہات سے ساقط ہو جاتے ہیں۔

۱۸... جس حدیث میں اسلاف پر طعن ہو نامقبول ہو گی۔

۱۹... خبر واحد اور مسل کو قیاس پر فوقیت ہو گی۔

عالمگیر پذیرائی

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلک میں فکر و تدبر کی ہمہ گیری اور ذکاوت و فقاہیت کی بالادستی ہے۔ عقل پرستی سے اجتناب کیا گیا ہے۔ قرآن و حدیث اور آثار صحابہ سے پورا لگاؤ ہے' لہٰذا آپ ہی ہیں جنہوں نے اسلام کے فطری اور حقیقی ثمرات سے اہل جہاں کو مالامال کیا " آپ کا مسلک آپ کی زندگی ہی میں بہت مقبول ہو گیا تھا' آپ کی وفات کے بعد آپ کے فضیلت ماب تلامذہ نے اس کی عالمگیر پیمانہ پر اشاعت کی اور بلاد عجم' ایشیائے کوچک' ترکستان' ہندوستان اور چین تک پہنچ گیا۔ (تفہیم الفقہ صفحہ ۸۱)

حضرت امام حصکفی علیہ الرحمتہ نے کیا خوب فرمایا ہے :

" یقیناً آپ عالم' عامل' عابد' صاحب ورع اور شریعت کے علوم کے امام تھے۔ آپ پر ایسے الزام لگائے گئے ہیں کہ آپ کی قدر و منزلت ان سے بہت بلند ہے۔ جیسے خلق قرآن' قدر اور ارجاء وغیرہ' ان الزامات کے موجدوں کا ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ آپ ان

سے پاک و صاف ہیں۔ دیکھو' اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذکر کو تمام اکناف عالم میں پھیلا دیا ہے۔ آپ کا علم تمام روئے زمین پر چھایا ہوا ہے۔ اگر اس میں کوئی راز نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ نصف عالم اسلام کو ان کا مقلد نہ بناتا' جو آپ کی رائے پر آج تک عمل کر رہا ہے یہ بہت بڑی دلیل ہے کہ آپ کا مذہب بالکل درست ہے۔" (تنیق النظام صفحہ ۷)

ہم کہتے ہیں کہ حضرت امام ابویوسف یعقوب بن احمد علیہ الرحمتہ نے کیا خوب دل کے جذبات کی عکاسی کی ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے جیسے سبھی پکار رہے ہیں۔

حسبی من الخیرات ما اعددتہ'
یوم القیامۃ فی رضی الرحمٰن
دین النبی محمد خیر الوریٰ
ثم اعتقادی منهب النعمان

مجھ کو کافی نیکیاں ہیں میں نے جو تیار کیں
تاکہ مجھ سے راضی ہو جائے ملیک یوم دین
میرے دامن میں تو دین شاہ انس و جان ہے
میرے دل میں اعتقاد مذہب نعمان ہے

ان کے جاتے ہی فلک ٹوٹ پڑا

بنوعباس کے ظلم و ستم عروج پر تھے۔ بنوامیہ کو قبروں سے اکھاڑ کر ان کی ہڈیوں تک کی بے حرمتی کی گئی' حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے' اس لئے آپ نے بنوعباس کے ساتھ کوئی تعاون نہ کیا بلکہ ایک غیور انسان کی طرح الگ رہے۔ جب خاندان سادات کے فرد وحید حضرت امام زید بن علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خلیفہ منصور عباسی کے خلاف آواز اٹھائی تو آپ نے ان کی اعانت کے لئے فتویٰ دیا' اسی طرح

جب حضرت ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خلافت کا دعویٰ کیا تو درباری علماء نے منصور عباسی کے کان بھرے کہ یہ سب کچھ حضرت امام کے اشارے پر ہوا ہے، چنانچہ اس نے آپ پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ دیئے۔ منصور عباسی کا حکم تھا کہ آپ کو روز قیدخانہ سے نکال کر سرعام دس کوڑے مارے جائیں اور بازاروں میں گھمایا جائے، یہ ظلم و ستم آپ نے دس دن تک برداشت کیا، آخرکار آپ کو زہر دیا گیا جس کی وجہ سے عالم اسلام کے اس عظیم محسن کی زندگی کا ستارہ موت کے افق پر ڈوب گیا۔ یہ ۱۵۰ھ کا المناک واقعہ ہے، حضرت حسن بن عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو غسل دیا اور جو تاریخی الفاظ ادا فرمائے وہ آپ کی سیرت طیبہ پر انمول گواہی ہے ....

"اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے، تم نے تیس سال سے افطار نہیں کیا، چالیس سال سے رات کو کروٹ نہیں بدلی، ہم میں سب سے زیادہ فقیہ اور عبادت گزار تھے اور زیادہ نیکیاں جمع کرنے والے تھے۔" (الخیرات الحسان)

امام ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ نے کہا "علم چلا گیا" امام شعبہ نے کہا "کوفہ کا نور گم ہو گیا" دیکھتے دیکھتے کہرام مچ گیا، آپ کے جنازے پر پہلے پچاس ہزار یا زیادہ افراد جمع ہوئے، نماز جنازہ چھ مرتبہ پڑھائی گئی، آخری بار آپ کے لخت جگر حضرت سیدنا حماد علیہ الرحمتہ نے امامت کرائی۔ بعدازاں قبر پر بھی نماز پڑھی جاتی رہی، آپ کے وصال سے عالم اسلام گویا یتیم ہو کر رہ گیا تھا ۔

کس سے اٹھے ہیں یہ صدمے ہمدم
ان کے جاتے ہی فلک ٹوٹ پڑا

آپ کا مزار پرانوار خیزران میں ہے۔ حضرت ابن حجر علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں "جان لو آپ کی قبر انور کی زیارت کے لئے علماء اور اہل حاجت ہمیشہ سے چلے آرہے ہیں۔ وہ آپ کے پاس جا کر اپنی حاجتوں کے لئے آپ کی ذات مبارک کو وسیلہ بناتے ہیں اور اپنی حاجت دور ہوتی دیکھتے ہیں۔ ان علماء میں امام شافعی بھی ہیں، آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں ابوحنیفہ کی قبر پر ان سے برکت حاصل کرنے کے لئے جاتا ہوں۔ جب مجھے حاجت درپیش ہو تو میں دو رکعت نماز پڑھتا ہوں اور ان کی قبر کے پاس اللہ تعالیٰ سے التجا کرتا ہوں تو میری حاجت مل جاتی ہے۔"

مصنف المناقت کا تعارف

مصنف " المناقب " کا نام نامی موفق بن احمد مکی ہے۔ شیخ الاسلام خواجہ دوست محمد قندھاری رحمہ الباری نے اپنے ایک عربی مکتوب میں آپ کے نام کے ساتھ الخوارزمی کا لفظ رقم فرمایا' ان کے نزدیک آپ کا آبائی علاقہ خوارزم بھی ہو سکتا ہے۔ آپ صدر الائمہ کے لقب اور ابوالموید کی کنیت سے مشہور ہوئے۔ آپ چھٹی صدی ہجری کے قد آور مصلح' بلندپایہ محقق اور صاحب طرز مورخ تھے۔ آپ اسلامی تاریخ کے انتہائی نازک دور میں پیدا ہوئے۔ ایک طرف بنوعباس کے اقتدار کا سورج تیزی کے ساتھ غروب ہو رہا تھا۔ دوسری طرف سلطان نورالدین زنگی کے لشکر اہل صلیب کے سروں پر قیامت ڈھا رہے تھے۔ عباسی خلافت صرف اپنے روحانی اثر و تقدس کی بنا پر قائم تھی' ورنہ بادشاہت کی خرابیوں نے اس کو دیمک کی طرح چاٹ لیا تھا۔ مرکزیت ختم ہو چکی تھی۔ مسلمان ظاہریہ' سامانیہ' صفاریہ' غزنویہ' فاطمیہ اور سلاجقہ کی ریاستوں میں بٹ چکے تھے اور ان ریاستوں پر حسن بن صباح کے قلعہ الموت کی تاریک اور وحشت ناک سائے لرز رہے تھے۔

عظیم اندلس پر اموی خاندان کی گرفت ٹوٹ چکی تھی۔ مراکش کے فرمانروا یوسف بن تاشفین نے بنوعباس کے حکمران " معتمد " کی گزارش پر " لیون " کے حکمران " الفاسو " کی ترک و تاز کو ختم کیا اور " میدان زلاقہ " میں تاریخی فتح حاصل کر کے عیسائیوں کا زور توڑ دیا مگر یوسف بن تاشفین کی قائم کردہ مرابطی حکومت چار سال تک ٹھہر سکی' پھر بربروں کے موحدین قرطبہ اور غرناطہ جیسے اہم ترین شہروں پر قابض ہو گئے۔ موحدین نے سو سال تک حکومت کی۔ غرض ہزاروں میل کی وسعتوں پر پھیلی ہوئی مسلم دنیا طائف الملوکی کا شکار تھی۔ شاید اسی طائف الملوکی' مذہبی تفرقہ بازی' سیاسی بدامنی اور معاشرتی بے راہ روی کے منطقی انجام کے لئے قدرت چنگیز اور ہلاکو جیسی " تعزیرات فطرت " کا انتظام کر رہی تھی۔ یہ حقیقت ہے کہ " فتنہ تاتار " نے ظلم و ستم کی ہولناک داستانیں رقم کیں اور مسلم امہ کے عزم و وقار کو قصہ پارینہ بنا دیا۔

حضرت صدر الائمہ علیہ الرحمتہ کے معاصرین میں، علامہ شہرستانی صاحب ملل و النحل، محدث ابوالکرم شہرزوری، امام ابوالاسعد ہبتہ الرحمٰن قشیری، علامہ جاراللہ زمحشری صاحب کشاف، امام ابوالقاسم اصفہانی، صاحب الترغیب، شیخ الاسلام عبدالقادر جیلانی، شیخ ابن نجیب سہروردی، امام دیلمی صاحب، مسند الفردوس بہت مشہور و معروف ہوئے۔

حضرت صدر الائمہ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ عربی زبان بیان پر پورا عبور رکھتے تھے۔ شاعری میں یدطولیٰ حاصل تھا۔ مثلاً امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں لکھے گئے قصیدے پر نظر دوڑائیں تو شاعری مہارت و نفاست شعری کا کھلا گلستان دکھائی دیتا ہے۔

هذا مذهب النعمان خيرالمذهب
كذى القمر الوضاح خيرالكواكب

ولاعيت فيه غيران جميعه
خلا اذ تخلى عن جميع العائب

تفقه فى خيرالقرون معى التقى
فمذهبه لاشك خير المذهب

ثلاثة آلاف و الف شيوخه
واصحابه مثل النجوم الثواقب

آپ فقہی اعتبار سے حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زبردست مقلد ہوئے۔ ان کی زیر نظر کتاب "المناقب" دراصل حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ امامت میں شاندار نذرانہ ارادت و محبت ہے۔ کتاب "المناقب" دو ضخیم جلدوں میں لکھی گئی ہے اور اس کا ہر باب دلائل و براہین سے بھرا ہوا ہے۔ کتاب میں حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم و فضل، فہم و فراست، صبر و رضا، زہد و تقویٰ اور خوف الٰہی کے ایمان افروز واقعات کو جمع کیا گیا ہے۔ آپ کے بارے میں علمائے معاصرین اور فقہائے متقدمین کی مدحیہ عبارات تفصیل کے ساتھ درج کی گئی ہیں، بالیقین یہ کتاب حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات و واقعات

پر بنیادی کتاب کی حیثیت سے پہچانی جاتی ہے۔ مولا کریم مصنف شہیر کو اجر اعظیم عطا فرمائے۔

مستنجد باللہ ۵۵۵ھ تا ۵۶۶ھ اور مستفی الامراللہ ۵۳۰ تا ۵۷۵ھ کے ادوار خلافت میں شہرت دوام حاصل کی اور معاصر علماء و صوفیہ کے ساتھ مل کر ملکی اور علمی راہنمائی کا فریضہ انجام دیا۔ آپ ۵۶۸ھ بمطابق ۱۱۶۲ء میں خالق حقیقی سے جاملے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

مترجم المناقب کا تعارف

مترجم المناقب فیض الملتہ والدین علامہ فیض احمد اویسی رضوی ادام اللہ ظلہ علینا فی الدارین عصر حاضرہ کے اہلسنّت کی سربرآوردہ شخصیات میں سے ایک ہیں۔ آپ کا تعلق جنوبی پنجاب کے مردم خیز علاقے سے ہے۔ حضور محدث اعظم پاکستان مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد فیصل آبادی اور حضرت امام سید احمد سعید شاہ کاظمی علیہما الرحمتہ جیسے جید اساتذہ سے علم قرآن و حدیث و فقہ حاصل کیا اور تمام عمر اس کی اشاعت کے لئے وقف کر دی۔ آپ کا حقائق افروز اور باطل سوز قلم ان بزرگوں کی زندہ کرامت ہے جس کی نوک گوہر رقم نے دو ہزار سے زیادہ رسائل و کتب کا ذخیرہ تحریر کیا اور ہنوز اہلسنّت کی تائید اور اہل بدعت کی تردید میں جاری و ساری ہے۔ حضرت فیض عجم کی معرکۃ الآراء کتب میں ضخیم تفسیر قرآن " روح البیان " کا ترجمہ بھی شامل ہے۔ فاضل موصوف نے اپنی تفسیر قرآن عربی زبان میں لکھی ہے' افسوس کہ مالی پریشانی کی وجہ سے ابھی تک یہ علم و فضل کا خزانہ مولانا کی حسرتوں تلے دبا ہوا ہے۔ کاش میری قوم خواب گراں سے بیدار ہو جائے اور " وعظ فروشوں " پر ہزاروں روپیہ قربان کرنے " نعت خوانوں " پر لاکھوں کی ویلیں لٹانے اور ایمان دشمن پیروں کے آستانوں پر نذریں چڑھانے کی بجائے ایسے علمی و فکری کام کی اشاعت و طباعت کی طرف توجہ دے۔

میں یہ ہرگز ماننے کو تیار نہیں کہ ہم بے زر و غریب ہیں' میں نے ذاتی طور پر دیکھا

ہے ہم اہلسنّت میں کروڑ پتی لوگ موجود ہیں' بیاہ شادیوں پر' الیکشن پر لاکھوں خرچ کرتے ہیں لیکن دس روپے کا کوئی رسالہ خریدنے کے لئے تیار نہیں۔ میں جانتا ہوں ہم اہلسنّت ختموں اور ایصال ثواب کی محفلوں میں ہزاروں کی دیگیں پکوا کر برادری کو کھلاتے ہیں لیکن مسلک کے لئے دس روپے دینے کے لئے بید مجنوں کی طرح لرزتے کانپتے ہیں۔ ہم بے حس ہیں' ہم خواب گراں کا شکار ہیں' ہم دنیا کے لئے سب کچھ ہیں' دین کے لئے کچھ نہیں۔ مجھے حضور مخبرصادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مبارک یاد آرہی ہے کہ واللہ ما اخاف علیم ان تشرکوا من بعدی ولکن اخاف الا تنافسوا فیہا " خدا کی قسم مجھے یہ خوف نہیں کہ تم میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے ہاں یہ خوف ہے کہ تم دنیا میں کھو جاؤ ہے۔" الحمدللہ ہم مشرک نہیں' مگر معاذاللہ دنیادار اور زر پرست ہیں۔ میں ہر صاحب درد کے دل پر دستک دیتا ہوں کہ اگر ہم نے حضرت اویسی جیسے عظیم لوگوں کی قدر نہ کی تو تاریخ ہمیں معاف نہ کرے گی۔ اہلسنّت کی موجودہ باہمی کشمکش' منصب پرستی اور بے عملی انہیں تاریک راہوں پر لے جارہی ہے' ملک و ملت کی قیادت کا سہرا بکھرتا جارہا ہے۔ مستقبل کے حسین خواب ٹوٹ رہے ہیں' اغیار اس تند و تیزی سے ابھر رہے ہیں کہ الامان و الحفیظ۔

حضرت فیض ایوان اہلسنّت کا ایک تابناک چراغ ہیں' میں نے سنا آپ کے آنے سے پہلے شہر بہاولپور میں بدعقیدہ لوگ چھائے ہوئے تھے' اہلسنّت کی کوئی مسجد اور ادارہ موجود نہ تھا' آپ کی کاوش پیہم اور اذان ہدایت سے بت کدہ آذری میں زلزلے آگئے۔ الحمدللہ آج وہاں اہلسنّت کی مساجد اور ادارے کثیرتعداد میں موجود ہیں۔

میرے استاد مکرم حضرت پروفیسر محمد حسین آسی دامت برکاتہم حضرت فیض کے بہت مداح ہیں' آپ فرماتے ہیں کہ حضرت فیض سیرت و کردار میں اسلاف کرام کا نمونہ ہیں۔ منکسرالمزاجی' فطرت کا خاصہ ہے' حسن اخلاق طبیعت میں رچا ہوا ہے۔ صبح و شام علمی و اعتقادی گلستان کی آبیاری میں مستعد نظر آتے ہیں۔ ملک و ملت کا درد رگ رگ میں سرایت پذیر ہے۔ مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۹۸ء کو کامونکی منڈی میں حضرت فیض کی زیارت نصیب ہوئی' جیسا سنا ویسا پایا' میری زندگی میں ایسے خلیق و شفیق انسان کم گزرے ہیں۔ غرض ایسے لوگوں کے بارے میں کہا گیا

ہے۔

مت سہل ہمیں سمجھو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

حضرت فیض کی زیر نظر کاوش " ترجمتہ المناقب " گلشن احناف کے لئے باد نسیم سے کم نہیں۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم " محمد عربی " کے غلام تو کہلاتے ہیں مگر آپ کی مبارک زبان سیکھنے اور پھیلانے کے لئے تیار نہیں۔ حضرت فیض قوم کے اس المیے سے آشنا ہیں لہٰذا انہوں نے اس بلند پایہ کتاب کو اردو میں تبدیل کر کے پوری قوم پر احسان فرمایا ہے۔ مولا کریم آپ کا سایہ تادیر قائم رکھے۔

ترجمہ مکمل کرنے کے بعد فاضل مترجم نے ہمارے وقت کے دانشور قلمکار اور سنیت کے بلند پایہ عالم دین حضرت پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی ایم اے نگران مرکزی مجلس رضا اور ناظم اعلیٰ مکتبہ نبویہ لاہور کو خصوصی طور پر منتخب فرما کر اپنے ترجمہ پر نظرثانی کی فرمائش کی چنانچہ پیرزادہ موصوف نے اس عالمانہ ترجمے کو آسان اردو میں منتقل کر کے قارئین کے لئے آسانیاں پیدا کر دیں ہیں اور ہم ذاتی طور پر محسوس کرتے ہیں کہ اردو زبان کی سلاست اور روانی سے ترجمہ کی اہمیت بڑھ گئی ہے اور یہ اہم تاریخی کتاب ہمارے دینی لٹریچر میں ایک عمدہ اضافہ ہے۔

اس مقام پر " ناشر المناقب اردو " حضرت علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کا شکریہ ادا کرنا اپنا اخلاقی فرض سمجھتا ہوں جنھوں نے مناقب امام اعظم " کی اشاعت و طباعت پر زر کثیر صرف کیا' یقیناً یہ کتاب علمی دنیا میں اپنا مقام حاصل کرے گی' ان شاء اللہ رحمان والصلوٰۃ والسلام علی سید الاکوان الذی انقذنا من عبادہ الاصنام و الاثان و ھدانا الاسلام و الایمان ☆

العبد الضعیف
غلام مصطفیٰ مجددی ایم اے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

"جلد اول"

مناقب امام اعظم

علامہ صدر الائمہ ابی المئوید الامام الموفق بن احمد المکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۶۸)

ترتیب و ترجمہ

علامہ مولانا محمد فیض احمد صاحب اویسی دامت برکاتہم العالیہ

☆..... ناشر ..... ☆

مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰

الحمد للہ الذی جعل الانبیاء فی الارض خلفاء * و جعل حملة الشریعة الحنیفیة البیضاء ورثة الانبیاء والصلٰوة والسلام علی رسولہ محمد خاتم النبیین وعلٰی آلہ واصحابہ واتباعہ الاتقیاء * **امابعد** *

خدا کا بندہ محمد حیدر اللہ خان درانی (نسباً) حنفی (مذھباً) نقشبندی (مشرباً) عرض گذار ہے کہ یہ کتاب امام الائمہ امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت بن مرزبان الاحرار کے مناقب و مقامات پر لکھی گئی ہے جسے صدر ائمہ صدرالدین' ابوالمؤید موفق بن احمد المکی رحمۃ اللہ علیہ نے مرتب کیا۔ امام موفق رحمۃ اللہ علیہ دنیائے اسلام کے خطباء میں سے ایک بلند پایہ اور بہترین خطیب تھے۔ آپ نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخالفین کے اعتراضات کے جوابات دیئے اور فرزندان اسلام کی حمایت میں بڑے کارنامے سرانجام دیئے۔ انہوں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب کو سلسلہ وار سندات سے مستند فرمایا ہے۔ اور پھر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان احباب اور اصحاب کے حالات پر روشنی ڈالی ہے جنہوں نے دنیائے اسلام میں مسلک اہلسنت کے جھنڈے گاڑے تھے۔

زیر نظر کتاب میں بیان کردہ مناقب کے سامنے طعن و تشنیع کرنے والے بھیڑیئے نہیں ٹھہر سکیں گے اور نہ بیکار اور بے علم معترضین زبان کھول سکیں گے۔ مناقب کی اس کتاب سے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جلالت شان اور بلند مراتب کی خوشبوئیں چار دانگ عالم میں مہک اٹھیں گیں۔ کیوں نہ ہو؟ آپ جہان شریعت کے قطب ہیں' بلکہ دنیائے اسلام میں بعد میں آنے والے تمام اقطاب آپ کے علم سے ہی استفادہ کر کے ان بلندیوں پر فائز ہوں گے۔ دنیائے اسلام کا ہر ایک عالم دین آپ کی مہر سے ہی مستند ہوگا۔ اور زمانے بھر کے فقیہ آپ کے شاگرد یا شاگردوں کے شاگردوں میں سے ہوں گے۔ کوئی ایسا محدث نہ ہو گا جو آپ کے جود علم و سخاء اور فضل سے بہرہ

اندوز نہ ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ ہماری تحقیق کی روشنی میں یہ پہلی کتاب ہے جس میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب کے موتی قطار در قطار پرو دیئے گئے ہیں۔ یہ وہ مناقب ہیں جنہیں قرطاس علم پر آنکھوں کی روشنائی سے لکھا جانا چاہئے۔ ہمارے نزدیک اس کتاب سے بڑھ کر زمانہ بھر میں کوئی اور کتاب اس کے ہم پایہ نہیں ہوگی۔ میرے سامنے وہ خطی نسخہ ہے جسے میں نے مصنف علام رحمۃ اللہ علیہ کی لکھی ہوئی بیاض سے قلمبند پایا ہے۔ مصنف گرامی ۵۶۸ھ میں فوت ہوئے تھے۔ اس کتاب کے آخری صفحات پر اجازات و سماعات کی مہریں ثبت ہیں۔ حضرت حافظ ابو غانم المهذب بن الحسین، نبیرہ الحافظ محمد بن الحسین بن زینۃ الاصفہانی المحدث متوفی ۵۸۰ھ نے اسے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے۔

صاحب کشف الظنون نے لکھا ہے کہ یہ کتاب چالیس ابواب پر مشتمل ہے مگر ہم نے اسے بیس ابواب میں مرتب کیا ہے۔ خطبہ کے علاوہ آخر میں حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دس اصحاب کے مناقب نظرانداز کر دیئے گئے ہیں اور اس طرح ہم نے امام کردری رحمۃ اللہ علیہ کے خطبہ اور مناقب "الامام الکردری" کا اضافہ کر دیا ہے۔ پھر ہم نے اسانید کو بھی مختصر کر دیا ہے اور صرف مناسب مناقب کو درج کیا ہے۔

باب اول

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسب اور ولادت

علامہ ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سن ۸۰ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ اس تاریخ پیدائش کو آپ نے مختلف روایات کو جید مورخین اور تذکرہ نگاروں کے حوالے سے نقل فرمایا ہے۔ مثلاً ظہیرالائمہ عبداللہ، شیخ الاسلام حسین ابن الحسن، تاج الاسلام ابوسعد عبدالکریم بن محمد السمعانی، الامام ابوالمعانی، الفضل بن سہل الحلبی، ابوسعد السمعانی، احمد بن محمد الصیرنی اور حضرت حماد بن ابی حنیفہ رحمتہ اللہ علیہم اجمعین ○

اگرچہ بعض علمائے تاریخ نے آپ کی پیدائش چھیاسٹھ (٦٦) ہجری بھی لکھی ہے مگر ایسے علماء کو ہزاروں جید مورخین نے خلاف واقعہ قرار دیا ہے۔ اسی طرح مزاحم نے اپنے والد اور ان کے احباب کی روایت سے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سال پیدائش اکسٹھ (٦١) ہجری لکھا ہے اور وفات ۱۵۰ ہجری درج کی ہے۔ مگر مصنف علام نے ایسی تمام روایات کو غیر تحقیقی قرار دیا ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسب

حضرت صالح بن احمد عجلی کی تحقیق کے مطابق حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ "تیمی" تھے۔ تیمی خانوادہ حضرت حمزہ زیات کی اولاد سے ہے۔ آپ ریشم فروش تھے اور ریشم کی خرید و فروخت میں اپنے وقت کے بہت بڑے تاجر تھے۔ ابو نعیم الفضل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ "زوطی" ہیں۔ زوطی ان غلاموں میں سے تھے جنہیں فاتحین اسلام مختلف ممالک سے گرفتار کر کے لائے تھے۔ فاضل مولف نے آپ کے آباؤاجداد کا اسلامی لشکروں کی قید میں آنا معیوب قرار نہیں دیا اور ان لوگوں کے غلط روئیے کی بے پناہ دلائل سے تردید کی ہے جو

غلاموں کو حقیر سمجھتے تھے۔ اس سے آپ کی رفعت شان میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اسلام میں تقویٰ تمام انساب سے بلند اہمیت رکھتا ہے اور اسے بلند قدر اور ثواب کے تمام اسباب سے قوی تصور کیا گیا ہے ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم " بے شک اللہ کے نزدیک وہ مکرم تر ہے جو زیادہ متقی ہو۔"

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں " ہر متقی میری آل ہے " اس کا عملی ثبوت یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے اہل بیت میں شمار کیا ہے اور اعلان کیا کہ سلمان منا اھل البیت " سلمان ہمارا اہل بیت ہے۔" ایمان اور تقویٰ نہ ہونے کی وجہ سے قرآن پاک نے حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کو نبی کی اولاد سے نکال دیا اور فرمایا انہ لیس من اھلک " وہ تمہارے اہل بیت سے نہیں ہے۔" کیونکہ اس کا کردار غیر صالح ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ حبشی ہوتے ہوئے بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسندیدہ صحابی ہیں۔ ان کے برعکس ابولہب آپ کے خاندان قریش کا سردار اور چچا ہونے کے باوجود آپ سے کوئی رشتہ نہیں رکھتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ایک قول میں فرمایا کہ " بہت سے ابدال اموالی (غلاموں) میں ہوں گے۔" پھر فرمایا " اگر علم ثریا اور کہکشاں پر معلق ہو جاتا تو فارس کے غلام اسے زمین پر لے آتے۔

الا طلبعن بالنسک ملکا مؤیدا — فما الملک فی الدارین الا لناسک

ولیس ملیکاً غیر مالک نفسہ — وان حازو استصفی اقاصی الممالک

ابولھب فی فائق الحسن لم یکن — عدیل بلال اسود اللون حالک

فرم بالتقی رضوان رضوان مالکاً — ھواک تفز بالعتق من رق مالک

(ترجمہ) " خبردار عبادت سے ہی دائمی ملک حاصل ہوتا ہے۔ دونوں جہانوں میں وہی بادشاہ ہے جو عبادت گزار ہے۔ وہ شخص بادشاہ نہیں ہو سکتا جو صرف اپنی ذات کے لیئے مال و رقم جمع کرتا ہے۔ وہ دنیا کے کونے کونے پر قبضہ بھی کر لے تو اسے بادشاہ نہیں مانا جائے گا۔ ابولہب حسن و جمال کی وجہ سے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہیں خوب تر تھا مگر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ رنگ کے کالے ہونے کے باوجود ابولہب سے بلند تر مقام پر فائز تھے۔ تقویٰ کے لباس سے مزین ہو کر

رضوان جنت سے ملاقات کرے۔"

حضرت عثمان بن عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد سے یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ وہ رصافہ میں ہشام بن عبدالملک کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے پوچھا عطاء بتاؤ ان دنوں اسلامی ممالک میں سب سے بڑا عالم دین کون ہے؟ میں نے کہا ہاں مجھے معلوم ہے کہ سب سے بلند پایہ عالم دین کون ہے۔ ہشام نے پوچھا اچھا بتاؤ ان دنوں مدینہ میں سب سے بڑا عالم دین کون ہے؟ میں نے کہا حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حضرتِ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے غلام) ہشام نے پھر پوچھا کہ اہل مکہ میں سب سے بڑا فقیہ کون ہے؟ میں نے کہا عطاء بن ابی رباح۔ پوچھا کہ یہ غلام ہے یا عربی؟ میں نے کہا یہ "مولیٰ" ہے۔ پھر پوچھا اہل یمن میں سے بڑا فقیہ کون ہے؟ میں نے کہا طاؤس بن کیسان۔ پوچھا کہ یہ غلام ہے یا عربی؟ میں نے کہا "مولیٰ" انہوں نے پوچھا اہل یمامہ میں بڑا فقیہ کون ہے؟ میں نے بتایا یحییٰ بن ابی کثیر۔ کہا غلام ہے یا عربی؟ میں نے کہا "مولیٰ" اس نے دریافت کیا اچھا یہ بتاؤ شام میں بڑا فقیہ کون ہے؟ میں نے بتایا کہ مکحول۔ پوچھا یہ عربی ہے یا غلام؟ میں نے بتایا "مولیٰ" ہے۔ اس نے پھر پوچھا اہل جزیرہ میں کون بڑا فقیہ ہے؟ میں نے بتایا میمون بن مہران۔ کہا مولیٰ یا عربی؟ میں نے بتایا "مولیٰ" ہے۔ اس نے پوچھا خراسان میں کون بڑا فقیہ ہے؟ میں نے بتایا کہ الضحاک بن مزاحم پوچھا یہ عربی ہے یا غلام؟ میں نے کہا "مولیٰ" ہے۔ پھر پوچھا اہل بصرہ میں کون بڑا فقیہ ہے؟ میں نے بتایا حسن بصری اور ابن سیرین۔ اس نے دریافت کیا کہ یہ غلام ہیں یا عربی؟ میں نے بتایا غلام ہیں۔ پھر پوچھا کوفہ میں کون ہے؟ میں نے عرض کی ابراہیم نخعی۔ پوچھا وہ غلام ہے یا عربی؟ میں نے بتایا عربی ہیں۔ کہنے لگا میری تو جان نکل رہی ہے' سب علمائے دین کو غیر عربی ہی بتا رہا صرف ایک عربی ہے۔

الی التقی نانتسب ان کنت منتسبا   فلسیس یجدک یوماً خالص النسب

بلال الحبشی العبد فاق تقی   احرار صید قریش صفوة العرب

غدا ابولهب یرمی الی لهب   فیه غدت حطبا حمالة الحطب

(ترجمہ) "تقویٰ میں شہرت حاصل کرو اگر تم شہرت یافتہ ہونا چاہتے ہو۔ تمہیں خالص نسب کوئی

فائدہ نہیں دے گا۔ بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غلام تھے مگر تقویٰ سے فائق تھے۔ تمام آزاد خالص عربی قریشیوں سے ابولہب جہنم میں پھینکا جائے گا اور اس کی بیوی ایندھن کا گٹھا اٹھائے جہنم کا ایندھن بنے گی۔"

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تقویٰ ' شرافت اور بزرگی کی مثال تھے۔ آپ کی پاکدامنی اور بلند کرداری کے دفتر بھرے پڑے ہیں۔

نعمان فی ابناء فارس فارس　　للاسد فی غاب المناقب نارس

العلم لو غدت الثریا بیته　　لاستنزلته من الثریا فارس

سبق الخیول عرابها لکنه　　سبق العراب تحارب داحس

یا دارسا کان من دارس علمه　　فی عمره وهو الرفات الدارس

(ترجمہ) " حضرت نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابنائے فارس میں سے بازی لے جانے والے ہیں۔ مناقب کے جنگل کے شیر ہیں اور شیر ہی بادشاہ ہوتا ہے۔ اگر علم کا گھر ثریا ہو تو فارس کے نوجوان اسے ثریا کی بلندیوں سے اتار لائیں گے۔ عربی نوجوان میدان جہاد میں دنیا بھر کے شہسواروں سے بازی جیت گئے۔ جب داحس کی جنگ لڑی گئی تو عربی نوجوان ہی فتح یاب ہوئے۔ مگر علمی میدان میں ابنائے فارس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکا۔ جو شخص اپنے علم کو اپنی زندگی میں ضائع کر دیتا ہے وہ حقیقت میں ریزہ ریزہ ہو کر مٹ جاتا ہے۔"

باب دوم

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث کی روشنی میں

عن ابی هریره رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم یکون فی امتی رجل یقال له ابو حنیفه هو سراج امتی یوم القیامة ○ "رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ایک مرد پیدا ہو گا جس کا نام ابو حنیفہ ہو گا وہ قیامت میں میری امت کا چراغ (سراج امتی) ہے۔"

(مترجم گذارش کرتا ہے کہ سیدنا جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے تبیض الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ میں چار امامان مذاہب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مناقب کا استدلال احادیث نبویہ سے فرمایا ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک حدیث میں امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیئے بشارت دیتے ہوئے فرمایا کہ "ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ اونٹوں پر سوار ہو کر علم کی تلاش میں نکلیں گے مگر مدینہ منورہ کے عالم دین سے بڑھ کر دنیا بھر میں کوئی عالم دین نہ ہوگا۔" ایک اور حدیث مبارکہ میں امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیئے بشارت دیتے ہوئے فرمایا "قریش کو برا نہ کہو۔ ان میں سے ایک ایسا عالم دین پیدا ہو گا جو تمام دنیا کو علم سے مالا مال کر دے گا۔")

حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ان بلند پایہ بشارتوں کے باوجود سیدنا ابو هریره رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ روایت ہے جسے ابو نعیم (متوفی ۴۳۰ھ) نے "الحلیہ" میں بیان کیا ہے کہ اگر علم ثریا کی کی بلندیوں پر پہنچ جائے تو فارس کے جوانمردوں سے ایک جوانمرد اس تک پہنچ جائے گا۔ اسی طرح علامہ شیرازی نے "الالقاب" میں قیس بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا "اگر علم ثریا پر چلا جائے تو مردان فارس وہاں

تک بھی پہنچ جائیں گے۔" ان روایات کو مسلم اور بخاری نے بھی بیان کیا ہے۔ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "معجم" میں سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل کی ہے۔

حضرت ابی ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک اور حدیث پاک نقل فرمائی ہے کہ قال ان فی امتی رجلاً حدیث القصری کے یہ الفاظ ہیں یکون فی امتی رجل اسمہ النعمان و یکنی ابو حنیفہ ھو سراج امتی ھو سراج امتی قاضی ابولعلا نے فرمایا کہ یہ حدیث پاک مجھ سے قاضی امام ابوعبداللہ صیمری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کی ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے یہ الفاظ ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سیکون رجل یقال لہ النعمان بن ثابت ویکنی بابی حنیفۃ یحیی دین اللہ تعالیٰ وسنتی "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک ایسا مرد پیدا ہوگا جس کا نام نعمان بن ثابت ہوگا اور اس کی کنیت ابی حنیفہ ہوگی وہ اللہ کے دین اور میری سنت کو زندہ کرے گا۔"

انہی الفاظ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک اور روایت بیان کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سیاتی من بعدی رجل یقال لہ النعمان ویکنی اباحنیفہ لیحیین دین اللہ و سنتی علی یدیہ "میرے بعد ایک ایسا شخص آئے گا جسے نعمان کہا جائے گا اس کی کنیت ابوحنیفہ ہوگی، اس کے ہاتھوں سے اللہ کا دین اور میری سنت زندہ ہوگی۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یکون فی آخر الزمان رجل یکنی بابی حنیفۃ یحیی اللہ تعالیٰ علی یدیہ سنتی "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آخری زمانہ میں ایک ایسا مرد پیدا ہوگا جس کی کنیت ابی حنیفہ ہوگی اور اس کے ہاتھوں سے میری سنت زندہ ہوگی۔"

انہی الفاظ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دس احادیث بیان کی ہیں جن میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آمد کی بشارت اور آپ کے ہاتھوں سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو دوبارہ زندگی ملنے کی بشارتیں بیان کی گئی ہیں۔

سیدنا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کھود کر آپ کے جسم پاک کی ہڈیاں جدا جدا کر رہے ہیں اور پھر ان ہڈیوں کو اپنے سینے سے لگا رہے ہیں۔ اٹھے تو آپ اس خواب سے نہایت خوفزدہ تھے۔ آپ اسی پریشانی اور خوف کے عالم میں بصرہ پہنچے اور امام ابن سیرین رحمتہ اللہ علیہ سے خواب کی تعبیر دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ آپ اپنی پشت سے قمیص اٹھائیں' حضرت امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا تو آپ کے دو کاندھوں کے درمیان ایک تل کا نشان پایا' آپ نے دیکھ کر نہایت مسرت میں فرمایا آپ ہی وہ ابوحنیفہ ہیں جن کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہادتیں دی تھیں اور اس خواب کی روشنی میں آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں کو زندہ کریں گے۔

عبدالکریم بن مسعر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے اہل علم کی ایک بہت بڑی مجلس میں بیٹھنے کا اتفاق ہوا' ان میں زیادہ تر غیر مسلم اہل کتاب تھے۔ انہوں نے بتایا کہ تورات میں کعب الاحبار و نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ و مقاتل بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کے اوصاف لکھے ہوئے ہیں۔ حضرت محمد بن سائب الکلبی امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف میں فرماتے ہیں کہ میں نے کتاب سماویہ میں لکھا ہوا پایا ہے کہ امام ابوحنیفہ حکمت اور دینی علوم سے اتنے بھرے ہوئے ہوں گے جس طرح انار میں انار کے دانے ہوتے ہیں۔

حضرت کعب الاحبار رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ میں نے علمائے امت محمدیہ اور فقیہان عصر کے اسمائے گرامی الہامی کتابوں میں لکھے ہوئے پائے ہیں۔ ان اسمائے گرامی کے ساتھ ان حضرات کے اوصاف بھی درج تھے۔ مجھے ان ناموں میں ایک نام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کا نظر آیا۔ آپ کے اوصاف میں آپ کے علوم' عبادات' ذہانت' تقویٰ کے متعلق تفصیل دیکھی۔ یہ بات خصوصی طور پر دیکھی کہ آپ اپنے زمانہ کے اہل علم کے امام ہوں گے اور ان کی شخصیت آسمان علم پر چودھویں رات کے چاند کی طرح درخشاں ہوگی۔ لوگ ان کی زندگی پر بھی رشک کریں گے اور موت پر بھی۔

حضرت عبداللہ بن مغفل رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے سنا آپ نے فرمایا کہ آج میں تمہیں ایسے مرد کی خبر سنانا چاہتا ہوں جو کوفہ کے اہل علم کے سردار ہوں گے بلکہ اپنے زمانہ میں عالم اسلام کے تمام شہروں میں رہنے والے اہل علم کے رہنما ہوں

گے۔ وہ کوفہ شہر میں ابو حنیفہ کی کنیت سے شہرت پائیں گے۔ آپ علم و حلم کا خزانہ ہوں گے اور اس زمانہ میں آپ کی وجہ سے ہزاروں لوگ تباہی و بربادی سے بچ جائیں گے۔ ان پر بعض لوگ حسد کی وجہ سے طعن و تشنیع کر کے اپنا ایمان خراب کریں گے (جس طرح روافض نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طعن و تشنیع کر کے اپنا ایمان خراب کیا۔ مترجم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک روایت کی ہے کہ نبی پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "میرے بعد ایک ایسا مرد پیدا ہو گا جو تمام اہل خراسان کے لیئے آسمان علم پر چودھویں کے چاند کی طرح چمکے گا اس کی کنیت ابو حنیفہ ہو گی۔" حضرت ہنراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک روایت میں بیان کیا ہے کہ میں حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا تھا' حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو حماد نے عرض کی کہ آپ وہی ابو حنیفہ ہیں جن کا ذکر ہمیں ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا تھا کہ آپ ایک زمانے کو علم سے سیراب کریں گے' آپ کا نام نعمان ہو گا' آپ کی کنیت ابو حنیفہ ہو گی' آپ احکام الٰہی اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زندہ کریں گے اور آپ کے احکام قیامت تک امت مسلمہ میں جاری رہیں گے۔ مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ اگر میں آپ کو ملوں تو میرا اسلام پیش کیا جائے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ہماری رائے یہی ہے کہ جو شخص صاحب الرائے ہو کر فتویٰ دے گا اس کی مضبوط حیثیت ہو گی۔ جب تک اسلام باقی ہے اس کی رائے پر احکامات جاری ہوتے رہیں گے۔ اس مقام پر ایک ایسا شخص ظاہر ہو گا جس کا نام نعمان بن ثابت ہو گا اور کنیت ابو حنیفہ ہو گی اور وہ اہل کوفہ سے ہو گا' اس کی شخصیت اسلام اور فقہ میں ایک مضبوط قلعہ کی ہو گی اور اس کی کوششوں سے اسلام میں زندگی آئے گی۔ وہ حنفی دین اور رائے حسن پر قائم ہو گا۔

ایک دن حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا۔ "میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے نانا جان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتیں تم زندہ کرو گے۔ یہ

اس وقت ہو گا جب عام مسلمانوں کے ہاں سنت رسول ﷺ کا احترام کم ہو جائے گا۔ تم ہر پریشان صاحب علم کی جائے پناہ ہو گے۔ حالات کی وجہ سے ہر غمزدہ تمہارے پاس فریاد لے کر آئے گا اور تم ان کی داد رسی کرو گے۔ تمہاری راہنمائی سے لوگوں کو صحیح راستہ ملے گا۔ وہ حیران اور پریشان ہوں گے تو تم انہیں سہارے دے کر سیدھے راستے پر راہنمائی کرو گے۔ تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتنی توفیق حاصل ہو گی کہ زمانہ بھر کے علمائے ربانی تمہاری وجہ سے صحیح مسلک اختیار کریں گے۔

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حلیہ مبارک

حضرت امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مردوں میں میانہ قد تھے' نہ پست قامت اور نہ دراز قد۔ گفتگو کرتے تو دل میں اترتی جاتی۔ زبان میں شیرینی اور بیان میں حلاوت ہوتی۔ وہ اپنے مقاصد سے باخبر تھے اور اپنا نکتہ نظر بیان کرنے میں بڑے باخبر تھے۔

آپ کے صاحبزادہ حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کا قد نہایت موزوں اور متوازن تھا۔ رنگ گندمی اور بڑی متوسط رفتار کے مالک تھے۔ لباس پہنتے تو بڑا اعلیٰ اور صاف ستھرا لباس پہنتے' جو آپ کے قد و قامت پر جچتا تھا۔ آپ کا معمول تھا کہ عطر کا استعمال کثرت سے کرتے تھے۔ آپ جدھر جاتے خوشبو بکھرتی جاتی اور یہ خوشبو ہی آپ کی پہچان تھی۔ آپ باہر سے گھر تشریف لاتے تو گھر خوشبو سے مہک اٹھتا اور ہم محسوس کرتے کہ آپ گھر آگئے ہیں۔ ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسین و جمیل شخصیت کے مالک تھے۔ چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح درخشاں' بہترین لباس زیب تن کرتے' خوشبو سے معطر رہتے' جس مجلس میں تشریف فرما ہوتے مجلس مہک مہک اٹھتی تھی۔ دوستوں سے حسن سلوک فرماتے' بیگانوں سے بھی تلطف سے پیش آتے تھے۔

حضرت ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسین و جمیل چہرے کے مالک تھے۔ چہرے پر موزوں داڑھی سجتی تھی' بہترین لباس استعمال کرتے تھے' ہر ملنے والے سے حسن سلوک کا مظاہرہ فرماتے۔ حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کی مجلس بڑی باوقار ہوتی تھی' آپ دور سے ہی ایک فقیہ کی شکل میں نظر آتے۔

خاموش طبع اور متوازن چال سے چلتے اور خوش لباسی میں تو سارے کوفہ میں ضرب المثل تھے۔

حضرت مبارک رحمتہ اللہ علیہ ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم ایک دن مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے' اچانک چھت سے ایک سانپ فرش پر آگرا اور اتفاق کی بات ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جھولی میں آپڑا لوگ سانپ کی دہشت سے ادھر ادھر بھاگ اٹھے۔ لیکن امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت اطمینان اور اعتماد سے اپنی جگہ بیٹھے رہے اور سانپ کو نہایت ہی نرمی سے ایک طرف ہٹا دیا۔ لوگوں نے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا یہ میری تقدیر میں نہیں تھا اس لیئے اس سے ڈرنے یا بھاگنے کی ضرورت نہیں تھی۔

حضرت حمزہ شملی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک دن امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور آپ کے سامنے بیٹھ گئے اور حضرت امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چند مسائل پر گفتگو کی۔ جب آپ چلے گئے تو حضرت امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ شخص بڑا صاحب علم و فضل اور کثیر الفقہ ہے۔ ابوالبشر' ابی جعفر کے غلام فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ میانہ قد' حسین چہرہ اور کریم النفس تھے۔ آپ نہ تو دراز قد تھے نہ پست قد' سر بڑا اور دانت ابھرے ہوئے تھے۔ لوگوں سے گفتگو فرماتے تو چہرہ موزوں اور متوازن رہتا۔

امام نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ لقمان ثانی

احادیث کی کتابوں میں روایت ملتی ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت لقمان علیہ السلام کے پاس حکمت کا اتنا بڑا ذخیرہ تھا کہ اگر وہ چاہتے تو اپنے خرمن حکمت سے ایک دانہ بیان فرماتے تو ساری دنیا کی حکمتیں آپ کے سامنے دست بستہ کھڑی ہوتیں۔ یہ بات سننے کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خیال آیا کہ کاش میری امت کوئی شخص ایسا ہوتا جو لقمان کی حکمت کا سرمایہ ہوتا۔ حضرت جبرئیل دوبارہ حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی امت میں ایک ایسا مرد ہوگا جو حکمت کے خرمن سے ہزاروں حکمتیں بیان

کرے گا اور آپ کی امت کو آپ کے احکام سے واقف کرے گا۔ حضور ﷺ نے یہ بشارت سن کر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پاس بلایا اور ان کے منہ میں اپنا لعاب دہن عنایت فرمایا اور وصیت کی کہ امام ابو حنیفہ کے منہ میں یہ امانت ڈالنا۔

رسول اللہ قال سراج دینی وامتی الهداة ابوحنفیه

غدا بعد الصحابة فی الفتاوی لاحمد فی شریعته خلیفه

سدا دیباج فتیاه اجتهاد ولحمه من الرحمٰن خسیفه

مقدم متن ساع کل علم له و غدا مناوية رديفه

صحاری الفقه قد قحطت و نادت يشرى الخصب اذسمبت وصیفه

(ترجمہ) "رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ ابو حنیفہ میرے دین اور امت کی ہدایت کے روشن چراغ ہیں۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے آپ نائب ہیں۔ شریعت میں فتویٰ دینے کا آپ کا حق ہے۔ آپ دین میں آہنی دیوار کے طرح مضبوط ہیں اور علم کے ہر شعبہ میں مشاق ہیں۔ مگر اس علم و فضل کی فراوانی کے باوجود آپ مشکلات کو لبیک کہتے رہیں گے۔ جب فقہ کے ملک میں قحط پڑ گیا تو امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلوں کی باران رحمت نے اسے سرسبز و خوشحال بنا دیا۔

****

باب سوم

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جن صحابہ سے ملاقات کا شرف پایا

بعض متعصب اور علم فقہ سے ناواقف حضرات امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق یہ جھوٹا پراپیگنڈا کرتے رہتے ہیں کہ آپ تابعی نہیں تھے حالانکہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی اور مسجد میں نماز پڑھتے زیارت کی۔ پھر آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امانت لعاب دہن حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وساطت سے ملی تھی۔

حضرت امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۹۶ھ میں فوت ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خود سنا۔ آپ نے فرمایا کہ میں اپنے والد گرامی کے ساتھ ۹۶ھ میں حج کو گیا تو اس وقت میری عمر سولہ سال کی تھی میں نے ایک شخص کو حرم پاک میں دیکھا لوگ ان کے ارد گرد جمع تھے' میں نے اپنے والد گرامی سے دریافت کیا کہ یہ کون بزرگ ہیں' انہوں نے فرمایا کہ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی ہیں۔ ان کا اسم گرامی عبداللہ بن الحارث بن جزء الزبیدی ہے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ہے۔ میں نے اپنے والد سے دریافت کیا کہ ان کے پاس کیا ہے کہ لوگوں کے ایک ہجوم نے انہیں گھیرا ہوا ہے؟ میرے والد صاحب نے فرمایا ان کے پاس احادیث ہیں جو انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے سنی تھیں۔ میں نے اپنے والد سے عرض کی مجھے تھوڑا سا آگے کریں میں حضور ﷺ کے اس صحابی کی زیارت تو کرلوں اور احادیث مبارکہ بھی سنوں۔ میرے والد محترم لوگوں کو ہٹاتے ہٹاتے مجھے آگے لے گئے' میں آپ کے پاس پہنچا' زیارت کی اور ان کی زبان سے سنا من تفقه فی دین الله

کفاہ اللہ همه ورزقه من حیث لایحتسب " جو شخص اللہ کے دین کی کوئی بات سمجھنے کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے مقاصد اور رزق میں اتنی فراخی بخشے گا کہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوگی۔"

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث بھی آپ سے سنی الدال علی الخیر کفاعله واللہ یحب اغاثة اللهفان " اللہ تعالیٰ پریشان حال کو دوست بنا لیتا ہے۔"

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تمام علمائے دین کا اتفاق ہے کہ سجد سہو سلام پھیرنے کے بعد کیا جائے پھر تشہد اور سلام پڑھ کر سلام پھیرے۔ حضرت حماد بن ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ روایات حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لی گئی ہیں۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک اور روایت بیان کی ہے کہ میں ابو قحافہ کی ڈاڑھی دیکھتا ہوں کہ ضرام عرفج جیسی ہے۔

حضرت ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے تھے اور ۱۵۰ھ میں فوت ہوئے۔ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ (صحابی رسول) کو ۹۵ھ میں دیکھا تھا اور ان سے احادیث سنی تھیں۔ حافظ جعابی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ۹۳ھ میں ہوا تھا۔ بعض نے آپ کا وصال ۹۲ھ میں لکھا ہے اور بعض نے ۹۱ھ میں بیان کیا ہے۔ ان تمام روایات کے باوجود ہم ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کو ہی صحیح مانتے ہیں کیونکہ اس کے اسناد روشن ہیں۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سات صحابہ کرام کی زیارت کی اور ان سے سات روایات بیان کیں۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ آپ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سے روایات بیان کی ہیں خاص کر یہ حدیث طلب العلم فریضة علی کل مسلم " علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔" آپ نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔

عن ابی حنیفة عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنه قال جاء رجل من الانصار الی النبی صلی اللہ علیه و آله وسلم فقال له یارسول اللہ مارزقت ولداً قط ولا ولد لی فقال و این انت عن کثرة الاستغفار والصدقة یرزق اللہ بها الولد قال فکان الرجل یکثر الصدقه ویکثر الاستغفار قال جابر رضی اللہ تعالٰی عنه فولد له تسعة من الذکور ○

(ترجمہ) "حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری اولاد نہیں ہے اور ابھی تک میرے ہاں کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا تم کثرت سے استغفار پڑھا کرو اور صدقہ و خیرات بھی کیا کرو اگر تم ایسا کرو گے تو اللہ تعالٰی تمہیں اولاد دے گا۔ اس شخص نے صدقہ اور استغفار کثرت سے شروع کر دیئے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالٰی نے اسے نو بیٹے عطا فرمائے۔"

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے سات صحابہ کو دیکھا تھا اور ان سے احادیث بھی سنی تھیں۔ مگر معتبر روایات میں لکھا ہے کہ آپ نے چھ صحابہ کی زیارت کی۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو آپ نے نہیں دیکھا اس لیئے ان کا وصال ۷۹ھ میں ہو گیا تھا۔ اس پر تمام اہل سیر متفق ہیں۔ آپ مدینہ منورہ میں اصحاب عقبہ میں سب سے آخر میں فوت ہوئے تھے اور حضرت امام ابوحنیفہ تو ۸۰ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ اندریں حالات ان حضرات نے دریافت کیا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا دیکھنا کیسے ممکن ہے؟ اسی طرح آپ کی روایات بھی خلاف واقعہ ہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ میں ۸۰ھ میں پیدا ہوا تھا اور ۹۶ھ میں والد گرامی کے ساتھ حج کرنے مکہ مکرمہ گیا تھا' میں اس وقت سولہ کا تھا جب میں مسجد حرام میں داخل ہوا تو لوگوں کا ایک عظیم ہجوم دیکھا۔ میں نے والد گرامی سے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں؟ فرمایا عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ آپ حضور کے صحابی ہیں میں نے آگے بڑھ کر ان کی زیارت بھی کی اور ان سے حدیث بھی سنی۔

یحیٰی بن قاسم عن ابی حنیفة سمعت عبداللہ بن ابی اوفی یقول سمعت رسول

اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یقول من بنٰی للّٰہ مسجداً ولو کمفحص قطاۃ بنی اللہ لہ' بیتاً فی الجنۃ O "یحیٰی بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے سنا ہے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ کے گھر مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا اگرچہ تھوڑا سا لیا ہو اسے قطاط پرندے کے برابر جنت میں گھر ملے گا۔

حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ تعالٰی عنہ صحابہ کرام میں وہ صحابی ہیں جو کوفہ میں رہائش پذیر تمام صحابہ کے آخر میں فوت ہوئے تھے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ میں ۸۰ھ میں پیدا ہوا تھا۔ حضرت عبداللہ بن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ صحابی رسول ۹۴ھ میں کوفہ میں تشریف لائے' میں نے ان کی زیارت کی پھر ان کی زبان سے سنا وہ فرما رہے تھے۔

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یقول حبک الشئ یعمی ویصم "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جب تجھے کسی چیز سے محبت ہو جائے تو وہ تجھے اندھا اور بہرہ بنا دیتی ہے۔"

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے صحابی رسول حضرت واثلہ بن الاسقع کی زیارت کی اور ان سے سنا وہ فرما رہے تھے۔ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یقول لا تظھرن شماتۃ لاخیک فیعافیہ اللہ ویبتلیک "میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سنا کہ اپنے بھائی کو شرمندہ کرنے والی بات ظاہر نہ کرو ورنہ ان کو عافیت دے گا اور تجھے اس میں مبتلا کر دے گا۔"

(نوٹ) فاضل مولف کتاب نے بہت سی احادیث نقل کی ہیں اور ان روایات کی اسناد بھی بیان فرمائی ہیں چونکہ ان روایات میں تکرار ہے اور اسناد مکرر آئی ہیں اس لیئے انہیں نظرانداز کر دیا گیا ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ میں سات صحابہ رسول سے ملا ہوں اور ہر ایک سے حدیث سنی ہے۔ میں عبداللہ بن حارث بن جزء الزبیدی صحابی رسول سے ملا میں نے

اپنے والد سے عرض کی کہ میں صحابی رسول کی بات سننا چاہتا ہوں۔ میرے والد گرامی مجھے اپنے کاندھے پر بٹھا کر آپ کے حلقہ درس میں لے گئے۔ انہوں نے مجھے پوچھا کہ بیٹا تم کیا چاہتے ہو میں نے عرض کی میں چاہتا ہوں آپ مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حدیث سنائیں۔ انہوں نے فرمایا :

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یقول اغاثۃ الملھوف فرض علی کل مسلم " میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ غمزدہ کی فریاد رسی ہر مسلمان پر فرض ہے۔" مزید فرمایا من تفقہ فی دین اللہ کفاہ اللہ ھمہ و رزقہ من حیث لا یحتسب " جو اللہ کے دین کو سمجھ پاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے مقاصد میں ایسی کفایت کرے گا جس پر اس کا گمان نہ ہوگا۔"

آپ نے مزید فرمایا میں عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ملا' ان سے سنا وہ فرماتے تھے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم رایت فی عارضی الجنۃ مکتوباً ثلاثۃ اسطر بالذھب الاحمر/ بماء الذھب (السطر الاول) لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (والسطر الثانی) الامام ضامن المؤذن موتمن فارشد اللہ الائمہ وغفر " رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جنت کے دونوں کناروں پر تین سطریں لکھی دیکھی ہیں۔ یہ سطریں خالص سرخ سونے سے لکھی تھی۔ پہلی سطر میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ' دوسری سطر میں امام ضامن ہے اور لکھا تھا اُے اللہ آئمہ کو ہدایت دے اور بخش دے۔

آپ نے مزید فرمایا للمؤذنین (والسطر الثالث) وجدنا ما عملنا ربحنا ماقدمنا خسرنا ماخلفُناہ قدمنا علی رب غفور " مومنین کی تیسری سطر پر لکھا تھا ہم نے عمل کیا اسے پایا اور جو ہم نے آگے بھیجا پایا جو نقصان ہم نے پیچھے چھوڑا اور ہم رب غفور کے حضور حاضر ہیں۔"

آپ نے فرمایا میں حضرت عبداللہ بن اوفی (صحابی رسول) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی ملا اور ان سے یہ حدیث سنی وہ فرماتے ہیں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حبک الشی یعمی و یصم " تمہیں کسی چیز کی محبت اندھا اور بہرہ کردے گی۔" والدال علی الخیر کفاعلہ

والدال علی الشر کمثلہ ان اللہ یحب اغاثۃ اللھفان " نیک عمل کرنے والا جیسا ہے اور برائی پر قدم اٹھانے والا بھی' پریشان حال شخص کی فریاد رسی کرنے والا اللہ کا دوست ہے۔"

آپ نے فرمایا مین نے حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (صحابی رسول) کی زیارت کی۔ میں نے ان کی زبان سے سنا وہ فرما رہے تھے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم من قال لاالہ الااللہ خالصاً مخلصا بہا قلبہ دخل الجنۃ ولو توکلتم علی اللہ حق توکلہ لرزقکم کماترزق الطیر تغد و خماصنا و تروح بطانا" رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے خالص اور مخلص ہو کر لاالہ الااللہ کہا وہ بہشت میں داخل ہو گا' اگر تم اللہ کی ذات پر کامل طور پر توکل کرو گے تمہیں ایسے رزق دیا جائے گا جیسے اس پرندے کو جو علی الصبح سیر کو نکلتا ہے اور بھوکا ہوتا ہے مگر شام کو پیٹ بھر کر واپس آتا ہے۔"

آپ نے فرمایا میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی رسول کی بھی زیارت کی تھی۔ ان سے یہ حدیث سنی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم علی السمع و الطاعۃ والنصیحۃ لکل مسلم و مسلمۃ" رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مرد عورت پر دوسروں کے لیئے خیر خواہی تسلیم و طاعت فرض ہے۔"

آپ نے فرمایا میں حضرت معقل میں یسار المزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملا ان سے سنا وہ فرماتے ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم علامات المؤمن ثلاث اذا قال صدق اذا وعدوفی اذا اؤتمن ادی و علامات المنافق ثلاث اذاقال کذب واذا وعدا خلف و اذاأتمن خان " رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا مومن کی تین علامات ہیں۔ بات کرے تو سچ کرے' وعدہ کرے تو پورا کرے' امانت رکھے تو اسے لوٹا دے۔ اور منافق کی بھی تین علامات ہیں' بات کرے تو جھوٹ ہو' وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور امانت میں خیانت کرے۔"

میں حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ (صحابی رسول) کو ملا اور ان سے یہ حدیث پاک سنی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لایظن احدکم انہ یتقرب الی اللہ باقرب من ھذہ الرکعات یعنی الصلوات الخمس " رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں میں سے کوئی گمان تک نہ کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل کرے گا جب تک وہ

پانچ نمازیں باقاعدگی سے ادا نہیں کرے گا۔"

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے عائشہ بنت عجرد رضی اللہ تعالیٰ عنہا (صحابیہ رسول) کو ملنے کا موقع ملا اور ان سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث مبارکہ سنی سمعت قال رسول اللہ علیہ و آلہ وسلم یقول اکثر جنود اللّٰہ فی الارض الجراد لا آکلہ ولا احرمہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا زمین پر اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا لشکر ٹڈی ہے نہ میں اسے کھاتا ہوں اور نہ اسے حرام سمجھتا ہوں۔"

ہماری تحقیق کے مطابق حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابی رسول حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات میں تردد ہے۔ حضرت معقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالاتفاق روایات حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکومت کے آخری ایام میں وفات پا گئے تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۶۰ ہجری میں فوت ہوئے اس اعتبار سے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آپ سے ملنا روایت و درایت کے لحاظ سے ناممکن ہے کیونکہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے تھے۔ یاد رہے کہ فاضل مرتب علامہ حیدر اللہ خان درانی مرحوم نے کتاب کے حاشیہ پر وضاحتی نوٹ لکھا ہے کہ مناقب الکردی رحمتہ اللہ علیہ میں لکھا ہے کہ حضرت معقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال عبداللہ بن زیاد کے دور حکومت میں ہوا تھا اور وہ ۸۶ھ میں قتل کیا گیا تھا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر اس وقت چھ سال تھی۔ اس طرح امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات اور حدیث سننے کی بات ثابت ہو جاتی ہے۔ بہرحال اس ملاقات اور سماعت حدیث پر تذکرہ نگاروں نے اتفاق و اختلاف کی آراء دی ہیں۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اساتذہ کرام

تذکرہ نگاروں نے اپنی تحریروں میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اساتذہ کی مختلف ذریعوں سے تعداد اور اسمائے گرامی لکھے ہیں۔ ہماری تحقیقات کی روشنی میں ان شاگردوں کی تعداد دو سو (۲۰۰) کے قریب ہے۔ حضرت ابو عبداللہ بن ابی حفص الکبیر رحمتہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں ایک اختلاف برپا ہوا۔ یہ اختلاف ایک عرصہ تک حضرت امام اعظم اور حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہما کے شاگردوں اور مداحوں میں رہا۔ حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے تلامذہ اور شاگرد کہتے تھے کہ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہیں۔ ان کے نزدیک امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے اساتذہ کی تعداد اسی (۸۰) تھی جبکہ دوسری طرف حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردوں نے آپ کے اساتذہ کی تعداد چار ہزار بیان کی ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم کے ہر شعبہ اور ہر فن میں عبور حاصل کرنے کے لیئے ہزاروں اہل علم سے استفادہ کیا۔ اساتذہ کی اس عظیم تعداد سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحصیل علم و فضل میں کس قدر وسیع حلقہ اساتذہ رکھتے تھے۔ آپ کے دوسرے فضائل اور کمالات کے علاوہ اساتذہ کی اس تعداد سے پتا چلتا ہے کہ آپ تحصیل علوم کے میدان میں بھی امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ سے افضل تھے۔

ہم حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اساتذہ کی ایک فہرست پیش کر رہے ہیں تاکہ آپ کے احوال و مقامات پر قلم اٹھانے والوں کو ایک وسیع علمی میدان مل سکے۔

☆..... من اسمه محمد ..... ☆

☆ ..... حضرت محمد ابو جعفر بن علی ابن الحسین علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم

☆ .... ابوبکر محمد بن مسلم بن عبیداللّٰہ بن شہاب بن زہرۃ الزہری

☆ .... محمد بن قیس المرہبی

☆ .... ابوعبداللّٰہ محمد بن المنکدر من بنی تیم بن مرۃ

☆ .... ابوعون محمد بن عبداللّٰہ بن سعید الثقفی کوفی

☆ .... ابوبکر محمد بن سوقۃ بیاع البز کوفی

☆ .... ابو الزبیر محمد بن مسلم بن تدرس المکی

☆ .... محمد بن زبیر التمیمی حنظلی بصری قیل قدم الکوفۃ

☆ .... ابوسلمۃ محمد بن عبداللّٰہ العرزمی کوفی

☆ .... محمد بن عبدالرحمٰن بن زرارۃ مدنی

☆ .... محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ الکوفی

☆ .... محمد ابن مالک بن زبیر الہمدانی

☆ .... محمد بن عمرو عن عبداللّٰہ بن عمر من حدیث شعیب بن اسحاق

☆.....الاف.....☆

☆ .... ابراہیم بن محمد بن المُنتشر بن الاجدع الہمدانی الکوفی و المنتشر اخو مسروق بن الاجدع

☆ .... ابراہیم بن عبدالرحمٰن ابواسمعیل السکسکی کوفی

☆ .... ابراہیم بن مسلم ابواسحاق الہجری کوفی

☆ .... ابراہیم بن میسرۃ الطائفی قیل مکی

☆ .... اسمعیل بن ابی خالد مولی بجیلۃ

☆ .... ابوعبداللّٰہ اسمعیل بن امیۃ بن عمرو بن سعید بن العاص مدنی مشہور

☆ ..... اسمعیل بن عبدالملک بن ابی الصعیر

☆ ..... آدم بن علی بکری من بنی شیبان

☆ ..... ابوبکر ایوب بن ابی تمیمة السختیانی

☆ ..... ایوب بن عائذ الطائی کوفی

☆ ..... ابان بن ابی عیاش واسم ابی عیاش فیروز لیس عندهم بالمرضی

☆ ..... ابوعتبة العبسی حمصی

☆ ..... ابوحکم مؤذن مسجد ابراهیم النخعی کوفی

☆ ..... ابان بن لقیط کوفی

☆ ..... ازادابن خسرو البلخی

☆ ..... ایوب بن عتبة الیمامی قاضی الیمامة

☆ ..... اسمعیل بن مسلة المکی

☆ ..... اسحاق بن ثابت بن ابراهیم بن المهاجر البجلی الکوفی

☆ .....الباء..... ☆

☆ ..... بلال بن ابی بلال قال ابن سعید یقال له النصیبی و قیل انه بلال بن عن وهب بن کیسان وان کان بلال بن مرداس فقد حدث عن عکرمة و ابی بردة و شهر بن حوشب و زید بن وهب وغیرهم من غیر حدیث ابی حنیفة

☆ ..... بکیر بن عطاء اللیثی

☆ ..... بلال بن وهب بن کیسان

☆ ..... زاد بن خسرو البلخی

☆ ..... بهز بن حکیم بن معاویة بن حیدة القشیری

☆ ..... بهلول بن عمر و الصیر فی یعرف بالمجنون

☆.....الثاء.....☆

☆.... ابو حمزة ثابت بن دينار البهنى

☆.... زادا بن خسرو

☆.... ثابت البنانى

☆.....الجيم.....☆

☆.... جامع بن شداد ابو صخرة

☆.... جواب بن عبيدالله كوفى تيمى

☆.... جابر بن يزيد ابو عبدالله الجعفى وكان ابو حنيفة يحرحه

☆.... الجراح بن المنهال الجزرى ابو العطوف

☆.... جعفر بن محمد الصادق

☆.....الحاء.....☆

☆.... الحكم بن عتيبة بو محمد مولى كندة

☆.... حبيب بن ابى ثابت ابو يحيى الاسدى كوفى

☆.... الحسن بن سعد مولى على ابن ابى طالب

☆.... الحسين بن الحر مولى بنى الصيدا وهم من بنى اسد بن خزيمة

☆.... حميد بن قيس الاعرج المكى

☆.... الحارث بن عبدالرحمٰن الهمدانى ابو هند

☆.... حصين بن عبدالرحمٰن ابو الهذيل السلمى كوفى له قدر و جلالة

☆.... حماد بن ابى سليمان الاشعرى و اسم ابى سليمان مسلم

☆.... الحارث بن يزيد العكلى له قدر وهو كوفى

☆ ..... حکیم بن صہیب الصیرفی

☆ ..... حوط العبدی

☆ ..... حسین بن الحارث ابوالقاسم الجدلی ان صحت روایته تابعی و اختلف فیه فقیل هو معبد بن خالد لجدلی

☆ ..... حکیم ابن جبیر مولی بنی امیة ابوعبداللّٰه قاله احمد بن حنبل و قیل انه اسدی

☆ ..... الحر بن الصباح کوفی روی حدیثا اشتہر به

☆ ..... حجاج بن ارطاة ابوارطاة کوفی ان صح

☆ ..... الخاء ..... ☆

☆ ..... خالد بن علقمة ابوحیة الهمدانی کوفی ثقة

☆ ..... خصیف بن عبدالرحمٰن ابو عون مولی بنی امیة زاد ابن خسرو

☆ ..... خالد بن عبدالاعلی

☆ ..... الدال ..... ☆

☆ ..... داود بن عبدالرحمٰن بن زاذان وقیل انه یزداد کذا ذکره ابن سعید

☆ ..... داود بن نصیر بن سلیمان الطائی

☆ ..... زادا بن خسرو البلخی

☆ ..... الذال ..... ☆

☆ ..... ذر ابوعمر الهمدانی

☆ ..... الراء ..... ☆

☆ ..... ربیعة بن ابی عبدالرحمٰن ابو عثمان له قدر و جلالة ریاح الکوفی

☆.....الزای.....☆

☆..... ابوالحسین زید بن علی بن الحسین رضی اللہ عنہم
☆..... زیاد بن علاقۃ ابومالک کوفی
☆..... زبید بن الحارث بن عبدالکریم ابو عبداللہ الھمدانی لہ قدر
☆..... زید بن اسلم ابواسامۃ مولی عمر بن الخطاب
☆..... زیاد بن کلیب ابومعشر الکوفی
☆..... زیاد بن میسرۃ الکوفی
☆..... زکریا بن ابی زایدۃ ابویحیی ھمدانی
☆..... زکریا بن الحارث الکوفی
☆..... زید السلمیٰ کوفی
☆..... زید بن ابی انیسۃ ابواسامۃ جلیل القدر علی صغر سنہ
☆..... زید بن الولید فی حدیث ابی یوسف وانما ھو زید بن ابی انیسۃ عن ابی الولید

☆.....السین.....☆

☆..... سماک بن حرب ابوالمغیرۃ البکری کوفی
☆..... سلیمان بن خاقان ابواسحاق الشیبانی
☆..... سلمۃ بن کھیل ابویحیی الحضرمی الکوفی جلیل القدر
☆..... سالم بن عجلان ابوعمر الافطس حرانی
☆..... سعید بن مسروق الثوری کوفی
☆..... سعید بن المرزبان ابوسعد
☆..... سلیمان بن ابی المغیرۃ ابوعبداللہ القرشی کوفی

☆.... سعید بن ابی عروبۃ البصری و اسم ابی عروبۃ مہران

☆.... سفیان بن سعید الثوری حکی عنہ حکایۃ و یروی سفیان عن ابی حنیفۃ **ایضاً**

☆.... زاد ابن خسرو البلخی

☆.... سلیمان بن مہران ابو محمد الاعمش الکوفی

☆.... سلمۃ بن نبیط

☆.....الشین.....☆

☆.... شیبان بن عبدالرحمٰن ابو معاویۃ التمیمی کوفی اصلہ من البصرۃ

☆.... شداد بن عبدالرحمٰن ابو رویۃ البصری

☆.... شیبۃ بن مساور و قیل بن مسور بصری ذکرہ ابن سعید

☆.... شعبۃ بن الحجاج بصری روی عنہ حکایۃ

☆.... شبیب بن غرقدۃ ابو عقیل الکوفی زادا بن خسرو

☆.... شرحبیل بن سعید

☆.... شرحبیل بن مسلم

☆.....الصاد.....☆

☆.... الصلت بن بہرام الکوفی

☆.... صالح بن صالح بن حی الھمدانی

☆.....الطاء.....☆

☆.... طلحۃ بن مصرف الیامی من ھمدان

☆.... ابو سفیان طلحۃ بن نافع

☆ .... ابوسفیان طریف بن سفیان السعدی البصری
☆ .... طلق بن حبیب البصری

☆ .... العین .... ☆

☆ .... عبداللّٰہ بن حسن بن حسن بن علی ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم
☆ .... عبداللّٰہ بن ابی نجیح
☆ .... عبداللّٰہ بن عثمان بن خثیم
☆ .... ابوعثمان المکی
☆ .... عبداللّٰہ بن ابی حبیبة
☆ .... عبداللّٰہ بن عبدالرحمٰن بن ابی حسین المکی
☆ .... عبداللّٰہ بن داود
☆ .... عبداللّٰہ بن ابی المجالد الکوفی
☆ .... عبداللّٰہ بن نافع مولی ابن عمر
☆ .... عبداللّٰہ بن حمید بن عبید الانصاری کوفی
☆ .... عبداللّٰہ بن سعید المقبری لم یصححه ابن سعید
☆ .... عبداللّٰہ بن عمر العمری
☆ .... عبداللّٰہ بن المبارک ابوعبدالرحمٰن المروزی روی عنه حکایة عبدالرحمٰن بن عمر و ابو عمر و الاوزاعی
☆ .... عبیداللّٰہ بن عمر بن حفص ابوعثمان العمری
☆ .... عبیداللہ بن ابی زیاد المکی
☆ .... عبدالرحمٰن بن عبداللّٰہ المسعودی وهو ابن عتبة بن عبداللّٰہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم
☆ .... عبدالرحمٰن بن شروان ابوقیس الاودی

☆ ..... عبدالملک بن عمیر ابو عمیر اللخمی الکوفی
☆ ..... عبدالملک بن میسرۃ الزراد الھلالی الکوفی
☆ ..... عبدالملک بن ابی بکر بن حفص بن عمر سعد
☆ ..... عبدالملک بن ایاس الشیبانی الاعور الکوفی
☆ ..... عبدالعزیز بن رفیع المکی اصلہ الکوفۃ
☆ ..... عبدالاعلی الکوفی التیمی
☆ ..... عبدالکریم بن ابی المخارق ابوامیۃ
☆ ..... عبیدۃ بن معتب ابو عبدالکریم الضبی
☆ ..... علی بن الاقمر ابو الحسن الوادعی الھمدانی
☆ ..... عطاء بن ابی رباح ابو محمد مولی اسلم
☆ ..... عطا بن السائب ابو یزید الثقفی الکوفی
☆ ..... عطا بن عجلان العطار البصری
☆ ..... عطیۃ بن سعد بن جنادۃ الجدلی الکوفی ابو الحسن
☆ ..... عطبۃ بن الحارث ابو روق الھمدانی الکوفی
☆ ..... عمرو بن عبداللہ بن علی بن اسحاق ابو اسحاق الھمدانی السبیعی
☆ ..... عمرو بن مرۃ ابو عبداللہ المرادی الجملی
☆ ..... عمرو بن دینار ابو محمد المکی
☆ ..... عمرو ابن شعیب ابو ابراھیم السھمی من اھل الطائف
☆ ..... عامر بن شراحیل ابو عمرو الشعبی من ھمدان
☆ ..... عامر بن السبط التمیمی الکوفی
☆ ..... عامر بن عبداللہ بن قیس ابو بردۃ بن ابی موسیٰ
☆ ..... عثمان بن عاصم ابو حصین الاسدی الکوفی
☆ ..... عثمان بن عبداللہ بن موھب القرشی الکوفی اصلہ المدینۃ

☆ ... عاصم بن ابی النجود ابوبکر الکوفی مولی بنی اسد
☆ ... عیسیٰ بن ابی لیلیٰ
☆ ... عثمان بن عبدالرحمٰن ذکرہ ابن سعد
☆ ... عاصم بن کلیب بن شہاب الجرمی الکوفی
☆ ... عاصم بن سلیمان ابو عبدالرحمٰن الاحول قاضی المدائن
☆ ... عدی بن ثابت بن دینار و قیل ابن عبید بن عازب الانصاری الکوفی
☆ ... عمر بن ذر بن عبداللہ ابو ذر الهمدانی الکوفی ان صح
☆ ... عمر بن بشیر الهمدانی الکوفی
☆ ... عمار بن عبداللہ بن سیار الجهنی الکوفی
☆ ... عون بن عبداللہ بن عتبة بن مسعود
☆ ... عون بن ابی جحیفة ابوحفص و هووهم ممن روی عکرمة ابوعبداللہ مولی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما
☆ ... عتبة بن عبداللہ بن عتبة ابوالعباس المسعودی
☆ ... عثمان بن راشد السلمی
☆ ... علقمة بن مرثد ابوالحارث الحضرمی
☆ ... عبدة بن ابی لبابة ابوالقاسم مولی قریش و قیل اسدی
☆ ... العلاء بن زهیر الکوفی و قیل ابن عبداللہ بن زهیر
☆ ... عمیر بن سعید ابویحیی الکوفی
☆ ... عیسیٰ بن علی ابوعلی الصیقل زادا بن خسرو البلخی
☆ ... عمران بن عمیر
☆ ... علی بن بذیمة
☆ ... عبداللہ بن رباح
☆ ... عبدالرحمٰن بن حزم یروی عن انس رضی اللہ عنہ

☆..... الغين ..... ☆

☆.... غالب بن هذيل ابو الهذيل الكوفى زادا بن خسرو البلخى
☆.... غيلان

☆..... الفاء ..... ☆

☆.... فراس بن يحيى الهمدانى ابو يحيى الكوفى
☆.... فرات بن عبدالرحمٰن القزاز ابو الحسن الكوفى

☆..... القاف ..... ☆

☆.... القاسم بن عبدالرحمٰن بن عبدالله بن مسعود
☆.... القاسم بن محمد ابو سهيل الكوفى
☆.... قيس بن مسلم ابو عمرو الجدلى الكوفى
☆.... قتادة دعامة ابو الخطاب البصرى السدوسى

☆..... الكاف ..... ☆

☆.... كدام بن عبدالرحمٰن السلمى الكوفى
☆.... كثير بن الرماح الاصم الكوفى

☆..... اللام ..... ☆

☆.... ليث بن ابى سليمان ابو بكير الكوفى

☆..... الميم ..... ☆

☆.... موسىٰ بن طلحة بن عبيد الله ابو عيسىٰ الكوفى

☆ ـــ موسیٰ بن ابی کثیر ابو الصباح الکوفی ان صح

☆ ـــ موسیٰ بن مسلم الکوفی وھو موسیٰ الصغیر

☆ ـــ منہال بن عمرو الاسدی ابویحیی

☆ ـــ منہال بن خلیفة ابوقدامة الکوفی

☆ ـــ منہال بن الجراح ھکذا قالہ ابن سعد و قیل الجراح بن المنہال ابو العطوف الجزری محارب بن دثار البکری الکوفی

☆ ـــ معن بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود الھذلی

☆ ـــ مسلم بن سالم ابو فروة و قیل ابوفزاوة الجہنی الکوفی

☆ ـــ مسلم بن کیسان ابوعبداللہ الملائی الکوفی الضبی

☆ ـــ منصور بن المعتمر ابوعتاب السلمی الکوفی

☆ ـــ منصور بن زاذان مولی عبدالرحمٰن بن ابی عقیل الثقفی واسطی

☆ ـــ منصور بن دینار ذکرہ ابن سعد

☆ ـــ مسعر بن کدام ابوسلمة الھلالی الکوفی

☆ ـــ میمون ابوحمزة الاعور الکوفی میمون بن مہران الجزری ذکرہ ابن سعد

☆ ـــ میمون بن سیاہ البصری

☆ ـــ مجالد بن سعید بن عمیر ابو عمیر الھمدانی الکوفی

☆ ـــ مرزوق ابوبکیر التیمی الکوفی

☆ ـــ مکحول ابو عبداللہ الشامی مولی امراة من ھذیل

☆ ـــ مزاحم بن زفر التیمی الکوفی

☆ ـــ مخول بن راشد ابن مخراق الکوفی

☆ ـــ مالک بن انس ابوعبداللہ المدنی الاصبحی

☆ ـــ موسیٰ بن ابی عائشة ابوالحسن الکوفی زادا بن خسرو البلخی

☆ ۔۔۔ معاویۃ بن اسحاق

☆ ۔۔۔ النون ۔۔۔ ☆

☆ ۔۔۔ نافع مولی عبداللہ بن عمر
☆ ۔۔۔ نافع بن درھم ابوالھیثم العبدی الکوفی
☆ ۔۔۔ ناصح بن عجلان و قیل ابن عبداللہ
☆ ۔۔۔ نعمان ذکرہ ابن سعد
☆ ۔۔۔ نصر بن طریف البصری ذکرہ ابن سعد

☆ ۔۔۔ الھاء ۔۔۔ ☆

☆ ۔۔۔ ھیثم بن حبیب الصراف الکوفی
☆ ۔۔۔ ھشام بن عروۃ بن الزبیر المنذر الاسدی المدنی
☆ ۔۔۔ ھشام بن عائذ بن نصیب الاسدی الکوفی ذکرہ ابن سعد

☆ ۔۔۔ الواو ۔۔۔ ☆

☆ ۔۔۔ واصل بن حبان الاسدی الکوفی
☆ ۔۔۔ واصل بن سلیم التمیمی الکوفی
☆ ۔۔۔ وقدان وقیل واقد ابویعقوب الکوفی
☆ ۔۔۔ الولید بن سریع مولی عمرو بن حارث المخزومی
☆ ۔۔۔ الولید بن عبداللہ بن جمیع الز ھری ذکرہ ابن سعد

☆ ۔۔۔ الیاء ۔۔۔ ☆

☆ ۔۔۔ یحییٰ بن عبداللہ الجابر ابوالحارث التیمی الکوفی
☆ ۔۔۔ یحییٰ بن سعید الانصاری ابوسعید المدنی

☆ .... یحیٰی بن ابی حیۃ ابو حباب الکلبی الکوفی

☆ .... یحیٰی بن عابد الکوفی

☆ .... یحیٰی بن عبیداللّٰہ بن موھب التیمی القرشی سکن الکوفۃ

☆ .... یحیٰی بن عمرو بن سلمۃ الھمدانی

☆ .... یحیٰی بن عبداللّٰہ ابو جحیۃ الاجلح الکندی الکوفی

☆ .... یزید بن صھیب ابو عثمان الفقیر البصری

☆ .... یزید بن عبدالرحمٰن بن زید ابو خالد الکوفی

☆ .... یزید بن عبدالرحمٰن عن انس

☆ .... یزید بن ابی زیاد ابو عبداللّٰہ الکوفی مولی بنی ھاشم

☆ .... یونس بن عبداللّٰہ بن ابی فروۃ المدنی

☆ .... یونس بن زھران ذکرہ ابن سعد

☆ .... یعلی بن عطاء الطائفی

☆ .... یاسین بن معاذ ابو خلف الزیات الکوفی

☆ .... من یعرف بالکنیۃ .... ☆

☆ .... ابوبکر بن عبداللّٰہ بن الجھم

☆ .... ابو السوار

☆ .... ابو غسان عن الحسن البصری

☆ .... ابو عبداللّٰہ

☆ .... ابو عمر عن سعید بن جبیر

☆ .... ابو خالد

☆ .... ابوبکر عن الزھری

☆ .... ابو محمد

☆..... من لم یسم ..... ☆

☆.... رجل عن ابی بکر المکی اھل الحجاز

☆.... رجل عن الشعبی

☆.... رجل عن شریح

☆.... رجل عن انس بن مالک

☆.... رجل عن ابن الحنیفة

☆.... رجل عطاء

☆.... رجل عن الضحاک رضی اللّٰہ تعالٰی عنھم

حضرت امام حماد رضی اللہ تعالٰی عنہ

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مذکورہ بالا اساتذہ کے علاوہ امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے چند بلند پایہ اور ممتاز اساتذہ کا تعارف ضروری سمجھتے ہیں۔ ان میں ایک بزرگ امام ابواسماعیل حماد بن ابی سلیمان الاشعری ثم الکوفی ہیں۔ آپ نے علم کی تحصیل کے لیئے بے پناہ التزام فرمایا تھا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے لوگوں نے پوچھا آپ کے اتنے جلیل القدر اور بے شمار اساتذہ ہیں مگر سب سے ممتاز اور بلند پایہ فقیہ کون ہے۔ آپ نے فرمایا عالم اسلام میں امام حماد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بڑھ کر کوئی اور بڑا فقیہ نہیں دیکھا۔ ایک اور موقعہ پر آپ نے فرمایا مارایت افقہ من جعفر صادق رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ "میں نے حضرت امام جعفر سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہیں دیکھا۔" ان دونوں اقوال کی روشنی میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالٰی عنہ اہل بیت رسول ﷺ کے سلسلہ میں ممتاز فقیہ تھے۔ مگر حضرت امام حماد تمام عالم اسلام میں علی الاطلاق فقیہ اعظم ہیں۔

حضرت امام الصلت بن بسطام رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان مبارک میں پچاس روزہ داروں کو روزانہ روزہ افطار کرایا کرتے تھے اور عیدالفطر کی رات کو ہر ایک کو نیا جوڑا سلا کر دیا کرتے تھے اور پھر ان روزہ داروں کو سو سو دینار دیا کرتے تھے۔

حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے میں امام حماد بن ابی سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دلی محبت کرتا ہوں۔ مجھے ان کی ایک بات یاد ہے' آپ ایک دن گدھے پر سوار کہیں جا رہے تھے کہ اچانک آپ کی قمیص کا بٹن ٹوٹ گیا۔ راستہ میں ایک درزی کو کام کرتے دیکھا' آپ نے چاہا کہ سواری سے نیچے اتر کر بٹن کو درست کرالیں۔ مگر درزی نے آپ دیکھ کر کہا حضور آپ سواری پر ہی تشریف رکھیں میں خود وہاں بیٹھے بیٹھے آپ کا بٹن درست کر دیتا ہوں۔ چنانچہ درزی نے کھڑے کھڑے بٹن درست کر دیا۔ امام حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جیب میں ہاتھ ڈالا سونے کے دیناروں کی بھری ہوئی ایک تھیلی نکال کر درزی کو دے دی اور فرمایا اگر میرے پاس اور دینار ہوتے تو تمہاری اس عزت افزائی پر مزید دے دیتا۔

حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بے شمار مناقب ہیں انہیں بیان کرنے کے لیئے ایک بڑی کتاب لکھی جا سکتی ہے' اس لیئے ہم مختصر کریں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے شاگرد خاص تھے۔ یہ ان کے فضائل علمیہ کی بہت بڑی دلیل ہے۔ میں نے اپنے دیوان میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق کہا ہے۔

کفی النعمان فخرا مارواہ   من الاخبار عن غرر الصحابہ

امتبوع الانام غلوت بحرا   لعلمک والعدی امسوا حبابہ

اصدر التابعین قبلت مهنم   نیابتهم فاحسنت النیابة

(ترجمہ) "حضرت نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیئے ان کی روایات کا فخر ہی کافی ہے۔ وہ روایات جو انہوں نے صحابہ کرام اور اشراف زمانہ سے بیان کی ہیں۔ آپ تمام تابعین کے سرتاج ہیں۔ تمام تابعین نے آپ کی نیابت اور امامت قبول کی ہے اور یہ نیابت کتنی قابل فخر ہے۔ اے امام ابوحنیفہ!

اے زمانے کے مقتدا! آپ تو علم کے ایک ناپیدا کنار سمندر ہیں۔ دوسرے علماء کرام تو آپ کے سامنے یوں دکھائی دیتے ہیں جیسے پانی کا ایک بلبلہ ہو۔"

باب چہارم

حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فقہ پر ابتدائی نظر

حضرت امام زفرؒ بن الہذیل رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ میں علم الکلام پر اتنی دقیق نگاہ رکھتا تھا کہ اہل علم میری طرف اشارے کیا کرتے تھے۔ ہم لوگ ان دنوں حضرت حماد بن ابی سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلقہ درس کے قریب رہا کرتے تھے۔ ایک دن ایک عورت میرے پاس آئی اور پوچھنے لگی کہ ایک شخص کی بیوی کنیز ہے وہ اسے سنت کے مطابق طلاق دینا چاہتا ہے اس کو کیا کرنا چاہیے؟ میں نے اسے اس عورت کو حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجا اور اسے کہا کہ حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو جواب دیں مجھے بتا کر جانا۔ اس عورت نے حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہی مسئلہ دریافت کیا تو حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا وہ اس کنیز کو حیض و جماع سے فراغت کے بعد والے طہر میں ایک طلاق دے اور اس سے بالکل علیحدہ رہے یہاں تک کہ اس عورت کے دو حیض گزر جائیں۔ دوسرے حیض کے اختتام پر وہ کنیز غسل کرے اور جس سے چاہے نکاح کرے۔ اس سائلہ عورت نے حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سارا مسئلہ بیان کیا تو حضرت امام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس دن کے بعد مجھے علم الفقہ کی ضرورت کا احساس ہوا۔ میں اسی وقت اٹھا جوتے پہن کر حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلقہ تدریس میں حاضر ہو گیا۔ ایک عرصہ تک آپ کی خدمت میں رہ کر دینی مسائل کو نہایت غور سے سنتا رہا۔ میں آپ کی گفتگو اکثر یاد کر لیا کرتا تھا۔ مجھے ان کے اسباق مکمل طور پر حفظ ہو جاتے تھے۔ آپ کے تلامذہ (شاگرد) اپنی اپنی مجالس میں جب کوئی مسئلہ بیان کرتے تو میں ان کی غلطیوں کی نشاندہی کرتا۔ استاد گرامی حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میری محنت اور لگن کو دیکھ کر فرمایا کہ میرے حلقہ درس میں میرے سامنے صف اول میں ابو حنیفہ ضرور بیٹھا کرے۔ میں نے اس

طرح زندگی کا ایک حصہ صرف کیا اور صبح و شام اس دریائے علم سے سیراب ہوتا رہا۔

ھیشم بن عدی الطائی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ دنیا میں کئی علوم اور فنون موجود ہیں مگر آپ نے صرف علم فقہ کو ہی کیوں ترجیح دی اور اس میں کیوں کمال حاصل کیا اور آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ علم فقہ تمام دوسرے علوم سے اعلیٰ اور ضروری ہے۔ تو آپ نے جواب دیا کہ میری یہ تمام کوششیں قوت الٰہی سے ہیں اور میں اپنے اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ ابتداء میں میں نے تمام علوم کو اپنا نصب العین بنایا اور حتی الامکان ہر ایک پر عبور حاصل بھی کیا' پھر ہر شعبہ علوم کے انجام پر نگاہ ڈالی اور اس کے فوائد دیکھے۔ میں نے علم الکلام کو پڑھ کر اس کے نتائج پر غور کیا تو مجھے اس کا انجام اچھا دکھائی نہ دیا اور اس کی افادیت نہایت محدود تھی' جو شخص اس فن میں کمال حاصل کر لیتا ہے وہ پھر مناظرانہ موشگافیوں میں الجھا رہتا ہے اور علم فقہ اور دین کے اصل مطالب کی طرف توجہ نہیں دیتا اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ نفسانی خواہشات کا پابند ہو گیا ہے۔ میں علم الکلام کو چھوڑ کر ادب و نحو کی طرف متوجہ ہوا مگر مجھے اس کا انجام بھی درست نظر نہ آیا۔ بس صرف اتنی بات تھی کہ طالب علموں میں بیٹھ کر عربی حروف کی تراش ساخت پر گفتگو کرتا رہوں گا اور بس چنانچہ میں علم و ادب کو چھوڑ کر علم شعر کی طرف آیا اور اس پر کمال حاصل کر کے محسوس کیا کہ اس سے کسی کی مدح یا ہجو کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اس ہجو و تکذیب سے دین کے ٹکڑے ٹکڑے کی باتیں کرنے کے سوا کچھ فائدہ نہیں۔ ایک وقت آیا کہ میں نے علم القراۃ کی طرف توجہ دی' میں نے دیکھا کہ اب نوجوانوں کا ایک حلقہ میرے اردگرد جمع ہو کر خوش الحانی سے قرآن مجید پڑھنے لگا ہے اور میں صرف قرآن پاک کے الفاظ کو نہایت خوش الحانی سے ادا کرنے میں مصروف ہو گیا۔ قرآن مجید کے الفاظ فصاحت و بلاغت کی عمدہ مثال ہیں۔ پھر قرآن پاک کے معانی ایک بحر ناپیدا کنار ہیں۔ اب مجھے خیال آیا کہ مجھے علم حدیث پڑھنا چاہئے میں نے دیکھا احادیث کا ایک بے پناہ ذخیرہ موجود ہے۔ محدثین اسے یاد کرتے ہیں اور یہ ایک سمندر ہے جسے پایاب کرنا کسی کے بس کا کام نہیں اور اس کی کوئی حد نہیں ہے۔ علم حدیث کے حاصل کرنے والے بھی وہ نوجوان علماء ہوں گے کبھی مجھے ضعیف اور موضوع احادیث کا الزام لگائیں گے اور کبھی حافظہ کی کمزوری کا طعنہ دیں گے اور میری بیان کردہ احادیث اور روایات پر تاقیامت بحث و تمحیص کا سلسلہ

جاری رہے گا۔

آخر کار میرے دل نے کہا کہ علم فقہ سب سے بہترین علم ہے' میں اس کے حصول پر ڈٹ گیا اور ایسا ڈٹا کہ اس فن کی جلالت شان نے میرے دل پر اثر کیا جوں جوں اس کا تصور میرے سامنے آتا اس پر بحث و تمحیص کرتا' تفصیلا" گفتگو کرتا۔ علماء' مشائخ' فقہا اور ارباب بصیرت کی مجالس میں نشست و برخاست کا موقعہ ملتا ہے تو مکارم اخلاق کے خزانے کھلتے جاتے ہے۔ میں نے فقہ کے انجام پر غور کیا تو میں اس نتیجے پر پہنچا کہ فرائض کی ادائیگی' اقامت دین اور عبادت گذاری کی حقیقت فقہ کی تعلیم کے بغیر ناممکن ہے۔ فقہ کی معرفت کے بغیر دین و دنیا کے تمام امور بیکار ہیں۔ چنانچہ میں نے فقہ کے حصول' اس کی اشاعت اور اس کی ترویج کے لیئے زندگی وقف کر دی۔

حضرت امام ابویوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مندرجہ بالا واقعہ کی تصدیق و تفصیل بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ ان علوم کی تحصیل کے علاوہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وقت کے بلند پایہ مشائخ' علماء اور فقہا کی مجالس سے بڑا استفادہ کیا تھا۔ پھر اس زمانہ میں کسی گھر' کسی محلے یا کسی کے شہر میں کوئی دینی مسئلہ درپیش ہوتا تو ان حضرات کی وساطت سے آپ کو سننے' سمجھنے اور سوچنے کا موقعہ ملتا۔ اگر آپ کو مسئلہ کا جواب آتا تو بیان کرتے ورنہ ان حضرات سے مشورہ کرتے اور اگر اس طرح آپ کو اطمینان ہو جاتا تو مسئلہ کا جواب دیتے تھے۔ یہ مخلوق خدا کی علمی راہنمائی کے لیئے ایک نہایت ہی عمدہ طریقہ تھا جس سے اللہ بھی راضی ہوتا ہے اور مخلوق بھی مطمئن ہوتی ہے۔ اس سے دین و دنیا کی راحت ملتی ہے اور اللہ کے فضل سے رفعت و شان میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ ان مسائل کو سمجھ لینے کے بعد ہر شخص علیحدگی میں جا کر بھی ممنون ہوتا کہ اسے دینی راہنمائی ملی۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے استاد مکرم حضرت امام حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں رہنے کا جتنا موقعہ ملا کسی دوسرے کو نصیب نہیں ہوا تھا۔ میں ان سے بڑی کثرت سے سوالات کرتا اور وہ بھی نہایت شفقت سے مفصل جوابات سے نوازتے۔ کئی بار تو یوں ہوتا کہ وہ میری اس کاوش سے تنگ آجاتے اور فرماتے ابوحنیفہ تم اجازت دو تو چند لمحے آرام کر لوں اب تو میرا سینہ تنگ ہونے لگا ہے۔

قبیصہ بن عقبہ فرماتے ہیں کہ ابتدائی دور میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ علمائے ظاہر میں سے مسائل فقہ میں بڑی بحث کیا کرتے تھے یہاں تک کہ اس فن میں کمال حاصل کر لیا۔ لوگوں کے سامنے کوئی مسئلہ آتا تو ہر شخص آپ کی طرف اشارہ کرتا۔ پھر ایک وقت ایسا آیا کہ آپ نے بحث و تمحیص میں الجھنا چھوڑ دیا اور صرف حدیث و فقہ پر گفتگو فرماتے حتی کہ وہ اس فن میں امام وقت ہو گئے۔

حضرت امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن مجھے اپنے زمانہ کے جید عالم دین امام شعبی رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات کا موقعہ ملا' آپ نے پوچھا بیٹے کیا کام کرتے ہو؟ میں نے عرض کی حضور بازار میں کاروبار کرتا ہوں اور استاد حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس میں حاضر ہو کر علمی مسائل سمجھنے کی کوشش کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا میرا مشورہ ہے کہ آپ بازار کا کاروبار چھوڑ کر صرف علمی جستجو میں وقت دیں کیونکہ مجھے آپ کے اندر جستجو کا ایک سمندر موجزن دکھائی دیتا ہے اور بہترین سلیقہ نظر آتا ہے۔ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد نے مجھے بڑا متاثر کیا' میں نے بازار آنا جانا چھوڑ دیا اور کاروبار ترک کر کے علم کے حصول کے لیئے وقت دینے لگا۔ مجھے علماء کرام کی مجالس نے بڑا فائدہ دیا۔

مناظرے اور مباحثے

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے علم کلام میں گفتگو کرنے کے بڑے مواقع ملے اور اس شغل میں مجھے کافی وقت صرف کرنے کا موقعہ ملا۔ میں اکثر اپنے مقابل کی تلاش میں رہتا اور مجھے اس سلسلہ میں کسی قسم کی گھبراہٹ نہیں ہوتی تھی' بلکہ مجھے ایسے مباحثے میں بڑی دلچسپی ہوتی اور کوئی موقعہ ملتا تو میں اسے ہاتھ سے نہ جانے دیتا۔ میں نے سنا کہ ایسے اہل علم کا ایک طبقہ بصرہ میں موجود ہے جو دینی مسائل میں مباحثہ کے لیئے تیار ہے۔ مجھے مباحثوں میں شرکت کا شوق بصرہ لے گیا' وہاں ان دنوں خارجی لوگ اسلامی مسائل پر بحث کیا کرتے تھے اور عام مسلمانوں کو

ان مسائل میں الجھا کر پریشان کیا کرتے تھے۔ ان خارجیوں نے اباضیہ ' صفریہ اور حشویہ جیسے طبقے قائم کر رکھے تھے۔ مجھے ان حلقوں میں مباحثہ کرنے کا بھرپور موقعہ ملا اور میں انہیں میدان میں شکست سے دوچار کر دیتا۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بصرہ کے علماء اور مختلف طبقوں سے مباحثہ کرنے پر روشنی ڈالتے ہوئے مزید بتایا کہ مجھے علم الکلام پر عبور حاصل تھا' میں اسے افضل العلوم تصور کرتا تھا اور میری زندگی کا ایک حصہ اسی میں گزرا تھا۔ میرے نزدیک فقہ کے بعد علم الکلام اصول دین کی ایک اہم شاخ تھی پھر مجھے خیال آیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم' صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور دوسرے متقدمین اہل علم و فضل حتیٰ کہ تابعین میں علم و فضل تھا۔ وہ دین کے ہر معاملے کو جانتے تھے۔ وہ تمام علوم کی قوتوں کے مالک تھے۔ وہ حقائق کے عارف تھے' لیکن بایں علم و فضل انہوں نے مباحثے اور مناظرے نہیں کیئے تھے۔ وہ نہ جھگڑے کرتے تھے' نہ علمی موشگافیوں سے دوسروں کو قائل کرتے تھے۔ وہ علم کلام سے اپنے مخالف کو دبانے کی کوشش نہیں کرتے تھے۔ وہ لوگوں کو صرف دین سکھاتے تھے' علم بانٹتے تھے' اللہ اور رسول ﷺ کی طرف دعوت دیتے تھے۔ اگر ان کا کوئی جھگڑا یا اختلاف ہوتا تو وہ اسے علم کے زور سے نہیں عمل اور تقویٰ کی روشنی سے حل کرتے تھے۔ ان کا جھگڑا بس تفہیم و تعلیم تک محدود ہوتا تھا۔ ان کا مناظرہ صرف دعوت حق تک محدود ہوتا' ان سے کوئی فتویٰ پوچھتا تو وہ صرف اور صرف دین اور علم دین تک بات کرتے تھے۔ حضور ﷺ کا زمانہ گزرا' صدر اول کا دور گزرا' صحابہ میں علم و فضل کے آفتاب و مہتاب تھے۔ کبھی مناظرہ اور مباحثہ نہیں کرتے تھے۔ تابعین کا دور آیا' بڑے بڑے ارباب علم موجود تھے مگر ان کا زمانہ صرف تفہیم اور دعوت کا زمانہ تھا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ مجھے بھی مناظرہ' مباحثہ اور مباہلہ چھوڑ کر ان اسلاف کے نقش قدم پر چلنا چاہیے اور علم فقہ پر غور و خوض کرنا چاہیے۔ علم کلام صرف علم دین کی تشریح اور وضاحت تک استعمال میں آنا چاہیے' صحابہ کرام اور تابعین نے دین کی اشاعت کے لیئے زندگیاں وقف کر دیں مجھے بھی وہی کام کرنا چاہیے جو انہوں نے کیا۔ اہل معرفت کی مجالس میں حاضری دے کر دین کی باتیں جمع کرنا چاہئیں اور علم کی بات آئے تو علم دین تک رہنی چاہییں

میں نے علم کلام کے ماہرین کو غور سے دیکھا' ان لوگوں کو گہرائی سے دیکھا تو مجھے ان میں وہ اوصاف نظر نہ آئے جو صحابہ کرام یا تابعین میں پائے جاتے تھے۔ میں دیکھتا ہوں کے علم کلام کے ماہرین قلبی طور پر سخت سے سخت تر ہیں اور ذہنی طور پر اپنے مدمقابل کو زچ کرنے کے درپے رہتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں میں نے محسوس کیا کہ ان حضرات کے دل و دماغ کتاب و سنت اور طریقہ اسلاف سے ہمنوا نہیں ہیں۔ ان میں تقویٰ اور ورع کی کمی ہے۔ میں اس نتیجے پر پہنچا کہ اگر علم کلام میں کوئی بہتری یا بھلائی ہوتی تو اسے صدر اول کے صحابہ اور تابعین ضرور اپناتے۔ چنانچہ میں نے علم الکلام کا سہارا لینا چھوڑ دیا اور صرف علم دین اور فقہ کو اپنا لیا۔

تین خواتین کا کردار

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری زندگی میں ایک خاتون نے مجھ سے دھوکا کیا' دوسری خاتون نے مجھے زہد و تقویٰ سکھایا' تیسری خاتون نے مجھے علم فقہ حاصل کرنے کی ترغیب دی۔ پہلی خاتون کا واقعہ یہ ہے کہ میں ایک دن کوفہ کے بازار سے گزر رہا تھا' میں نے ایک نوجوان شخص کو دیکھا جو زبان کی بجائے اشاروں سے باتیں کر رہا تھا۔ مجھے محسوس ہوا کہ وہ گونگا ہے' میں اس کے نزدیک گیا تو معلوم ہوا کہ وہ مرد نہیں بلکہ عورت ہے۔ اس نے مجھے اشارہ سے بتایا کہ اس کی کوئی چیز راستہ میں گر گئی ہے' وہ اس کی ہے اور میں اسے اٹھا کر لا دوں۔ میں گیا اور وہ چیز اٹھا لایا' وہ کہنے لگی اس چیز کو اپنے پاس رکھیں اس کا مالک آپ سے خود وصول کرے گا۔ اسے دینی اصطلاح میں "لقطہ" کہتے ہیں اور یہ چیز اب لقطہ تھی اور لقطہ کا ہی حکم ہے۔

جس خاتون نے مجھے زہد و تقویٰ کی ترغیب دی اس کا واقعہ یہ ہے کہ ایک دن میں گلی سے گزر رہا تھا' بہت سی عورتیں کھڑی تھیں' ان میں سے ایک نے کہا کہ دیکھو ابوحنیفہ جا رہے ہیں جو عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا کرتے ہیں۔ ساری رات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزارتے ہیں' مجھے حیرت ہوئی مگر میں نے دوسرے روز سے ہی ان خواتین کے نیک گمان کو سچا ثابت کرنے کے لیئے شب بھر عبادت میں گزارنی شروع کر دی اور عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا کرنے لگا۔

تیسری خاتون جس نے مجھے فقہ کی تعلیم کی طرف راغب کیا وہ کوفہ کی ایک ایسی خاتون تھی

جس نے مجھ سے حیض کے متعلق دینی مسئلہ دریافت کیا۔ میں اس کا جواب نہ دے سکا' شرمسار ہوا' اس دن سے میں نے علم فقہ کی تعلیم حاصل کرنا شروع کردی۔

علم فقہ کی تعلیم و تدریس

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں اس قسم کا ایک اور واقعہ پیش آیا' ایک خاتون حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئی اور ایک مسئلہ دریافت کیا مگر نہ امام اور نہ آپ کے ساتھی اسے تسلی بخش جواب دے سکے۔ وہ خاتون حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ان سے مسئلہ پوچھا آپ نے نہایت اعلیٰ جواب دیا اور خاتون مطمئن ہو کر بتا گئی کہ حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مسئلہ کا حل یوں فرمایا ہے۔ اسی دن حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر علم فقہ کی تعلیم کے لیئے درخواست کی۔ حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مصروفیت کی بناء پر فرمایا مجھے منظور ہے مگر روزانہ صرف تین مسائل لکھیئے۔ آپ نے یہ سلسلہ شروع کر دیا اور ایک وقت آیا کہ آپ حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلقہ کے کامل فقیہ بن کر ابھرے۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے استاد کی نظر میں

امام حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوحنیفہ کی عادت تھی کہ محفل میں آتے تو نہایت خاموش بیٹھتے۔ بڑے وقار اور آداب محفل کو ملحوظ رکھتے ہوئے بیٹھتے۔ ہم ان کی نشست و برخاست کو بھی علمی تربیت کا ایک حصہ تصور کرتے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ دقیق سوالات کرنے لگے۔ بعض اوقات مجھے ان کے حل کرنے میں دقت محسوس ہوتی اور مجھے خوف آنے لگا کہ اگر ان کے استفسارات کا تسلی بخش جواب نہ ملا تو وہ مایوس نہ ہو جائیں اور ایک وقت ایسا آیا کہ سارے کوفے کے لوگوں میں ان کی شناخت ایک فقیہ کی حیثیت سے ہونے لگی۔ وہ بڑے ذہین اور سریع الفہم طالب علم تھے۔ مجھے اندازہ تھا کہ عنقریب ایک وقت آنے والا ہے کہ عالم اسلام کے اہل علم و فضل ان کے دسترخوان علم سے استفادہ کرنے آنے لگیں گے اور مجھے محسوس ہوا کہ نعمان ایک ایسا آفتاب

ہے جو بطن گیتی کی تاریکیوں کو چیرتا ہوا کائنات کو روشن کرے گا۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ میں پیدا ہوئے اور اسی شہر میں علم کلام میں کمال حاصل کیا۔ آپ اسی علم میں گفتگو کرتے اور لوگوں کو لاجواب کر دیتے۔ ایک دن آپ کے سامنے ایلا کا مسئلہ پیش ہوا' آپ نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا ایلا کیا ہوتا ہے۔ آپ کے تمام رفقاء نے بھی لاعلمی کا اظہار کیا۔ آپ نے دل میں خیال کیا کہ افسوس جس علم کی ہمیں ضرورت ہے ہم اس سے کتنے بے خبر ہیں۔ ہم دوسرے علوم پر عبور حاصل کرنے میں مصروف ہیں جن کا کسی کو کوئی فائدہ نہیں۔ آپ اسی دن حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں شریک ہوئے اور ان کے زیر تربیت رہ کر فقہ میں کمال حاصل کیا۔

ایک دیہاتی نے حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ سے ایک مسئلہ دریافت کیا جس سے آپ نے معذرت کر دی' اس دن آپ کو اس قدر ندامت ہوئی کہ میں علم کلام میں مشاق ہونے کے باوجود ایک دیہاتی کو دین کا مسئلہ نہیں بتا سکا۔ آپ اس دن سے علم کلام کا حلقہ چھوڑ کر حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہنچے اور تھوڑے ہی عرصہ میں فقہ میں واقفیت حاصل کر لی۔

نعیم بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ میں حجاج بن یوسف جیسے ظالم حکمران کے زمانہ اقتدار میں نوجوان تھا اور کوفہ کے بازار میں کپڑے کا کاروبار کیا کرتا تھا۔ مگر جہاں موقعہ ملتا میں لوگوں سے دینی مسائل پر گفتگو کر لیتا۔ ایک دن میرے پاس ایک ایسا شخص آیا جس نے فرائض (وراثت) کا ایک مسئلہ پوچھا مگر مجھ سے اس کا جواب نہ بن پڑا۔ اس شخص نے مجھے خاموش دیکھ کر کہا کہ تم تو لوگوں سے مناظرہ کرتے ہو' مباحثہ کرتے ہو اور بال کی کھال اتار لیتے ہو مگر ایک عام سے مسئلہ پر خاموشی اختیار کر رہے ہو۔ اس شخص کی بات سے مجھے سخت شرمندگی ہوئی' میں فقہ کی تحصیل کے لیئے نکلا' مجھے کوفہ میں سب سے پہلے ایک عالم دین عامر الشعبی ملے' میں ان کی مجلس میں پہنچا مگر وہ اس وقت بہت بوڑھے ہو چکے تھے۔ سر اور داڑھی خضاب سے رنگین کر کے جوانی کے ایام کو آواز دینے کی ناکام کوشش کرتے تھے۔ سرخ رنگ کا ایک نفیس کمبل اوڑھے ہوئے تھے اور چند دوستوں کے ساتھ شطرنج کھیل رہے تھے۔ میں نے آپ سے ایک مسئلہ دریافت کیا تو فرمانے لگے یہ مسئلہ بنو استہا یعنی حکم بن عتیبہ یا حماد بن ابی سلیمان

بتا سکتے ہیں۔ میں خاموش رہا۔ پھر بولے بیٹا دیکھو معصیت کی کوئی نذر نہیں اور نہ اس کا کفارہ ہے۔

میں نے عرض کی .... کہ اللہ تعالیٰ تو اپنے کلام میں وانھم یقولون منکراً من القول وزورا (پارہ ۲۸ سورۃ المجادلہ ۲) "وہ جھوٹ اور بری بات کرتے ہیں" اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے کفارہ مقرر کیا ہے۔ انہوں نے مجھے جھڑکا اور کہا کہ "قیاس" کرتا ہے اٹھ جا یہاں سے میں مصروف ہوں۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں اٹھ کر چلا آیا اور قتادہ کے پاس پہنچا وہ اس وقت تقدیر کے مسئلہ پر گفتگو فرما رہے تھے' مجھے ان کی باتوں میں لطف نہ آیا۔ وہاں سے اٹھ کر جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد سیدنا حضرت ابوالزبیر علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے ان سے چند سوالات کیئے لیکن وہ مجھے مطمئن نہ کر سکے اور مجھے یوں محسوس ہوا کہ ان کی زبان ان کے قابو میں نہیں۔ میں وہاں سے بھی اٹھا اور سیدھا حماد بن سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ وقت کے شیخ ہیں' بے پناہ عقل و خرد کے مالک ہیں' حوصلے سے بات سنتے ہیں اور اس کا نہایت باوقار طریقے پر جواب دیتے ہیں۔ وہ افہام و تفہیم کے انداز کو بہت اچھی طرح جانتے ہیں۔ ان کی محفل میں میرا دل لگ گیا اور کچھ ہی عرصہ میں مجھے جس بات کی تشنگی تھی ان سے مل گیا۔ ایک دن فرمانے لگے ابو حنیفہ تو نے تو میرا تمام پانی پی لیا ہے۔

بعض تذکرہ نگاروں نے اس جملے کو سعید بن المسیب سے منسوب کیا ہے۔ انہوں نے اپنے شاگرد سے کہا تھا انزفتنی یا اعمی! "اے اندھے تو نے تو میرا سارا پانی پی لیا ہے۔" دراصل قتادہ نے حضرت سعید بن المسیب سے تمام علم حاصل کر لیا تھا اور ایک ایک بات حفظ کر لی تھی۔ مجھے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق چند اشعار پیش کرنے کی اجازت دیں۔

****

نعمان قد سبر العلوم باسرها　　حتی اعتلی منها ذری الاطواد
ثم انثنی منها الی الفقه الذی　　قد راح فی الاغوار و الانجاد
وهداه لمالج فی طلب الهدی　　محمود فطنته الی حماد
ثم انبری من بعده یفتی الوری　　حقا برغم معا طس الحساد
لقد ارتقی من فقهه فی قلة　　هدت مصاعد هاقوی الصعاد
اعصار دولته مبدد کل من　　فی عصره تبدید رجل جراد
فغدا آنداه مکرع الوراد　　وسما ذراه مرتع الرواد
فرق الضلال عدوا الیه مطیهم　　فهداهم و لکل قوم هاد
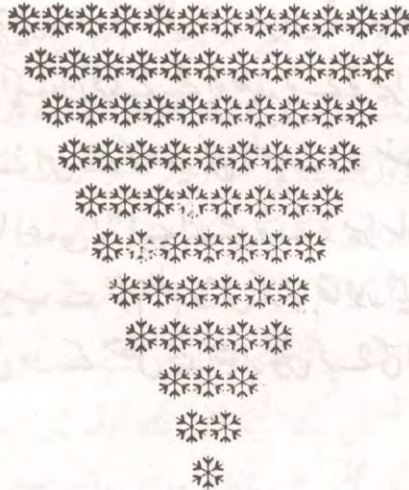
باب پنجم

فتویٰ نویسی اور تدریسی فرائض کا آغاز

ابو عصمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت حماد بن ابی سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا تو آپ کے تلامذہ نے متفق ہو کر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے استاد محترم کی مسند پر بیٹھنے کی التجا کی۔ آپ نے فرمایا مجھے یہ کام اس شرط پر منظور ہے کہ اگر آپ میں سے کم از کم دس حضرات میرے ساتھ رہیں گے۔ ان شاگردوں نے آپ کی اس شرط کو قبول کر لیا تو آپ مسند فقہ پر تشریف فرما ہوئے۔ ان حضرات میں ابواسحاق شیبانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا پورا پورا ساتھ دیا۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک حیران کن خواب

آپ نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ وہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اقدس کو کھود رہے ہیں اور آپ کے جسم پاک کی ہڈیاں علیحدہ علیحدہ کر کے اپنے سینے سے لگا رہے ہیں۔ حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ اس زمانہ میں سب سے بڑے معبر تھے۔ آپ نے فرمایا کہ صاحب خواب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث اور سنن کو عوام تک پہنچائے گا اور ان احادیث کو تحقیق و تجسس کے بعد مسلمانوں میں پھیلائے گا۔ اس خواب کی تعبیر کی صحت اس طرح عملی طور پر سامنے آئی کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سارے عالم اسلام کو احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے معارف سے آگاہ فرمایا اور فقہ کے علوم سے دنیائے اسلام کو مالامال کر دیا۔

اہل مرو کے امام یحییٰ بن نصر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں دن کا دو تہائی حصہ اپنے شاگردوں کی تعلیم و تربیت میں صرف کر دیا کرتا تھا اور میرا یہ معمول ایک لمبے عرصہ تک رہا۔ ایک دن مجھے خواب میں یوں محسوس

ہوا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قبر مبارک کھود کر آپ کی ہڈیاں نکالی ہیں' پھر انہیں جوڑ جوڑ کر جمع کر رہا ہوں۔ میں اس خواب سے بہت گھبرایا۔ میرے لیئے یہ بات نہایت گراں تھی۔ صبح اٹھا تو اسی پریشانی کے عالم میں میں نے تدریس و تعلیم کا سلسلہ بند کر دیا۔ میں نے ایک محرم راز دوست سے رات کے خواب کی بات کی' وہ اس وقت کے معبر حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا اور اس نے ساری صورتحال کو بیان کر کے خواب کی تعبیر کے لیئے استدعا کی۔ انہوں نے خواب کی بہترین تعبیر بیان کی جس سے میرا حوصلہ بحال ہوا اور میں دوبارہ شاگردوں کو تعلیم و تدریس دینے لگا۔ تب میرے دل و دماغ سے بوجھ اتر گیا۔

یحییٰ بن نصر رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی کہ اس خواب کی تعبیر کون بتائے گا؟ آپ تو خود بے پناہ علوم کے واقف ہیں' خود تعبیر نکال لیں۔ آپ نے فرمایا اگرچہ میں خود تعبیر سمجھنے پر قادر تھا مگر مجھے خیال آیا کہ اگر کوئی صاحب علم اس کی تعبیر بیان کرے گا تو میرے دل کو زیادہ اطمینان نصیب ہوگا۔ الحمدللہ علامہ محمد ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی تعبیر نکالی کہ صاحب خواب صاحب علم و فضل ہیں اور وہ احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح و اشاعت میں اہم کردار ادا کریں گے۔

کتاب الصلواۃ کا آغاز

کتاب الصلواۃ جسے ارباب علم نے "کتاب العروس" کے نام سے بھی بیان کیا ہے' میں لکھا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درس و تدریس کا سلسلہ ختم کر دیا اور اپنے گھر میں گوشہ نشیں ہو گئے۔ آپ کے احباب آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے آپ خود بڑے صاحب علم و فضل ہیں' اپنے خواب کی تعبیر اپنے منہ سے بیان کریں۔ مگر حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش رہے۔ ان احباب نے خود ہی بتایا ان دنوں حضرت محمد ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ خوابوں کی تعبیر بیان کرنے میں ماہر ہیں۔ آپ نے ایک دوست کو ان کے پاس بھیجا اور خواب کی تعبیر طلب کی۔ امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا خواب دیکھنے والا شخص سنت نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو زندہ کرے گا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور اس شخص کے ساتھ امام ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے تاکہ خواب کی تعبیر اپنے کانوں سے سنیں۔ حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو

بشارت دی، اظہار مسرت فرمایا اور خواب کی تعبیر تفصیل سے بیان کی۔ دوسرے دن امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تدریس و تعلیم میں دوبارہ مشغول ہو گئے۔

حضرت ابو مقاتل رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فقہ میں سب سے پہلے "کتاب الصلوٰۃ" کا آغاز فرمایا تھا اور اس کا نام "کتاب العروس" رکھا۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد انہوں نے پڑھانا چھوڑ دیا، اس کی وجہ آپ کا وہ پریشان کن خواب تھا جس کی تعبیر دریافت کرنے کے بعد آپ نے دوبارہ تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ صاحب کتاب علامہ امام ابن الموفق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ عبدالعزیز نے بھی بیان کیا تھا۔ آپ ترمذ اور اصفہان کے امام تھے اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ یہ آپ کے نامور شاگرد تھے، آپ نے اپنے استاد امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کئی کتابیں لکھیں۔ ان کی حفاظت کی، ان کی اشاعت کی اور علوم فقہ کو خراساں میں پھیلایا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ آپ نے فرمایا ایک وقت تھا کہ میں درس و تدریس سے گھبراتا تھا حتیٰ کہ میں نے ایک دن خواب میں دیکھا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کھود رہا ہوں، ہڈیاں علیحدہ علیحدہ کر رہا ہوں، پھر انہیں جمع کر رہا ہوں۔ خواب سے اٹھا تو میں بہت گھبرایا ہوا تھا۔ اس گھبراہٹ اور پریشانی میں مجھے کچھ نہیں سوجھتا تھا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا یا اللہ یہ کیا واقعہ ہے ایک عام مسلمان کی قبر کھودنا بھی بڑی حیرت انگیز بات ہے چہ جائیکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک سے یہ سلوک، میں گوشہ نشین ہو گیا اور گھر میں قید ہو گیا۔ یہ خیال میرے دل پر چھا گیا حتیٰ کہ میرے چند احباب آئے اور مجھے کہنے لگے ظاہری حالت میں آپ تندرست دکھائی دیتے ہیں مگر یہ گوشہ نشینی اور یہ قطع تعلقات کی کیا وجہ ہے۔ میں نے اپنا خواب بیان کیا اور وہ حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے مگر علامہ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا آپ کو ایسا خواب نہیں آسکتا جسے خواب آیا ہے اسے بلا کر میرے پاس لائیں۔ چنانچہ میں خود امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے تعبیر سے آگاہ کیا اور فرمایا اگر یہ خواب تمہارا ہے تو تم عنقریب سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس انداز سے زندہ کرو گے کہ آج تک کسی نے نہیں کیا اور تمہاری ان خدمات سے سارا عالم مستفیض ہو گا۔ مجھے اطمینان ہو گیا اور میں دوسرے دن اپنے شاگردوں کو پڑھانے لگا۔

استاد کی مسند کا حق ادا کر دیا

ابویزید آذربائیجانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالولید سے سنا کہ جب حماد بن ابی سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا تو آپ کے سارے تلامذہ نے حضرت حماد کے بیٹے سے استدعا کی کہ آپ اپنے والد گرامی کی مسند پر تشریف لائیں مگر انہوں نے توجہ نہ دی۔ تلامذہ سے موسیٰ بن ابی کثیر کو مسند تدریس پر بٹھا دیا لیکن وہ بھی چند دنوں بعد دستبردار ہو گئے وہ فقہی مسائل کے حل کرنے میں کمزور تھے۔ ہاں وہ اپنے مشائخ اور اساتذہ سے ملاقات کرتے اور علمی استفادہ کرنے میں پیش پیش رہتے۔ اچانک وہ حج کے سفر پر روانہ ہوئے تو اس مسند پر حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیٹھنے کا موقع ملا۔ لوگوں کو جس قدر آپ کے انداز تعلیم سے اطمینان ملا اور تسلی و تشفی ہوئی وہ موسیٰ بن ابی کثیر سے نہیں ہوتی تھی۔ اس سے بڑھ کر علمائے کوفہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درس میں آنے لگے۔ آپ ہر موضوع پر بات کرتے اور سائلین کو مطمئن کرتے۔ موسیٰ بن ابی کثیر حج سے واپس آئے مگر لوگوں کا عظیم اجتماع امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درس میں دیکھا۔ آپ کے حلقہ تدریس میں نہ صرف اہل کوفہ بلکہ عالم اسلام کے دوسرے شہروں سے بھی متلاشیان علم آنے لگے اور آپ مختصر سے عرصہ میں "ائمہ فی العلم" ثابت ہوئے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ابتدائی تلامذہ

حماد بن مسلم فرماتے ہیں کہ ابراہیم بن نخعی کی وفات کے بعد کوفہ کے مفتیان اور فقیہان کو جس شخص پر اعتماد تھا وہ حماد بن سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ ان کی موجودگی میں لوگ مسائل شرعیہ کے متعلق بڑے مطمئن تھے۔ ان کی وفات ہوئی تو اہل علم و فضل متفکر تھے کہ اس مسند کو کون سنبھالے گا بلکہ آپ کے بعض تلامذہ کو تو یہ خدشہ ہونے لگا کہ کہیں یہ مسند ختم ہی نہ ہو جائے اور آپ کا نام لینے والا کوئی نہ ہو۔ حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک صاحبزادہ تھے وہ عالم و فاضل تھے لوگوں نے انہیں منتخب کیا۔ آپ کے پاس حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشہور شاگرد ابوبکر نہشلی، ابوبردہ ضبی اور محمد بن جابر حنفی وغیرہ حاضر ہوئے اور والد گرامی کی مسند

سنبھالنے کے لیئے اصرار کیا۔ ان پر علم نحو اور علم کلام العرب کا غلبہ تھا اس لیئے انہیں والد کی مسند پر بیٹھنے کا حوصلہ نہ ہوا۔ پھر ان کے شاگردوں کی نگاہیں ابوبکر نہشلی پر پڑیں مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ پھر ابوبردہ کو کہا انہوں نے بھی انکار کر دیا۔ اب امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں گذارش کی گئی آپ نے ہامی بھرلی اور فرمایا میں نہیں چاہتا کہ علم مٹ جائے اور ہم دیکھتے رہ جائیں۔ چنانچہ آپ اپنے استاد مکرم کی مسند پر بیٹھے' اہل علم کا ایک بڑا حلقہ جمع ہونے لگا۔ اپنے معاصرین کے علاوہ قاضی ابویوسف' اسد بن عمرو' قاسم بن معن' زفر بن الہذیل اور ولید جیسے بے شمار اہل کوفہ نے امام اعظم سے فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے شاگردوں کے لیئے علم و فضل کے دروازے کھول دیئے' محبت و شفقت کے دامن پھیلا دیئے' احسان و کرم کی مثالیں قائم کر دیں اور اپنے شاگردوں کو اس طرح زیور علم سے آراستہ کیا کہ یہ لوگ مستقبل میں آسمان علم و فضل کے آفتاب و مہتاب بن کر چمکتے رہے۔ اس زمانہ میں کوفہ کے علماء میں ایک ایسا طبقہ بھی موجود تھا جو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخالف تھا جن میں ابن شبرمہ' شریک اور سفیان جیسے بااثر علماء تھے۔ یہ لوگ آپ کی مخالفت کرتے' آپ کے عیوب نکالتے' کمزوریوں کی تلاش میں رہتے۔ مگر آہستہ آہستہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محنت اور علمی استعداد نے سارے کوفہ کو متاثر کر لیا۔ اب نہ صرف علماء فقہاء و طلباء بلکہ اس وقت کے امراء' رؤسا' امیر و غریب' محتاج و غنی سب حضرت کے مداح نظر آنے لگے۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قابلیت کا شہرہ

حضرت داود طائی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کوفہ میں حضرت حماد بن ابی سلیمان رحمتہ اللہ علیہ صف اول کے فقیہ اور عالم دین تھے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے صاحبزادہ اسماعیل کو آپ کی مسند پر بٹھایا گیا۔ وہ اس عظیم کام سے عہدہ برا نہ ہو سکے۔ ان پر علم تاریخ' علم شعر اور قصص کا غلبہ تھا اور وہ اس مسند کا حق ادا نہ سکے۔ پھر آپ کے ایک دو قابل شاگردوں کو بھی اس مسند پر بٹھایا گیا مگر لوگ مطمئن نہ ہوئے۔ آخرکار ابوحصین' حبیب ابن ابی ثابت اور حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوسرے اہم شاگردوں نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آمادہ کیا

کہ وہ اپنے استاد کے سلسلہ تعلیم و تدریس کو جاری رکھیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نوجوان تھے، علمی اعتبار سے بلند مرتبہ اور دولت مند بھی تھے۔ آپ کے کاروبار میں اتنی وسعت تھی کہ ہزاروں مساکین اور غرباء آپ سے امداد لیتے تھے۔ آپ کی سخاوت نے سارے کوفہ کو اپنا گرویدہ بنا لیا تھا۔ آپ احباب کے اصرار پر استاد کی مسند پر بیٹھے، تھوڑے ہی عرصہ میں آپ نے حق ادا کر دیا۔ لوگ دور دور سے حلقہ درس میں جمع ہونے لگے۔ حکام و امراء بھی آپ کے معترف ہو گئے اور ہر مسئلہ میں آپ کی خدمت میں آنے لگے۔ آپ کی علمی شہرت نے سارے عالم اسلام کو متاثر کر دیا۔

ایک وقت آیا کہ کوفہ اور بصرہ کے جید علمائے کرام بھی آپ کے حلقہ تدریس میں آنے لگے۔ قاضی ابویوسف، اسد بن عمرو، قاسم بن معن، ابوبکر ہذلی اور ولید بن ابان جیسے اہل علم آپ کے شاگرد بنے۔ ان لوگوں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علمی کمالات کو سارے عالم اسلام میں پھیلایا، اس کے باوجود کوفہ میں علماء کا ایک ایسا طبقہ بھی موجود تھا جو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مخالفت کرتا، الزام تراشی کرتا، لوگوں میں غلط خیالات کا اظہار کرتا، ان میں ابن ابی لیلیٰ، ابن شبرمہ، امام سفیان ثوری اور قاضی شریک جیسے بڑے بڑے علماء بھی تھے، ان علماء کے علاوہ ان حضرات کے زیر اثر بے شمار لوگ آپ کی مخالفت پر تیار رہتے۔ بایں ہمہ آپ اپنے علمی اور دینی مقاصد کی تکمیل کے لیئے سرگرم عمل رہتے۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد بڑھتی گئی، آپ کا علمی حلقہ سارے کوفے میں زیادہ وسیع تھا، حتیٰ کہ علمائے بصرہ، مصر، بغداد اور تمام کے تمام آپ کے درس سے استفادہ کرنے آتے۔

آپ ہر سائل کو جواب نہایت حوصلے اور اعتماد سے دیتے اور وسیع النظری کا مظاہرہ فرماتے۔ بعض غریب علماء اور کمزور اہل علم آپ سے علمی مسائل کے ساتھ ساتھ مالی عطیات بھی پاتے۔ آپ اپنے ہم مسلک امراء اور رؤسا کو تحائف دیتے۔ اس طرح آپ کی علمی روشنیاں علماء کرام کے حلقے سے نکل کر امراء اور وزراء کے ایوانوں کو درخشاں کرنے لگیں۔ آپ کو سادات سے بڑی محبت تھی اور ان خاندانوں کو مالی امداد بہم پہنچاتے۔ آپ ہر مشکل وقت میں نہایت ثابت قدمی سے کھڑے ہوتے۔ آپ کے ان ذاتی اوصاف کی وجہ سے ہر مجلس میں آپ کی تعریف اور توصیف ہوتی۔ آپ

علم تقسیم فرماتے، کم علموں کو تھوڑے عرصہ میں ایسا آراستہ کرتے کہ انہیں اپنے آپ پر پورا اعتماد ہوتا اور وہ اپنے شہروں میں جاکر ان اسباق کو لوگوں کے سامنے دہراتے تو لوگ عش عش کر اٹھتے۔ مخالفت کے طوفانوں کے سامنے آپ کو غیبی امداد آتی اور آپ نہایت مطمئن ہو کر اپنا کام جاری رکھتے۔

امام الائمہ ابوبکر زرنجری رحمۃ اللہ علیہ ان حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلامذہ (شاگردوں) میں ولید، حسن بن زیاد، داؤدطائی، یوسف بن خالد سمتی، زکریا بن ابی زائدہ، یحییٰ بن زکریا، نوح بن ابی مریم، عبداللہ بن مبارک، مغیرہ بن حمزہ اور محمد ابن الحسن رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم جیسے حضرات نے دنیائے علم میں روشنیاں پھیلا دیں۔ آپ کے شاگردوں میں چالیس علماء کرام ایسے تھے جو صاحب تصانیف ہوئے اور ان کی فقہی تالیفات نے ایک عالم کو متاثر کیا۔ میرا قصیدہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت اور شان میں ملاحظہ فرمائیں ۔

ان نعمان حیدری الفتاوی — والقضایا و حاتمی البنان
اسندته الی وساد الفتاوی — صحب استاذه قروم الزمان
ثم ارخی عنانه فی الفتاوی — ماثناه من العدی قط ثانی
مثله قد طلبت جهلا فمهلا — مالنعمان فی الخلیفة ثانی
قد تمنی الثری علاء الثریا — اتری الزج نال فضل السنان
لاتشبه عصاک ان کنت شهما — بقطوع الطلی الصقیل الیمانی
صاد بالعقل معضلات الفتاوی — لم تقعقع لعقله بالشنان
قد جلا للوری خوان المعانی — فاطعموا من خوان هذی المعانی

نخلة الفقه قد ابرت اجتهادا ففتاواک قد حلت کالمشان

اکلوا من مشان فقهک لکن سرقاً بالنهار کالور شان

ان سفیان قد اتاک عشاء ساترا راسه بمسح الهوان

قد علمنا ولیمة الذئب عشیاً

فضلة اللیث من صبود سمان

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ

ایک شخص حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ رحمتہ اللہ علیہ کی محفل میں آیا وہ مروجہ علوم کا ماہر تھا۔ اس نے امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا آپ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بدگوئی کیوں کرتے ہیں ؟ آپ نے پوچھا وہ کیسے ؟ اس نے کہا میں نے سنا ہے وہ ہر بات نہایت تحقیق صحت اور انصاف سے کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں ہر مسئلہ کتاب اللہ سے بیان کرتا ہوں۔ اس میں نہ ملے تو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیتا ہوں' اس میں نہ ہو تو صحابہ کرام کے اقوال و اعمال سے لیتا ہوں' اگر صحابہ کے اقوال و افعال میں اختلاف ہو تو کبھی کبھی بعض اقوال کو چھوڑ دیتا ہوں بعض کو قبول کرلیتا ہوں۔ جہاں جمہور صحابہ کی رائے ہو قبول کرتا ہوں' جہاں ایک صحابی کا قول ہو اسے چھوڑ بھی دیتا ہوں۔ میں صحابہ کے اعمال و اقوال پر کسی دوسرے کی رائے کو ترجیح نہیں دیتا مثلاً ابراہیم شعبی' حسن' ابن سیرین' سعید بن مسیب اور دوسرے جلیل القدر تابعی علماء کے اقوال کو صحابہ کے اقوال کے سامنے وزن نہیں دیتا۔ (کتاب میں کئی تابعین کے اسمائے گرامی لکھے گئے ہیں) ان بزرگوں نے اجتہاد کیا ہے' میں نے بھی ایسے مسائل میں اجتہاد کیا ہے اور یہ میرا حق ہے۔ یہ بات سن کر حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ تھوڑی دیر کے لیئے خاموش رہے پھر فرمایا (آپ کے یہ کلمات حاضرین مجلس نے لکھ لیئے ہیں) ہم حدیث کی شہادت سن کر خوفزدہ ہوتے ہیں اور لوگوں کی بداعمالیوں پر سرزنش کرتے ہیں' زندوں کا محاسبہ کرتے ہیں' مرنے والوں کے لیئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں' ان کی باتیں سنتے ہیں' جو قابل قبول ہوں مان لیتے ہیں' جن امور پر ہم آگاہ نہیں ہوتے علماء کرام کے سپرد کر دیتے ہیں۔ ہم اپنی رائے کو متہم کرسکتے ہیں لیکن علماء اسلام کو متہم نہیں کرسکتے۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تحقیق احادیث

حسن بن صالح رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ احادیث کے ناسخ و منسوخ کے متعلق بڑی تحقیق و جستجو اور جدوجہد فرمایا کرتے تھے۔ اس حدیث پر عمل فرماتے جو صحیح ہو' منسوخ ثابت نہ ہو اور صحیح سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہو۔ اس

کے اور صحابہ کی روایات کو بھی نہایت صحت اور سند سے قبول فرماتے تھے۔ آپ کو اہل کوفہ کے علماء کرام و علوم احادیث و فقہ کا علم تھا۔ آپ شہر کے فقیہ اور عالم حضرات کے عمل کی پیروی کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کلام اللہ میں ناسخ آیات بھی ہیں اور منسوخ بھی۔ ایسے ہی احادیث میں ناسخ بھی ہیں اور منسوخ بھی۔ آپ کو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وصال کے قریب زمانہ کی احادیث اور روایات کا بڑا علم تھا۔ آپ اپنی ہی روایات اور احادیث پر عمل کرتے تھے۔

عبدالرزاق (مولف مسند عبدالرزاق) فرماتے ہیں کہ میں معمر کے ہاں بیٹھا تھا' ان کے پاس ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے' انہوں نے فرمایا میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کوئی ایسا عالم دین نہیں دیکھا جو فقہ میں گفتگو کرتا ہو اور ان کے قیاس کے مقابلہ میں تمام علماء کے قیاس بے وزن ہیں۔ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے سن کر خاموشی اختیار کی اور اس بات سے انکار نہیں کیا۔

فقہی مسائل پر ایک بحث

محمد بن حسن رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قیاسات پر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوب بحث فرمایا کرتے تھے۔ اپنے شاگردوں کو قیاس کی وجوہات تفصیل سے بتاتے تھے۔ جو تلامذہ آپ کے قیاس کو پسند فرماتے' اس پر عمل کرتے۔ جن باتوں سے اختلاف کرتے آپ ان پر مزید تحقیق فرماتے حتی کہ جب سب تلامذہ مطمئن ہو جاتے' اتفاق کر لیتے تو پھر اس بات پر عمل کی اجازت ہوتی۔ جس مسئلہ پر اتفاق نہ ہوتا اسے چھوڑ دیا جاتا۔ ایک ایک مسئلہ پر گھنٹوں گفتگو ہوتی۔ حضرت عبداللہ ابن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ ایک فقیہ کو کس وقت اجازت ہے کہ وہ فتویٰ دے یا فیصلہ صادر کرے؟ آپ نے فرمایا جب وہ احادیث کا عالم ہو' راویوں کی اسناد سے واقف ہو اور قیاس پر مکمل عبور حاصل ہو پھر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحقیقات اور اقوال کو جانتا ہو پھر فتویٰ دینے کا اہل ہے۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خراسان میں شہرت

حضرت ابن مبارک فرماتے رحمۃ اللہ علیہ ہیں کہ جن دنوں محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ خراسان میں تشریف

لائے قبیصہ بن ذویب نے اعلان کیا کہ تمہارے شہر میں ایک صاحب دعوت تشریف لائے ہیں ان سے استفادہ کرو۔ اس اعلان پر بڑے لوگ جمع ہوئے' لوگوں نے آپ سے فقہ پر گفتگو کی' مسائل پوچھے' انہوں نے فرمایا۔ آج عالم اسلام میں فقہ میں ایک نوجوان ماہر ہے جس کا نام نعمان اور کنیت ابوحنیفہ ہے اور وہ کوفہ میں رہتا ہے۔ خراسان کے لوگوں کے سامنے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ پہلا تعارف تھا۔ لوگوں نے پوچھا کہ وہ فقہ میں ماہر ہے کیا وہ احادیث نبوی سے ناواقف ہے' آپ نے فرمایا۔ تم کیا کہتے ہو؟ وہ تو علم حدیث میں کمال رکھتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا کیا وہ خشک کھجوروں کو تر کھجوروں (پرانی کھجور کے بدلے میں تازہ کھجور) کے عوض بیچنے کو جائز سمجھتا ہے۔ انہوں نے فرمایا ہاں! لوگوں نے کہا یہ تو سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کی روایت حدیث کے خلاف ہے۔ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حدیث سعید تو "شاذ" ہے زید ابی عیاش رحمۃ اللہ علیہ اس کے واحد راوی ہیں اور ان کی روایت تو متروک سمجھی جاتی ہے۔ اب فرمایئے جو شخص احادیث کی ان جزئیات تک نظر رکھتا ہو وہ علم حدیث سے بے خبر ہو سکتا ہے۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی احادیث پر مہارت

اسد بن عمرو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ جب میں تمہیں ایسی بات کہوں جسے میں حدیث میں نہیں پا سکا تو اس کی تلاش کرو۔ انشاء اللہ وہ کسی حدیث میں ضرور ملے گی۔ ایک دن آپ نے فرمایا کہ ایک شخص نے قسم کھائی کہ میں تین ماہ تک اپنی بیوی سے جماع نہیں کروں گا یہ "ایلا" نہیں ہو گا جب تک وہ مکمل چار ماہ کی قسم نہ کھائے۔ یہ بات کرتے ہوئے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوئی حدیث بیان نہیں کی اس کے باوجود فرمایا اس قسم کی حدیث تلاش کرو۔ ایک عرصہ گذر گیا ایک دن سعید بن ابی عروبہ تشریف لائے اس زمانہ میں ان کی عادت تھی کہ ہر طرح کے علماء کرام سے ملتے جلتے رہتے تھے۔ انہیں علمائے کرام کے اختلافات کا علم تھا۔ انہوں نے ایک حدیث سنائی کہ مجھے عام احوال سے حدیث سنائی گئی ہے' انہیں عطاء کے ذریعہ یہ حدیث پہنچی تھی کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جس نے قسم کھائی کہ وہ اپنی بیوی سے تین ماہ تک قربت نہیں کرے گا لیکن اس نے چار ماہ پورے نہ کیئے تو یہ "

ایلا" کرنے والا نہ ہو گا۔ آپ کی یہ بات سن کر ہم امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث سنائی' آپ بڑے خوش ہوئے۔ ہم نے پوچھا آپ نے اس روایت کے سننے سے پہلے اس مسئلہ کو کس طرح سمجھ لیا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کتاب اللہ سے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ للذین یؤلون من نسآئھم اربعۃ اشھر (سورۃ البقرہ ۲۲۶) "جو قسم کھا بیٹھے ہیں کہ وہ اپنی عورتوں کے پاس چار ماہ نہیں جائیں گے۔" میں نے گوارا نہ کیا کہ چار ماہ کی مہلت کے مقابلہ میں اپنی رائے سے تین ماہ کی قسم پر "ایلا" کا فیصلہ کر دوں۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مماثلت

امام الائمہ ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی بھر کوشش رہی کہ وہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقش قدم پر زندگی بسر کریں۔ آپ کے اقوال' افعال' خصائل پر حتی الامکان پابندی کرتے کیونکہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل الصحابہ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے قربت اس لیئے تھی کہ وہ مزاج شناس عادات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ ان سے بڑھ کر تمام صحابہ کرام میں عالم' واقف' متقی' پرہیزگار' عبادت گزار' سخی' جواد اور جانثار کوئی نہ تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ میں دکانداری کرتے تھے۔ کپڑے کا کاروبار تھا۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوفہ میں ابتدائی زندگی میں کاروبار بھی کیا اور کپڑے کا کاروبار بھی کیا۔ اسی طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ آپ نے اپنی زندگی میں شامل کر لیا۔

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق

یحییٰ بن آدم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی طرح احادیث میں بھی ناسخ و منسوخ ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل بلد کی تمام احادیث کو جمع کر کے ان روایات پر عمل کرتے تھے جو آپ کی زندگی کے آخری ایام میں زیر عمل تھیں۔ آپ احادیث کے مقابلہ میں قیاس کو نہیں لاتے تھے۔ امام ابن الموفق رحمۃ اللہ علیہ (مصنف کتاب) فرماتے ہیں کہ یہ حدیث پہلے حسن بن صالح سے

گذری ہے۔ میں نے اس کا اعادہ یحییٰ بن آدم رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ سے کیا ہے اس لیئے کہ آپ کا شمار عراق میں اکابر فقہا و محدثین میں ہوتا ہے۔ ابوبکر عیاش رحمۃ اللہ علیہ کے بعد کوفہ میں آپ کو حدیث پاک کا سب سے بڑا عالم سمجھا جاتا ہے۔ اور پھر یہ بھی فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مخالفت کرنے والے اور طعن و تشنیع کرنے والوں کا یہ اعتراض غلط ہے کہ وہ قیاس کے مقابلہ میں احادیث ترک کر دیا کرتے تھے۔ یہ ان پر سراسر بہتان ہے اس لیئے کہ آپ کی اور آپ کے تلامذہ کی تصانیف' ان کے مسائل اور فقہی نتائج اس پر شاید عادل ہیں کہ سینکڑوں ایسے فیصلے ہیں جب آپ نے احادیث کے سامنے قیاس کو کوئی اہمیت نہیں دی۔ نماز میں قہقہہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے' حدث کے بعد نماز کو از سر نو ادا کرنا' سہارا کر کے بیٹھ جانے سے وضو ٹوٹ جانا' روزہ میں بھول کر کھانے سے روزہ باقی رہنا' اس قسم کے سینکڑوں ایسے مسائل ہیں جہاں قیاس کی بجائے آپ نے احادیث پر عمل کیا۔ حضرت امام حدیث کی روایت پر پہنچنے سے پہلے قیاس پر ہاتھ کی دیت انگلیوں کے منافع پر منحصر ہے اس لیئے آپ دوسری انگلیوں کی بجائے انگوٹھے اور خنصر انگلی کے کاٹنے کا حکم فرماتے' لیکن جب نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی یہ حدیث پہنچی کہ الابہام والخنصر سواء انگوٹھے اور خنصر کا ایک ہی حکم ہے تو آپ نے قیاس ترک کر دیا اور حدیث کے احکام پر عمل کیا۔

اسی طرح امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتدا میں ایک فتویٰ دیا کہ ناک کی دیت بہ نسبت کانوں کے زیادہ ہے۔ قیاس کیا کہ کانوں کو عمامہ سے چھپایا جا سکتا ہے لیکن ناک کو نہیں چھپایا جاسکتا۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا یہ فرمان سامنے آیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ناک اور کان کی دیت کا ایک ہی حکم دیا ہے تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا قیاس ترک کر کے عمل بالحدیث کا فیصلہ کیا۔

علی بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابتداء میں عطاء رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے کہ حیض کی مدت پندرہ دن ہے مگر جب آپ کے سامنے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت آئی کہ حیض کی مدت تین دن سے دس دن تک ہے باقی ایام میں اگر خون آئے تو استحاضہ ہے تو آپ نے سابقہ فتویٰ سے رجوع کر لیا اور اپنا قیاس ترک کر دیا۔

خلف الاحمر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے معتمد علیہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں آپ

عید کے نوافل نہیں پڑھا کرتے تھے اور نہ بعد از عید نوافل ادا کرتے۔ میں نے ایک دن ارادہ کیا کہ پوچھوں آپ نوافل کیوں نہیں پڑھتے' میں نے عرض کیا مجھے آپ پر بے حد اعتماد ہے آپ نے عید کی نماز سے پہلے اور بعد میں کبھی نوافل ادا نہیں کیئے تھے لیکن آج آپ پڑھ رہے ہیں ؟ آپ نے فرمایا کہ اب مجھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے صحیح روایت ملی ہے کہ آپ عید کی نماز کے بعد چار نوافل ادا کیا کرتے تھے۔

محمد بن شجاع رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف میں ستر ہزار سے کچھ اوپر احادیث نبویہ جمع کی تھیں' پھر وہ آثار بیان کیئے تھے جن پر صحابہ کرام عمل کیا کرتے تھے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے چالیس ہزار ایسی احادیث کا انتخاب کیا جن کی صحت پر آپ کو پوری تحقیق تھی۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا استحسان

مخالفین عام طور پر حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتراض کرتے ہیں کہ آپ "استحسان" پر عمل کرتے تھے جس کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں۔ ان لوگوں کو شاید علم نہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم خود "استحسان" فرمایا کرتے تھے اور یہ بات اللہ اور رسول سے ثابت ہے۔ قرآن کریم میں ہے الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ "وہ لوگ جو بات سن کر ان پر عمل کرتے ہیں وہ سب سے بہتر ہے۔"

حدیث شریف میں "استحسان" کی یوں اجازت ہوئی۔ آپ نے فرمایا مارآہ المسلمون حسنا فھو عنداللہ حسن وما رآہ المسلمون سَیّئاً فھو عنداللہ سیئٌ "جسے اہل اسلام اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک اچھا ہے۔ اور جسے مسلمان برا جانیں اللہ تعالیٰ بھی اسے ناپسند کرتا ہے۔" حضرت ایاس بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا قیاس کرو جہاں تم قیاس کے لائق سمجھو۔ اگر قیاس میں خرابی پیدا ہو جائے تو استحسان کرو یعنی جب قیاس فاسد ہو جائے تو دو نظروں میں دقیق تر نظر پر عمل کریں۔

حضرت ابن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن شبرمہ سے سنا تھا فرماتے

تھے کہ اگر کسی کے لیئے جائز ہو کہ وہ دینی معاملات میں اپنی رائے سے کوئی بات کرے تو ان سب میں حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ان کی رائے استحسان ہے۔ تمام فقہا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے مقتدر حضرات اپنی کتابوں میں استحسان کی تلقین کرتے ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں متعہ کے لیئے تیس درہم مستحسن سمجھتا ہوں (یہ متعہ جوڑا ہے جو مطلقہ عورتیں پہنتی ہیں۔)

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

امام یحییٰ بن نصر بن حاجب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ میرے پاس احادیث نبوی کے مجموعوں کے بے شمار صندوق بھرے پڑے ہیں ان میں سے چند صندوق ایسے ہیں جن کی روشنی میں مجھے علم فقہ کی ترتیب و تحصیل میں مدد ملی۔

امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چار ہزار احادیث سے روایت فرمایا کرتے تھے۔ ان چار ہزار احادیث میں سے دو ہزار احادیث اپنے استاد مکرم حماد بن سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کیں اور دو ہزار دوسرے مشائخ احادیث سے لی تھیں۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے سامنے جب کوئی مسئلہ آتا تو ہم امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ پوچھتے کیا تمہارے پاس کچھ ایسی احادیث یا آثار ہیں جن سے یہ مسئلہ حل ہو سکے۔ جب ہم احادیث یا آثار روایت کرتے تو آپ غور سے ان احادیث کا جائزہ لیتے، پھر جن جن احادیث کی تصدیق فرماتے ہم ان پر عمل کرتے۔ (یہ اس وقت کی بات ہے جب تک احادیث اور آثار پر ابھی جرح و تعدیل کا کام نہیں ہوا تھا اور جب تک ذخیرہ احادیث نکھر کر سامنے نہیں آیا تھا۔) ہمیں حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان آثار میں راہنمائی حاصل کرنا ہوتی تھی۔ اگر احادیث سے بات نہ بنتی تو قیاس فرماتے، ورنہ "استحسان" سے کام لیتے۔

امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب دقیق بات کرنا ہوتی یا دقیق مسائل پر گفتگو کرنا ہوتی تو عوام سے ہٹ کر آپ ہمیں علیحدہ خلوت میں لے جاتے، مشورہ کے لیئے اکثر مسعر اور عمر بن ذر کو بلا لیتے۔ ذر قرآن پاک خوبصورت لہجہ میں پڑھا

کرتے تھے۔ وہ قرآن مجید کی چند آیات پڑھتے اس کے بعد ہم دقیق مسائل پر بحث و تمحیص کرتے۔

حضرت امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ سے لوگوں نے پوچھا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتنے مسائل پر گفتگو فرمائی تو آپ نے بتایا کہ مجھے یاد ہے کہ ساٹھ ہزار مسائل پر آپ نے گفتگو فرمائی۔ یہ تعداد حضرت امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے علم میں ہے' ورنہ ہمیں ثقہ بزرگوں نے بتایا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فقہ کے تراسی ہزار مسائل پر گفتگو فرمائی تھی۔ اڑتیس ہزار اصل عبادات سے اور پینتالیس ہزار معاملات میں۔ اگر امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقہ کی یہ خدمت نہ کرتے تو ہم لوگ قیامت تک بھٹکتے رہتے۔

کتاب العلم والمتعلم

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک سائل کے استفسار پر فرمایا کہ عمل علم کے تابع ہوتا ہے جس طرح انسانی جسم کے اعضاء آنکھ کی روشنی کے تابع ہوتے ہیں' علم کی روشنی میں عمل خواہ تھوڑا ہی ہو مگر وہ کثرت عمل جو جہالت کے اندھیروں میں کیا جائے نفع رساں نہیں ہوتا۔ اسی طرح اگر زاد سفر جنگل' ہدایت اور راہنمائی کے ساتھ ہو تو کثرت زاد راہ سے کہیں بہتر ہے۔ جو بھٹکتے ہوئے مسافروں کی دیر تک کفایت نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ اس کی راہنمائی اس آیت کریم سے فرماتا ہے :

قل هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون انما يتذكر اولوالالباب ٥
(سورۃ الزمر - ۹) "وہ نافرمانوں کی طرح ہو جائے گا" آپ فرما دیجئے کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں' نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو جانتے ہیں۔"

ایک طالب علم نے حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا۔ ایک شخص عدل کو تو جانتا ہے مگر ظالم اور ظلم کو نہیں جانتا اور اسے اس کی اہمیت حاصل ہے جس طرح ہم کہتے ہیں۔ فلاں عارف بالحق یا وہ اہل اللہ ہے حالانکہ وہ بے علم ہوتے ہیں۔ آپ ایسے لوگوں کے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں ؟ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "جو شخص عدل کو جانتا ہے اسے اس کے اوصاف اور مقاصد بھی معلوم ہوتے ہیں مگر ظالم ظلم کو نہیں جانتا وہ تو عدل اور جور دونوں

سے جاہل ہے۔ اے برادر! میرے نزدیک ہر قسم کی جہالت ایک اندھیرا ہے۔"

میری گفتگو کی وضاحت اس مثال سے واضح ہو جائے گی کہ چار شخصوں کو ایک سفید کپڑا ملا' پھر وہ چاروں ایک دوسرے سے کپڑے کا رنگ پوچھنے لگے۔ ایک نے کہا یہ سرخ رنگ کا کپڑا ہے' ایک نے کہا نہیں یہ زرد ہے' تیسرے نے کہا کہ یہ سیاہ رنگ کا کپڑا ہے' چوتھا کہنے لگا یہ سفید رنگ کا ہے۔ ہم ان تینوں میں سے کس کو درست کہیں گے۔ اس کی مزید مثال فقہی دنیا میں دیکھیں۔ ایک طبقہ کہتا ہے کہ زانی کو ہم کافر نہیں کہتے حالانکہ ان کے سامنے یہ روایت موجود ہے کہ جب زانی زنا کرتا ہے تو اس کا ایمان اس کے جسم سے نکل جاتا ہے۔ ایسے ہی ایک شخص مر گیا۔ وہ مالدار تھا' اس پر حج فرض تھا' اس نے حج نہیں کیا۔ ہم حنفی تو اسے مومن کہیں گے اور اس کی نماز جنازہ بھی پڑھیں گے' دعائے مغفرت بھی کریں گے اور اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کریں گے اور اس کے وارثوں کو حج بدل کرنے کی نصیحت بھی کریں گے لیکن اس کی تکذیب نہیں کریں گے۔ مگر ایک طبقہ یہ کہتا ہے کہ ایسا آدمی یہودی کی موت مرا ہے' یہ نصرانی اور خوارج کا رویہ ہے۔ جس طرح ہم اپنی بات منوانے کے لیئے خوارج کو دلائل دیتے ہیں ایسے ہی شیعہ عقائد رکھنے والے کئی لوگوں کی اصلاح کریں گے۔ اسی طرح مرجئہ کے کئی عقائد ایسے ہیں جن کی تردید ضروری کریں گے۔

ہر گروہ' ہر طبقہ جب کوئی بات کرتا ہے اپنی بساط کے مطابق بڑی تحقیق و تزئین کر کے پیش کرتا ہے۔ وہ اس کے ثبوت میں کئی روایات اور احادیث بھی پیش کرتا ہے۔ اسے گمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے کہنے کے مطابق فرمایا ہے۔ اس روش سے کئی جھگڑے اور فسادات برپا ہوتے ہیں اور ہوتے رہیں گے اس لیئے اپنے دعوؤں کو سچا جان کر دوسروں سے لڑنا جھگڑنا اچھا نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں جس اسلام کی دعوت دی وہ تو امن اور سلامتی کا دین ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کو مجسم رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔ آپ تو ہمیشہ الفت اور محبت کی دعوت دیتے تھے۔ آپ نے کبھی تفرقہ نہیں ڈالا' کبھی فرقہ بازوں کی طرز اختیار نہیں کی' مسلمان ایک دوسرے سے دست و گریبان ہوں' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات سے اعتدال والا مذہب دیا ہے۔

اختلافی روایات کی وجہ

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک ان روایات میں اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ ان میں بعض ناسخ ہیں بعض منسوخ ہیں۔ ہم اس طرح روایت کریں گے جیسے ہم تک پہنچی ہیں لیکن ان لوگوں پر افسوس ہے کہ انہوں نے اپنا انجام سوچے بغیر ہی خود کو عوام کے سامنے بڑا بنا کر پیش کیا اور عمداً" منسوخ احادیث بیان کرتے جاتے ہیں حالانکہ منسوخ احادیث پر عمل کرنا گمراہی ہے مگر یہ لوگ اپنی جہالت کی وجہ سے ایسی احادیث سناتے جاتے ہیں جن کے احکامات منسوخ ہو چکے ہیں اور وہ لوگوں کو گمراہ کرتے جائیں گے (آج ہمارے دور کے غیرمقلدین بھی اسی طرح کر رہے ہیں) ہمارا تو ایمان ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آیت کے کبھی دو معانی بیان نہیں فرمائے۔ جو آیت منسوخ ہوتی ہے اسے قرآن خود بھی منسوخ بتاتا ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسے ناسخ العمل بیان فرما کر قرآنی شہادت دیتے ہیں۔

ناسخ و منسوخ آیات کا ایک قاعدہ

بعض لوگوں کے خیال میں ناسخ و منسوخ کا اطلاق اجتہاد صفات میں نہیں ہوتا۔ ناسخ و منسوخ کا تعلق صرف اور صرف امر و نہی یا احکام خداوندی پر ہوتا ہے اور اس پر امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مندرجہ بالا خیالات رکھنے والے حضرات کی ہم مذمت اور تکذیب اس لیئے نہیں کرتے کہ وہ لاعلمی کے حجاب میں ہیں۔ اگر ہم ان روایات کی تکذیب کریں گے تو گویا (معاذ اللہ) ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث کی تکذیب کریں گے۔ ہم اگر ان کی بات سے اتفاق نہیں کرتے تو وہ بھی اس لیئے کہ وہ اپنی کم علمی کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر افتراء باندھ رہے ہیں۔ ہم احادیث یا روایات کی تکذیب نہیں کرتے ہم تو ان لوگوں کے اس عمل کی تکذیب کرتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سابقہ احکام منسوخ کر کے بہتر انداز میں راہنمائی فرمائی ہے تو اس پر کیوں عمل نہ کریں۔

ایک شخص کہتا ہے میں مومن ہوں ان تمام امور پر ایمان لاتا ہوں جو حضور صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے بیان فرمائے، اب اس اعلان کے بعد وہی شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ایسی باتیں منسوب کردے جو قرآن کے خلاف ہیں تو ہم ایسے شخص کی جہالت کو رد تو ضرور کریں گے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کا رد نہیں اس شخص کی لاعلمی کا رد ہے یا اس کی ہٹ دھرمی کا رد ہے جو اس نے اپنی جہالت کی وجہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی سے منسوب کر دیا ہے۔ حضور ﷺ کی وہ احادیث جو نکھر کر ہمارے سامنے آئی ہیں جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخر زمانہ میں صحابہ کرام کی معرفت لوگوں تک پہنچی ہیں جس پر صحابہ کرام نے عمل کیا ہے ایسی تمام روایات ہمارے ایمان کا حصہ ہیں۔ انہیں ہم بہ سرو چشم قبول کرتے ہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حق فرمایا اور ساتھ ہی گواہی دیتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آج تک کوئی بھی ایسی بات (حدیث) نہیں کہی جو قرآن کے خلاف ہو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے از خود کوئی بات نہیں بنائی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دعوت اسلام کا حکم دیا اور ایک ایک بات لوگوں تک پہنچانے کا حکم دیا۔ آپ کی زبان مبارک سے کوئی بات ایسی نہیں نکلتی تھی جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہو۔ آپ نے کبھی ازرہ تکلف بات نہیں کی۔ آپ کی صداقت اور امانت کی شہادت قرآن پاک نے ان الفاظ میں فرمائی من یطع الرسول فقد اطاع اللّٰہ "جو شخص حضور ﷺ کی اطاعت کرے گا وہ اللہ کی اطاعت کرے گا۔"

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "تعلیم المتعلم" ایک بہت بڑی کتاب مرتب فرمائی ہے۔ ہم اس مختصر سی کتاب میں ان تمام امور کو بیان نہیں کر سکتے جو حضرات اس موضوع پر تفصیل سے پڑھنا چاہتے ہیں وہ امام اعظم کی تصانیف کی طرف رجوع فرمائیں۔

ان الامام اباحنیفة لم یذق عینیه قط لذاذة الاغفاء

و علی کتاب اللّٰه منذھبه بنی للّٰه ثم السنة الغراء

ثم اجتماع المسلمین فانھم نظروا بنور الحق فی الظلماء

ثم القياس على الاصول فانه زهر نما فى الملة الزهراء
ماذا جواب عداه ماذا ان يقل لهم اهذا صاحب الآراء
راموا القياس على النصوص فما اهتدوا وتخبطوا كتخبط العشواء

(ترجمہ) "وہ امام ابوحنیفہ جن کی آنکھوں نے آج تک کبھی غفلت کی لذت نہیں چکھی۔ ☆ ان کا مذہب اللہ کی کتاب اور حضور ﷺ کی سنت کی پیروی ہے۔ ☆ پھر اجماع امت کے فیصلوں پر جنہوں نے اندھیروں میں اللہ کا نور دیکھا ہے۔ ☆ پھر قیاس جو مذکورہ اصولوں پر ایک ایسا پھول ہے جس سے ملت اسلامیہ کی رونقیں چمک اٹھیں۔ ☆ آج آپ کے دشمنوں کے پاس اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ وہ صاحب الرائے تھے۔ ☆ انہوں نے ہمیشہ قیاس کو نصوص کی بنیادوں پر پیش کیا۔ ☆ آپ کے دشمن آپ کے فیصلوں کو سن کر ایسے حیران ہوتے ہیں جیسے اندھی اونٹی جنگل میں ماری ماری پھرتی ہو۔ ☆ ان لوگوں نے آپ کے صرف قیاس پر اعتراض کیئے انہیں معلوم نہیں کہ قیاس فقہا کی ایک ایسی صنعت ہے جسے جھٹلایا نہیں جاسکتا۔ ☆ ان کی جگہ ان کے سوداؤں پر لیٹ گئے' ان کی پسلیاں بخل سے پھیل گئی ہیں۔ ☆ انہوں نے کامیابی کے معجون سے علاج کیا۔ کیا اس کے لیئے وہ سوداوی مزاج کو مفید ہوگا۔"

باب ششم

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب کے بنیادی اصول

ابو عصمہ نوح بن الکریم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہم نے دریافت کیا کہ اہلسنّت والجماعت کون لوگ ہیں؟ فرمایا "حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو افضل ماننے والے اور حضرت عثمان اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے محبت رکھنے والے۔ یہ لوگ خیر و شر کی تقدیر پر ایمان رکھتے ہیں۔ دو موزوں پر مسح کرتے ہیں نبیذ الجر کو حلال جانتے ہیں، کسی مومن کو گناہ کی وجہ سے کافر نہیں کہتے اور اللہ تعالیٰ کی شان کے بارے میں غلط گفتگو نہیں کرتے۔"

ہم نے یہ گفتگو "مناقب الصیمری" سے نقل کی ہے۔ آخر میں سعد بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سات باتوں میں اہلسنّت وجماعت کے نظریات کو جمع فرمایا ہے۔ کوئی شخص اگر آٹھواں جملہ یا کلمہ پڑھائے گا تو نہ پڑھ سکے گا۔

فضیل عیاض رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل بیان کرتے ہیں

حضرت فضیل عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے وقت کے فقیہ ہی نہیں تھے بلکہ فقیہان وقت کے امام تھے۔ تقویٰ اور ورع میں آپ بے مثال تھے۔ مال و دولت کے مالک ہونے کی وجہ سے غرباء و مساکین کے مددگار تھے۔ آپ کے پاس جو بھی مفلوک الحال آتا اسے خالی نہ جانے دیتے، آپ خصوصی طور پر طلباء اور اساتذہ پر بڑا خرچ کرتے تھے۔ رات دن محنت کرتے، شب بیداری میں مصروف رہتے، کم گو اور خاموش طبع تھے۔ حلال و حرام کے مسائل پر بڑی تفصیل سے گفتگو فرماتے اور اس سلسلے میں خاص خیال رکھتے تھے۔ آپ بادشاہ اور

امراء کے مال و دولت سے دور رہا کرتے تھے۔ ابن صباح رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کے اخلاق و عادات پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ سے جب کوئی سوال کرتا تو اس کے جواب میں سب سے پہلے صحیح حدیث بیان فرماتے، پھر صحابہ کرام اور تابعین کے عمل سے دلائل دیتے، اگر ایسا نہ ہوتا تو آپ قیاس کرتے اور قیاس کو بڑے خوبصورت انداز میں پیش کرتے۔

کفر کے فتویٰ سے احتراز

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کو قبیلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے خارج نہیں کرتے تھے جب تک کوئی شخص خود نکلنے کے لیئے اقدام نہ کرے، یعنی جب تک کوئی شخص ضروریات دین سے بیزاری کا اظہار نہ کرے یا انکار نہ کرے اس وقت تک اس کے خلاف فتویٰ صادر نہیں کرتے تھے۔ آپ نہایت امین تھے، شہنشاہ وقت نے آپ کو ایک بار اپنے خزانوں کی چابیاں عنایت کرنا چاہیں تو آپ نے لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں اس ذمہ داری کو نہیں نبھا سکتا۔ بادشاہ نے اسے اپنے کرم و عنایت کی توہین قرار دیتے ہوئے آپ کو کوڑوں کی سزا دی۔ آپ نے امانت میں خیانت کے ڈر کی بجائے کوڑوں کی سزا کو لبیک کہا۔

حضرت حسن بن زیادہ لولوئی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا، آپ نے فرمایا ہمارا قول ہماری ذاتی رائے پر مشتمل ہے ہاں اگر کوئی ہماری رائے سے بہتر قیاس فرمائے تو ہم اسے تسلیم کریں گے اور اسے مبنی برصواب تصور کریں گے۔ مگر کوئی ایسا قیاس سامنے تو لائے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حدیث پاک پر عمل

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا کہ اگر کوئی بات حدیث پاک سے مل جاتی تو آپ کسی دوسری چیز کی طرف توجہ نہیں دیتے تھے۔ حدیث پاک سے راہنمائی نہ ملتی تو صحابہ کرام کے اقوال اور اعمال کو اختیار کیا جاتا، اگر وہاں سے بھی راہنمائی نہ ملتی تو تحقیقی انداز میں قیاس فرماتے، اگر تابعین میں سے کوئی اچھی بات کرتا تو اس سے بات چیت کر کے یقیناً قبول کرتے۔ (آپ

خود تابعی تھے اور تابعین کو قیاس کا حق دیتے تھے بشرطیکہ وہ قیاس قرآن و احادیث کی روشنی میں مستند ہوتا۔)

یہی بات ہمیں "مسند امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ" میں بھی ملتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حدیث پاک میرے سر آنکھوں پر، ہم صرف اور صرف اسی پر عمل کریں گے، اس کے سوا باقی جو اقوال سامنے آئیں گے وہ اضافی اور اختیاری ہوں گے، ان کے علاوہ اجتہاد کا حق ہر ایک کو حاصل ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان حضرات کے الزامات کی بڑی زبردست تردید کی جو یہ کہتے ہیں کہ ہم قیاس اور رائے کو حدیث پر ترجیح دیتے ہیں، ہم اولین رائے حدیث پاک کی روشنی میں قائم کرتے ہیں اور حدیث مبارک پر ہی فتویٰ دیتے ہیں۔

عمر بن حماد بن ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک عرصہ تک آپ کی خدمت میں رہا، آپ سے علم حاصل کیا، جب میں نے علم میں تکمیل کرلی اور ضروری مسائل پر عبور حاصل کر لیا تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ الوداع کہنے کے لیئے تیار ہوئے۔ میں نے عرض کی حضور مجھے اپنے دشمنوں خاص طور پر حاسدین سے خطرہ ہے کہ وہ لوگ آپ سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ایسی ایسی باتیں کہیں گے جو ان میں نہیں ہیں، میرا دل چاہتا ہے کہ میں ان کے متعلق وہ تمام باتیں بتا دوں جو مخالفین اپنے انداز میں بیان کرتے ہیں۔ اگر آپ کے ذہن میں ان کے بارے میں کوئی خدشات ہوں تو مجھے بتا دیں۔ امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بتاؤ میں نے کہا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی گناہ کی وجہ سے کسی کو کافر نہیں کہا کرتے تھے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ بات تو درست ہے۔ میں نے مزید بتایا کہ وہ اس مسلمان کو بھی کافر نہیں کہا کرتے تھے جو فواحش میں مبتلا ہو، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ بات بھی درست ہے، میں نے مزید کہا کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی مومن کسی مسلمان کو عمداً قتل بھی کر دے تب بھی اسے کافر نہیں کہتے تھے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ بھی صحیح ہے۔ میں نے عرض کی اگر کوئی شخص ان کے متعلق ایسی ویسی باتیں کہے تو آپ انہیں نظرانداز کر دیں۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ میں نے سنا ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا ایمان جبرئیل علیہ السلام کے ایمان جیسا ہے' میں نے کہا حضور یہ بات آپ کو غلط طور پر کہی گئی ہے' حقیقت میں بات یوں ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا اور حکم فرمایا کہ آپ لوگوں کو ایمان کی دعوت دیں' یہ بات ایسے ہی تھی جیسے جبرئیل علیہ السلام سابقہ انبیاء کو ان کی امت کو ایمان کی دعوت کا پیغام دیا کرتے تھے یہ ایمان تو ایک ہی ایمان ہے' دو قسم کے ایمان تو نہیں تھے۔ ایمان دو یا تین نہیں ہو سکتے اور یہ بھی غلط ہے کہ ایک کا ایمان اور ہے دوسرے کا ایمان اور ہے۔ جس طرح قرآن پاک ہر ایک کے لیئے ایک ہی ہے خواہ وہ عالم دین ہو یا جاہل مسلمان ہو۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے عمر بن حماد رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر سن کر تبسم فرمایا اور بڑی خوشی کا اظہار کیا مگر زبان سے کچھ نہ کہا۔

یاد رہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان میں شک کا انکار کرتے تھے بلکہ اسے خطاء میں شمار کیا کرتے تھے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا شک کا کیا مطلب ؟ عمر بن حماد نے عرض کیا ہمارے شہر کوفہ میں چند لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں ہم مومن ہیں یا نہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے لوگوں کے متعلق دریافت کیا پھر ایسے لوگ کون لوگ ہیں؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ آپ "نبیذ" کو کیسے حلال کہتے ہیں ؟ آپ نے فرمایا میں نے آپ کے والد (حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ارشاد گرامی سے ثابت کیا ہے۔ آپ نے تفصیل پوچھی تو فرمایا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب تمہیں اس میں شک ہو کہ یہ نشہ آور چیز ہے تو اس میں پانی ملا دو تاکہ یہ ڈھل جائے وہ نبیذ نہ رہے گا پانی بن جائے گا۔

کوفہ کے ایک قصہ خوان ابوطالب نے اپنا واقعہ بیان کرتے ہوئے بتایا کہ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ میں عام مجمعوں میں وعظ کرتا ہوں اور وعظ کے دوران بڑے دلچسپ قصے بیان کرتا ہوں' لوگ کہتے ہیں کہ قصے کہانیاں بیان کرنا یا سنانا مکروہ ہے' آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ نے فرمایا وہ قصے کہانیاں مکروہ ہیں جو کتاب و سنت میں سے نہ ہوں یا ایسے قصے گھڑ لیئے جائیں جن میں کوئی صداقت نہ ہو' یا واقعات تو درست ہوں مگر ان میں اپنی طرف سے جھوٹ موٹ ملا دیا جائے

تاکہ رنگین بیانی اور قصہ خوانی میں زور پیدا ہو جائے یا لوگوں کو تو واعظ سنایا جائے اور خود اس پر عمل نہ کیا جائے۔ لوگوں کو نصیحت کی جائے اور خود میاں فصیحت بن جائے' ایسے قصوں کے سنانے یا سننے سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ ہاں ایسے قصے جنہیں قرآن پاک نے بیان کیا ہے احادیث میں موجود ہیں۔ متقدمین کے سچے واقعات اور ایمان افروز کارنامے بیان کرنا مکروہ نہیں۔ یاد رہے کہ یہ قصہ گو ابوطالب یحییٰ بن یعقوب حضرت قاضی ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں تھے' آپ نے ابن عباس کے شاگرد حضرت عکرمہ اور دوسرے کئی تابعین کی زیارت کی تھی اسی طرح ان کا شمار تبع تابعین میں ہوتا ہے' وہ اپنے وقت کے زبردست واعظ تھے۔

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پابندی

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مجھے کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حکم ملتا ہے تو اس کی پابندی کرتا ہوں اور اس سے سر مو تجاوز نہیں کرتا' جس مسئلہ میں صحابہ کرام میں اختلاف دیکھتا ہوں تو اس میں اکثریت کے فیصلے کو اپنا لیتا ہوں' اگر اس ذریعے سے مسئلہ کا حل نہ ملے تو اہل علم و فضل راسخوں فی العلم سے رجوع کرتا ہوں مگر دوسرے لوگوں کے اقوال قبول بھی کر لیتا ہوں اور انہیں نظرانداز بھی کر دیتا ہوں کیونکہ ہم رجال ہیں اور ھم رجال و نحن رجال " وہ بھی تابعی اور ہم بھی تابعی ہیں " حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر مسئلے کو قیاس کی رو سے حل نہیں کیا کرتے تھے' ہاں بوقت ضرورت جب قرآن و سنت سے راہنمائی نہ ملے تو قیاس کرتے تھے۔

زہیر بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں بیٹھا تھا کہ حضرت امام کے شاگرد ابیض بن الاغر حاضر ہوئے وہ بھی مسائل میں قیاس کو اپنایا کرتے تھے۔ وقت کے ائمہ اور اہل علم میں ان پر برہم تھے' ایک شخص مسجد کے ایک گوشے سے چیخ کر کہہ رہا تھا چھوڑو! قیاس ویاس کچھ نہیں' غالباً یہ شخص مدینہ منورہ کا رہنے والا تھا' قیاس کے خلاف تقریر کرنے لگا اور لوگوں کو کہہ رہا تھا کہ قیاس کی کوئی حقیقت نہیں' سب سے پہلے قیاس ابلیس علیہ اللعنۃ نے کیا تھا۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا تم نے ایک

صحیح بات کو غلط راہ پر لگا لیا ہے' ابلیس کب قیاس کیا کرتا تھا۔ اس نے تو اللہ کے صریح حکم کو ٹھکرایا تھا۔

جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اذقلنا للملائکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس کان من الجن ففسق عن امر ربہ ☆ "جب ہم نے فرشتوں کو فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے' وہ قوم جن میں سے تھا' وہ اپنے رب کے حکم سے نکل گیا۔" ہم لوگ قرآن و سنت میں بتائے ہوئے مسئلہ پر اس وقت قیاس کرتے ہیں جب ہمیں واضح احکام نہ ملیں' ہم مسئلہ کے حل کے لیئے قرآن و سنت اور اجماع امت کی روشنی میں مسئلہ حل کرنے کی جدوجہد کرتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ ہمارا قیاس قرآن و سنت کے قریب تر ہو۔ ہماری اس کوشش اور جدوجہد کو تمہاری غلط بیانی تبدیل نہیں کر سکتی۔ وہ شخص اٹھا اور کہنے لگا ابوحنیفہ! میں اپنی غلط بیانی سے توبہ کرتا ہوں' غلط فہمی سے رجوع کرتا ہوں' آپ کا دل روشن ہے اور آپ نے میرے دل کو روشن کر دیا ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوئی ایسی بات نہیں کرتے تھے جس کی دلیل قرآن و سنت سے نہ ملے۔

موزوں کے مسح کی حقیقت

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ موزوں پر مسح کرنے کی کیا حقیقت ہے؟ آپ نے فرمایا ہمارے پاس اس مسئلہ پر سورج سے زیادہ روشن دلائل موجود ہیں اور جب تک ہمیں یہ دلائل قرآن و سنت کی روشنی سے میسر نہیں آئے ہم نے ان پر عمل نہیں کیا۔

مرد اور عورت کی بلوغت کا آغاز

حضرت سہل بن مزاحم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا' اس وقت آپ کے اردگرد تیس سے زیادہ شاگرد بیٹھے تھے۔ آپ نے ان شاگردوں سے سوال کیا کہ بتاؤ مرد کب بالغ ہوتا ہے؟ اکثر نے جواب دیا کہ اٹھارہ سال کی عمر میں'

بعض حضرات نے کہا انیس سال کی عمر میں' اس مجلس میں اگرچہ اکثریت کے فیصلہ کو تسلیم کر لیا گیا مگر حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ جب لڑکے میں بلوغت کے آثار نمایاں ہو جائیں وہ بالغ مانا جائے گا۔ مونچھوں یا داڑھی کے بال نمودار ہوں' اس کے جماع سے بچہ پیدا ہو جائے' اسے احتلام ہو جائے۔ یہ وہ آثار ہیں جو عمر کی قید کے باوجود ایک مرد کو بالغ قرار دینے کے لیئے کافی ہیں۔

لڑکی کی بلوغت لڑکے کی عمر سے پہلے ہو جاتی ہے' وہ بارہ تیرہ سال کی عمر سے بالغہ ہو جاتی ہے لیکن اس میں بھی بلوغت کے آثار کو ترجیح دی جائے گی اور ہم فتویٰ دیں گے کہ وہ لڑکی بالغ ہے۔ (یہ اجتہادی دور کی بحث ہے اب اجماع امت اور تواتر عمل سے ثابت ہے کہ لڑکی بارہ سال اور لڑکا پندرہ سال کی عمر میں بالغ ہو جاتے ہیں۔ مترجم)

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اجتہادی انداز

سہل بن مزاحم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ "ثقہ" بات کو اپناتے تھے اور قبیح بات کو نظرانداز کر دیتے تھے۔ آپ کی نگاہ لوگوں کے حالات پر ہوتی تھی اور آپ کوشش کرتے تھے کہ راہ حق پر راہنمائی کی جائے۔ آپ معاشرے کو جادۂ حق پر چلنے کی تلقین کرتے تھے اور ان لوگوں کے اندر نیکی پر گامزن رہنے کی صلاحیت ابھارتے تھے۔ آپ ان معاملات میں کتاب و سنت کی روشنی میں قیاس کرتے تھے اور قیاس سے مسئلہ حل نہ ہوتا تو "استحسان" سے کام لیتے' جو قابل "وثوق" ہو۔ سہل بن مزاحم رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کے معاملات پر نہایت گہری نظر رکھتے تھے' آپ اپنی گفتگو کے دوران قرآن پاک کی یہ آیت پڑھا کرتے تھے فبشر عبادہ الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ ☆ "میرے بندوں کو بشارت دیں وہ کان لگا کر بات سنیں اور اسے قبول کر کے استحسان کی راہ پر چلیں۔"

صحابہ کرام کے متعلق امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو تمام صحابہ

کرام سے افضل سمجھتے تھے۔ حضرت علی اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے محبت کرتے تھے' تقدیر الٰہی پر ایمان رکھتے تھے' اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں کسی قسم کی ست گفتگو نہیں سنتے تھے' موزوں پر مسح فرمایا کرتے' وہ اپنے زمانہ میں نہایت بڑے فقیہ' عالم اور متقی انسان تھے۔

امام زفر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگو! مخالفین کی باتیں نہ سنو' حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے تلامذہ معتمدین قرآن و سنت سے ہٹ کر کوئی بات نہیں کرتے' پھر صحابہ کرام کے عمل کو مشعل راہ بناتے' اقوال صحابہ پر عمل کرتے' ہاں ان ذرائع سے مسئلہ حل نہ ہو تو قیاس کرتے۔

شیعہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی کیوں مخالفت کرتے ہیں

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تمام امت' تمام صحابہ میں افضل ترین مانتے ہیں۔ ان کے بعد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو' پھر حضرت علی و حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو۔ ان کے نزدیک ان چاروں کے بعد وہ صحابہ افضل ہیں جو متقی اور جانثاران رسول ﷺ تھے۔ ان حضرات کے بعد ان تمام صحابہ رسول ﷺ کو ساری امت سے افضل مانتے تھے اور ان کے متعلق ان کی رائے نہایت عمدہ اور خیر تھی۔ وہ فرمایا کرتے تھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی کا یہ حال ہے کہ اس کی زندگی کا اگر ایک لمحہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گزرا تو وہ ہماری ساری زندگی کے اعمال سے بہتر ہے۔ اگرچہ ہماری زندگیاں کتنی ہی طویل ہوں اور ہمارے اعمال کتنے ہی زیادہ ہوں یہ بات شیعہ حضرات کو ناپسند تھی۔

نماز عصر کا وقت

ازہر بن کیسان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے وصافی کے ساتھ جب بھی عصر کی نماز ادا کی آخر وقت میں ادا کی۔ ایک دن وہ مجھے حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں لے گئے' وہاں یہ حال تھا کہ آپ نے ابھی تک عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی' میں نے پہلی بار آپ کی امامت میں نماز عصر ادا کی تو یہ عصر کا آخری وقت تھا' میں ڈر رہا تھا کہ آج عصر کی نماز فوت ہو جائے گی' اس کے بعد

مجھے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں لے گئے، انہوں نے تاحال نماز عصر ادا نہیں کی تھی، یہ بالکل ہی آخری وقت تھا، میں نے کہا اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رحم فرمائے انہوں نے عصر بڑی دیر سے پڑھائی مگر یہاں مزید تاخیر ہو رہی ہے۔

مومن کی اقسام

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایمان، معرفت اور تصدیق اقرار اسلام کا نام ہے۔ پھر فرمایا تصدیق کی کئی قسمیں ہیں، اللہ تعالیٰ کو ماننا، ان امور کو ماننا ہے جو اس کی طرف نازل ہوئے، اپنے دل کی تصدیق کے ساتھ زبان سے اقرار کے ساتھ دل کی تصدیق کرتا ہے، دل سے مانتا ہے، مگر زبان سے انکار نہیں کرتا۔ زبان سے اقرار کرتا ہے مگر دل سے قبول نہیں کرتا۔ جو شخص زبان سے اقرار کرتا ہے وہ لوگوں کے نزدیک مومن ہے مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک کافر ہے کیونکہ لوگوں کو اس کے دل کے متعلق کچھ علم نہیں اور لوگوں کی یہ ذمہ داری بھی نہیں کہ وہ زبان سے اقرار کرنے والے کے دل کو ٹٹولے، وہ اسے مومن ہی شمار کریں گے۔ تیسری قسم یہ ہے کہ وہ دل سے تو تصدیق کرتا ہے مگر زبان سے انکار کرتا ہے یا اقرار ہی نہیں کرتا، ایسا شخص لوگوں کے نزدیک کافر ہے لیکن اللہ کے نزدیک مومن ۔ بعض لوگ ابتلاء و آزمائش کی وجہ سے لوگوں کے سامنے اقرار نہیں کر سکتے تو جو لوگ اس کے قلبی حالات سے واقف نہیں وہ تو انہیں کافر کہیں گے مگر وہ اللہ کے نزدیک مومن ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان کے متعلق وضاحت فرماتے ہیں کہ اہل سماء و اہل ارض اول سے آخر تک ہمارا اور ان کا ایمان ایک ہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار، اس کے رسولوں کے ذریعہ آنے والے احکامات کی فرمانبرداری، اللہ تعالیٰ کی عبادت، اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، تمام اہل ایمان میں یکساں رہا ہے۔ اس بات کا ایمان سے کوئی تعلق نہیں کہ اعمال کی دنیا میں مختلف لوگ ہوتے ہیں، اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک تمام کفار اپنے کفر میں یکساں ہیں۔ وہ وحدانیت خداوندی کے انکاری ہیں، شرک کے خوگر ہیں، وہ اعمال میں خواہ کتنے ہی مختلف ہوں وہ کفر میں یکساں کافر ہیں۔

انبیاء کرام کی شان و فضیلت

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا الحمدللہ اگرچہ ہم انہی امور پر ایمان رکھتے ہیں جن پر انبیاء کرام اور رسول ایمان رکھتے تھے مگروہ عبادات میں تمام مخلوقات سے افضل ہیں کیونکہ وہ عبادت کے اعلیٰ مقامات پر فائز تھے اور ان کی عبادات بدرجہ اتم مکمل اور مقبول تھیں اور وہ تمام انسانوں پر ہی نہیں تمام مخلوقات پر فضیلت رکھتے ہیں۔ ان کا کلام' ان کی دعوت' ان کی عبادات' ان کی نمازیں' ان کے روزے بلکہ تمام امور اپنے امتیوں سے افضل ہیں۔ ان کی افضلیت کی بنا پر کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہم پر ظلم ہوا ہے اور ہماری عبادت کو فضیلت نہیں ملی۔ حقیقت یہ ہے کہ انبیاء کرام اللہ کی بلند شان منتخب مخلوق ہیں۔ انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ نے بے پناہ مدارج سے نواز ہے اور ہمیں جو کچھ ثواب' برکات یا کمالات حاصل ہیں انبیاء کرام کے طفیل حاصل ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان انبیاء کرام کی وجہ سے ہمیں اپنے فضل و کرم سے محروم نہیں رکھتا۔

نبوت کیا ہے؟

انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق پر بلا شک و شبہہ افضلیت حاصل ہے۔ وہ عوام کے قائد اور راہنما ہیں' ان کی برابری کوئی نہیں کر سکتا۔ نہ عبادت میں' نہ خوف الٰہی میں' نہ خضوع و خشوع میں' نہ احکام خداوندی کے پیغام رسانی میں' نہ ریاضت میں' نہ قوت برداشت میں' غرضیکہ انبیاء کرام ہر حالت میں مخلوق خدا سے بلند درجہ ہیں۔

اہل ایمان کو اگر کوئی فضیلت حاصل ہوتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے حاصل ہوتی ہے' پھر یہ فضل انبیاء کرام کے لیئے دعاؤں اور راہنمائی سے حاصل ہوتا ہے' جو شخص بھی حقیقت ایمانی میں داخل ہو گا وہ انبیاء کرام کی اتباع سے داخل ہو گا' جو مسلمان گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے وہ ایمان سے محروم نہیں ہوتا۔ اس کے لیئے توبہ اور استغفار کا دروازہ کھلا ہے۔ وہ توبہ کرے تو اسے معافی مل سکتی ہے۔ اسے اگر کوئی مسلمان نصیحت کرتا ہے تو اسے حق ہے' البتہ شرک کا مرتکب ایمان سے فارغ ہو جاتا ہے۔ جو شخص تمہارے حق میں غلطی کرتا ہے اسے معاف

کر دینا افضل ہے۔

جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل نہیں کیا مگر شرک بھی نہیں کیا وہ مومن ہی رہے گا' اس کے لیئے رحم کی دعا کرنا چاہیئے۔ اس کے لیئے کلمہ شہادت کے احترام کے پیش نظر مغفرت طلب کرنی چاہیئے۔ ایسے شخص کے لیئے دعا کرنے کی بھی اجازت ہے۔ اس کے لیئے بہتر یہ ہے کہ اس کے لیئے اللہ تعالیٰ سے گناہ سے توبہ کرنے کی توفیق مانگے۔ جن لوگوں کے متعلق یقین ہو کہ وہ اللہ کے مجرم ہیں اور وہ ضرور جہنم میں جائیں گے تو ان کے لیئے مغفرت مانگنا حرام ہے۔ ہاں اہل شہادت ہو تو اس کے لیئے دعا مانگنا افضل ہے' وہ بھی کلمہ شہادت کے احترام کے پیش نظر' اگرچہ گناہوں سے بھرا ہوا ہے مگر اسے بخشش کا مستحق جاننا چاہیئے۔ کلمہ شہادت دراصل افضل الاعمال ہے' دنیا بھر کی عبادات کلمہ شہادت کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ یہ عبادات ایسی ہیں کہ جس طرح زمین و آسمان کی پہنائیوں کے مقابلہ میں ایک ذرہ رکھ دیا جائے۔ دوسرے لفظوں میں ہم یوں بیان کریں گے کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے اور بڑا جرم ہے۔ اس کے مقابلہ میں زمین و آسمان کے تمام گناہ کچھ حیثیت نہیں رکھتے۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح کلمہ شہادت کو افضل الاعمال قرار دیا ہے اسی طرح شرک کو عظیم گناہ "ظلم عظیم" کہا ہے۔ ان الشرک لظلم عظیم ☆ "بیشک شرک سب سے بڑا گناہ ہے" فرمایا ومن یشرک باللہ فکانما خر من السماء ☆ "جس نے شرک کیا گویا وہ آسمانوں سے نیچے جاگرا۔" تکاد السمٰوات یتفطرن منه و تنشق الارض و تخر الجبال هدا ان دعوا للرحمٰن ولداً ☆ (سورۃ مریم) "قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گر جائیں اس بات پر کہ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی بھی اولاد ہے۔"

ابن ماجہ نے لکھا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اصل محکم کے سوا فتویٰ نہیں دیا کرتے تھے۔ ہم اس موضوع پر آگے چل کر تفصیلی گفتگو کریں گے۔ ابن جریج بن عبدالملک بن عبدالعزیز جریج نے اس موضوع کی روایات کو بیان فرمایا ہے۔ آپ امام الحرمین تھے' آپ نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کئی بار مناظرہ کیا مگر وہ کبھی تعصب کا شکار نہیں ہوئے۔ (آپ کے بعض مناظروں کی تفصیل آگے بیان کریں گے) اور نہ ہی امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان

اختلافات کی بنا پر کسی سے دشمنی رکھی۔ حضرت امام نے اپنی مسند میں ابن جریج کی روایات کو بیان کیا ہے' ہاں کبھی کبھی وہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شکایت کرتے' گلہ و شکوہ بھی کرتے مگر یہ علمی شکایات تھیں۔

خلیفہ وقت کا قائم مقام

حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر خلیفہ وقت فوت ہو جائے تو اس کا قائم مقام قاضی (چیف جسٹس) ہو گا جو خلیفہ کے احکامات کو جاری کرے گا۔ اسی طرح دوسرا سربراہ مملکت مقرر ہونے تک ولایت و حکومت کے سیاسی امور پر بھی احکامات قاضی ہی جاری کرے گا۔ خلیفہ کے آنے یا مقرر ہونے کے بعد قاضی کے احکامات کی حقیقت صرف فیصلہ کی ہو گی۔ امام سختیانی رحمتہ اللہ علیہ روم کے قاضی (چیف جسٹس) تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ مجھے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ سب سے اہم اور مشکل مسائل حد' حلف بالطلاق' قبل النکاح اور حقوق خنثیٰ ہیں۔

عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عطاء بن ابی رباح کی خدمت میں حاضر ہوئے' انہوں نے پوچھا کہاں سے تشریف لائے ہو؟ آپ نے بتایا عراق سے' پوچھا کیا عقائد رکھتے ہو؟ آپ نے فرمایا ان میں سے ہوں جو تقدیر کی تکذیب نہیں کرتے اور نہ کسی مومن کو گناہ کی وجہ سے کافر کہتے ہیں اور نہ سلف صالحین پر سب و شتم کرتے ہیں۔ حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ نے ہاتھ میں انگلیوں کو پکڑ کر کہا کہ اسلاف کے عقائد یہی تھے۔ ابن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ مکہ کے امام تھے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ کے سامنے سب سے بڑا فقیہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا ابن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر آج دنیائے اسلام میں کوئی فقیہ نہیں۔ اسی طرح مختلف علوم میں عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ سے بڑا جامع انسان کوئی نہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اکثر احادیث کی روایات آپ سے ہی لی ہیں۔

جاتی ہے۔"

اعمش امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے کمالات کا اعتراف کرتے ہیں

یہ تمام احادیث ' روایات اور ان کی اسناد سننے کے بعد اعمش نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو کہا بس بس میں نے جو احادیث سو دنوں میں بیان کی تھیں آپ نے ایک ہی نشست میں بیان کر دیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ ان تمام احادیث پر عمل بھی کریں گے۔ پھر انہوں نے کہا کہ اے فقہائے اسلام آپ لوگ عطار ہیں اور ہم دوا فروش ہیں مگر اے ابوحنیفہ ! تم تو " جامع الطرفین " ہو۔

ایک شخص امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی مجھے جنابت ہوئی تو میں نے اپنی بیوی کو کہا کہ میں قسم کھاتا ہوں کہ اگر میں نے غسل جنابت کیا تو تجھے تین طلاقیں ہوں گی' کیا آپ مجھے بچا سکتے ہیں؟ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ اس شخص کا ہاتھ پکڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور چل پڑے اور ایک نہر کے کنارے پر چلنے لگے' امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اچانک اس شخص کو دھکا دے کر نہر میں پھینک دیا۔ وہ پانی میں غوطے کھانے لگا' ڈوبنے لگا' آپ نے زور سے کہا ہمت کرو' نہر سے باہر نکلو' میرا ہاتھ تھام لو' وہ باہر نکل آیا تو آپ نے فرمایا اب تم بری ہو' جا کر اپنی بیوی سے صحبت کر سکتے ہو' تم پاک ہو گئے ہو اور قسم بھی نہیں ٹوٹی کیونکہ تم نے خود غسل نہیں کیا میرے دھکا دینے سے پانی میں گرے اور خود بخود نہا لیئے اور پاک ہو گئے ہو۔

ایک شخص نے تین قسمیں کھالیں اور ہر قسم پر اپنی بیوی کو تین طلاق دینے کا اعلان کیا۔ اس نے کہا کہ میں جنابت کے بعد سارا دن غسل نہیں کروں گا۔ اس کے باوجود میں دن میں پانچ نمازیں ترک نہیں کروں گا مگر آج ہی اپنی بیوی سے ضرور جماع کروں گا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس مسئلہ کا حل یہ بتایا کہ وہ بعد از نماز عصر اپنی بیوی سے جماع کرے اور غسل نہ کرے حتیٰ کہ سورج ڈوب جائے۔ اس طرح وہ سارا دن جنبی رہا' جب سورج ڈوب جائے تو فوراً غسل کر لے اور مغرب کی نماز پڑھ لے' اس طرح اس نے ساری نمازیں ادا کر لیں۔ اس صورت میں اس نے پانچ نمازیں بھی ادا کر لیں' سارا دن جنبی بھی رہا اور عورت سے جماع بھی کر لیا۔

سیڑھی پر چڑھی بیوی کو تین طلاق

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں کوفہ میں ایک عورت سیڑھی پر چڑھی تو اس کے خاوند نے اسے کہا اگر تو سیڑھی پر مزید اوپر چڑھی تو تجھے طلاق' اگر تو سیڑھی سے نیچے اتری تو بھی تجھے تین طلاق۔ اس صورتحال سے بچنے کے لیئے لوگ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور فرمانے لگے کہ چند لوگ اس سیڑھی کو نیچے اتار لیں' نہ اس کی بیوی اوپر چڑھ سکے گی' نہ اسے نیچے اترنا پڑے گا۔ لوگوں نے کوئی اور تدبیر دریافت کی۔ فرمایا ہاں اگر چند عورتیں سیڑھی کے نیچے کھڑی ہو جائیں اور وہ عورت سیڑھی سے اترنے کی بجائے عورتوں کے کندھوں پر بیٹھ کر نیچے آجائے تو پھر بھی طلاق مشروطہ سے بچ سکتی ہے اور مرد پر قسم واقع نہیں ہوگی۔

ایک دن ایک شخص نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی کہ حضور میں نے اپنی بیوی کو نہایت خوبصورت کپڑے پہنے دیکھا تو میں نے کہا کہ اگر تم نے یہ کپڑے پہنے رکھے تو تمہیں تین طلاقیں اور اگر میں نے یہ کپڑے پہنے ہوئے تم سے جماع نہ کیا تو پھر بھی تمہیں تین طلاقیں۔ میں کوفہ کے تمام فقہاء سے اس مسئلہ کو دریافت کر آیا ہوں مگر کسی سے جواب نہیں بن پڑا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم اس کے کپڑے خود پہن لو اور اس سے جماع کرو تو قسم سے بری الذمہ ہو جاؤ گے۔

غلام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایک عورت کے ہاں جڑواں بچے پیدا ہوئے' ایک کی پشت دوسرے کی پشت سے جڑی ہوئی تھی۔ ان میں سے ایک مردہ اور دوسرا زندہ تھا۔ علمائے کوفہ نے فتویٰ دیا کہ مردہ بچے کے ساتھ زندہ بچے کو بھی دفن کر دیا جائے۔ جب یہ مسئلہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے لایا گیا تو آپ نے زندہ بچے کو بلاوجہ دفن کرنے سے روک دیا اور یہ تدبیر نکالی کہ مردہ بچے کو نیچے رکھ کر مٹی میں دفن کر دیا جائے اور زندہ بچہ اوپر رہے اور اسے وہاں ہی خوراک بہم پہنچائی جائے حتیٰ کہ مٹی مردہ بچے کے بدن کو بے حس کر دے' اس طرح زندہ بچہ بچ جائے گا۔ (غالباً اس وقت اپریشن کی یہ

سہولتیں نہیں تھیں جو آج میڈیکل سائنس نے مہیا کی ہیں۔) لوگوں نے ایسا ہی کیا کچھ عرصہ زندہ بچے کی پرورش ہوتی رہی اور مردہ بچے کی نعش کو زمین چاٹ گئی۔ اب زندہ بچے کو علیحدہ کر لیا گیا اور کچھ عرصہ علاج ہوا تو وہ تندرست ہو گیا اور کافی عرصہ تک زندہ رہا۔ اس بچے کو لوگ غلام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے۔ یہ واقعہ ابو بکر محمد بن عبداللہ فقیہ نے اپنی یادداشتوں کے مجموعے میں لکھا ہے۔

ابن ابی لیلیٰ کو حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر علمی برتری حاصل تو نہ تھی مگر انہیں خلیفہ عباسی ابو جعفر کے دربار میں رسائی تھی۔ وہ اکثر خلیفہ کے دربار میں آیا جایا کرتے، مگر امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت تھی کہ وہ دربار داری سے اجتناب فرماتے۔ ایک دن دونوں بزرگوں کو بیک وقت خلیفہ ابو جعفر کے دربار میں حاضر ہونے کا موقعہ ملا تو امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابو جعفر کے سامنے ہی ابن ابی لیلیٰ نے ایک مسئلہ پوچھا کہ ایک شخص نے کپڑا بیچ کر کہا کہ وہ اس کے ہر عیب سے بری الذمہ ہے اور خریدار نے قبول کر لیا۔ امام صاحب نے جواب دیا کہ واقعی وہ بری الذمہ ہو جائے گا۔ ابن ابی لیلیٰ کہنے لگے وہ بری الذمہ نہیں ہو گا جب تک وہ اس چیز کے عیب پر ہاتھ رکھ کر نہ کہے کہ یہ عیب ہے۔ یہ بات آئی گئی ہو گی، کچھ دنوں بعد دربار میں دونوں دوبارہ اکھٹے ہوئے تو امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ ابو جعفر کے سامنے ابن ابی لیلیٰ سے پوچھا کہ آل بنو ہاشم و آل بنو عبدالمطلب کی ایک خاتون نے ایک غلام بیچا اور اس کے ہر عیب سے برات کا اظہار کیا۔ اگر اس غلام کے ذکر پر برص کا مرض ہو تو کیا وہ بی بی ذکر کے داغ پر ہاتھ رکھ کر کہے گی کہ اس میں یہ نقص ہے۔ ابن ابی لیلیٰ نے کہا ہاں! یہ بات سن کر ابو جعفر سخت ناراض ہوا اور کہا ابی لیلیٰ تم آل بنو ہاشم کی اہانت کرتے ہو اور اپنے اصول سے گستاخی کے مرتکب ہوئے ہو، جاؤ میرے دربار سے اٹھ جاؤ اور دفع ہو جاؤ۔ اس طرح امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسئلہ پوچھنے پر ابی لیلیٰ کی ساری رعونت جاتی رہی۔

حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک مکالمہ

ایک دفعہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج پر گئے۔ آپ مدینہ منورہ میں حاضر

ہوئے تو آپ کو محمد بن علی بن الحسین بن علی رضی اللہ عنہم ملے اور کہا تم وہی ابوحنیفہ ہو جس نے ہمارے دادا کے مذہب اور احادیث کو قیاس میں بدل دیا ہے۔ آپ نے عرض کی معاذاللّٰہ میں کون ہوتا ہوں ایسی جرات کرنے والا۔ امام باقر (ابوجعفر) رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تحقیق سے ثابت کرو کہ تم واقعی قیاس سے احادیث کو نہیں بدلتے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی حضور آپ اپنی مجلس میں اپنی شان بان کے ساتھ تشریف رکھیں میں حاضر ہو کر دو زانو بیٹھ کر وضاحت کرتا ہوں۔ میری نگاہ میں آپ نائب رسول ﷺ ہیں اور میں آپ کی مجلس میں ویسے ہی حاضری دینا چاہتا ہوں جس طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک غلام حاضر ہوتا ہے۔ سیدنا امام باقر (ابوجعفر) رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی پوری شان سے مسند پر تشریف فرما ہوئے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو زانو ہو کر سامنے بیٹھے اور عرض کی حضور میں تین گذارشات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ مجھے ارشاد فرمائیں۔ مرد کمزور ہے یا عورت؟ حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا عورت کمزور ہے۔ آپ نے پوچھا کہ وراثت میں عورت کا کتنا حصہ ہے؟ اور مرد کا کتنا حصہ ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی حضور پھر وراثت میں عورت کا کتنا حصہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا عورت کو ایک حصہ اور مرد کو دو حصہ ملیں گے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی حضور آپ کے دادا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کی روشنی میں یہی فیصلہ ہے، اگر میں اس وراثت کا فیصلہ قیاسی یا عقلی کرتا تو کمزور کو دو حصے دیتا اور مضبوط کو ایک حصہ مگر میں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پر پابند ہوں۔

پھر عرض کی حضور مجھے یہ بتائیے کہ نماز افضل عبادت ہے یا روزہ؟ آپ نے فرمایا نماز افضل ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی اگر میں قیاس سے فیصلہ کرتا تو جو عورت حیض سے پاک ہوئی ہے اسے حکم دیتا کہ وہ قضا شدہ نمازیں لوٹائے اور روزے معاف کرا دیتا۔ آپ نے تیسرا سوال کیا اور عرض کی حضور شریعت میں پیشاب زیادہ نجس اور پلید ہے یا منی؟ امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا پیشاب۔ عرض کی حضور اگر میں قیاس سے بات کرتا تو پیشاب کرنے والے کو غسل کرنے کا حکم دیتا اور محتلم یا جنبی کو صرف وضو کرنے کا کہتا۔ یہ باتیں سن کر حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے، امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گلے لگایا (معانقہ فرمایا) اور نہایت لطف و

کرام سے پیش آئے۔

حضرت ابوبکر محمد بن عبداللہ نے یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں کوفہ میں ایک محلے کا نام "لولیہ" تھا' آپ وہاں ٹھہرے۔ اس محلے سے ایک نہایت خوبصورت اور حسین و جمیل عورت کا گزر ہوا اور جب وہ ایک حکمران رئیس کے گھر کے سامنے سے گزری تو امیر آدمی نے اس عورت کے حسن و جمال کی ایک جھلک دیکھ کر اسے گھر کے اندر گھسیٹ لیا اور وہ واپسی کا نام نہیں لیتا تھا۔ عورت کا خاوند بے حد پریشان تھا' کسی نے اسے کہا تم حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جاؤ شاید تمہارے مسئلہ کا حل نکل آئے۔ وہ دوڑا دوڑا گیا اور سارا ماجرا سنا دیا۔ آپ نے فرمایا یہ بڑی آسان بات ہے' تم بتاؤ تمہارا سامان کہاں ہے اور کہاں رہتے ہو؟ عرض کی ہم ایک جنگل جبّانہ کے پاس اترے ہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام ابی لیلیٰ دونوں اس کے ڈیرے پر گئے۔ ان کے ساتھ کوفہ کے علماء کرام کی ایک جماعت بھی تھی (یہ معاملہ اس لیئے درپیش آیا کہ ابن ابی لیلیٰ کی عدالت میں سائل نے دعویٰ کیا تو امیر آدمی نے انکار کر دیا تھا کہ اس کے پاس اس شخص کی عورت ہے' وہ تو میری اپنی ہے۔) آپ نے فرمایا اس جنگل میں کوفہ کی دس نہایت حسین و جمیل عورتوں کو دعوت دی جائے اور حکم دیا کہ ہر عورت علیحدہ علیحدہ اس شخص کے سامان کے پاس جائے۔ جو عورت بھی سامان کی طرف بڑھتی اس پر کتے بھونکتے اور ہر عورت کتوں سے ڈر کر واپس بھاگ آتی لیکن جب اس مرد کی عورت جو ان دس میں سے ایک تھی سامان کی طرف بڑھی تو کتوں نے بھونکنے کی بجائے دم ہلانا شروع کر دیا۔ قاضی نے فیصلہ کیا یہ عورت اس مرد کی ہے اسے اس کے حوالے کیا جائے اور رئیس کو سزا دی۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک رافضی کا مکالمہ

کوفہ میں ایک بوڑھا رافضی تھا جو ہر وقت ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دل آزاری اور طعن و تشنیع کرتا رہتا تھا۔ وہ "شیطان الطاق" کے نام سے مشہور تھا۔ بڑا باتونی اور بات سے بات نکالنے والا تھا۔ ایک دن حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حمام میں داخل ہوئے اور یہ رافضی وہاں پہنچ گیا اور کہنے لگا ابوحنیفہ! تمہارے استاد فوت ہو گئے ہیں' شکر ہے ہم نے اس شخص سے

نجات پائی۔ (حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ کو فوت ہوئے ایک ماہ گزر چکا تھا) آپ نے فرمایا ہمارے استاد تو فوت ہوتے رہیں گے، رحلت کرتے رہیں گے مگر تمہارا استاد ہمیشہ زندہ ہے اور زندہ رہے گا کیونکہ اسے اللہ تعالیٰ نے من المنظرین کہہ کر مہلت دی ہے، وہ قیامت تک نہیں مرے گا۔ وہ یہ بات سن کر جس غسل خانے میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہا رہے تھے ننگا ہو کر داخل ہو گیا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آنکھیں بند کر لیں۔ اس نے کہا ابوحنیفہ! تم کب سے اندھے ہوئے ہو؟ فرمایا جس دن سے اللہ نے تیری غیرت اور حیاء کو ختم کر دیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت لباس پہن لیا تھا مگر رافضی ننگا کھڑا تھا۔ آپ نے منہ پھیر لیا اور یہ شعر پڑھا۔

اقول وفی قولی بلاغ و حکمة　　　وما قلت قولا جئت فیه بمنکر
الا یا عباداللّٰه خافوا الهکم　　　فلا تدخلوا الحمام الا بمیزر

(ترجمہ) "میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور میری نصیحت میں حکمت و دانائی ہے۔ میں اس میں ایسی کوئی بات نہیں کہوں گا جس میں بڑائی ہو۔ اے اللہ کے بندو! اپنے اللہ سے ڈرو، حمام میں ننگے نہ آجایا کرو بلکہ کپڑا باندھ کر آیا کرو۔"

جن دنوں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ مکرمہ میں قیام فرماتے تو وہاں کا گورنر عیسیٰ بن موسیٰ تھا، اسے ایک فیصلہ میں ایک شرط لکھوانے کی ضرورت آئی تو اس نے وقت کے دو بڑے فقیہ علماء ابن شبرمہ اور ابن ابی لیلیٰ کو طلب کیا، مگر ابن شبرمہ جو شرط لکھواتے اسے ابن ابی لیلیٰ رد کر دیتے اور جو شرط ابن ابی لیلیٰ پیش کرتے اسے ابن شبرمہ توڑ دیتے۔ اسی دوران امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف لے آئے، آپ کو گورنر عیسیٰ بن موسیٰ نے شرط لکھوانے کا کہا، آپ نے فرمایا کاتب کو بلائیے وہ میرے پاس بیٹھے میں اسے لکھوا دیتا ہوں۔ آپ نے کاتب کو جو تحریر لکھوائی اسے توڑنے کی کسی کو جرات نہ ہوئی۔ چنانچہ یہ تحریر ابن شبرمہ اور ابن ابی لیلیٰ کے سامنے پڑھی گئی تو دونوں انگشت بدنداں ہو کر رہ گئے۔ جب وہ گورنر کی محفل سے باہر نکلے تو ایک نے دوسرے کو کہا دیکھا اس جولاہے (کپڑا بیچنے والا) نے مسئلہ کو کیسے حل کر دیا۔ دوسرے نے کہا اس کی تعریف نہ کرو ایک جولاہے کو ایسی تحریر لکھوانے کی ہمت نہیں ہوتی وہ بہت بڑا فقیہ ہے، اس نے

سب علماء کو ونگ کر کے رکھ دیا ہے۔

نبیذ کا مسئلہ

ایک دن ابن ابی لیلیٰ نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ نبیذ کو حلال قرار دیتے ہیں اور اس کی بیع و شرا کو جائز گردانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں! اس میں کوئی شک نہیں ابن ابی لیلیٰ نے کہا آپ پسند کریں گے کہ آپ کی ماں نبیذ بیچا کرے' آپ نے اس کی بات کا برا نہ منایا مگر فرمایا کہ تمہارے ہاں غنا (سرود) حلال ہے اور اس کا سننا جائز ہے' ابن ابی لیلیٰ نے کہاں ہاں! (حالانکہ علماء کرام کے نزدیک غنا و سرود کی ممانعت ہے) آپ نے فرمایا کیا آپ کی والدہ مغنیہ (گانے بجانے والی) بن جائے تو آپ برداشت کریں گے ابن ابی لیلیٰ چپ ہو گئے اور غصہ پی گئے۔

عدت کے دوران نکاح

حسن بن زیادہ لولوئی فرماتے ہیں کہ میں نے خود امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے کہ بنوامیہ کے خلفاء کسی شرعی مسئلہ کی دریافت کے لیئے موالی (غیر عرب غلام) عالم دین کو دربار میں نہیں بلاتے تھے' مگر فلاں خلیفہ نے موالی علمائے دین کو بھی بلانا شروع کر دیا۔ اس خلیفہ نے مجھے بھی بلایا' میرے ساتھ دوسرے علماء کرام بھی تھے۔ میں گیا تو دربار میں ابن شبرمہ اور ابن ابی لیلیٰ دونوں پہلے سے موجود تھے۔ خلیفہ نے ایک سے پوچھا اس عورت کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جس نے عدت کے اندر ہی دوسرے شخص سے نکاح کر لیا؟ اس نے کہا ایسا نکاح حرام ہے۔ اس میاں بیوی کو فوراً علیحدہ کر دینا چاہئے اور انہیں سزا دی جائے اور مقررہ کردہ مہر بیت المال میں جمع کرایا جائے اور اس کے بعد وہ ہمیشہ ہمیشہ جدا رہیں۔ خلیفہ نے دوسرے کو مخاطب کر کے پوچھا' اس نے بھی اسی طرح کا فتویٰ دیا۔ پھر خلیفہ نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کر کے پوچھا تو آپ نے دل میں اناللہ و انا الیہ راجعون پڑھ کر کہا اے خلیفہ وقت! میں سب سے پہلا شخص ہوں جسے موالی ہونے کے باوجود آپ نے اپنے پاس طلب فرمایا ہے' اس مسئلہ میں مجھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ایک فیصلہ بیان کرنے کا موقعہ دیا جائے اور اس قول پر بھروسا کرتے ہوئے میں اللہ کے دین کی بات عرض

کرتا ہوں' آپ خود فیصلہ کر لیں کہ میں غلط کہتا ہوں یا صحیح۔ میں اس قول کو بیان کرتا ہوں اور اس پر عمل بھی کرتا رہوں گا۔

آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلہ پر اس لیئے زیادہ زور دیا کہ بنوامیہ کے خلفاء حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کو وقعت نہ دیا کرتے تھے۔ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اے خلیفہ! اللہ تمہیں نیکی کی توفیق دے' اس مسئلہ پر دو بدری صحابہ کرام اختلاف کرتے ہیں۔ خلیفہ نے پوچھا انہوں نے کیا کہا؟ آپ نے فرمایا ان میں سے ایک نے تو یہی بات کہی جو ابن شبرمہ اور ابن ابی لیلیٰ نے بیان کی ہے' خلیفہ نے پوچھا کہ یہ کس کا قول ہے؟ آپ نے بتایا کہ یہ قول حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ خلیفہ نے فرمایا دوسرا قول کس کا ہے؟ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ فرمانے لگے کہ دوسرا قوال یہ ہے کہ جن میاں بیوی نے عدت کے اندر نکاح کر لیا ہے انہیں عدت کی تکمیل تک علیحدہ علیحدہ کر دیا جائے وہ عورت عدت گزارے' یہ عدت گزارنے کے بعد وہ عورت نئی عدت گزارے' بشرطیکہ سابقہ عدت کے دوران مرد نے عورت سے جماع کیا ہو اس کے بعد دونوں کو علیحدہ کر دیا جائے۔ مرد سے مہر لے کر عورت کو دیا جائے' اسے بیت المال میں جمع کرانے کی ضرورت نہیں۔ اب عورت آزاد ہے' وہ اپنی مرضی سے جب چاہے نکاح کرے۔ اگر وہ اسی مرد سے نکاح کرنا چاہتی ہے تو مہر مقرر کر کے اس سے بھی نکاح کر سکتی ہے۔ خلیفہ نے دریافت کیا ابوحنیفہ! یہ قول کس کا ہے؟ آپ نے فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا۔ خلیفہ نے کہا ابوتراب کا؟ آپ نے کہا ہاں' ابوتراب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔ اب حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ نے خلیفہ کو کہا آپ بتائیں کہ یہ قول کیسا ہے؟ خلیفہ نے سر جھکا دیا اور اتنی گہری سوچ میں چلا گیا کہ اس کے ہاتھ میں جو لکڑی تھی اس سے زمین کریدنے لگا۔ سر اٹھا کر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا یہ قول حدیث شریف کے زیادہ قریب ہے اور مجھے پسند ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ قول (حدیث) امام ابوالقاسم بن علی رازی نے نقل کیا ہے۔ رازی ہمدان میں آئے ہوئے تھے' انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے صحابی محمد بن مقاتل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث سنی تھی۔ اس میں صرف اتنا اضافہ ہے۔ ابن ھبیرہ نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا تم کس قول کو قابل عمل رکھتے ہو۔ آپ نے فرمایا ہمارے نزدیک سیدنا عمر

فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول زیادہ معتبر ہے اور وہی افضل ہیں مگر آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے قول کو ترجیح دیتے ہیں کیونکہ اس دور میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقوال کو چھپایا جارہا ہے اور بنوامیہ کے حکام سے ڈر کر اگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام بھی لیا جاتا ہے تو ابو زینب کہہ کر بات کی جاتی ہے حتیٰ کہ خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے بلند پایا عالم دین بھی جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول پیش کرتے تو فرمایا کرتے اخبرنا ابوزینب ان دنوں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لینا جرم سمجھا جاتا تھا اور اسے سزا دی جاتی تھی خصوصاً مروان کا زمانہ تو بڑا ہی ظالمانہ دور تھا۔ وہ بات بات پر اہل بیت کی مخالفت کرتا تھا اور نہایت سختی سے پیش آتا۔ لوگ اس کے ڈر کے مارے اشاروں اور کنایوں سے بات کر جاتے' یہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی تھے جنہوں نے اپنی علمی فراست سے خلیفہ بنوامیہ کے دربار میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کو پیش کر کے خلیفہ کی گردن جھکا دی' مسئلہ کی حقانیت بھی واضح فرما دی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قول کو بھی بیان فرما کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی عظمت کا اعتراف کرایا۔

کوفہ کے گورنر کو انتباہ

حضرت ابن ابی ملیح کوفہ میں تشریف لائے' وہ جمعہ کا دن تھا' ان دنوں کوفہ کا امیر خالد بن عبداللہ القسری تھا۔ یہ بنوامیہ کا سخت ترین دور تھا۔ خالد خطبہ کے لیئے منبر پر بیٹھا تو مسائل کو طوالت اور کتابوں سے حوالے دینے میں اتنا مگن ہو گیا کہ ظہر کا آخری وقت آگیا اور عصر کا وقت نہایت قریب ہو گیا۔ مجمع سے ایک شخص اٹھا اور زور دے کر پکارا الصلوۃ ! الصلوۃ ! جمعہ کا وقت جا رہا ہے' عصر کا وقت ہونے والا ہے' خالد نے حکم دیا اسے گرفتار کر لیا جائے۔ ابن ابی ملیح نے پوچھا یہ کون شخص ہے ؟ لوگوں نے کہا یہ ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

اس واقعہ کو دوسرے واقعہ نگاروں نے اس طرح بیان کیا ہے کہ جب نماز کا وقت جاتے دکھائی دیا تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ کی طرف کنکریاں پھینکتے ہوئے کہا الصلوۃ ! الصلواۃ ! نماز تو پڑھ لی گئی مگر اس گستاخی پر خلیفہ نے حکم دیا کہ اس شخص کو گرفتار کر کے ہمارے دربار میں پیش کیا جائے۔ خالد نے پوچھا آپ نے ایسا کیوں کیا ؟ آپ نے فرمایا نماز کسی کا انتظار نہیں کرتی'

پھر فرمایا اللہ کی کتاب اور اس کے احکام پر عمل کرنے کے لیئے آپ زیادہ حقدار ہیں۔ اگر آپ ہی اسے پامال کرتے رہے تو ساری امت کا کیا بنے گا۔ اضاعوا الصلٰوۃ واتبعوا الشھوات ☆ نا اہل لوگوں نے نمازیں ضائع کیں اور انسانی شہوات کو اپنایا۔" امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گرفتار کر کے لایا گیا تو خالد نے پوچھا کیا آپ کا ہماری طرف کنکریاں پھینکنا صرف نماز کے لیئے ہی تھا یا کوئی اور غصہ یا احتجاج تھا۔ آپ نے فرمایا میں نے صرف نماز کو نظرانداز کرنے کے لیئے کنکریاں پھینکی تھیں اس پر آپ کو بری کر دیا گیا۔

ایک نقطہ بدل کر مسئلہ حل کر دیا

ایک دن امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابو ھبیرہ نے کسی کام کے لیئے بلایا' وہ اکثر آپ کو کسی مشکل کام کے لیئے بلایا کرتے تھے۔ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ ابو ھبیرہ کے سامنے سونے کی ایک نہایت ہی خوبصورت انگشتری رکھی ہے اور اس کو دیکھ دیکھ کر نہایت مغموم ہیں۔ آپ نے پوچھا یہ پریشانی کیوں ہے ؟ کہنے لگے میں اس انگشتری کو پہننا چاہتا ہوں مگر اس پر کسی اور کا نام منقش ہے' میں اسے پہن نہیں سکتا۔ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجھے دکھایئے' امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا تو اس پر لکھا تھا "عطاء بن عبداللہ " آپ نے فرمایا کہ نقاش کو کہیں کہ "بن "کو" من " بنا دے۔ عبد کی ب کا نقطہ اڑا دے' صرف ایک نقطہ اڑا کر " م " پڑ جائے تو یہ اس طرح پڑھا جائے گا۔ " عطاء من عنداللہ " وہ شخص نقاش کے پاس گیا تو مسئلہ حل ہو گیا اور ابو ھبیرہ نے انگشتری پہن کر خوشی کا اظہار کیا اور آپ کی دانائی اور بصیرت کی داد دی کہ آپ نے ایک لمحہ میں ایک نقطے سے مسئلہ حل کر دیا۔ آپ گھر جانے کے لیئے اٹھے تو ابو ھبیرہ نے عرض کی حضرت آپ بار بار میرے گھر آیا جایا کریں تاکہ مجھے آپ کی ضروریات کا خیال رہے اور ان ضروریات کو پورا کرتا رہا کروں۔ آپ نے فرمایا میرا آپ کے ہاں بار بار آنا مجھے فتنے میں ڈال دے گا۔ اگر آپ مجھ سے فیصلے کرنے کی رائے لیں گے تو اس پر عمل نہیں کریں گے تو مجھے دکھ ہو گا اور اگر میں آپ کو خوف دلاؤں تو آپ ڈرتے رہا کریں گے۔

یاد رہے جب خلیفہ عباسی منصور نے حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دربار میں

آنے جانے کا کہا تو آپ نے یہی الفاظ اسے بھی کہے تھے' پھر ایک وقت آیا کہ آپ نے ایسے ہی الفاظ مکہ کے گورنر عیسیٰ بن موسیٰ کو کہے تھے۔

امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانہ کے بہت بڑے فقیہ تھے

حسن بن زیاد لولوئی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنے زمانے میں امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ فقیہ کسی کو نہیں دیکھا۔ جب انہیں ابو جعفر منصور خلیفہ عباسیہ کے دربار میں بلایا گیا تو آپ نے ایک آدمی بھیج کر مجھے بھی بلالیا اور فرمایا کہ منصور لوگوں کو مصیبت میں ڈالنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ آپ چند سوالات ذہن میں رکھ لیں تاکہ اس کی سوچ کو بدل دیا جائے۔ آپ نے چالیس سوالات ذہن نشین کر لیئے اس دوران منصور نے مجھے دربار میں طلب فرمایا' میں گیا تو دیکھا کہ حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ کے دائیں ہاتھ تشریف فرما ہیں اس وقت مجھے جعفر بن منصور سے کوئی ڈر نہیں تھا لیکن میں امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رعب سے مرعوب تھا۔ میں نے السلام علیکم کہا تو منصور نے مجھے اپنے پاس بیٹھنے کو کہا' منصور نے حضرت امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا کیا یہی ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں' آپ نے کہا ہاں! پھر میری طرف مخاطب ہو کر کہا ابوحنیفہ امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ سوالات کریں' آپ سوال کرتے تو امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جواب دیتے جاتے' بہت سے مسائل میں آپ فرماتے یہ اہل مدینہ کا نظریہ ہے' بعض اوقات فرماتے یہ کوفہ کے علماء کا نظریہ ہے' بعض اوقات فرماتے اس پر علمائے مدینہ اور علمائے کوفہ دونوں متفق ہیں' بہت سے مسائل میں آپ علمائے کوفہ کے نظریہ کو ترجیح دیتے اور بہت سے مسائل میں آپ علمائے مدینہ کے نظریہ کو قبول فرماتے۔ میں نے چالیس مسائل پوچھ لیئے' باقی کوئی مسئلہ نہ رہا اور نہ ہی مزید بحث و استفسار کی ضرورت رہی۔ میں نے اعتراف کیا آج امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہیں۔ وہ دنیائے اسلام کے ائمہ کے اختلافات پر بھی نگاہ رکھتے ہیں' پھر ان کے صحیح فیصلوں کی تائید بھی کرتے ہیں۔

وراثت کا ایک مسئلہ

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لوگوں نے سوال کیا کہ ایک آدمی مر گیا اس کے بعد ایک بھائی اور ایک سال رہ گیا۔ اس کا سارا ترکہ (ورثہ) اس کے بھائی کو دے دیا گیا اور اس کا سالہ محروم کر دیا گیا' آپ اس پر روشنی ڈالیں۔ آپ نے کتنا خوبصورت جواب دیا' آپ نے فرمایا اس شخص نے ایسی عورت سے نکاح کیا تھا جس کی ماں نے اس کے بیٹے سے نکاح کر لیا تھا۔ اس بیٹے سے ایک بچہ پیدا ہوا' اس طرح یہ اس کی بیوی کا بھائی بنا۔ یعنی اس شخص کا سالہ' دوسری طرف اس کا پوتا بنا' پھر اس شخص کا بیٹا فوت ہو گیا' پھر وہ خود بھی فوت ہو گیا' ورثہ میں صرف ایک بھائی اور پوتا باقی رہا جو اس کی بیوی کا بھائی ہے ظاہر ہے کہ پوتے کے ہوتے ہوئے اخیافی بھائی تو محروم وراثت ہی رہے گا۔

قاضی ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص شاگرد تھے۔ ایک بار ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا اپنی بیوی سے جھگڑا ہو گیا۔ بیوی نے ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے بول چال بند کر دی۔ ابو یوسف نے کہا اے فلانی! اگر تم آج رات کو مجھ سے بات نہ کرو گی تو تمہیں تین طلاق۔ وہ بھی روٹھ کر اڑ گئی' ابو یوسف نے رات بھر بڑی کوشش کی کہ اس سے بات کرے مگر وہ بضد رہی اور کوئی بات نہ کی۔ رات لمحہ بہ لمحہ گزرتی جا رہی تھی' اس صورتحال سے قاضی ابو یوسف بڑے مغموم ہو کر حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ کا دروازہ کھٹکھٹایا' حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوچنے لگے اس گئی رات کو میرا دروازہ کھٹکھٹانے والا کون ہو سکتا ہے۔ ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی حضور میں ابو یوسف حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے اندر بلایا' ساری صورتحال سنی' دونوں بزرگ اندھیرے میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تسلی دی اور کہا کہ یہ معمولی بات ہے۔ پھر آپ نے اندر سے دیا منگوایا اور کہا کہ میرا یہ نیا لباس پہن لو اور اس پر میری ایک قیمتی شال اوڑھ لو اور اسے خوشبو سے معطر کر لو' پھر فرمایا اب اپنے گھر جاؤ اندر جا کر کہو کہ اے فلانی! میرا حال دیکھ لو اب تمہارے سوا میرا اور کوئی نہیں' آپ اندر داخل ہوئے ہی تھے کہ خوشبو کی ایک مہک محسوس کر کے بیوی نے کہا اچھا اب تم فلاں بدکردار عورت کے

گھر سے لوٹ آئے ہو۔ آپ کی بیوی کو اس خوشبو سے یہی خیال ہوا کہ وہ ضرور کسی محبوبہ کے گھر سے آ رہے ہیں۔ اس طرح ابو یوسف نے طلاق کی جو قسم کھائی تھی اس سے بچ گئے۔ آپ نے صبح اٹھ کر اپنے استاد محترم کو شکریہ ادا کیا اور آپ کی علمی و عقلی بصیرت کو داد تحسین دی۔

اہل کوفہ کو قتل عام سے بچالیا

ابو معاذ بلخی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اہل کوفہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام ہیں۔ آپ نے انہیں ایک بار خلیفہ عباسیہ کے ظالمانہ حکم سے محفوظ کر دیا تھا۔ ضحاک بن قیس شیبانی حروری خارجیوں کا کمانڈر تھا۔ وہ عراق کے مختلف شہروں پر حملہ کرتا تو مسلمانوں کا قتل عام کر دیا کرتا تھا۔ وہ اپنے سپاہیوں کو لے کر کوفہ میں بھی آ پہنچا اور جامع مسجد کوفہ میں بیٹھ گیا اور ایک فرمان جاری کیا کہ کوفہ کے تمام مردوں کو قتل کر دیا جائے' بچوں کو قید کر لیا جائے۔ اس وقت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف چادر اور قمیض پہنے مسجد میں تشریف لائے اور ضحاک سے کہا' میں آپ سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ ضحاک نے پوچھا کیا بات ہے' آپ نے پوچھا تم کوفہ کے مردوں کو کیوں قتل کرنا چاہتے ہو اور بچوں کو قید کرنے کا حکم کیوں دے رہے ہو؟ اس نے کہا یہ سب مرتد ہیں ان کے ارتداد کی یہی سزا ہے۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ارتداد تو ایک دین سے دوسرے دین کے اختیار کرنے کا نام ہے۔ آپ پہلے بتائیے وہ پہلے کس دین پر تھے اور اب کس دین میں شامل ہوئے ہیں' کیا وہ اپنے پہلے دین میں نہیں رہے۔ ضحاک نے کہا کہ اپنے سوال کو پھر دہرائیے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ لوگ پہلے کس دین پر تھے جسے چھوڑ کر اب دوسرے دین کو اختیار کر رہے ہیں؟ ضحاک نے کہا واقعی یہ میری غلطی ہے۔ اس نے لشکر کو حکم دیا کہ تلواریں میانوں میں کر لو اور کسی کو قتل نہ کیا جائے۔ یہ تھی امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فقاہت جس سے سارا کوفہ قتل عام سے بچالیا۔

ایک شخص کوفہ کے شہر میں فوت ہو گیا' اس نے مرنے سے پہلے ایک شخص کو ایک تھیلی دی' اس میں ایک ہزار دینار تھے اور اسے وصیت کی کہ اسے محفوظ رکھئے میرا ایک چھوٹا بچہ نابالغ ہے

جب وہ بڑا ہو گا' سمجھ دار ہو جائے گا اسے یہ تھیلی دے دینا۔ جب وہ لڑکا جوان ہوا تو اس شخص نے اسے تھیلی تو دے دی مگر دینار رکھ لیئے اور اس لڑکے کو کہا میں نے تمہارے باپ کی وصیت پر عمل کر دیا ہے۔ وہ لڑکا بڑا پریشان تھا اس نے علماء کوفہ سے مسئلہ دریافت کیا مگر سب نے کہا تھیلی تجھے مل گئی ہے' وصیت پر درست عمل تو ہو گیا۔ آخر وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا اور ساری صورتحال بیان کی۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ ایک بہت عمدہ وصیت ہے' تمہارا باپ بڑا عقلمند تھا' اس نے بڑی دانائی سے وصیت کی ہے اس لیئے گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ آپ نے اس شخص کو بلا کر پوچھا کیا مرنے والے نے یہی وصیت کی تھی کہ جو شئے تجھے پسند ہو اس کے بیٹے کو دے دینا۔ اس نے کہا ہاں! آپ نے فرمایا اس وقت تو تمہیں دینار پسند ہیں جو تم نے اپنے پاس رکھ لیئے اور تھیلی تمہیں پسند نہیں تھی اس لیئے تم نے اس کے بیٹے کے حوالہ کر دی۔ تھیلی تو تو نے اس کو پہلے دے دی اب دینار بھی دے دے۔ چنانچہ اس نے دینار لا کر اس نوجوان کے حوالے کر دیئے۔

ایک عورت کو طلاق سے بچالیا

ایک شخص کی بیوی پانی کا پیالہ اٹھائے آرہی تھی' اس شخص نے کہا کہ اگر تم نے اس پیالے سے پانی پیا تو تجھے تین طلاق' اگر اسے زمین پر گرایا تو تجھے تین طلاق' اگر تم نے پینے کے لیئے کسی اور کو دیا تو تجھے تین طلاق۔ علماء نے اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کی مگر کوئی جواب نہ بن پڑا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس پیالے میں کپڑا ڈال کر اسے بھگو لو' اس طرح خاوند کی شرط پوری ہو جائے گی اور عورت طلاق سے بچ جائے گی۔

وکیع بن جراح فرماتے ہیں کہ ہمارے ہاں ایک برگزیدہ بزرگ حافظ الحدیث تھے' انہیں اپنی بیوی سے بڑی محبت تھی۔ ایک دن کہہ بیٹھے کہ میری بیوی نے رات کو مجھ سے طلاق مانگی میں نے کہہ دیا اچھا اگر میں تمہیں طلاق نہ دوں تو تجھے تین طلاق' دوسری عورت نے کہا کہ اس کے تمام غلام آزاد اور مال صدقہ کر دیا جائے گا اگر میں نے آج رات طلاق نہ لی۔ دونوں میاں بیوی یہ بات تو کہہ بیٹھے مگر بعد میں نادم ہوئے کہ اب کس طرح بچا جائے۔ دونوں میرے پاس آئے مگر یہ مسئلہ

میرے لیئے بھی مشکل تھا۔ میں نے انہیں مشورہ دیا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جائیں' وہ حافظ الحدیث گھبرایا' وہ اکثر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث دانی پر اعتراضات کیا کرتا تھا' یہ بات حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ کو بھی معلوم تھی۔ وہ کہنے لگا مجھے ان کے سامنے جاتے ہوئے ندامت آتی ہے۔ میرے ساتھ چلو کسی اور عالم دین کے پاس چلتے ہیں۔ ہم دونوں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے مگر بات نہ بنی۔ پھر ابن ابی لیلیٰ کے پاس گئے مگر مسئلہ حل نہ ہوا۔ اس کے بعد میں میاں بیوی دونوں کو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لے آیا۔ وہ میرے ساتھ بادل نخواستہ آئے تھے جب واقعہ سنایا گیا تو آپ نے مرد سے پوچھا تم نے جن الفاظ میں قسم کھائی تھی میرے سامنے دہراؤ۔ اسی طرح آپ نے اس عورت کو بھی کہا کہ تم نے کیا الفاظ بیان کیئے تھے' عورت نے تمام الفاظ دہرائے۔ اب آپ نے عورت کو اجازت دیدی اور اس عورت نے اپنے خاوند سے کہا تم مجھے طلاق دے دو۔ اب آپ نے مرد کو کہا تم کہو اے میری بیوی تجھے طلاق ہے۔ آپ نے عورت کو کہا اب تم کہو میں طلاق نہیں چاہتی' جب یہ معاملہ اور مکالمہ ہو گیا۔ تو آپ نے فیصلہ دیا جاؤ تم اپنی قسموں سے بری الذمہ ہو۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے قانون میں تم سے کوئی مواخذہ نہیں۔ مرد کو کہا تم اپنے اس عمل سے توبہ کرو اور آئندہ اس طرح کی غیرذمہ دارانہ باتیں زبان پر نہ لایا کرو۔ پھر عام طور پر تم دوسرے لوگوں کی مذمت کرتے رہتے ہو اس سے بھی زبان کو روک لو۔ ابووکیع فرماتے ہیں کہ دونوں میاں بیوی نماز کے بعد امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیئے دعا مانگ رہے تھے۔

دہریوں کا ایک حملہ

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں جہاں خارجی' رافضی اور دوسرے بدعقیدہ لوگ موجود تھے وہاں بے دین دہریئے اور ملحد بھی موجود تھے۔ وہ ایک طرف حکومت کے بعض موثر عہدوں پر فائز تھے' دوسری طرف عوام کے بعض طبقوں پر اثرانداز تھے۔ وہ چاہتے تھے جب بھی موقعہ ملے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر دیں۔ ایک دن حضرت امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں اکیلے تشریف فرما تھے۔ اچانک ایک جماعت اندر آئی اور آتے ہی آپ کے

سامنے تلواروں اور چھریوں کی نمائش کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا ٹھہر جاؤ پہلے میرے ایک سوال کا جواب دو پھر جو جی میں آئے کر لینا۔ آپ نے فرمایا مجھے بتاؤ اس شخص کے متعلق تم کیا کہو گے جو دریا میں سامان سے لدی ہوئی کشتی پر سوار ہے' اس کشتی کو طوفانی ہواؤں اور موجوں نے گھیر لیا مگر وہ اس کے باوجود اپنے راستہ پر چل رہی تھی' حالانکہ اس کا کوئی ملاح یا چلانے والا نہیں تھا۔ اس پر ایسا آدمی بھی کوئی نہ تھا جو کشتی کا رخ پھیر کر طوفانوں کی زد سے کسی دوسری طرف لے جائے۔ کیا تمہاری عقل تسلیم کرتی ہے کہ اس کے باوجود کشتی طوفانوں کے درمیان سیدھی منزل کی طرف چلتی جائے گی۔ ان سب نے کہا کہ عقل نہیں مانتی۔ آپ نے فرمایا جب تمہاری عقل یہ تسلیم نہیں کرتی کہ کشتی کسی چلانے والے یا ملاح کے بغیر طوفانوں سے اپنا راستہ خود نہیں بنا سکتی تو اتنی بڑی کائنات جس میں مختلف اقسام کے طوفان ہیں وہ کسی چلانے والے کے بغیر کس طرح قائم رہ سکتی ہے۔ آپ کی بات سن کر دہریئے جو قتل کرنے آئے تھے سرنگوں ہو گئے اور اپنی اپنی تلواریں میانوں میں کر لیں' اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کے سامنے اپنے عقائد سے توبہ کر لی۔

خارجی میدان مناظرہ میں

ایک وقت آیا کہ خارجیوں نے کوفہ پر قبضہ کر لیا۔ ان کے ایک دستے نے سب سے پہلے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گرفتار کر لیا' ان کا مقصد یہ تھا کہ آپ کوفہ کے شیخ الائمہ ہیں اگر آپ ہمارے قابو آگئے تو کسی دوسرے کو جرات نہ ہو گی کہ ہمارے سامنے بات کر سکے۔ خارجیوں کا ایک عقیدہ یہ تھا کہ جو ان کے عقیدہ پر یقین نہیں رکھتا وہ مسلمان نہیں رہتا۔ آپ نے فرمایا میں ہر قسم کے کفر سے توبہ کرتا ہوں انہوں نے آپ کو چھوڑ دیا۔ بعد میں چند لوگوں نے کہا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو تمہیں جل دے کر چھوٹ گئے وہ تو تمہیں کافر سمجھتے ہیں اور تمہارے کفر سے توبہ کرتے رہے ہیں۔ خارجیوں نے آپ کو گھر سے پھر گرفتار کر لیا اور پوچھا شیخ آپ نے تو ان عقائد سے توبہ کی جن پر ہم ہیں۔ آپ نے ان سے پوچھا یہ بات تم نے لوگوں کے بھڑکانے پر گمان سے کہہ دی ہے یا ایمان اور یقین سے؟ انہوں نے کہا ہم گمان سے کہہ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تو ان بعض الظن اثم فرماتا ہے۔ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ تم نے تو گناہ کیا ہے'

مجھ پر بدگمانی کی۔ تمہارا عقیدہ ہے کہ ہر گناہ کفر ہے پہلے تم اس کفر سے توبہ کرو۔ خارجیوں کے سردار نے کہا اے شیخ! آپ صحیح کہہ رہے ہیں میں کفر سے توبہ کرتا ہوں مگر آپ بھی کفر سے توبہ کریں۔ آپ نے اعلان کیا کہ میں ہر کفر سے توبہ کرتا ہوں۔ اس پر خوارج نے آپ کو پھر چھوڑ دیا۔

یاد رہے کہ خارجیوں نے آپ کے دوسری بار توبہ کرنے پر یہ جانا کہ آپ نے اپنے کفری عقیدہ سے توبہ کا اعلان کیا ہے حالانکہ آپ تو ان خارجیوں کے کافرانہ عقائد سے توبہ فرما رہے تھے۔

قرات خلف امام پر ایک مکالمہ

مدینہ پاک سے علماء کی ایک جماعت کوفہ میں صرف اس لیئے آئی کہ وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فاتحہ خلف الامام پر مناظرہ کریں۔ ان کا خیال تھا کہ جب امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جواب نہیں دے سکیں گے اور اپنی شکست تسلیم کرلیں گے تو ہم انہیں سارے کوفہ میں رسوا کریں گے اور لوگ ہماری قدر کریں گے کہ مدینہ کے علماء کرام نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شکست دے دی ہے۔ آپ نے فرمایا میں اتنے آدمیوں سے تو بیک وقت بات نہیں کر سکتا۔ نہ ہی ہر ایک کی بات کا جواب دے سکتا ہوں۔ آپ ایسا کریں کہ سب کی طرف سے ایک سمجھ دار عالم مقرر کرلیں وہ اکیلا مجھ سے بات کرے۔ انہوں نے ایک بڑا عالم منتخب کیا جو آپ سے بات کرے گا۔ آپ نے سب کو فرمایا کیا یہ عالم دین جو بات کرے گا وہ آپ کی طرف سے ہوگی اور کیا اس کا فیصلہ آپ کا فیصلہ ہوگا اور کیا تم اس کی ہار جیت پر متفق ہو گے۔ ان سب نے کہا ہاں! ہم اس عالم دین کی بات پر متفق ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارا مسئلہ حل ہو گیا۔ تم نے میرے خیالات کی تائید کر دی ہے اور میرے موقف کو تسلیم کرتے ہوئے۔ حجت قائم کر دی ہے' وہ کہنے لگے وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا تم نے خود اپنی طرف سے ایک آدمی منتخب کیا اور فیصلہ کیا کہ اس کی ہر بات تمہاری بات ہو گی' اس کی ہار جیت تمہاری ہار جیت ہوگی' ہم نماز کے دوران اپنا امام منتخب کرتے ہیں۔ اس کی قرات ہماری قرات ہوتی ہے' وہ بارگاہ خداوندی میں ہم سب کی طرف سے نمائندہ ہے۔ مدینہ سے آنے والے وفد نے آپ کی بات کو تسلیم کیا اور اپنے موقف سے دستبردار ہو گئے۔

*****

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حاضر جوابی کا اعتراف

حضرت عثمان بن زائدہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کوئی شخص حاضر جواب نہیں دیکھا۔ خلیفہ ابو جعفر عباسی نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی خصوصی دعوت پر بلایا اور فرمایا میں نے آپ کو اس لیئے بلایا ہے کہ آپ ملک کے قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) کا عہدہ قبول فرمائیں۔ آپ نے انکار کر دیا۔ ابو جعفر نے فرمان شاہی سے سرتابی کی بنا پر آپ کو چند دنوں کے لیئے جیل میں بھیج دیا۔ پھر بلا کر کہا ابو حنیفہ! آپ کو اتنا بڑا عہدہ قبول کرنے میں کیا عذر ہے؟ آپ اتنے بڑے فقیہ ہیں' عدل و انصاف کی فرمانروائی میں آپ کو ہمارا ہاتھ بٹانا چاہیئے' مگر آپ ایک نہایت ہی اہم کام سے معذرت کرتے جاتے ہیں حالانکہ آپ کے اکثر ساتھی اہل علم و فضل نے ہماری سلطنت میں ایسے عہدے قبول کیئے ہیں۔ آپ نے جواباً فرمایا' اللہ تعالیٰ آپ کی اصلاح فرمائے' میں دراصل اس عہدے کی اہلیت نہیں رکھتا۔ خلیفہ نے کہا آپ جھوٹ بول رہے ہیں' آپ نے فرمایا اللہ اکبر آپ نے خود ہی فیصلہ فرما دیا جھوٹا آدمی تو اس منصب کے لائق نہیں ہوتا' جھوٹا قاضی لوگوں کے فیصلے نہیں کر سکتا۔

دینی مسائل حل کرنے میں دلچسپی

ایک دن حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشاء کی نماز پڑھ کر مسجد سے باہر آ رہے تھے ابھی جوتا آپ کے ہاتھ میں ہی تھا کہ ابوزفر نے آپ سے ایک مسئلہ دریافت کیا' آپ نے جواب دیا تو ابوزفر نے اس پر قیاس قائم کر کے مزید وضاحت چاہی' آپ نے اس کا جواب دیا۔ اس طرح اس مسئلے پر گفتگو ہوتی رہی اور دونوں حضرات بحث و تمحیص کرتے رہے حتیٰ کہ صبح کی اذان ہو گئی۔ دونوں مسجد میں واپس آئے فجر کی نماز ادا کی اس کے بعد پھر اس مسئلہ پر گفتگو ہونے لگی' بحث نے طول پکڑا آخر امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جواب پر مسئلہ طے ہوا۔ (یہ واقعہ آپ کے مسائل دینیہ کے حل کرنے میں دلچسپی اور آپ کے شاگردوں کی تحقیق مسئلہ میں بے پناہ تربیت کی دلیل ہے۔)

امام زفر پر ایک شخص نے گفتگو کی آپ نے جواب دیا تو وہ مطمئن ہو گیا مگر اس نے کہا آپ کی بات سے مجھے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ واقعہ یاد آتا ہے جب آپ نے ان سے ایک مسئلہ دریافت کیا تو آپ نے اس وقت تک منہ نہیں موڑا جب تک آپ مطمئن نہیں ہو گئے۔ آپ کا ایک قدم مکان میں اور ایک مکان کی دہلیز سے باہر تھا' آپ اسی طرح کھڑے رہے' اس واقعہ کا میں عینی شاہد ہوں۔ ابو مطیع نے جب یہ واقعہ سنا تو حیران رہ گئے کہ امام صاحب دینی مسائل حل کرنے اور امام زفر اسے حاصل کرنے میں ساری رات اسی طرح کھڑے رہے۔

ابو مجاہد رحمۃ اللہ علیہ " مرو " کے ایک عابد اور زاہد بزرگ تھے فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا تھا تو آپ کی محفل میں یہ سوال آیا کہ ایک شخص نے چند لوگوں پر سانپ پھینک دیا۔ جن جن لوگوں کو سانپ نے ڈسا تمام مر گئے آپ فرمائیے کہ وہ دیت کس کو ادا کرے گا؟ آپ نے فرمایا اس پر تمام لوگوں کے لیئے علیحدہ علیحدہ دیت ہے جو اس سانپ کے ڈسنے سے مرے۔ ہاں اگر اس نے کسی کے گھر سانپ چھوڑا اور وہاں چند لوگ رہتے تھے سانپ نے انہیں ڈسا اور وہ مر گئے تو اس پر دیت نہیں ہے اس لیئے کہ گھروں میں عام طور پر سانپ گھس آتے ہیں۔ یہ گھر والوں کی ذمہ داری ہے کہ ان سے اپنی حفاظت کریں۔ ابو مجاہد نے بتایا کہ میں نے ہزاروں مسائل حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ سے سیکھے اور یاد کیئے ہیں۔

ایک قدری کی اصلاح

اسحاق بن ابراہیم حنظلی سمرقند کے قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) تھے۔ ہم سمرقند سے چند دوستوں کے ساتھ کوفہ آ گئے۔ ہمارے ساتھ ایک "قدریہ" عقیدہ کا آدمی بھی تھا' ہم نے کوفہ پہنچ کر اس سے پوچھا تمہاری گفتگو کس سے کرائی جائے؟ اس نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لیا۔ ہم آپ کی مجلس میں پہنچے تو آپ سائلوں کے ایک انبوہ میں گھرے ہوئے تھے اور آپ اپنے شاگردان عزیز کو کچھ لکھوا بھی رہے تھے۔ ہم بھی آگے بڑھے اور عرض کی حضور ہم سمرقند سے آئے ہیں اور ہمارے ساتھ ایک ایسا ساتھی ہے جو قدریہ عقیدہ رکھتا ہے اگر آپ اس کو گفتگو کا موقعہ دیں تو شاید اس کی اصلاح ہو جائے۔ ہم نے دل میں کہا قدری لوگ بحث کو بڑا طویل لے جاتے ہیں' آپ

اسے اتنا وقت کس طرح دیں گے اور جو کام کر رہے ہیں اسے کس طرح چھوڑ دیں گے لیکن ہوا یہ کہ آپ نے قدری سے ایک سوال کیا' اس نے اس کا فوراً جواب دیا۔ آپ نے پھر سوال کیا مگر وہ تھوڑی دیر سوچنے لگا اور سوچ کر جواب دیا۔ آپ نے ایک اور سوال کیا وہ قدری سر کو تھام کو سوچنے لگا اور ماتھے پر آئے ہوئے پسینے کو پونچھنے لگا اور حیران تھا کہ کیا جواب دے آخر کہنے لگا میں اللہ سے بخشش کی استدعا کرتا ہوں اور اپنے عقائد سے توبہ کرتا ہوں۔ اے ابوحنیفہ ! اللہ تعالیٰ آپ کو خزانہ خیر دے' آپ نے دو سوالوں میں میری دنیا بدل دی' میں تو جہنم کے کنارے پر کھڑا تھا آپ نے مجھے بچا لیا۔

ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ساری زندگی ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا جو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسائل میں بازی لے گیا ہو۔ ابوسعد صغانی فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں ختنوں کی تقاریب میں لوگ شکر بکھیرا (بانٹا) کرتے تھے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شکر بکھیرنے کو ناجائز نہیں کہتے تھے۔ آپ نے مزید بتایا ہم ایک بار ایک ایسے شخص کو آپ کے پاس لے آئے جو شکر بکھیرنے میں مشہور تھا' اس نے آپ کے سامنے بہت سی شکر پیش کی آپ نے مجھے حکم فرمایا یہ شکر لے لو۔

ابوسعد محمد بن المنتشر صغان کے بہت بڑے فقیہ تھے۔ آپ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں رہتے تھے۔ اس طرح آپ کو بہت سے مسائل یاد ہو گئے تھے۔ آپ ان مسائل کو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے بیان فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے اپنی مسند میں حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہت سی روایات کو جمع کیا ہے۔ حضرت امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ آج روئے زمین پر ابوسعد صغانی سے زیادہ نابینا کوئی شخص نہیں ہوگا۔ یہی ابوسعد صغانی فرماتے ہیں ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کے باوجود حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے اپنے شاگردوں کی پہلی صف میں بٹھایا کرتے تھے' جس میں بڑے بڑے جلیل القدر تلامذہ موجود ہوتے تھے اور سب سے پہلے میرے ہی سوال کا جواب دیا کرتے تھے۔ میں نے حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی حضور ! آپ کی خصوصی توجہ کی وجہ سے حسن بن عمارہ میری بڑی عزت کرتے ہیں اور اپنے قریب بٹھا کر خوشی محسوس کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا حسن بن عمارہ نے میری محبت میں بڑی تکلیفیں

برداشت کی ہیں۔ اس پر علمائے وقت حسد کرتے ہیں تو صرف میری محبت کی وجہ سے۔ مسیب بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ابو سعد صغانی کی عادت تھی کہ کسی بھی مجلس میں جاتے تو ہر مسئلہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تذکرہ سے بیان فرمایا کرتے تھے اور دوسرے علماء کی بات کاٹ کر امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کر دیا کرتے تھے۔

ابو سعد صغانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے محمد بن عجلان کی مجلس میں ایک مسئلہ پر گفتگو کی تو آپ بڑے محظوظ ہوئے اور کہنے لگے یہ نہایت ہی لطیف جواب ہے تم کس کی محفل میں بیٹھتے ہو؟ میں نے کہا' امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی۔ آپ نے فرمایا سبحان اللہ جو بھی ان کی صحبت میں رہا ہے اسے ایسی لطیف گفتگو کرنا آجاتی ہے۔

مرنے والی عورت کے پیٹ میں زندہ بچہ

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا میں کوفے کے ایک گوشے میں رہتا ہوں۔ رات کے پہلے حصے میں میری بہن فوت ہو گئی ہے اور بچہ اس کے پیٹ میں ہے اور وہ پیٹ میں حرکت کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا فوراً جاؤ اور عورت کا پیٹ چاک کر کے بچہ باہر نکال لو۔ وہ شخص دوبارہ سات سال بعد امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا' اس کے ساتھ ایک سات سالہ بچہ بھی تھا' آپ سے پوچھنے لگا آپ اس بچے کو پہچانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں' اس نے بتایا یہ وہی بچہ ہے جو آپ کے فتویٰ سے ماں کے پیٹ سے نکالا گیا تھا۔ یہ ساری زندگی آپ کا خادم رہے گا۔ اس کا نام ہم نے "نجا" رکھا ہے۔

عبد العزیز خالد صغانی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے بہت سی کتابیں حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پڑھی تھی۔ فارغ ہوا تو آپ سے عرض کی حضور میں آپ سے روایات بیان کیا کروں؟ آپ نے فرمایا ہاں کر لیا کرو۔ میں نے پوچھا کیا میں یہ کہہ سکتا سمعت عن ابو حنیفہ "میں نے امام ابو حنیفہ سے یوں سنا" آپ نے فرمایا ہاں کوئی حرج نہیں۔ آپ نے مزید فرمایا آپ یوں بھی کہہ سکتے سمعت' حدثنی' اخبرنی' یہ تمام ایک ہی طرح کے جملے ہیں جو چاہو کہو۔ اس میں گنجائش ہے۔

عبدالعزیز خالد رحمۃ اللہ علیہ ترمذ اور صغان کے امام اور فقیہ تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال سے سات دن پہلے ایک ایسے شخص کے متعلق سوال کیا جو حج ادا نہ کرنے کی قسم کھا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا وہ کفارہ ادا کرے اور اپنے خیال سے رجوع کرے۔

حضرت ابو مطیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جمعہ کے دن چادر اور قمیص پہنے دیکھا۔ میرے اندازہ میں ان دونوں کپڑوں کی قیمت چار سو درہم سے کم نہ ہوگی۔ آپ کا دامن زمین کو چھو رہا تھا' میں نے پوچھا حضور یہ مکروہ بات نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا صرف چادر یا تہبند کا ٹخنے کے نیچے تک جانا مکروہ ہے' کسی دوسرے کپڑے کا زمین سے مس کرنا مکروہ نہیں' آپ نے فرمایا حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت کردہ حدیث ہے کہ جس کی چادر (تہبند) ٹخنے سے نیچے زمین کو چھوئے گی خدا اس کی نماز قبول نہیں کرے گا۔

چار ہزار سوالات کے جوابات

محمد بن ابی مطیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد گرامی سے سنا ہے کہ میں نے ہر فن کے چار ہزار مشکل مسائل جمع کیئے اور اسی طرح مشکل واقعات اکٹھے کیئے۔ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان مسائل پر گفتگو کرنے لگا۔ آپ نے مجھ سے دریافت کیا ابو مطیع! تمہارے پاس اس قسم کے کتنے سوالات ہیں؟ میں نے کہا چار ہزار۔ فرمایا اس وقت مجھ سے نہ پوچھو میں مشغول ہوں جب فارغ ہوں گا میرے پاس آجانا۔ آپ کو میں جونہی فارغ پاتا اپنے سوالات کا جواب پاتا حتیٰ کہ ایک عرصے میں مجھے تمام سوالات کے تسلی بخش جوابات مل گئے۔ میں فارغ ہونے لگا تو آپ نے فرمایا ابو مطیع! مجھے آپ کے سوالات کا انداز اور حسن بیان بڑا پسند آیا ہے' ان سوالات کا جمع کرنا بڑے دل گردے کا کام ہے اور بڑے عالی دماغ کا کارنامہ ہے۔ آگے چل کر یہی ابو مطیع بلخی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے امام کہلائے۔ آپ عابد' زاہد اور فقیہ وقت تھے۔ ان کی عادات و خصائل ایسے عمدہ تھے کہ لوگ آپ پر فریفتہ تھے۔ مسیب بن اسحاق نے فرمایا میں نے اپنے زمانہ میں ابو مطیع رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر کسی کو فقیہ نہیں دیکھا۔ وہ کبھی کسی کو خاطر میں نہیں لاتے تھے' یہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت کا اثر تھا۔

معمر بن الحسن الھروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک دن امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور محمد بن اسحاق کے ساتھ عباسی خلیفہ منصور ابوجعفر کے دربار میں حاضر ہونے کا موقعہ ملا۔ ہمارے جانے سے پہلے اس نے کوفہ، بصرہ، مدینہ منورہ اور دوسرے شہروں کے علماء کو بھی بلا رکھا تھا۔ اس کے سامنے ایک خصوصی مہم تھی جسے علماء کرام کے مشورہ سے حل کرنا چاہتا تھا۔ اس نے اس مجمع میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خصوصی دعوت پر بلایا تھا۔ آپ کے لیئے ایک خاص سواری کوفہ بھیجی تھی اور ایک شاندار وفد آپ کو لانے کے لیئے گیا تھا۔ اسے جس پریشانی کا سامنا تھا اسے صرف اور صرف امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی دور کرسکتے تھے۔ امام رحمۃ اللہ علیہ کے مشورہ سے خلیفہ عباسی کی پریشانی تو دور ہو گئی مگر اس نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روک لیا اور اسلامی سلطنت کے عدل و انصاف کے معاملات پر گفتگو کرنے لگا۔ منصور نے اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ ملک کے مختلف علاقوں کے قاضی جو شرعی فیصلے کرتے ہیں آپ ان پر آخری فیصلہ دیا کریں تاکہ ملک میں عدل و انصاف کی صورتحال کو صحیح اسلامی فقہ کی روشنی میں درست رکھا جائے۔ خلیفہ نے محمد ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کو بھی روک لیا اور انہیں کہا کہ آپ اس کے بیٹے کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غزوات پر تعلیم دیا کریں۔

ایک دن یہ دونوں حضرات (امام ابوحنیفہ اور محمد بن اسحاق) دربار میں موجود تھے۔ محمد ابن اسحاق کے دل میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حسد کی آگ سلگ رہی تھی، اس نے دیکھا کہ خلیفہ نے آپ کو خصوصی سواری سے بڑے اعزاز و اکرام سے کوفہ بلایا، پھر آپ کی رائے کو بڑی اہمیت دی، آپ کے اعزاز پر خصوصی توجہ دی، پھر ملکی اور سیاسی معاملات پر آپ کے مشورہ کو ترجیح دی، حکومت کے معاملات پر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کو فوقیت دی۔ محمد ابن اسحاق کو دربار میں آپ کی بڑھتی ہوئی اہمیت اچھی نہ لگی انہوں نے تہیہ کرلیا کہ آپ کو خلیفہ منصور کی نظروں میں گرا دے۔ ایک دن خلیفہ کی موجودگی میں انہوں نے حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ پر ایک ایسا سوال کیا جو خلیفہ کی ناراضگی کا سبب بن سکتا تھا۔ محمد ابن اسحاق نے کہا ابوحنیفہ! آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو اس بات پر قسم کھائے کہ فلاں فلاں کام نہیں کرے گا یا فلاں فلاں کام ضرور کرے گا، لیکن فوراً انشاء اللہ نہیں کہا، بلکہ یمین سے فراغت کے بعد کسی دوسرے وقت میں انشاء

اللہ کہہ دیا یعنی قسم سے سکوت کے بعد کہا۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اسے سکوت کے بعد انشاء اللہ کہنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ قسم کے انقطاع کے بعد استثناء بیکار ہے۔ استثناء تو قسم کے ساتھ متصل ہی مفید ہے۔ محمد بن اسحاق نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے جب کہ امیرالمومنین کے جد اکبر ابن عباس (ابوالعباس عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے فرمایا ہے کہ یمین کے بعد استثناء جائز ہے' خواہ ایک سال کے بعد ہی ہو اور انہوں نے اس استدلال کو قرآن پاک کی اس آیت سے لیا ہے۔ واذکر ربک اذا نسیت ☆ منصور نے محمد ابن اسحاق کو کہا واقعی ہمارے جد اکبر نے ایسا ہی فرمایا ہے۔ محمد اسحاق کہنے لگے ہاں انہوں نے ایسے ہی فرمایا ہے۔ یہ سنتے ہی خلیفہ منصور نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا اور غضبناک انداز میں کہا۔ کیا تم ہمارے جد اکبر کی رائے کی مخالفت کرتے ہو؟ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں ابوالعباس (ابن عباس عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی مخالفت تو نہیں کرتا۔ ان کے ارشاد گرامی کو درست طریقے سے بیان کرتا ہوں۔ میں اس مسئلہ پر وضاحت کرتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث شریف کو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوں روایت کیا ہے کہ من حلف علی یمین و یستثنی فلا حنث علیہ ○ "جس نے قسم کھائی اور استثناء کیا تو حانث نہیں ہوگا۔" ہم نے اس حدیث پاک کو استثناء سے متصل پر محمول کیا ہے لیکن یہ لوگ آپ کی خلافت کے مخالف ہیں اور آپ کی خلافت کے منکر ہو کر سلطنت کے خلاف سازش کر رہے ہیں اور اس مخالفت میں حضرت ابوالعباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کا غلط استعمال کرتے ہیں۔ منصور نے آپ سے وضاحت طلب کی تو آپ نے فرمایا' یہ کہنے میں کہ ہم خلیفہ منصور کی بیعت کرتے ہیں مگر یہ تقیہ کر جاتے ہیں کیونکہ اسی وقت استثناء کا صرف ارادہ کرتے ہیں پھر وہ جب چاہیں آپ کی بیعت کا قلادہ گلے سے اتار پھینکیں' اس استثناء سے آپ کی بیعت کا طوق ان کے گلے سے اتر سکتا ہے' اگر یہ قسم کے ساتھ متصل کر دیں تو بیعت نہیں توڑ سکتے۔ مگر یہ لوگ تو ایک عرصہ تک استثناء کے زیر سایہ قسم کو معلق رکھتے ہیں۔ منصور کی سمجھ میں یہ بات آگئی' اس نے حکم دیا کہ ایسے تقیہ بازوں اور منافقوں کو گرفتار کر لیا جائے۔ محمد ابن اسحاق کو عباسی دربار سے ہی گرفتار کر لیا گیا۔ اس کی چادر اس کے گلے میں ڈال کر

زندان خانہ تک لایا گیا اور کچھ عرصہ تک جیل میں پھینک دیا گیا۔

الفضل السجزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن ابی لیلیٰ' سفیان ثوری اور امام شریک ایک دن امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' کسی نے مسئلہ پوچھا کہ ان لوگوں کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جو ایک مجلس میں اکٹھے بیٹھے ہوئے ہوں' ایک شخص پر سانپ چڑھ گیا اور اس نے اپنے آپ کو بچانے کے لیئے اس سانپ کو دوسرے پر پھینک دیا' اس نے تیسرے پر پھینکا اب اس سانپ نے تیسرے آدمی کو ڈس لیا اور وہ مر گیا تو اس کی دیت کسے ادا کرنا ہو گی۔ بعض لوگوں نے کہا کہ پہلے شخص کو دیت دینا چاہیئے' بعض کہنے لگے تمام دیت دیں گے۔ غرضیکہ مختلف علماء اپنی مختلف آراء سے گفتگو کرتے رہے مگر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش بیٹھے رہے۔ جب وہ کسی نتیجہ پر نہ پہنچے تو لوگوں نے آپ کی طرف رجوع کرتے ہوئے مسئلہ دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا پہلے شخص نے سانپ کو اپنی جان بچانے کے لیئے پھینک دیا۔ اسی طرح ہر ایک پھینکتا چلا گیا' اگر کسی شخص نے دیدہ دانستہ سانپ دوسرے پر پھینکا تھا تو اسے دیت دینا واجب ہو گی ورنہ کسی کو نہیں۔ لوگ آپ کے جواب سے مطمئن ہو گئے۔

استحاضہ پر گفتگو

صفیہ نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ جب ایک عورت ایام حیض سے فارغ ہو کر غسل کر کے پاک و صاف ہو چکی ہو اور اسے اب حیض کی کوئی نشانی نظر نہیں آتی تو کیا ایسی عورت بھی رحم میں روئی رکھنے کی ضرورت کو پورا کرے گی؟ آپ نے فرمایا ہاں یہ احتیاط صرف استحاضہ کے لیئے ہوتی ہے یا ایسی عورت جسے کمزوری یا کسی بیماری کی وجہ سے رطوبت کا اخراج ہوتا ہو۔

حضرت قاضی ابویوسف رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا تھا کہ جب قاضی عمداً دیدہ دانستہ ظلم کرے اور انصاف سے دستبردار ہو جائے تو اس کی قضا منسوخ ہو جاتی ہے اور اسے معزول کر دینا چاہیئے۔ شرعی طور پر اس کی قضاء تو خود بخود منسوخ ہو جاتی ہے۔

مسئلہ دور کا صحیح جواب

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حج کے لیئے حرمین شریفین کو چلے گئے تو کوفہ میں ایک مسئلہ " دور " سامنے آیا۔ ابن شبرمہ' ابن ابی لیلیٰ اور امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ جیسے جید علماء اور کوفہ کے دوسرے مقتدر علمائے کرام سے یہ مسئلہ حل نہ ہو سکا۔ ان دنوں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کئی قابل شاگرد بھی کوفہ میں موجود تھے مگر وہ بھی اس مسئلہ کا جواب نہ دے سکے۔ تمام نے فیصلہ کیا کہ اس مسئلہ کو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی واپسی تک معلق رکھا جائے۔ حضرت امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت کی واپسی کا انتظار کرنے لگے مگر ہمارے دل میں یہ خدشہ تھا کہ شاید امام رحمۃ اللہ علیہ بھی اس کا کوئی جواب نہ دے سکیں گے تو اس طرح ہماری سبکی ہوگی اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عزت میں کمی آئے گی۔ ہم اس طرح خوفزدہ تھے اور بعض شاگرد تو چاہتے تھے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ میں واپس ہی نہ آئیں۔

امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب آپ واپس آئے تو میں نے کوفہ سے کئی میل باہر جا کر آپ کا استقبال کیا اور ساتھ ہی اس مشکل مسئلہ سے آگاہ کیا۔ میرا خیال تھا کہ آپ کوفہ پہنچتے پہنچتے یا لوگوں کے استفسار سے پہلے ہی اس مسئلہ پر غور فرمالیں گے۔ ایسا نہ ہو کہ عین موقعہ پر آپ کے لیئے بعض دشواریاں ہوں۔ میں نے سلام کیا تو آپ نے مجھے اپنی سواری پر اپنے ساتھ بٹھا لیا' دوسرے لوگ بھی آپ کے استقبال کے لیئے اپنی اپنی سواریوں پر سوار تھے۔ بڑا زبردست استقبال تھا۔ سڑکیں اور راستے تنگ ہو گئے۔ آپ نے گھر آتے ہی دو نفل ادا کیئے۔ لوگوں کا ایک ہجوم آپ کی طرف بڑھا اور ملنے لگا۔ اب علماء کرام کے ایک وفد نے آپ کے اردگرد مسندیں جمالیں اور وہی مسئلہ دریافت کیا۔ آپ نے سوال سن کر سر جھکا لیا' چند لمحوں بعد سر اٹھایا' میں نے اندازہ لگا لیا کہ آپ اب جواب عنایت فرمائیں گے۔ واقعی آپ نے گفتگو کا آغاز کیا اور اس مسئلہ کا مکمل حل پیش کیا اور جب تک علماء کرام مطمئن نہ ہو گئے آپ وضاحت فرماتے گئے۔ آپ کا جواب سن کر لوگ خوش ہو گئے۔ اب ہم لوگ جو حضرت کے حلقہ تلامذہ میں تھے انتہائی مسرت میں جھوم اٹھے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہو گئے تو ایک دن خلیفہ کے سامنے ایک شخص

گزرا' لوگوں نے بتایا کہ یہ شخص حساب دان ہے' ریاضی کا ماہر ہے' خلیفہ کے آدمی اسے اندر لے آئے اور دینی مسائل پر گفتگو کرنے لگے اور بڑی تعظیم و تکریم سے بٹھایا۔ میں نے ایک مسئلہ کے بارے میں سوال کیا یہ مسئلہ حساب دانی کا تھا' میں خود حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں اس سوال کے جواب کے لیئے مضطرب تھا مگر آپ سے دریافت نہ کرسکا تھا۔ اس نے کہا بتایئے وہ کیا مسئلہ ہے۔ میں نے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا یہ فلاں کتاب' فلاں باب میں موجود ہے نکالیئے اور پڑھیئے۔ لیکن اس کے باوجود وہ مسئلہ حل نہ ہوا۔ اب انہوں نے فرمایا اب فلاں کتاب کا فلاں باب نکالیے مگر میں پھر اس مسئلہ کا حل نہ پاسکا۔ اس طرح انہوں نے مجھے کئی ابواب کی نشاندھی فرمائی مگر مسئلہ جوں کا توں ہی رہا۔ اب صرف ایک باب رہ گیا تھا' فرمانے لگے اگر اب بھی حل نہ ہوا تو یہ مسئلہ ہمیشہ حل طلب ہی رہے گا۔ اب انہوں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک قول بیان کیا تو میں نے دیکھا کہ وہ مسئلہ کا صحیح جواب تھا۔ میں مطمئن ہو گیا کہ مسئلہ حل ہو گیا مگر میں نے اپنی آن رکھنے کے لیئے کہا ابھی تک یہ مسئلہ حل نہیں ہوا۔ اب میں ان سے علیحدگی میں اس طریقہ سے مسائل حل کرتا رہا۔ ایک دن انہوں نے مجھے پوچھا ابویوسف ابھی تک وہ مسئلہ حل نہیں ہوا مگر میں ہر بار انہیں ٹال جاتا' حالانکہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول نے میرا مسئلہ حل کر دیا تھا۔

حضرت داود طائی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ بیان فرمایا ہے کہ جب خلیفہ عباسیہ ابوالعباس کوفہ میں آئے تو انہوں نے کوفہ کے تمام علمائے کرام کو اپنے پاس بلایا اور اعلان کیا کہ آج امور سلطنت آپ کے نبی کی اولاد کے سپرد ہوئے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے' وہی حاکم ہے۔ اب وہ اولاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے حق کو قائم کرے گا۔ اب آپ حضرات علمائے کرام پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ آپ لوگوں کو حق کی اعانت کرنے پر آمادہ کریں۔ آپ لوگوں کو حکومت انعام و اکرام بھی دے گی اور آپ کو بلند مناصب پر بھی فائز کیا جائے گا اور اب آپ لوگوں کے مشورے سے کام ہوں گے۔ چنانچہ آپ حضرات خلیفہ وقت کی بیعت کرلیں تاکہ یہ کام نہایت سلیقہ سے سرانجام پائیں اور قانونی حجت قائم ہو جائے۔ ہم دین' دنیا اور آخرت میں سرخرو ہوں گے۔ قیامت کے دن بھی آپ حضرات ایک امام کے ساتھ ہوں گے۔ ایسے لوگ جن کا کوئی امام نہیں ہوتا وہ منتشر رہتے ہیں' اس لیئے آپ حضرات مجھے امیرالمومنین تسلیم کرلیں۔ اب تمام علمائے کرام خاموش تھے۔ سب کی نگاہیں امام

ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لگی ہوئی تھیں کہ آپ کیا جواب دیتے ہیں۔ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ نے علمائے کرام کو پوچھا کیا آپ مجھے اجازت دیں گے اپنی طرف سے اور آپ کی طرف سے جواب دوں ؟ سب نے اتفاق کیا کہ آپ ہی جواب دیں۔

آپ اٹھے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام پیش کیا اور فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قربت کی وجہ سے ہمیں حق ملا ہے اور ظالموں کے ظلم سے نجات ملی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں حق بیان کرنے کی توفیق دی ہے۔ اے ابوالعباس! ہم اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ کی بیعت کرتے ہیں اور آپ کے ساتھ وفاداری کا عہد کرتے ہیں اور قیامت تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد اور قربت والوں سے محبت کرتے رہیں گے۔

خلیفہ ابوالعباس آپ کے اس جواب سے بڑا خوش ہوا اور فرمایا آپ جیسا خطیب آج دنیائے اسلام میں کوئی نہیں ہے۔ میں آپ کی قدر کرتا ہوں، میں ان علمائے کرام کی بھی تعریف کرتا ہوں جنہوں نے اپنی علمی بصیرت کا ثبوت دیتے ہوئے آپ کو منتخب کیا ہے۔ جب تمام لوگ دربار سے چلے آئے تو حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھنے لگے کہ قیامت تک سے آپ کی کیا مراد ہے؟ کیا آپ کو یقین تھا کہ یہ لوگ قیامت تک رہیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ آپ لوگوں نے مجھے ایک اہم کام دیا تھا میں نے آپ لوگوں کی جان چھڑا دی اور خود مصائب میں پھنس گیا ہوں۔ میں نے تو آپ کی خلاصی کے لیئے کہا تھا۔ بس علماء کرام نے آپ کی اس کوشش کی تعریف کی۔

حضرت شریک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک جنازہ میں حاضر تھے، ہمارے ساتھ سفیان ثوری، ابن شبرمہ، ابن ابی لیلیٰ، امام ابو حنیفہ، ابوالاحوص، مندل اور حبان بھی تھے۔ جنازہ بنوہاشم کے سرداروں کے ایک بیٹے کا تھا جس میں کوفہ کے بے شمار لوگوں کے علاوہ اہل علم کی ایک بہت بڑی تعداد موجود تھی۔ ہم جنازہ اٹھائے چلتے چلتے ایک جگہ رک گئے، پوچھا گیا تو لوگوں نے بتایا کہ مرنے والے نوجوان کی ماں صدمہ سے پریشان ہو کر پہنچی ہے اور اپنے سر سے دوپٹہ اتار کر جنازے پر ڈال دیا ہے چونکہ وہ ہاشمیہ اور سیدہ خاتون تھیں لوگ اس حرکت سے بڑے پریشان ہوئے اور شرم و حیاء کرتے ہوئے جنازہ کو رکھ کر علیحدہ ہو گئے ہیں۔ اس مرے ہوئے نوجوان کے والد نے اس سید زادی کو پکار کر کہا کہ یہاں سے چلی جاؤ۔ مگر اس خاتون نے جانے سے انکار کر دیا تو خاوند نے غصہ میں آکر کہا اگر تم نہ

جاؤ گی تو میری طرف سے تمہیں طلاق ہے۔ اس خاتون نے بھی کہا کہ اگر میں یہاں سے چلی گئی تو میرے تمام غلام آزاد ہوں گے اور میں اس وقت تک یہاں سے نہیں جاؤں گی جب تک اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔ یہ صورت حال بڑی پریشان کن تھی۔ تمام لوگ سخت پریشان تھے' علماء کرام ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ جس شخص کا بیٹا فوت ہو گیا تھا اس نے طلاق کی قسم کھائی تھی' اس نے مجمع میں پکارا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہاں ہیں؟ برائے کرم وہ آگے بڑھ کر ہمارا مسئلہ حل کریں۔ آپ آگے بڑھے اور تمام واقعہ کو اس شخص کی زبانی سنا' آپ نے فرمایا جنازہ یہاں ہی رکھو اور باپ کو فرمایا کہ اب یہاں ہی نماز جنازہ پڑھائیں' اس نے نماز جنازہ پڑھائی اور تمام لوگوں نے اس کی اقتدا میں نماز جنازہ ادا کی۔ نماز جنازہ کے بعد آپ نے فرمایا اب جنازہ اٹھا کر مردہ کو دفن کر دیا جائے۔ جب مردہ کو دفن کر دیا گیا تو آپ نے اس خاتون کو فرمایا اب تم چلی جاؤ تم پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ اسی طرح اس کے خاوند کو بھی فرمایا آپ بھی جائیں آپ پر کسی قسم کا کوئی کفارہ نہیں۔ ابن شبرمہ نے فرمایا ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑی خوش نصیب ماں کا بیٹا ہے۔ آپ نے ایک مشکل مسئلہ حل کر دیا ہے اور ہر مسئلہ کو بلا تکلف حل کرنے کی اہلیت رکھتا ہے۔

ایک شخص نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا کہ میں ہمسائے کے گھر کی طرف دریچہ اور روشندان کھولنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا دریچہ اور روشن دان کھول دو' مگر یاد رکھو کہ ہمسائے کو خبر نہ ہو۔ دریچہ کھل گیا تو اس کا ہمسایہ اسے قاضی ابن ابی لیلیٰ کے پاس لے آیا' آپ نے اسے فرمایا کہ تم دریچہ بند کر دو' تمہیں کوئی حق نہیں پہنچتا۔ وہ شخص حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور صورتحال سے آگاہ کیا۔ آپ نے فرمایا فکر نہ کرو۔ اب جس دیوار پر دریچہ اور روشندان ہے اسے توڑ دو' اس کی قیمت میں ادا کر دوں گا۔ اس نے دیوار توڑ دی وہ دیوار اس کی تھی۔ اسے حق پہنچتا تھا کہ اپنی دیوار توڑ دے اور کوئی دوسرا اسے روک نہیں سکتا تھا۔ اب اس کا مخالف ہمسایہ دوڑا دوڑا ابن ابی لیلیٰ کے پاس آیا اور واقعہ سنایا۔ ابن ابی لیلیٰ نے کہا دیوار تو اس کی ہے اور اپنی دیوار توڑنے یا مرمت کرنے کا اسے حق ہے' کوئی اسے روک نہیں سکتا۔ اس شخص نے کہا آپ نے دریچہ کھولنے سے روکا تھا جو ایک معمولی بات تھی' مگر پوری دیوار توڑنے پر آپ اسے جائز قرار دے رہے ہیں۔ ابن ابی لیلیٰ نے کہا یہ شخص اس شخص کے پاس جاتا ہے جو میرے مسائل کو غلط

ثابت کرنے میں کمال رکھتا ہے۔ ابن ابی لیلیٰ نہ صرف امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی برتری کا اعتراف کر رہے ہیں بلکہ اپنی غلطی کا اعتراف بھی کر رہے ہیں۔

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک شاگرد (ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ میں نے اپنے استاد ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے پاس کسی کا ایک درہم تھا اور ایک دوسرے شخص کے دو درہم تھے ان تین درہموں میں سے دو درہم گم ہو گئے۔ اب اس ایک درہم کا کیا کیا جائے، آیا پہلے شخص کو دیا جائے یا دونوں کو مساوی دیئے جائیں؟ آپ نے فرمایا اس کے تین حصے کر دیئے جائیں دو تہائی دو درہم والے کو دیئے جائیں اور ایک تہائی ایک درہم والے کو۔ اس فیصلے کے بعد ابن مبارک، ابن شبرمہ کے پاس گئے اور یہی سوال ان کے سامنے پیش کیا۔ انہوں نے فرمایا تم پہلے بھی یہ سوال کر چکے ہو، ابن مبارک نے کہا میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا تھا، انہوں نے ایک درہم کو تین حصوں میں تقسیم کر کے دونوں میں ان کے حصے کی تناسب سے تقسیم کرنے کا فیصلہ دیا ہے۔ ابن شبرمہ فرمانے لگے ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غلط رائے دی ہے اس تقسیم کی صورت یہ ہے کہ دو درہم ضائع ہونے کے بعد باقی ماندہ درہم کو نصف نصف دونوں کو تقسیم کر دیا جائے۔ مجھے ابن شبرمہ کی تجویز اچھی لگی، میں دوبارہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا، میں حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی بصیرت کو داد تحسین دیئے بغیر نہیں رہ سکا۔ میرے خیال میں اگر دنیا بھر کے دانشوروں کی علمی بصیرت کو یکجا کر دیا جائے تو امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی اور عقلی بصیرت نصف سے زیادہ ہو گی۔ آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم درہم والا مسئلہ لے کر ابن شبرمہ کے پاس گئے ہو گے اور اس نے اسے نصف نصف تقسیم کر کے دونوں کو دینے کا کہا ہو گا۔ میں نے تسلیم کیا تو آپ نے فرمایا کہ تین درہم جب یکجا کر دیئے گئے تو دونوں افراد کی شرکت ہو گئی اس طرح ہر ایک کو اپنے اپنے حصہ کے تناسب سے ایک درہم سے حصہ ملے گا۔ ضائع ہونے والے درہم دونوں کے ہیں اس طرح ایک کا دو تہائی درہم ضائع ہوا اور دوسرے کا ایک تہائی اس طرح باقی درہم میں حصہ ہو گا۔

زیادہ مہر کے مطالبہ سے نجات

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں ایک نوجوان کا آنا جانا تھا۔ وہ اکثر آپ

سے مسائل سنتا۔ ایک دن اس نے عرض کی حضور میں فلاں قبیلے کی فلاں عورت سے شادی کرنا چاہتا ہوں' وہ کوفہ کی رہنے والی ہے' میں نے اس کے والدین کو پیغام بھیجا مگر انہوں نے حق مہر اتنا زیادہ طلب کیا ہے کہ میری استطاعت نہیں' مگر میرا دل اسی عورت سے نکاح کرنے پر مجبور ہے۔ آپ نے فرمایا پہلے تم استخارہ کرو' پھر اس عورت کے والدین کو جس قدر مہر مانگتے ہیں اس پر رضامندی کا اظہار کر دو' جب وہ عورت تمہاری محبت کو محسوس کرے گی تو تمہیں مہر معاف کر دے گی۔ نکاح ہوا تو اہل خانہ نے مہر فوری نقد طلب کیا وہ شخص دوڑا دوڑا امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آگیا اور صورتحال سے آگاہ کیا۔ آپ نے فرمایا قرض لے کر مہر ادا کر دو اور اپنی منکوحہ کو گھر لے آؤ امید ہے تمہارے لیئے یہ بات درست ہو گی اور اس طرح تم اپنی بیوی اور اس کے والدین کے تشدد اور ضد سے محفوظ ہو جاؤ گے۔

وہ نوجوان قرض لے کر اپنی بیوی کو گھر لے آیا' ادھر امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی گرہ سے اس کا قرض ادا کر دیا۔ پھر اس شخص کو کہا کہ اب تم شہر میں اعلان کر دو اور اپنی بیوی کے والدین کو یہ بات پہنچا دو کہ تم کوفہ سے کہیں جانے کا ارادہ رکھتے ہو اور اپنی بیوی کو بھی ساتھ لے جاؤ گے۔

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورے سے وہ دو اونٹ کرایہ پر لے آیا اور اپنے گھر کے سامنے بٹھا کر سامان لادنے کی تیاری کرنے لگا اور مشہور کر دیا کہ وہ خراسان جا کر تجارت کرے گا اور اپنی بیوی کو بھی تیاری پر لگا دیا۔ عورت کے قبیلے کے لوگ اور والدین آئے انہیں اس کا جانا خصوصاً اپنی بیٹی کا اتنی دور جانا ناگوار گزرا' وہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے' صورتحال پر تشویش کا اظہار کیا اور ان سے امداد چاہی۔ حضرت نے فرمایا کہ خاوند کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنی بیوی کو جہاں چاہے لے جائے۔ اخلاقی اور شرعی لحاظ سے اسے روکا نہیں جاسکتا۔ انہوں نے کہا یہ بات تو ہمارے لیئے مشکل ہے' آپ اس مشکل کا کوئی حل نکالیں آپ نے فرمایا اس کا تمام مہر اسے واپس کر دو تاکہ اسے اس کے ارادہ سے باز رکھا جاسکے انہوں نے ایسا ہی کیا' آپ نے بھی اس شخص کو مہر واپس لینے پر آمادہ کرتے ہوئے کہا کہ اب تم خراساں جانے کا ارادہ ترک کر دو۔ اس نے کہا اب تو میں مہر واپس لینے کے ساتھ ان سے ایک مکان کا بھی مطالبہ کروں گا۔ آپ نے فرمایا نہیں

یوں نہ کرو اس طرح معاملہ مزید بگڑ جائے گا چنانچہ اس نے مہر لے کر خراسان جانے کا ارادہ ترک کر دیا اور مہر واپس لے کر کوفہ میں رہنے لگا۔

ورثہ کی تقسیم پر ایک فیصلہ

ایک عورت حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ میرا بھائی فوت ہو گیا ہے اور چھ سو دینار ترکہ چھوڑ گیا ہے' اس کی جائیداد سے مجھے صرف ایک دینار ملا ہے۔ آپ نے پوچھا اس کے ورثے کی تقسیم کس نے کی تھی؟ اس نے بتایا حضرت داود طائی نے تقسیم کی تھی۔ آپ نے فرمایا یہی تمہارا حق بنتا تھا اور تمہیں اسی پر اکتفا کرنا چاہئے۔ اس لیئے کہ تیرے بھائی نے دو بیٹیاں' ایک بیوی' بارہ بھائی' والدہ اور ایک بہن (یعنی تو) چھوڑے تھے' اس نے کہاں ہاں! صرف یہی وارث تھے۔ آپ نے فرمایا بیوی کے حصے دو تہائیاں اور وہ چھ سو دینار سے چار سو دینار لے گئی۔ ماں کو چھٹا حصہ ملا وہ ایک سو دینار لے گئی۔ بیوی کو آٹھواں حصہ ملا وہ پچھتر دینار لے گئی باقی پچیس دینار رہ گئے ان میں سے چوبیس دینار بھائیوں کو ملے اور ایک دینار تمہارے حصے آئے گا۔ (یہی فیصلہ حضرت داود طائی رحمتہ اللہ علیہ نے کیا۔)

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دار القضاۃ میں

ابن ابی لیلیٰ سلطنت عباسیہ کے قاضی تھے۔ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے شاگرد امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو لے کر کسی کام کے لیئے قاضی کے دربار میں گئے۔ قاضی ابن ابی لیلیٰ نے دربان کو حکم دیا کہ جو لوگ فیصلے کے لیئے آئے ہیں انہیں اندر بھیجتا جائے تاکہ آج میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موجودگی میں فیصلے کروں اور آپ میرے فیصلوں کو سن کر داد دیں۔

سب سے پہلے دو مرد اندر آئے' ایک نے کہا اس شخص نے میری ماں پر زنا کی تہمت لگائی ہے اور مجھے زانیہ کا بیٹے کہہ کر گالی دی ہے۔ آپ مجھے میری اس توہین اور میری والدہ پر تہمت لگانے کا حق دلائیں۔ قاضی ابن ابی لیلیٰ نے مدعاعلیہ کو کہا تم کیا کہتے ہو؟ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مدعاعلیہ سے دعویٰ کا سوال کیسا؟ یہ مدعی تو نہیں ہے اور نہ ہی اس نے دعویٰ

کیا ہے۔ اس کی ماں پر زنا کی تہمت لگائی گئی ہے آپ کے پاس اس کی ماں کا وکالت نامہ تو نہیں ہے کہ آپ اس پر سوال کریں۔ آپ تو یہ کر سکتے ہیں کہ مدعی سے پوچھیں کہ اس کی ماں زندہ ہے یا مر گئی ہے' اگر زندہ ہے تو اس کے بیٹے کو دعویٰ کا کوئی حق نہیں۔ جب تک اس کی والدہ اس کو وکالت نامہ نہ دے یا اپنے مقدمہ کا مختار نہ بنائے۔ اگر وہ مرگئی ہے تو دوسری بات ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ٹوکنے پر ابولیلیٰ نے مدعی سے دریافت کیا کیا تمہاری ماں زندہ ہے یا مرگئی ہے ؟ اس نے بتایا کہ مرگئی ہے۔ قاضی ابولیلیٰ نے حکم دیا کہ اس پر گواہ پیش کریں کہ وہ مرگئی ہے۔ مدعی نے گواہ پیش کردیئے کہ واقعی اس کی ماں مرگئی ہے۔ اب قاضی ابولیلیٰ نے مدعاعلیہ کو فرمایا اب تم بتاؤ تمہارا کیا جواب ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر ٹوکا کہ آپ مدعاعلیہ کی بجائے مدعی سے دریافت کریں کہ کیا مرحومہ والدہ کے اور وارث بھی ہیں یا صرف یہی ایک بیٹا ہے۔ اس نے بتایا کہ حضرت وہی اس کا وارث ہے۔ قاضی نے مدعی کو گواہ پیش کرنے کا کہا' اس نے گواہ پیش کیئے کہ وہی مرنے والی کا وارث ہے۔ اب قاضی ابولیلیٰ نے مدعاعلیہ کو مخاطب کیا مگر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر ٹوکا کہ آپ اب بھی مدعاعلیہ سے سوال نہ کیجئے۔ آپ مدعی سے پوچھئے کہ اس کی والدہ آزاد عورت تھی یا غلام (کنیز) تھی۔ قاضی ابولیلیٰ نے یہ سوال مدعی سے کیا تو اس نے بتایا کہ وہ ایک آزاد خاتون تھی۔ قاضی ابولیلیٰ نے پھر مدعاعلیہ کو مخاطب کیا تو حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مدعی سے دریافت فرمائیں کہ اس کی ماں مسلمان تھی یا معاہدہ والی تھی؟ ابن لیلیٰ نے مدعی سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ میری ماں مسلمان خاتون تھی اور آزاد تھی۔ کوفہ کے فلاں سردار قبیلہ کی بیٹی تھی۔ فرمایا گواہ پیش کریں' گواہ پیش ہوئے انہوں نے تصدیق کی کہ وہ مسلمان تھی' آزاد تھی اور فلاں قبیلے سے تعلق رکھتی تھی۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قاضی ابن ابی لیلیٰ کو فرمایا اب تم جانو اور تمہارا کام اب آپ مدعی یا مدعاعلیہ سے سوال کر کے فیصلہ کریں۔ اب آپ نے مدعی سے سارا مقدمہ سننے کے بعد مدعاعلیہ سے پوچھا تو اس نے گالی دینے یا تہمت لگانے سے انکار کر دیا۔ ابن ابی لیلیٰ نے اس کو گواہ پیش کرنے کو کہا وہ جو گواہ لایا وہ ایک بڑے قبیلے کے سردار تھے اور کوفہ میں بڑی اہمیت رکھتے تھے ان کی گواہی کے تمام الفاظ خود سنے اب امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجازت چاہی اور اٹھ کر عدالت سے باہر آگئے تاکہ قاضی آسانی سے فیصلہ سنا سکیں۔ اس طرح امام

ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قاضی کا عدالتی غرور اور شریعت سے شناسائی کا غرور توڑ کر رکھ دیا۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ

ایک شخص نے حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بتایا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ میں اپنی بیوی سے اس وقت تک بات نہیں کروں گا جب تک وہ پہلے مجھ سے بات نہ کرے گی۔ ادھر میری بیوی نے بھی قسم اٹھالی ہے کہ اپنے شوہر سے اس وقت تک بات نہیں کرے گی جب تک وہ خود مجھ سے بات نہ کرے گا اور نہ ہی شوہر کے کسی سوال کا جواب دے گی۔ اگر میں اپنی قسم توڑں تو اس کی ساری جائیداد صدقہ میں چلی جائے گی۔ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص سے پوچھا یہاں آنے سے پہلے تم نے یہ مسئلہ کسی اور سے پوچھا تھا؟ اس نے بتایا حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ سے۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فیصلہ دیا کہ ان میں سے جو بھی بات کرے گا حانث ہو جائے گا۔ اس شخص نے کہا کہ پہلے میں نے اس عورت سے گفتگو کی ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ان میں سے کوئی بھی حانث نہیں ہوا۔ وہ شخص حضرت ابو سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا اور بتایا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو یوں فتویٰ دیا ہے کہ ان میں سے کوئی بھی حانث نہیں ہوا۔ یہ شخص سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا رشتہ دار تھا۔ اس پر سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سخت ناراض ہوئے اور کہا تم تو خروج کو مباح کرتے ہو۔ (یعنی حنث واقع ہو گیا ہے) انہوں نے پھر فرمایا اچھا یہی مسئلہ دوبارہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا کر پوچھو۔ انہوں نے دوسری بار سوال کیا تو آپ نے وہی پہلا جواب دہرا دیا۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا آپ نے اس مسئلہ کا یہ جواب کیسے دیا؟ آپ نے فرمایا عورت نے جب مرد سے پہلی بار حلفا" کہا کہ میں تم سے بات نہیں کروں گی اگر بات کی تو میری ساری جائیداد صدقہ میں دے دی جائے۔ اب عورت نے بات تو کر دی، مرد پر قسم واقع نہیں ہو سکتی۔ اس کی قسم تو ساقط ہو گئی۔ اس طرح مرد بھی حانث نہیں ہوا۔ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم پر وہ علوم منکشف ہوئے ہیں کہ ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔

ابراہیم صائغ فرماتے ہیں کہ میں عطاء بن ابن رباح کے پاس بیٹھا تھا۔ امام ابو حنیفہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے و آتیناہ اهله ومثلهم معهم ☆ پر گفتگو ہونے لگی۔ عطاء بن ابو رباح نے کہا اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو ان کے اہل و عیال اور ان کی متصل دیگر اہل و اولاد عنایت فرمائی۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کیا اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو ایسی اولاد عطا کرتا ہے جو اس کی پشت سے نہ ہو؟ اللہ تعالیٰ آپ کو عافیت بخشے میں نے تو ایسا کہیں سے نہیں سنا۔ میرے نزدیک تو اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو ان کے اہل و عیال اور اولاد جو ان کی صلبی اولاد ہے عطا فرمائی۔" اور ساتھ ہی ان کی اولاد جیسا اجر و ثواب عطا فرمایا حضرت عطاء نے فرمایا یہ بہترین تفسیر ہے۔

اڑتا پرندہ پکتی ہوئی ہانڈی میں گر گیا

علی بن مسعر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ کے خاص شاگرد عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور عرض کی حضور ایک شخص ہانڈی پکا رہا تھا۔ اڑتا ہوا ایک پرندہ اس پکتی ہوئی ہانڈی میں آگرا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے شاگردوں کو فرمایا آپ لوگ ان کا جواب دیں۔ انہوں نے عرض کی حضور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ایک روایت ہے کہ شوربا گرا دیا جائے مگر گوشت پانی سے دھو کر کھا لیا جائے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہمارا بھی یہی خیال ہے لیکن اس میں ایک شرط ہے کہ اگر پرندہ ہانڈی کے جوش مارتے وقت گرا ہے تو گوشت بھی پھینک دیا جائے گا اور شوربہ بھی پھینک دیا جائے' اگر ہانڈی بے جوش میں گرا تو پھر شوربا پھینک دیا جائے گا اور گوشت دھو کر استعمال کیا جائے گا۔ ابن مبارک نے عرض کی حضور آپ نے یہ فرق کیسے معلوم کیا کہ ہانڈی کے جوش کے وقت مردار جانور کے اثرات اس طرح سرایت کرتے ہیں جیسے سرکہ اور سبزی میں سرایت کرتے ہیں مگر حالت سکون میں ایسا نہیں ہوتا اس لیئے گوشت دھو کر کھایا جاسکتا ہے۔ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ جواب خالص سونا ہے۔ (زرین جواب ہے۔)

اعمش ایک قسم کھا کر پھنس گئے

حضرت ابو جعفر ہندوانی نے فرمایا کہ اعمش حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

مسائل یا فیصلوں سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتے تھے اور نہ ہی آپ سے حسن معاشرت رکھتے تھے۔ اخلاقی طور پر بھی اس کا رویہ اچھا نہ تھا۔ ایک بار وہ ایک مصیبت میں گرفتار ہو گیا وہ اپنی عورت سے طلاق کی قسم کھا بیٹھا اور کہا اگر تم نے مجھے یہ خبر دی کہ آٹا ختم ہو گیا تو تمہیں طلاق ہو گئی۔ اعمش نے اس بیان پر زور دیتے ہوئے مزید کہا کہ اگر آٹے کے ختم ہونے کے متعلق کچھ لکھا' اشارہ کیا یا پیغام دیا تو ان تمام صورتوں میں تجھے طلاق ہو گئی۔ اعمش کی بیوی خاوند کی اس قسم سے حیران رہ گئی کہ اس نے کیا کہا ہے۔ وہ سوچنے لگی کی اب کیا کیا جائے اسے کسی نے مشورہ دیا کہ اس مشکل سے صرف امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی نکال سکتے ہیں تم ان کے پاس جا کر سارا واقعہ سناؤ۔ اعمش کی بیوی آپ کے پاس آگئی اور تمام واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا اس میں کیا مشکل ہے اس کا حل تو نہایت ہی آسان ہے۔ تم رات کے وقت اعمش کے ازاربند کے ساتھ آٹے کا خالی تھیلا باندھ دینا وہ خود محسوس کرے گا کہ گھر میں آٹا نہیں ہے۔ صبح کے اندھیرے میں اعمش اٹھا شلوار پہننے لگا تو اسے ازاربند کے ساتھ کچھ لپٹی ہوئی چیز محسوس ہوئی غور سے دیکھا کہ آٹے کا خالی تھیلا بندھا ہوا ہے اسے معلوم ہو گیا کہ گھر میں آٹا نہیں ہے۔ یہ کیفیت دیکھ کر کہنے لگا بخدا یہ ترکیب امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بغیر کسی کو نہیں سوجھ سکتی' یہ ترکیب انہوں نے ہی بتائی ہو گی جب تک وہ کوفہ میں زندہ ہے وہ ہمیں شرمندہ کرتا رہے گا۔ اب عام مسائل کے علاوہ ہمیں عورتوں کے ذریعہ بھی رسوا کراتا رہتا ہے۔ اب وہ ہر مسئلہ میں ہمیں جاہل تصور کرنے لگیں گی اور ہر مشکل میں ان سے مشورے لیا کریں گی۔

ایک ہزار مسائل کا فوری جواب

ابوحمزہ سکری فرماتے ہیں کہ مجھے ابراہیم صائغ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ہزار مسائل لکھ کر دیئے تاکہ میں ان کا جواب امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کروں۔ میں حاضر ہوا' ایک ایک مسئلہ بیان کرتا گیا' آپ جواب دیتے گئے۔ میں حیران رہ گیا کہ مسائل فقہ کا یہ بحر بیکراں کس انداز سے مسائل کو حل کرتا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ ابوحمزہ سکری اور ابراہیم صائغ مرو کے تمام ائمہ کے استاد اور دنیائے اسلام کے اکابر علماء مانے جاتے تھے۔

ایک کینہ باز کا انجام

ابو جعفر منصور عباسی خلیفہ کا ایک خادم حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض اور کینہ رکھتا تھا اور جہاں بیٹھتا آپ کے خلاف گفتگو کرتا' آپ کے عیوب بیان کرتا رہتا۔ امیرالمومنین منصور نے اسے کئی بار روکا ٹوکا مگر وہ اپنی اس حرکت سے باز نہ آیا۔ ایک دن اس نے منصور سے کہا کہ میں آپ کے سامنے ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تین سوالات کرنا چاہتا ہوں اگر انہوں نے صحیح جواب دے دیئے تو آئندہ برائی نہیں کروں گا۔ منصور نے کہا کہ اگر انہوں نے صحیح جواب دے دیئے تو تمہاری گردن اڑا دوں گا' اس نے کہا ٹھیک ہے۔ منصور نے امام صاحب کو بلایا اور خادم کو کہا کہ سوال کرو۔

پہلا سوال یہ تھا کہ دنیا کا درمیان (محور) کہاں ہے ؟ آپ نے فرمایا ، جگہ یہی ہے جہاں تو بیٹھا ہوا ہے۔ اس نے دوسرا سوال کیا کہ دنیا میں سروں والی مخلوق زیادہ ہے یا پاؤں والی' آپ نے فرمایا سروں والی مخلوق زیادہ ہے۔ تیسرا سوال یہ ہے کہ اس کائنات پر مرد زیادہ ہیں یا عورتیں آپ نے فرمایا دونوں زیادہ ہیں مگر تم بتاؤ تم مرد یا عورت اور کس جنس سے تعلق رکھتے ہو ؟ کیونکہ خصی (نامرد) بہت تھوڑے ہوتے ہیں یہ سن کو وہ خادم مبہوت ہو کر رہ گیا۔ امیرالمومنین نے جلاد کو بلا کر اس کا سر قلم کرا دیا۔

ایک قسم کا حل

کوفہ میں ایک شخص نے قسم کھائی کہ وہ رمضان کے مہینے میں اپنی بیوی سے دن کے وقت جماع کرے گا ورنہ اسے طلاق ہو جائے گی۔ علمائے کوفہ اس مسئلہ کے حل سے عاجز تھے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا۔ یہ شخص اپنی بیوی کو سفر پر لے جائے اور وہاں دن کے وقت جماع کرے تو کوئی حرج نہیں سارے علماء حیران رہ گئے۔

جھوٹے مدعی نبوت سے معجزہ طلب کرنا بھی کفر ہے

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور

کہا کہ میں چند روز بعد معجزات بیان کروں گا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعلان کیا کہ مدعی نبوت سے معجزات طلب کرنا یا دلائل مانگنا کفر ہے کیونکہ یہ نص شرعی کے خلاف دلائل مانگنا ہے۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقد ثانی

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حماد کی والدہ کے علاوہ ایک اور عورت سے بھی نکاح کر لیا تھا۔ جب حماد کی والدہ کو خبر ہوئی تو انہوں نے غصہ میں آکر آپ سے علیحدگی اختیار کر لی اور حضرت کو مجبور کیا کہ نئی بیوی کو طلاق دے دیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی نئی بیوی سے کہا تم اور میں ایک دروازے سے داخل ہوں گے اور جہاں میری پہلی بیوی بیٹھی ہو گی تم سوال کرنا کیا بیوی کے لیئے جائز ہے کہ اپنے خاوند سے بات کرنا چھوڑ دے اور صرف اس بات پر بات نہ کرے کہ اس کے خاوند نے دوسری شادی کر لی ہے ؟

جب دونوں گھر میں داخل ہوئے تو گھر میں حماد کی والدہ (یعنی آپ کی پہلی بیوی) بیٹھی تھیں۔ نئی دلہن نے حضرت سے وہ مسئلہ پوچھا تو حماد کی والدہ نے اپنی قسم دوبارہ دہرائی کی جب تک نئی بیوی کو طلاق نہ دیں گے میں آپ سے علیحدہ رہوں گی۔ آپ نے فرمایا میری جو بیوی میرے اس گھر سے باہر ہے میں اسے تین طلاقیں دیتا ہوں۔ حماد کی والدہ آپ کے اس اعلان پر بہت خوش ہوئی اور اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے آپ سے علیحدگی ختم کر دی۔ یہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حسن تدبیر تھی کہ سابقہ بیوی نے بھی قسم توڑ دی اور نئی بیوی کو بھی طلاق نہ ہوئی۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سختی پر ایک مکالمہ

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ میں تشریف فرما تھے کہ ایک رافضی مسجد میں آگیا' وہ کوفے میں شیطان طلاق (باتونی شیطان) کے نام سے مشہور تھا۔ آتے ہی پوچھا ابوحنیفہ ! تمام لوگوں سے سخت ترین انسان کون ہے ؟ آپ نے فرمایا ہمارے عقیدہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمہارے عقیدہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ رافضی نے کہا یہ تو آپ نے

الٹی بات کہہ دی' آپ نے فرمایا الٹی بات تو نہیں کہی سچی بات کہی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس لیئے سخت کہتا ہوں کہ انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعلان خلافت کے بعد انہیں حقدار خلافت تسلیم کر کے ان سے بیعت کر لی۔ تم شیعہ کہتے ہو کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر تھے اور ساتھ ہی یہ کہتے ہو کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا حق چھین لیا تھا لیکن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اتنی طاقت نہ تھی کہ وہ اپنا حق لیتے۔ اس طرح حضرت ابوبکر صدیق سخت تھے جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر غالب رہے۔ رافضی آپ کا جواب سن کر ہکا بکا رہ گیا اور مسجد سے کھسک گیا۔

عہدہ قضاہ سے انکار

خلیفہ وقت منصور نے قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) کا منصب عطا کرنے کے لیئے کوفہ کے جید علمائے کرام کو طلب کیا۔ ان میں امام ابوحنیفہ' حضرت سفیان ثوری' حضرت شریک بن عبداللہ اور حضرت مسعر تھے۔ ان سب حضرات نے منصب قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ تو راستے سے ہی علیحدہ ہو گئے۔ مسعر بن کدام پاگل بن کر دوڑنے لگے' دربار میں پہنچتے ہی خلیفہ وقت منصور سے پوچھنے لگے آپ کے گھوڑوں کا کیا حال ہے؟ دوسرے جانور کہاں ہیں؟ آپ کے غلام کتنے ہیں؟ خلیفہ نے حکم دیا کہ یہ پاگل ہیں انہیں دربار سے باہر نکال دو۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ میرا باپ باورچی تھا' کوفہ کے اشراف ایک باروچی کے بیٹے کو قاضی تسلیم نہیں کریں گے۔ (ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ کوفہ کے لوگ کہیں گے کہ ایک مزدور کا بیٹا قاضی کیسے بن سکتا ہے۔) خلیفہ نے جب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات سنی تو آپ کو مجبور نہ کیا اور رخصت کر دیا۔ شریک نے کہا مجھے نسیان (بھول جانا) کی بیماری ہے' خلیفہ نے کہا میں آپ کا علاج کرواؤں گا جس سے نسیان دفع ہو جائے گا۔ شریک نے کہا مجھے ایک اور بیماری بھی ہے' میں نہایت کمزور ہوں' خلیفہ نے کہا میں آپ کے لیئے باداموں والا حلوہ تیار کر کے ہر روز پیش کیا کروں گا۔ جس سے آپ کی کمزوری دور ہو جائے گی۔ اب شریک نے کہا کہ اگر مجھے قاضی کا عہدہ دیا تو میں کسی کا لحاظ نہیں کروں گا خواہ یہ میرا قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو یا اپنا بیٹا بھی ہو' خلیفہ نے کہا مجھے یہ

بھی منظور ہے۔ خلیفہ نے کہا کہ آپ کا فیصلہ میرے خلاف یا میری اولاد کے خلاف ہو تو مجھے یہ بھی منظور ہے۔ اس شرط پر شریک نے عہدۂ قضاء قبول کر لیا۔

ایک دن شریک مسند قضاء پر تشریف فرما تھے تو خلیفہ کی ایک خاص کنیز اور ایک مدعی دربار میں حاضر ہوئے' جب یہ لوگ عدالت میں آئے تو خلیفہ کی کنیز ان کے آگے بیٹھنے لگی۔ (اس انداز سے کہ وہ خلیفہ کی خاص کنیز ہے) قاضی شریک نے اسے جھڑک کر پیچھے بٹھا دیا۔ کنیز نے قاضی شریک کو کہا کہ تو بوڑھا احمق ہے' قاضی شریک نے کہا میں نے تیرے مالک کو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ عدالت کے معاملہ میں کسی کی رعایت نہیں کروں گا' یہ معاملہ اتنا بڑھا کہ خلیفہ نے اس کنیز کے کہنے پر آپ کو معزول کر دیا۔ اس واقعہ سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انکار کی وجہ اور ان کی سیاسی اور دینی بصیرت کا اندازہ ہوتا ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا میرا بیٹا پاگل ہے اور اس کی عمر بھی کافی ہے' اگر میں اس کی شادی نہیں کرتا تو مجھے خدشہ ہے کہ وہ کہیں زنا کا ارتکاب نہ کر بیٹھے۔ اگر نکاح کرتا ہوں تو مجھے ڈر ہے کہ وہ اپنے جنون میں طلاق نہ دے دے۔ اس طرح میرا خرچ کردہ مال ضائع ہو جائے گا۔ میں نے اس کا حل یہ نکالا کہ اس کے لیئے ایک کنیز خرید لی۔ مگر اس نے چند دنوں بعد اسے آزاد کر دیا۔ کنیز پر خرچ شدہ مال ضائع ہو گیا۔ آپ مجھے اس مسئلہ کا کوئی حل بتائیے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک لونڈی اپنے لیئے خریدو اس سے بیٹے کا نکاح کر دو اگر وہ اسے طلاق دے گا تو تیرا مال بچ جائے گا۔ اگر وہ آزاد کرنا چاہے گا تو وہ ایسا کرنے کا مجاز نہیں ہو گا۔

امام العصر لیث بن سعد رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کی بڑی خواہش تھی۔ ایک دن لوگوں کے ایک مجمع میں ایسے شخص کو دیکھا کہ لوگ اسے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ کر پکارتے ہیں اور اس سے اپنے مسائل پوچھ رہے ہیں۔ ایک شخص نے ایک نہایت ہی مشکل مسئلہ دریافت کیا تو آپ نے بڑا خوبصورت جواب دیا جس سے میں بیحد خوش ہوا۔ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے غم کی تلخی ابھی تک میرے حلق میں محسوس ہو رہی ہے مجھے آپ جیسا شخص زمانہ بھر میں نہیں ملا۔

اعمش سے ایک مکالمہ

ایک دن اعمش حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مختلف سوالات کرتے جاتے تھے اور آپ ان کے سوالات کے جوابات دیتے جاتے' اعمش نے تعجب سے پوچھا کہ آپ کو اس قدر علوم کہاں سے حاصل ہوئے ؟ آپ نے فرمایا۔ آپ نے ہی تو مجھے ابراہیم سے بیان کیا تھا' انہوں نے امام شعبی سے انہوں نے فلاں فلاں سے۔ اعمش نے برملا کہا اے ابوحنیفہ ! تم طبیب ہو اور ہم تو آپ کے سامنے دودھ فروش ہیں۔

عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ ایک دن ہم اعمش کے پاس بیٹھے تھے' وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مختلف سوالات کرتے جاتے تھے' آپ ہر سوال کا جواب دیتے جاتے۔ اعمش نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا آپ فلاں مسئلہ کا کیا جواب رکھتے ہیں' آپ فوراً جواب دیے دیا ۔ میں نے پوچھا کہ اس مسئلہ کی بنیاد کیا ہے ؟ فرمایا آپ نے ابراہیم سے انہوں نے علقمہ سے' انہوں نے عبداللہ سے' انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مزید فرمایا اے اعمش ! آپ نے ابو وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے' انہوں نے حضرت عبداللہ سے' انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے۔ اور آپ نے ابوعباس سے حدیث بیان کی' انہوں نے ابومسعود انصاری سے' انہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے۔ پھر فرمایا اے اعمش ! آپ نے ابوصالح سے حدیث بیان کی ہے' انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے' انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے۔ "حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا' عرض کی میں گھر میں نماز پڑھ رہا تھا' ایک شخص آیا اس سے مجھے عجب اور تکبر لاحق ہوا۔ اس نے محسوس کیا کہ میں نماز ایک طور پر ادا کر رہا ہوں' حضور ﷺ نے فرمایا تیرے لیئے دو اجر ہیں' ایک ظاہر کا' ایک باطن کا۔"

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعمش کو بتایا کہ آپ نے مجھے شقیق بن سلمہ سے حدیث بیان کی ہے۔ انہوں نے حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی' انہوں نے فرمایا کہ "منافقین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانے میں یہ شور مچایا کہ آج کا دن ان

کے لیئے سخت دشوار ہے۔ یہ پروپیگنڈہ اس لیئے کیا گیا کہ وہ اس دن کی ایک بات کو پوشیدہ رکھنا چاہتے تھے' مگر ان کا یہ راز فاش ہو گیا اور لوگوں پر ان کی منافقت آشکارا ہو گئی۔"

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اعمش تم نے مجھے ایک حدیث بیان کی ہے جو حکم سے روایت ہے' انہوں نے یہ روایت ابی مجلز سے' انہوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا "اللہ سے "ایذا پر" زیادہ صبر کرنے والا کوئی نہیں' وہ دیکھتا ہے کہ لوگ اس کے مقابلہ میں شریک لاتے ہیں۔ بعض کفار اللہ کی ذات پر اولاد کی تہمت لگاتے ہیں' اس کے باوجود اس کا حوصلہ ہے کہ انہیں برداشت کرتا ہے۔ عافیت بہم پہنچاتا ہے' پھر اگر توبہ کر لیں تو بخشتا ہے' ان سے بلائیں دور فرماتا ہے' انہیں رزق دیتا ہے۔"

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعمش سے کہا آپ نے مجھے ابوصالح سے حدیث بیان کی ہے' انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے' انہوں نے بتایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا "کوئی بندہ ایسا نہیں جس کا شہرہ آسمانوں اور زمینوں پر یکساں ہو' جب اس کی نیکی کی شہرت آسمانوں پر ہوتی ہے تو اسے زمین میں پھیلایا جاتا ہے' اگر اس کی برائی کی شہرت زمین پر ہوتی ہے تو اسے زمین پر ہی رکھا جاتا ہے۔" (یعنی زمین پر اسی طرح کی شہرت ہو جاتی ہے۔)

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اعمش تم نے مجھے ایک حدیث ابوزبیر کی روایت سے بیان کی ہے' ابوزبیر نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی' انہوں نے بتایا کہ ہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے اپنی تنگدستی اور رزق کی تنگی کی شکایت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا "تم لوگ اکیلے اکیلے کھاتے ہو' اکٹھے مل کر کھایا کرو۔ اس میں برکت ہوتی ہے۔"

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے اعمش! تم نے مجھے ایک حدیث سنائی جسے آپ نے یزید رقاشی سے روایت کیا' انہوں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنی تھی' انہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سنی آپ نے فرمایا "حسد تقدیر پر غالب آجاتا ہے اور فقر کفر کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ انسان گناہ کرتا ہے تو اس کی نحوست سے رزق میں کمی کر دی

باب ہفتم

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برجستہ جوابات

حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگرچہ دین کے مسائل کے حل میں علمائے وقت میں سربرآوردہ تھے مگر بعض نکات' بعض مشکل سوالات کا فوری اور فی البدیہہ جواب دے کر انہوں نے ذہانت کے جھنڈا گاڑ دیئے۔ آپ مناظروں میں اپنے مدمقابل پر چھا جاتے اور انہیں لاجواب کر دیتے تھے۔ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا' ایک شخص کہتا ہے کہ مجھے جنت کی کوئی امید نہیں' میں اللہ سے نہیں ڈرتا' دوزخ کی کوئی پروا نہیں' مردار کھاتا ہوں' نماز میں رکوع و سجود نہیں کرتا۔ میں اس چیز کی گواہی دیتا ہوں جسے میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ میں حق سے نفرت کرتا ہوں اور فتنے سے محبت کرتا ہوں۔ آپ نے اپنے شاگردوں کی طرف دیکھا اور متوجہ ہو کر فرمایا کہ اس شخص کی ان باتوں کا کیا جواب ہے؟ بعض شاگردوں نے کہا یہ تو کافر ہو گیا' بعض خاموش رہے۔

آپ نے اس گفتگو کو اس انداز میں سلجھایا اور فرمایا یہ شخص جنت کی امید نہیں رکھتا صرف اللہ کی ذات کی امید رکھتا ہے۔ جنت سے اللہ کی محبت اور امید بڑھ کر ہے۔ وہ مردار کھاتا ہے یعنی وہ مچھلی ذبح کیئے بغیر کھاتا ہے اور بغیر رکوع سجود کے نماز ادا کرتا ہے یعنی نماز جنازہ۔ وہ بلا دیکھے گواہی دیتا ہے' اس نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا مگر اس کی ذات کی گواہی دیتا ہے۔ یہ اس قیامت کی بھی گواہی دیتا ہے جسے اس نے دیکھا نہیں۔ وہ حق سے نفرت کرتا ہے' موت حق ہے وہ اس سے نفرت کرتا ہے۔ وہ فتنے سے محبت کرتا ہے' یعنی اسے اپنی اولاد سے محبت ہے جو ایک فتنہ ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باتیں سن کر وہ شخص اٹھا اور آپ کے سر کو چوما اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک آپ علم کے سمندر ہیں' ذہانت کے دریا ہیں' میں آپ کے متعلق جو خیالات رکھتا تھا اس سے استغفار کرتا ہوں۔

قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کوفہ میں آئے تو لوگوں کو جمع کیا' ایک محفل جمائی' حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں تشریف لے آئے۔ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھ سے فقہ کا کوئی سوال پوچھیں' حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے اور فرمایا' اے ابوالخطاب! مفقود الخبر کی بیوی کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا میں وہی کہتا ہوں جو سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ وہ عورت چار سال تک انتظار کرے اور اس کا شوہر واپس آجائے تو بہتر ورنہ وہ عدت گذار کر کسی دوسرے مرد سے نکاح کر لے۔ آپ نے پوچھا کہ اگر اس کا خاوند چار سال کے بعد آجائے اور اپنی بیوی کو کہے اے زانیہ تو نے کیوں نکاح کر لیا جب کہ میں ابھی زندہ ہوں' پھر اس کا دوسرا شوہر کھڑا ہو کر کہے اے زانیہ تو نے مجھ سے کیوں نکاح کیا جب کہ تیرا شوہر سامنے کھڑا ہے۔ بتایئے یہ عورت کیا کرے اور وہ کس کی منکوحہ ٹھہرے گی اور اس کے ساتھ کون لِعان کرے گا؟

آپ کی بات سن کر قتادہ رحمۃ اللہ علیہ ناراض ہو گئے اور فرمایا اس کا میرے پاس کوئی جواب نہیں' مجھ سے قرآن مجید کی کسی آیت کریمہ کی تشریح یا تفسیر کے متعلق سوال کرو۔ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر کھڑے ہوئے اور کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قال الذی عندہ علم من الکتاب انا آتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک اس آیت میں کون شخص مراد ہے؟ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا آصف بن برخیا! امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور پوچھا کیا حضرت سلیمان علیہ السلام نبی کے دربار میں ایک امتی آپ سے بڑھ کر کتاب کا علم رکھتا تھا۔ یہ بات سن کر قتادہ رحمۃ اللہ علیہ ناراض ہو گئے اور کہا کہ مجھ سے علم الکلام کے بارے میں سوال کریں۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا ابوالخطاب! اس شخص کے حق میں آپ کیا کہیں گے جو اپنے ایمان کی صرف امید رکھتا ہے (جبکہ ایمان یقین کا نام ہے) مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا والذی اطمع ان یغفرلی خطیئتی یوم الدین اے ابوالخطاب! آپ وضاحت فرمائیں جب ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا "کیا آپ اس پر ایمان نہیں رکھتے۔ تو آپ نے کہا میں تو اطمینان قلب کے لیئے یہ بات پوچھتا ہوں۔" قتادہ اس بات پر ناراض ہو گئے اور کہا میرے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔

قتادہ رحمۃ اللہ علیہ دوسری بار کوفہ میں آئے۔ پہلے سوال و جواب کا وقت تھا' مختلف لوگ سوالات

کرتے رہے، آپ جواب دیتے رہے۔ جب امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے تو آپ نے پوچھا حضور بلقیس کا تخت لانے والا کون تھا؟ انہوں نے جواب دیا آصف بن برخیا جو حضرت سلیمان علیہ السلام کا کاتب تھا۔ وہ اسم اعظم جانتا تھا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے دوبارہ لعان کا مسئلہ پوچھا تو فرمایا (آپ نے اپنے دوستوں کو تیار رکھا تھا کہ اگر قتادہ اپنی رائے سے جواب دیں گے تو درست نہیں ہو گا اگر حدیث کی رو سے جواب دیا تو جھوٹ بولیں گے۔) قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کیا یہ مسئلہ واقعی کبھی پیش آیا ہے؟ اور فرمایا مجھ سے وہ مسئلہ نہ پوچھو جس کا کہیں وجود ہی نہیں ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا علماء کرام آزمائش کے لیئے تیار رہتے ہیں اور اس کے نزول سے بے خبر رہتے ہیں جب بلا نازل ہو جاتی ہے تو پھر وہ اسے پہچانتے ہیں۔ لیکن وہ اس میں داخل ہونا اور اس سے بچنا بھی جانتے ہیں۔ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریر سنی تو ناراض ہو کر مجلس چھوڑ کر اپنے گھر چلے گئے اور کہا آئندہ کے لیئے اس شخص کے سوالات میرے سامنے نہیں آنے چاہییں اور میں ان سے بات نہیں کروں گا۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ ایک بار پھر کوفہ میں آئے، پہلی گفتگو کو چند سال گذر گئے تھے مگر اب وہ نابینا ہو چکے تھے۔ میں نے انہیں پکار کر کہا۔ ابوالخطاب! میں آپ سے قرآن پاک کی ایک آیت کی تفسیر و تشریح پوچھتا ہوں اور آیت کریمہ پڑھی وَلْيَشْهَدْ عذابهما طائفة من المؤمنين ○ قتادہ نے میری آواز پہچان لی اور لوگوں نے بھی مجھے کنیت سے پکارا تو انہوں نے اس مجلس سے نکل جانا ہی بہتر جانا۔

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ربیعہ بن عبدالرحمٰن کوفہ میں آئے۔ میں نے ان سے پوچھنے کے لیئے ایک ایسا سوال تیار کیا جو امام ابوحنیفہ اور ابن ابی لیلیٰ کے درمیان وجہ اختلاف تھا۔ میں نے سوچا کہ اگر وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں فیصلہ دیں تو اس پر ابن ابی لیلیٰ کا سوال کر دوں گا، اگر ان کا جواب ابن ابی لیلیٰ کے مطابق ہوا تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ پیش کردوں گا۔ میں یہ چاہتا تھا کہ یہ گفتگو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موجودگی میں ہو۔ میں وقت کی تلاش میں رہا، ایک دن اتفاق سے دونوں حضرات ایک مجلس میں موجود تھے، میں نے اٹھ کر کہا کہ ربیعہ آپ اس غلام کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو دو شخصوں کا مشترک ہو۔ ایک دولت مند جس نے اپنا آدھا

حصہ معاف کر دیا اور اسے اپنی طرف سے آزاد کر دیا۔ ربیعہ نے کہا اس طرح اس کا کوئی حصہ آزاد نہیں ہو گا۔ ربیعہ نے نہ تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق جواب دیا نہ ابن ابی لیلیٰ کے مطابق۔ اس جواب سے میرا مقصد پورا نہ ہوا جس کی میں تیاری کر کے آیا تھا۔ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ نے مسکراتے ہوئے مجھے دیکھا پھر ربیعہ سے پوچھا اس غلام کا کچھ بھی آزاد نہیں ہوا۔ اس کی وجہ کیا ہے ؟ ربیعہ نے کہا' اس لیئے کہ مفلس ساتھی کا نقصان ہو گا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ضرر اور ضرار دونوں اسلام میں نہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر آپ کی تشریح تسلیم کر لی جائے تو ضرر معتق (آزاد کرنے والا) کا ہے۔ نہ کہ مفلس شریک کا' کیونکہ کہ معتق کا شریک معتق کی طرف رجوع کرے گا۔ اس بدلہ کے لیئے جو اس کی ملک سے نکلا ہے یعنی آزادی کا حصہ ۔ اب معتق نہ تو شریک کے حصہ کو آزاد کرنے اور نہ اس کے ملک میں تصرف کرنے کا۔ اس اعتبار سے معتق کو زیادہ ضرر پہنچا بہ نسبت اس کے شریک کے۔ وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریر کا جواب نہ دے سکے بلکہ مجلس سے اٹھ کر چلے گئے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ایسے شہر سے گزرے جہاں شیعوں کا بہت زور تھا۔ اس شہر کا حاکم ایک غالی شیعہ (حسین بن زید) تھا۔ اس نے حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق سنا تو اپنے ایک حبشی غلام کو کہا کہ تم ابوحنیفہ کے پیچھے جاؤ' ان کی سواری روک کر پوچھو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے افضل کونسا شخص ہے ؟ اگر وہ ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا نام لیں تو ان کی ناک توڑ دو۔ وہ غلام آپ کی طرف آیا' لگام پکڑ کر آپ کو روک لیا اور سوال کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے افضل کون ہے ؟ آپ نے فرمایا عباس بن عبدالمطلب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

علی بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت ایک حجام آپ کی حجامت بنا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا سفید بال چن لے۔ حجام نے کہا کہ آپ ایسا نہ کریں کیونکہ جہاں سے سفید بال چنے جاتے ہیں وہاں کئی اور سفید بال اگ آتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اچھا پھر سیاہ بال چن دے تا کہ سیاہ بالوں کا غلبہ ہو جائے اور سفید ختم ہو جائیں۔ یہ بات اگرچہ ایک مزاحیہ تھی مگر جب امام شریک کو یہ لطیفہ سنایا گیا تو آپ نے ہنس کر فرمایا' اگر امام

ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیاس ترک کرتے تو حجام سے ترک کرتے' آپ نے حجام کو بھی اپنے قیاسی لطیفہ سے لاجواب کر دیا۔

ایک شخص مرگیا اس نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق وصیت کی' آپ اس وقت وہاں موجود نہ تھے۔ جب آپ تشریف لائے تو آپ نے اپنا دعویٰ ابن شبرمہ کو پیش کیا اور دعویٰ فرمایا کہ فلاں شخص نے مرنے سے پہلے میرے لیئے وصیت فرمائی ہے اس پر گواہ بھی پیش کر دیئے۔ ابن شبرمہ نے کہا آپ قسم کھائیں واقعی آپ کے گواہ صحیح گواہی دے رہے ہیں' آپ نے فرمایا مجھ پر یہ قسم لازم نہیں آتی اس لیئے کہ میں تو وہاں موجود نہیں تھا۔ ابن شبرمہ نے کہا پھر تو آپ کی چابیاں گم ہو گئیں یعنی دعویٰ خارج ہو گیا۔

آپ نے فرمایا میری چابیاں گم ہوں یا نہ ہوں آپ تو فیصلہ غلط نہ فرمائیں۔ آب مجھے بتائیں کہ اگر کوئی شخص ایک نابینا شخص کو زخمی کر دے تو اس کے لیئے دو گواہ پیش ہوں گے کہ نہیں اور اگر یہ گواہ سچی گواہی دے رہے ہوں تو کیا آپ نابینے کو کہیں گے کہ تم قسم کھاؤ کہ یہ گواہ سچی گواہی دے رہے ہیں اور یہ وہاں موجود تھے؟ حالانکہ نابینا تو نہ زخمی کرنے والے کو دیکھ رہا تھا نہ گواہوں کو۔

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تاثرات

حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا کیا آپ نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا ہے؟ فرمایا ہاں دیکھا ہے۔ وہ ایسے ذہین شخص تھے کہ اگر وہ سامنے والے ستون کو کہہ دیں کہ یہ سونے کا بنا ہوا ہے تو وہ اپنے دلائل سے ثابت کر دیں گے کہ واقعی یہ سونے کا ہے۔

ابو غسان فرماتے ہیں کہ میں نے اسرائیل کو فرماتے سنا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہترین انسان تھے۔ وہ ہر اس حدیث کے محافظ تھے جس میں فقہ ہو۔ وہ ایسی تمام احادیث پر بے پناہ تحقیق کرتے' بحث و تمحیص کرتے' اس لیئے ان کی علمی اور تحقیقی قابلیت کو وقت کے علماء' امراء اور رؤسا نے بھی تسلیم کیا۔ اور وہ اپنے وقت کے مکرم امام الفقہاء تھے۔ جب بھی آپ سے

کوئی مناظرہ کرتا تو سخت شرمندہ ہو کر آتا۔ میں نے "مناقب صمیری" میں یہ مضمون دیکھا تو اس کی تفصیل سے بڑا مسرور ہوا۔ آپ نے فرمایا وہ احادیث پر بحث و تمحیص کرنے والے اور مسائل فقہ کو بیان کرنے میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ آپ نے حضرت حماد ابن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ سے علم حاصل کیا اور اسے خوب ذہن نشین کیا۔ آپ کے علاوہ باقی شاگرد بھی اپنی اپنی جگہ بہت مقام رکھتے تھے مگر امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک درخشندہ آفتاب تھے۔

ایک بار امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ بیمار ہو گئے۔ آپ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بہترین شاگردوں میں سے تھے۔ وقت کے قاضی (چیف جسٹس) تھے۔ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ آپ کی عیادت کے لیئے آپ کے گھر تشریف لے گئے۔ باہر نکلے تو فرمانے لگے اگر یہ نوجوان (ابو یوسف) فوت ہو گیا تو روئے زمین پر اس جیسا بڑا عالم اور فقیہ کوئی نہیں ہو گا۔ جب حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ تندرست ہوئے' دوبارہ زندگی کی مصروفیات میں مشغول ہوئے' سرکاری درباری جاہ و جلال میں آئے تو کچھ مغرور ہو گئے اور مسجد میں درس دینے لگے۔ لوگ جمع ہونے لگے۔ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو آپکے پاس بھیجا کہ آپ سے جا کر مسئلہ پوچھو کہ ایک شخص نے دھوبی کو اپنے کپڑے دھونے کے لیئے دیئے' دوسرے دن کپڑے لینے گیا تو دھوبی نے انکار کر دیا' وہ بیچارہ خاموشی سے واپس آگیا' کچھ عرصہ کے بعد وہ دھوبی کپڑے لے کر اس کے گھر آگیا اور کپڑے مالک کے حوالے کر دیئے۔ اب سوال یہ کرنا ہے کہ کیا دھوبی اپنی مزدوری کا حقدار ہے یا نہیں۔ اگر وہ کہیں کہ ہاں' تو تم کہنا غلط ہے' اگر وہ کہیں کہ نہیں' پھر بھی کہنا غلط ہے۔

وہ شخص امام ابو یوسف کے درس میں جا پہنچا اور اپنا سوال پیش کیا۔ امام ابو یوسف نے کہا مزدوری اس پر واجب ہے۔ اس نے کہا غلط ہے' امام ابو یوسف نے فرمایا تو سچ کہتا ہے دوبارہ سوال کیا گیا' تو امام ابو یوسف نے کہا کہ یہ مزدوری واجب نہیں' اس شخص نے کہا یہ بھی غلط ہے۔ قاضی ابو یوسف اسی وقت مسجد سے اٹھے اور جوتا بغل میں دبائے دوڑے دوڑے حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' آپ نے انہیں دیکھتے ہی فرمایا دھوبی کا مسئلہ لے کر آئے ہو۔ (یہ بات صرف اپنے شاگرد کا غرور توڑنے کے لیئے تھی۔)

اس مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے ابو القاسم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کچھ عرصہ کے بعد

میں نے اس مسئلہ پر گفتگو کی تو مجھے بتایا گیا کہ دھوبی نے پہلے کپڑے دھونے سے انکار کر دیا تھا وہ مزدوری کا حقدار نہیں رہا تھا۔ اگر وہ کپڑے دھونے کے بعد انکار کرتا تو حقدار تھا۔ ابوالقاسم رحمۃ اللہ علیہ اس کی علت (وجہ) بیان فرماتے ہیں کہ دھونے سے پہلے کپڑا لے کر انکار کر دیا' وہ غاصب ہو گیا' ایک غاصب غصب شدہ چیز کی مزدوری کا حقدار نہیں۔ اگر اس نے پہلے دھویا پھر انکار کیا تو وہ مزدوری کا حقدار ہے۔ دھونے کے بعد اس نے انکار کیا وہ کپڑے کا غاصب تو ہے مگر جب اس نے کپڑا لوٹا دیا تو غصب کیا ہوا مال واپس آگیا تو اب وہ غاصب نہیں رہا۔ وہ مزدوری کا حقدار ہو گا۔

حضرت امام یوسف کے واقعہ کے اول اور آخر میں فضل بن غانم نے اضافہ کیا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ امام ابویوسف بیمار ہوئے' حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی بیمار پرسی کے لیئے تشریف لے گئے' پھر تشریف لے گئے تو بیماری کی وجہ سے نڈھال تھے۔ آپ نے اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر فرمایا میں تو اپنے بعد تمہیں اپنا نائب بنانا چاہتا تھا اگر تم میری زندگی میں ہی فوت ہو گئے تو لوگوں کے لیئے بڑی مصیبت آئے گی اور تمہارے ساتھ ہی علم کے چشمے خشک ہو جائیں گے۔ جب امام ابویوسف صحت یاب ہو گئے' کاروبار زندگی میں مصروف ہو گئے' کچھ غرور آگیا تو امام رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگرد کو ایک سطح پر رکھنے کے لیئے ایک سوال اٹھایا۔ آپ کو معلوم تھا کہ ابویوسف اب پریشان ہو کر میرے پاس آئیں گے' وہ آئے دیکھتے ہی فرمایا دھوبی والا مسئلہ لے آئے ہو۔ اب ابویوسف کا غرور ٹوٹ چکا تھا۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مزید فرمایا یہ وہ شخص ہے جو بے پناہ علوم پر عبور رکھتا ہے۔ لوگوں میں بیٹھ کر دینی مسائل پر گفتگو کرتا ہے' فتویٰ جاری کرتا ہے مگر حال یہ ہے کہ اسے "اجارہ" کے مسائل میں سے ایک مسئلہ کا جواب نہیں آتا۔ حضرت امام ابویوسف نے اپنے استاد مکرم حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا حضور آپ مجھے دھوبی کے مسئلہ کا صحیح جواب عنایت فرمائیے۔ آپ نے وضاحت کی دھوبی نے اگر کپڑا لینے کے بعد وہی کپڑا دھویا تو وہ مزدوری کا حقدار نہیں' اس لیئے کہ یہ کپڑا غصب کر چکا تھا' اپنا بنا لیا تھا اور اسے اپنے لیئے دھویا تھا۔ اگر اس نے انکار سے پہلے وہ کپڑا دھویا تھا تو وہ مزدوری کا حقدار تھا۔ آپ نے اپنے شاگرد ابویوسف کو مخاطب کر کے فرمایا جو شخص اس گمان میں مبتلا ہے کہ اب وہ بڑا عالم بن گیا ہے اسے مزید علم سیکھنے کی

ضرورت نہیں اس پر رونا چاہئے۔ وہ غرور عجب اور غلط فہمی کا شکار ہے۔

کوفہ کے ایک رئیس رافضی کو نصیحت

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہر کوفہ میں ایک رافضی بڑا رئیس تھا۔ بڑا مال و دولت رکھتا تھا' مگر وہ اپنی مجالس میں برملا کہتا تھا کہ حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یہودی تھے (معاذ اللہ) آپ اس کے ہاں تشریف لے گئے' وہ امام صاحب کے علمی اور معاشرتی مقام کو جانتا تھا' باتوں باتوں میں آپ نے اس رافضی کو کہا آج میں تمہاری بیٹی کے لیئے ایک رشتہ لایا ہوں' وہ سید زادہ ہے اور بڑا دولت مند ہے۔ کتاب اللہ کا حافظ ہے اور رات کو اکثر حصہ بیدار رہ کر نوافل ادا کرتا ہے۔ وہ شب بھر میں سارا قرآن ختم کرلیتا ہے' اللہ تعالیٰ کے خوف سے ڈرتا ہے' رافضی نے عرض کی حضور ایسا رشتہ تو مشکل سے ملتا ہے آپ جلدی کیجئے' اس میں رکاوٹ کونسی ہے' مجھے ایسے داماد کی بے حد ضرورت ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس کی ایک ایسی خصلت ہے جسے غالباً آپ پسند نہیں کریں گے' اس نے پوچھا وہ کونسی خصلت ہے ؟ فرمایا وہ مذہباً" یہودی ہے۔ رافضی نے کہا امام صاحب آپ ایسے عالم ہو کر مجھے یہ مشورہ دینے آئے ہیں کہ میں ایک یہودی سے اپنی بیٹی بیاہ دوں۔ آپ نے فرمایا جب تم ایک امیر اور شریف یہودی سے اپنی بیٹی بیاہنا پسند نہیں کرتے تو کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے شخص سے اپنی دو بیٹیاں بیاہ سکتے تھے جو یہودی تھا۔ اس نے آپ کی تقریر سن کر استغفار پڑھی اور توبہ کر کے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق اپنے اعتقاد سے رجوع کرلیا۔

ایک دن خلیفہ منصور عباسی نے حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دربار میں بلایا' منصور کا پرسنل سیکرٹری (حاجب) ربیع حضرت کا دلی مخالف تھا' وہ چاہتا تھا کہ منصور کے دربار میں آپ کو سزا ملے۔ اس نے منصور سے کہا کہ یہی ابوحنیفہ ہے جو آپ کے دادا (عبداللہ بن عباس) کے خلاف باتیں کرتا ہے۔ آپ کے دادا یہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی قسم کھا کر استثنا کرے خواہ وہ ایک دن کے بعد یا دو دن بعد ہو تو وہ استثنا جائز ہے۔ مگر ابوحنیفہ کہتے ہے کہ استثنا متصلاً ہو تو جائز ہے' ورنہ ناجائز ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے امیرالمومنین ربیع کا یہ خیال ہے کہ آپ

کے تمام لشکر کی بیعت آپ کے ساتھ صحیح نہیں۔ اس نے کہا وہ کیسے ؟ آپ نے فرمایا وہ آپ کے ہاں بیعت کی قسم تو کھاتے ہیں مگر بعد میں گھروں میں جا کر استثنا کر لیتے ہیں۔ اس طرح ان کی قسمیں باطل اور ناجائز ہو گئیں۔ یہ سن کر خلیفہ منصور ہنس پڑا اور ربیع سے مخاطب ہو کر کہنے لگا ربیع تم امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیچھا چھوڑ دو۔ جب دونوں باہر آئے تو ربیع کہنے لگا نعمان آج میرا پروگرام تھا کہ آپ کی گردن اڑوا دی جائے مگر تم بچ گئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میرا بھی دل چاہتا تھا کہ آج تیری گردن اڑ جاتی مگر مجھے ترس آگیا اور میں نے صرف اتنی بات کی ورنہ ایک اور بات کرتا تو آج تیرا حشر نشر ہو جاتا۔ (یہ واقعہ محمد بن اسحاق نے اپنے فتاویٰ میں بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔)

ابوالعباس طوسی امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخالفین میں سے تھا۔ امام بھی جانتے تھے کہ اس کے خیالات کیا ہیں۔ ایک دن حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ جعفر (عباسی خلیفہ) کے دربار میں بیٹھے تھے اور بھی بے شمار لوگ موجود تھے۔ طوسی نے کہا آج میں ابوحنیفہ کو قتل کرا دوں گا۔ وہ دربار میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخاطب ہوا' امیرالمومنین ! ہم میں سے کسی کو حکم فرمائیے گا کہ وہ کسی کو قتل کردے۔ نامعلوم وہ کون ہو گا۔ کیا بادشاہ کے لیئے جائز ہے کہ وہ اسے قتل کرادے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے ابوالعباس ! کیا بادشاہ حق کا حکم کریں گے یا باطل حکم کریں گے۔ اس نے کہا حق کا۔ آپ نے فرمایا پھر دیر کیسی ؟ جس کے متعلق تم نے سوال کیا ہے جو قریب ہو اس کی گردن اڑا دی جائے۔ طوسی تو میرے باندھنے کا ارادہ کر رہا تھا مگر خود اسی جال میں پھنس گیا۔

اس روایت کو ایک اور انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت حماد بن سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں آیا جایا کرتے تھے' کبھی ایسا نہ ہوا کہ کوئی نہ کوئی نیا مسئلہ نہ سیکھ جائیں۔ ایک دن حاضر ہوئے تو کوئی مفید بات نہ مل سکی' صرف آپ نے اتنا بتایا کہ جب تمہارے سامنے کوئی ایسا سوال آجائے جس کا تمہارے پاس جواب نہ ہو تو سائل کو ایک الٹا سوال کر دیا کرو تاکہ وہ اس سوال کے جواب میں الجھ کر رہ جائے۔ میرے دل میں خیال آیا یہ تو کوئی ایسی بات نہیں جس سے مجھے فائدہ پہنچے۔ ایک عرصہ گزر گیا' میں ایک دن منصور (

عباسی خلیفہ) کے دربار میں موجود تھا تو میرے امتحان کے لیئے " ربیع " (پرسنل سیکرٹری خلیفہ) آگے آیا اور کہنے لگا امیر المومنین کے بارے میں مجھے فتویٰ دیجئے میں نے اسے استثنا کے جواب میں الجھا کر رکھ دیا۔

ائمۃ العلم

خالد بن یزید عمری کہتے ہیں کہ کوفہ میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام ابو یوسف' زفر اور حماد بن ابی حنیفہ گفتگو میں تمام لوگوں سے زیادہ بصیرت رکھتے تھے۔ وہ جب کبھی مناظرہ یا مباحثہ کرتے تو ہمیشہ اپنے مدمقابل کو شکست دے دیتے۔ یہ حضرات اپنے زمانہ میں ائمتہ العلم تھے۔

علامہ واقدی نے لکھا ہے کہ میں نے امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ ان دنوں اہل عراق میں جو حضرات آپ کے پاس حاضر ہوتے ہیں ان میں سب سے بڑا فقیہ کون ہے ؟ آپ نے دریافت فرمایا اہل عراق سے کون کون لوگ میرے پاس آتے ہیں ؟ میں نے کہا کہ ابن ابی لیلیٰ' ابن شبرمہ' سفیان ثوری' ابو حنیفہ ۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم نے امام ابو حنیفہ کا نام آخر میں کیوں لیا' میں نے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے کہ اگر ہمارے فقہا میں سے ایک فقیہ گفتگو کرتا ہے تو وہ اسے تین بار اپنی رائے سے کھینچ لیتے ہیں۔ پھر بھی فرماتے ہیں کہ یہ بات مبنی برخطا ہے۔ وہ اپنی بات منوانے کے مختلف طریقے جانتے ہیں۔

اسماعیل بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ تشریف لے گئے' جو فقیہ بھی آپ سے بات کرتا اس کی بات کاٹ کر رکھ دیتے اور اسے لاجواب کر دیتے' لیکن امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے گفتگو ہوتی تو ادبا" نرم لہجہ ہوتا اور بات سے بات نہ نکالتے تھے۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار ہم حماد بن زید سالم افطسی کو الوادع کہنے کے لیئے نجف اشرف تک چلتے گئے۔ کسی نے حماد سے پوچھا کہ میں تیز سواری پر سوار ہوں' سورج غروب ہونے کو ہے مجھے وضو کی ضرورت ہے تو مجھے شام کی نماز کا کیا کرنا چاہیئے۔ انہوں نے کہا تیمم کر کے نماز ادا کر لو۔ اس نے یہی مسئلہ مجھ سے پوچھا تو میں نے کہا چلتے رہو جب شفق غائب ہونے لگے اور خطرہ ہو کہ نماز فوت ہو جائے گی پھر تیمم کرنا' ورنہ موجودہ حالت میں تیمم کا جواز

نہیں۔ وہ شخص چل پڑا حتیٰ کہ شفق غائب ہونے سے پہلے (مغرب کے آخرت وقت پر) ایسے مقام پر پہنچ گیا جہاں پانی موجود تھا، اس نے وضو کیا نماز پڑھ لی، حماد نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔

حماد بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ (حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاد محترم) فرماتے ہیں کہ میں نے کئی بار ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے کو اپنی رائے کے خلاف پایا لیکن بالآخر میں اس نتیجے پر پہنچا کہ جو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے صحیح ہے۔ محمد بن جابر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں بیٹھتے ہیں جب استاد اور شاگرد کی باہمی گفتگو ہوتی ہے تو حماد حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نظریہ کے خلاف بات کرتے ہیں تو آہستہ آہستہ گفتگو کا دائرہ تنگ ہونے لگتا ہے، آپ کو استاد ہونے کے باوجود حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی گفتگو کے سامنے رکنا پڑتا ہے۔ کئی بار حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ اپنی بات کو منوانے کے لیئے اسے حدیث سے منطبق کر دیتے تو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش ہو جاتے۔

امام ابویوسف رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن ابی لیلیٰ ایک جگہ بیٹھے تھے، امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مسئلہ میں ایسی گفتگو شروع کی کہ ابن ابی لیلیٰ کو مزید بات کرنے کی گنجائش نہ ملی، مگر اپنے علم کی گرمی میں کہتے میں اپنے نظریئے سے رجوع نہیں کروں گا، امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس میں اگر خطا یا غلطی بھی سامنے آئے تو بھی رجوع نہیں کرو گے۔ ابن ابی لیلیٰ کہتے یہ تو میں نہیں کہتا۔ پھر امام صاحب فرماتے کہ آپ غلطی تسلیم کریں یا نہ کریں مگر میں نے آپ کی غلطی واضح کر دی ہے۔ ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ مجھے پھر سوچنے دو، آپ نے فرمایا حق و جواب کو معلوم کر لینے کے بعد سوچنے کی گنجائش نہیں رہتی۔

نکاح بالشرط طلاق

حضرت امام ابویوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ مسائل میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اکثر مرعوب ہو جایا کرتے تھے۔ ایک دن میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ امام صاحب سے مسئلہ طلاق پر گفتگو کر

رہے تھے۔ ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کہہ رہے تھے کہ ایک شخص نے کہا میں جب کسی عورت سے نکاح کروں گا تو اسی وقت اس پر طلاق نافذ ہو جائے گی۔ ابن ابی لیلیٰ کا خیال تھا کہ وہ عورت اس شرط پر مطلقہ نہیں ہو گی جب تک وہ نہ کہدے کہ فلاں قبیلے کی عورت یا فلاں نام کی عورت یا فلاں شہر کی عورت۔ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ بات سن کر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلسلہ گفتگو کا آغاز کیا تو ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ حیرت زدہ ہو کر رہ گئے اور خاموش ہو گئے۔

حضرت امام محمد بن الحسن ایک مسجد کے امام تھے۔ ایک پاگل عورت تھی اسکا لقب تھا "آ" اسے اس لقب سے جب بلایا جاتا تو ایک بھرپور گالی دیتی۔ ایک امیر رئیس نے اسے اسی لقب سے بلایا تو اس نے اسے ماں باپ کی نہایت ہی گندی گالی دی۔ اس آدمی کے ماں باپ اس محلہ میں رہتے تھے اس شخص نے پاگل عورت کے خلاف ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں دعویٰ کر دیا۔ ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے اس پاگل عورت کے لیئے مسجد میں کھڑا کر کے دو حدیں قائم کیں اور اسے مسجد میں پٹوایا۔ یہ بات امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچی تو آپ نے کہا ابن ابی لیلیٰ نے اپنے فتویٰ میں کئی غلطیاں کی ہیں۔ اس شخص کے ماں باپ کو گالیوں پر دو حدیں مقرر کیں حالانکہ گالیوں کا مدعی وہ شخص نہیں ہو سکتا تھا۔ اس کے وہاں موجود والدین مدعی ہونے چاہیئں تھے مگر یہاں مدعیوں کے بیٹے کے کہنے پر دو حدیں نافذ کی گئیں۔ حالانکہ دو حدیں ایک مقام پر نافذ نہیں ہو سکتیں۔ ایک قاذف کے دعویٰ پر صرف ایک حد نافذ ہو سکتی ہے دو حدیں نافذ نہیں ہو سکتیں۔ عورت کو کھڑا کر کے حد قائم کی حالانکہ عورت کو کھڑا کر کے حد نافذ نہیں کی جاسکتی۔ پاگل عورت پر حد قائم نہیں کی جاسکتی کیونکہ وہ مرفوع العقل اور مرفوع العلم ہوتی ہے۔ عورت کو لٹا کر پٹوایا گیا حالانکہ عورت کو لٹا کر نہیں پیٹا جاتا، مسجد میں حد قائم کی حالانکہ مسجد میں حد قائم نہیں کی جاسکتی۔ علی بن عیسیٰ کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فقہی بصیرت سے ہم حیران رہ گئے۔

ایک دن امیرالمومنین ابوجعفر خلیفہ عباسی نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے دربار میں طلب کیا، جب آپ دربار میں تشریف لے گئے تو ابن ابی لیلیٰ اور ابن شبرمہ بھی وہاں موجود تھے۔ ان دنوں ابن ابی لیلیٰ کوفہ کے قاضی تھے اور ابن شبرمہ بغداد کے قاضی تھے۔ خلیفہ عباسی ابوجعفر نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا آپ کا ان خوارج کے متعلق کیا خیال ہے جو

مسلمانوں کا خون بہاتے پھرتے ہیں اور مال لوٹتے رہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا آپ کے سامنے دو قاضی صاحبان بیٹھے ہیں ان سے پوچھئے۔ خلیفہ نے کہا ان سے تو پوچھ لیا' ایک کہتا ہے کہ خوارج سے قتل و غارت اور لوٹ مار کا بدلہ لیا جائے۔ دوسرے نے کہا ہے کہ ان سے کچھ معاوضہ نہیں لینا چاہئے' امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ دونوں بزرگ غلط کہتے ہیں۔ خلیفہ نے کہا اسی لیئے تو آپ کو بلایا گیا ہے' آپ فرمائیں۔

آپ نے فرمایا اس میں شک نہیں کہ خوارج نے جو کچھ کیا ہے وہ ظلم و ستم ہے۔ مگر میں دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا ان خوارج پر دوسرے مسلمانوں کے احکام نافذ نہیں ہوتے؟ اگر یہی احکام نافذ ہوتے ہیں تو ان سے کسی قسم کا بدلہ نہیں لیا جائے گا۔ کیونکہ وہ باغی ہیں اور کافر ہیں۔ باغیوں اور کافروں سے بدلہ نہیں لیا جاتا بلکہ ان سے جنگ کی جاتی ہے۔ اگر ان پر مسلمانوں کے احکام کا اجرا ہوتا ہے تو پھر ان سے صرف مواخذہ ضروری ہے یہ اس صورت میں جب ائمہ اسلام ان خوارج کو مسلمان سمجھتے ہوں۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس فیصلے سے جعفر مطمئن ہو گیا اور مجلس میں جتنے ائمہ اور اہل علم بیٹھے تھے واہ وا کر اٹھے۔

عمر بن ذر رحمۃ اللہ علیہ ایک دن امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' عرض کی کہ میرا ایک ہمسایہ شیعہ (رافضی) ہے۔ اس نے ایک مسئلہ کھڑا کیا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا اسے کسی طرح میرے پاس لے آؤ۔ عمر بن ذر رحمۃ اللہ علیہ اسے لے کر آگئے۔ اس نے کہا میں نے اپنی بیوی سے کہا ہے کہ انت علی حرام "تم مجھ پر حرام ہو" حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے بتایا تمہارے امام حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فتویٰ ہے کہ یہ تین طلاقیں ہو گئیں۔ اس شیعہ نے کہا مجھے ان کا فتویٰ نہ سنائیے اپنا فتویٰ بتائیے۔ آپ نے فرمایا تم نے انت علی حرام کہا ہے۔ آپ نے پوچھا اس بات کے کہتے وقت تمہاری کیا نیت تھی؟ اس نے بتایا میری کوئی نیت نہیں تھی۔ آپ نے پوچھا طلاق کی نیت تھی؟ اس نے کہا نہیں! آپ نے فرمایا جاؤ تمہاری بیوی کو طلاق نہیں ہوئی۔ اس شخص نے کہا جزاک اللہ خیرا "آپ کو اللہ تعالیٰ جنت عطا فرمائے۔" (اگرچہ عقیدتاً مجھے اس بات سے کراہت ہے۔)

حضرت حماد بن ابی حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے مالک بن مغول سے سنا وہ اکثر

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے' فرماتے ہیں میں نے ایک دن دیکھا کہ آپ کے سامنے ایک مسئلہ آیا۔ آپ نے اپنے قابل شاگردوں کی طرف دیکھا اور کہا کہ اس مسئلہ پر غور کر کے جواب دو۔ تمام شاگردوں کے سر جھک گئے اور غور کرنے لگے۔ وہ سوچتے سوچتے تھک گئے مگر ان سے کوئی جواب نہ بن سکا۔ اب حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سر اٹھایا' آسمان کی طرف دیکھا' آپ کی آنکھوں میں آنسو چھلک رہے تھے' فرمایا۔ اے اللہ تو جانتا ہے میں تو تمام مسائل صرف تیری رضا کے لیئے بیان فرماتا ہوں۔

ابراہیم بن الزبر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں مسعر کے پاس بیٹھا تھا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے گزرے' آپ ہماری طرف آئے' سلام کیا اور تھوڑی دیر رک گئے' پھر چل پڑے کسی نے کہا " مسعر ! امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تو آپ کے مخالف نہیں' کیا آپ بھی ان کی مخالفت کرتے ہیں ؟ مسعر اپنی جگہ سے فوراً اٹھا اور بات کہنے والے سے کہا' یہاں سے دفع ہو جاؤ' تمہیں پتہ نہیں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسا مرد مجاہد ہے جس پر کوئی مخالف غالب نہیں آسکتا۔

ابوحباب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے عاصم بن ابی النجود کو دیکھا کہ وہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فتویٰ پوچھنے آیا۔ آپ نے اس کا صحیح جواب دیا۔ عاصم بہت خوش ہوا اور کہنے لگا ابوحنیفہ ! آپ پر اللہ خوش ہو' آپ بڑی بڑی مشکلات حل کر دیتے ہیں۔ شیبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے مسعر' عمر بن ذر' امام ابوحنیفہ اور حضرت عاصم بن ابی النجود کی خدمت میں آئے۔ عاصم نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر اپنے پہلو میں بٹھایا' آپ سے حدیث لیلتہ القدر اور حدیث صفوان بن عسال انہی کی روایت سے دریافت کی۔ یاد رہے عاصم بن ابی النجود رحمۃ اللہ علیہ وہ بزرگ ہیں جنہوں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرآن مجید پڑھایا تھا۔ آپ بصرہ کے " الشیخ المقری " تھے۔ انہوں نے یاد دلایا' ابوحنیفہ جب آپ بچے تھے تو ہمارے پاس قرآن مجید پڑھنے آیا کرتے تھے۔ اب ہم بوڑھے ہو گئے ہیں آج ہم آپ سے مسائل فقہ کی تحقیق کے لیئے حاضر ہوتے ہیں۔

کلبی نے اپنے دوستوں میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر کہا لوگو ! اس شخص کو دیکھ لو' مجھے جس مسئلہ کی تحقیق کی ضرورت پڑی میں نے ان سے ہی پوچھا حالانکہ ایسے مسائل

میرے لیئے پہاڑ کی طرح بھاری تھے۔

عبیداللہ وصافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک دن عطاء بن ابی رباح کے پاس بیٹھے تھے اور ہمارے ساتھ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف فرما تھے۔ ایک شخص نے ایمان کے بارے میں گفتگو کا آغاز کیا۔ حضرت امام نے پوچھا کیا تو مومن ہے ؟ اس نے کہا مجھے امید ہے کہ میں مومن ہوں۔ آپ نے فرمایا' اگر قبر میں منکر نکیر نے تمہارے ایمان کے متعلق سوال کیا تو کیا وہاں بھی یہی کہو گے۔ وہ شخص حیران ہو گیا کہ امام رحمۃ اللہ علیہ نے کس انداز سے مسئلہ کا حل کر دیا ہے۔ اس واقعہ کو عبدالعزیز بن ابی رواد رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب وہ شخص رو پڑا تو آپ نے فرمایا تم نے اپنا ایمان ثابت کر دیا' اس موقعہ پر حضرت عطاء خاموش بیٹھے رہے۔

ایک شخص رات کے وقت اپنی بیوی سے لڑ پڑا۔ اس مرد نے غصے میں آکر کہہ دیا تم میری ماں کی پشت کی طرح ہو گی۔ اگر میں آج رات ہر صورت میں تم سے جماع نہ کروں۔ عورت بھی سخت تھی۔ دوبارہ جھگڑا ہوا تو اس مرد نے وہی الفاظ دھرائے' مگر اب اسے خیال آیا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے' ساری رات پریشان رہا مگر عورت نہ مانی۔ صبح اٹھا کوفے کے تمام علماء کے پاس گیا' مسئلہ پوچھا مگر کسی نے تسلی بخش جواب نہ دیا۔ آخر وہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا سارا ماجرا سنایا۔ آپ نے پوچھا کیا اس کا جواب تمہیں ابھی چاہیئے؟ کہنے لگا خدا گواہ ہے میں نہایت ذہنی اضطراب میں مبتلا ہوں اور بتایا کہ وہ کوفہ کے تمام فقہا سے مل کر آیا ہے۔ آپ نے فرمایا تم پر افسوس ہے تم سیدھے ادھر کیوں نہیں آگئے۔ اب بتاؤ تمہارے غلام ہیں ؟ اس نے کہا ہاں غلام ہیں۔ آپ نے فرمایا ان میں سے ایک کو آزاد کر دو تیری قسم کا کفارہ ادا ہو گیا۔

مطلب بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جس نے بھی مسئلہ دریافت کیا یا کسی عالم کوفہ نے مباحثہ کیا آخر اسے گھٹنے ٹیکنے پڑے اور اپنے عجز و شکست کا اعتراف کرنا پڑا۔ عبید بن سعید القرشی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں آج ایسا کوئی فقیہ نہیں جو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا ہو تو اس نے علمی فوقیت کا دعویٰ کیا ہو۔ عمار بن محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے دیکھا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کعبتہ اللہ میں بیٹھے ہیں۔ آپ کے اردگرد لوگوں کا ہجوم ہے۔ ہر ملک' ہر مقام کے علماء موجود ہیں۔ آپ ہر ایک کے سوال کا جواب دیتے جاتے ہیں' ایسا

معلوم ہوتا تھا کہ تمام جوابات آپ کی جیب میں تیار رکھے ہوئے ہیں اور آپ نکال نکال کر سب کو بانٹتے چلے جارہے ہیں۔

حسن بن یزید بن طحان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی مسئلہ کا جواب دیتے تو ایک لمبا سانس کھینچ کر کہتے یااللہ مجھے معاف کرنا' میں نے تیری رضا کے لیئے لب کشائی کی ہے۔ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو بے حد مغموم پایا' میں گھبرا گیا کہ آج آپ سے کس طرح سوال کروں۔ آپ نے گردن اٹھا کر فرمایا' ابویوسف تم بتا سکتے ہو کہ ان اجتہادات کے متعلق اللہ تعالیٰ ہمیں کس انداز سے سوال کرے گا۔ میں نے عرض کی حضور! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے' مجتہد کے لیئے تو صرف اجتہاد کرنا ہے' آپ اٹھے اور فرمایا' اے اللہ ہمارا مواخذہ نہ کرنا۔

عبداللہ بن الاجلح رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بحرعلوم کے غواص (غوطہ خور) تھے۔ موتی نکال نکال کر ہمارے سامنے ڈھیر کرتے جاتے تھے۔ امام زفر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گفتگو فرماتے تو یوں محسوس ہوتا کہ جیسے آپ کے سر پر کوئی فرشتہ کھڑا آپ کو جوابات سناتا جاتا ہے اور آپ بولتے جاتے ہیں۔

چوروں کی گرفتاری کیلئے ایک عجیب و غریب طریق کار

قیس بن الربیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص نہایت مغموم اور محزوم ہو کر حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ حضرت رات میرے گھر چور داخل ہوئے' ان سے جس قدر مال اٹھایا جاسکا اٹھا کر لے گئے۔ چوروں میں سے میں نے ایک کو پہچان لیا۔ وہ میرے ہی محلے کا ایک رہائشی تھا۔ اس کا مصلیٰ میری مسجد میں ہے اور وہ اس مصلے پر کھڑے ہو کر باقاعدہ نماز ادا کرتا ہے۔ اس چور کو بھی معلوم ہو گیا کہ میں نے بھی اسے پہچان لیا ہے' وہ آگے بڑھا اور مجھے رسیوں سے جکڑ لیا۔ اور مجھ سے قسم لی کہ اگر تم نے میرا نام افشاء کیا تو تیری بیوی کو تین طلاقیں ہوں گی۔ پھر اس بات پر بھی حلف لیا کہ اگر تم نے میرا نام افشاء کیا تو میرے گھر کا تمام مال اور سامان غربائے شہر کو تقسیم کرنا ہو گا' پھر اس نے بتایا کہ میں اس کا نام بھی

زبان سے نہ نکالوں، نہ اشارہ کروں، نہ صراحت کروں۔ مجھے ڈر ہے کہ اس قسم اور حلف کے بعد میں نے اگر اس کا نام کسی پر بھی افشاء کیا تو میری بیوی کو طلاق ہو جائے گی۔ میں اس واقعہ کو اللہ کو گواہ بنا کر سچ کہہ رہا ہوں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اب تم چلے جاؤ اور میرے پاس ایک ایسے شخص کو بھیجو جس پر تمہیں پورا پورا اعتماد اور وثوق ہو۔ اس نے جا کر اپنے بھائی کو بھیجا۔ امام صاحب نے اس کے بھائی کو فرمایا کہ تم حاکم وقت کے پاس جاؤ اور یہ سارا قصہ بیان کرو اور اس جرم کی تفصیلات بیان کرو اور اپنے بھائی کی پریشانی اور مجبوری کا بھی ذکر کرو اور کہو کہ پولیس بھیج کر ان تمام لوگوں کو گرفتار کرائے جن کے مصلے اس کی مسجد میں قائم ہیں۔ ان میں سے ایک کو بھی نظرانداز نہ کیا جائے۔ پولیس حکم دے کہ مسجد کے دروازے سے تمام نمازی ایک ایک کر کے باہر نکلیں، اپنے بھائی کو دروازے پر کھڑا کر دو، ہر ایک آدمی گزرتا جائے اور پولیس بھائی کو پوچھتی جائے کیا یہ تمہارا چور ہے؟ تمہارا بھائی نہیں کرتا جائے، جب اصل چور گزرے تو تمہارا بھائی بالکل خاموش رہے۔ کوئی بات نہ کرے، کوئی اشارہ بھی نہ کرے، اس شخص کو پولیس گرفتار کرے اور بادشاہ کے حضور پیش کرے۔

جس وقت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بتائی ہوئی تدبیر پر عمل کیا گیا تو اصل چور گرفتار کر لیا گیا اور جس کا مال چوری ہوا تھا اس نے اس کا نام تک بھی کسی کو نہ بتایا، اب اس گرفتار چور سے دوسرے چوروں کا بھی پتہ مل گیا اور سب کو گرفتار کر لیا گیا۔ ان سے چوری کا مال بھی برآمد کر لیا گیا اور چوروں کو سزا بھی ہو گئی۔

علی بن ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم کا ایک بہت بڑا خزانہ تھے، جو مسائل کہیں سے حل نہ ہو سکتے وہ آپ نہایت آسانی سے حل فرما دیا کرتے تھے۔ آپ اکثر ابن ابی لیلیٰ کے فتاویٰ اور فیصلوں کو ہدف تنقید بناتے تھے اور انہیں غلط قرار دیا کرتے تھے۔ ابن ابی لیلیٰ اس قدر بدنام ہوئے کہ انہیں منصب قضا سے معزول کر دیا گیا۔

ابو معاویہ الضریر نابینا تھے مگر کوفہ کے جلیل القدر علماء میں سے تھے۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کوئی عالم دین نہیں دیکھا۔ وہ نہ کسی مخالف کی باتوں سے خائف ہوتے اور نہ کسی مباحثہ کے وقت گھبراتے۔ میں نے مناظرہ کے وقت ان

سے بڑھ کر کوئی باحوصلہ مناظر نہیں دیکھا۔

امام ابویوسف رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس میں حاضری دی ان کی گفتگو سنی' مجھے ان سے نشست و برخاست کا شرف حاصل ہوا' میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں اس شہر میں نہیں رہوں گا جہاں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں ہوں گے۔ ایک بار مجھے کوفہ سے باہر کسی شہر میں جانا پڑا' میرے پاس ایک شخص آیا اور پوچھنے لگا ابویوسف ! مجھے اس شخص کے بارے میں بتاؤ جو نہر فرات کے کنارے بیٹھا وضو کر رہا ہے' وہاں پر شراب کا گھڑا ٹوٹ گیا اور وہ شخص اس طرف بیٹھا وضو کر رہا ہو جس طرف پانی بہتا ہے۔ اب وہ کیا کرے ؟ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے بخدا میرے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا' میں نے اپنے نوکر سے کہا چلو اس شہر سے نکل چلیں جہاں مسئلہ کا جواب نہ آئے اور کوئی راہنمائی کرنے والا بھی نہ ہو۔

جب میں کوفہ میں واپس آیا' حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضری دی تو آپ نے پوچھا کہاں گئے تھے ؟ میں نے اپنا سارا حال سنا دیا تو آپ ہنس پڑے اور کہا اس سوال کا جواب نہایت آسان ہے' اس بہتے ہوئے پانی سے شراب کی بو آ رہی تھی یا ذائقہ بدلا ہوا تھا تو وضو نہ کیا جائے' ورنہ جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں ۔

ابویوسف رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ایک حدیث کی وضاحت چاہی اذا کان الماء قلتین لم یحمل خبثًا ☆ "جب پانی دو قلے ہو تو وہ پلیدی کا حامل نہیں ہو سکتا۔" کیا مطلب ہے۔ میں چند تاویلیں کرتا رہا مگر مجھے یقین تھا کہ آپ اسے قبول نہ فرمائیں گے۔ میں نے عرض کی اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت فرمائے آپ ہی بتائیں۔ آپ نے فرمایا اس وقت کا حکم ہے جب پانی جاری ہو۔ میں نے اٹھ کر آپ کے سر کو بوسہ دیا اور آپ کی ذہانت اور بصیرت کو ہدیہ تحسین پیش کیا۔

خارجیوں سے ایک مکالمہ

حماد بن ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علمی ادراک کی خبر جب خوارج کو پہنچی اور انہیں یہ معلوم ہوا کہ آپ فسق کی وجہ سے اہل

قبلہ پر کفر کا فتویٰ نہیں دیتے ان کے ستر آدمی ایک وفد کی صورت میں آپ کے پاس آئے' اس وقت آپ کے پاس لوگوں کا بہت بڑا ہجوم تھا اور حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھنے کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ انہوں نے چلا کر کہا حضرت ہم ایک ملت پر ہیں' آپ اپنے لوگوں کو کہیں کہ وہ ہمیں ملاقات کے لیئے قریب آنے کا موقعہ دیں۔ جب یہ لوگ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کے قریب پہنچے تو سب نے میانوں سے تلواریں نکال لیں اور کہا تم اس امت کے دشمن ہو' تم اس امت کے شیطان ہو۔ ہمارے نزدیک ستر آدمیوں کے قتل کرنے سے آپ جیسے تنہا شخص کو قتل کر دینا بہتر ہے۔ لیکن ہم قتل کرتے وقت ظلم نہیں کریں گے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم مجھے انصاف دینا چاہتے ہو اگر یہ بات درست ہے تو پہلے اپنی تلواریں میانوں میں کر لو' کیونکہ مجھے ان کی چمک سے خوف آتا ہے۔ وہ کہنے لگے ہم انہیں میانوں میں کیسے کر لیں ہم تو انہیں آپ کے خون سے رنگین کرنے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا چلو تم اپنا سوال کرو۔ وہ کہنے لگے مسجد کے دروازے پر دو جنازے آئے ہیں' ایک ایسا شخص ہے جس نے شراب کے نشے میں دھت ہو کر جان دی ہے' دوسری ایک عورت کی لاش ہے جس نے زنا کروایا اور اس کے پیٹ میں حرام کی اولاد ہے اس نے شرمساری سے بچنے کے لیئے خودکشی کر لی ہے' کیا آپ ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔ آپ نے پوچھا کیا وہ دونوں مرنے والے یہودی تھے؟ کہا نہیں' فرمایا کیا وہ نصرانی تھے؟ کہا نہیں' کیا وہ مجوسی تھے؟ کہا نہیں' فرمایا تو وہ کس دین اور کس مذہب پر تھے؟ کہنے لگے اس دین پر جس کی تم گواہی دیتے ہو' کہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندہ اور رسول ہیں۔ حضرت امام نے فرمایا تو تم خود گواہی دے رہے ہو کہ وہ ملت اسلام پر تھے' لیکن بتاؤ کہ ان کا ایمان تہائی تھا یا چوتھائی یا پانچواں حصہ تھا؟ وہ کہنے لگے کہ ایمان تہائی چوتھائی نہیں ہو سکتا۔ آپ نے فرمایا وہ ایمان کی کتنی مقدار لے کر مرے؟ انہوں نے کہا ایمان کی کوئی مقدار نہیں ہوتی۔ آپ نے فرمایا عجیب سوال ہے اب تم کس گمان میں ہو جب خود ہی اقراری ہو کہ وہ مومن تھے' پھر پوچھتے ہو ان کی نماز پڑھی جائے یا نہیں۔ انہوں نے کہا ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا وہ جنتی ہیں یا دوزخی؟ آپ نے فرمایا جب تم مومن ہونے کے اقرار کے بعد بھی سوالات کرنے سے باز نہیں آتے تو سنو' ان کے بارے میں وہی کہوں گا جو ابراہیم علیہ السلام نے اس قوم کے بارے میں کہا جو جرم میں اِن سے بڑھ کر تھی۔

فرمایا فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور الرحیم ☆ "جو میری اتباع کرے گا وہ میرا ہے جو مجھے سے بغاوت کرے گا اللہ بخشنے والا ہے۔" پھر ان کے بارے میں مجھے یہی کہنا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس قوم کے متعلق کہا تھا جو ان سے جرم میں بڑھ کر تھے ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفرلھم فانک انت العزیز الحکیم ☆ "اگر اللہ ان پر عذاب نازل کرے تو وہ لوگ اس کے بندے ہیں اور اگر انہیں بخش دے تو وہ مہربان اور حکیم ہے۔" میں حضرت نوح علیہ السلام کے فرمان کے مطابق سلوک کروں گا۔ آپ نے فرمایا اذ قالوا انومن لک واتبعک الارذلون قال فما علمی بما کانوا یعملون ان حسابھم الاعلی ربی لو تشعرون ☆ پھر میں ان لوگوں کے بارے میں وہی بات کیوں کہوں گا جو نوح علیہ السلام نے فرمایا قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب الی قولہ انی اذا لمن الظالمین ☆

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان زبردست دلائل کے سامنے خوارج نے ہتھیار ڈال دیئے اور اس مجلس میں اعلان کیا کہ آج ہم ان تمام مذاہب باطلہ اور خیالات فاسدہ سے بیزاری کا اعلان کرتے ہیں جس پر آج تک ہم عمل پیرا تھے اور ہم آپ کے نظریات کی روشنی میں دین اسلام کو ہی اختیار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دینی علوم سے نوازا ہے۔ راوی نے بتایا کہ جب خوارج کا یہ وفد یہاں سے روانہ ہوا تو اپنے خیالات سے توبہ کر کے روانہ ہوا اور آئندہ کے لیئے اہلسنّت و جماعت کے عقائد پر آگئے۔

حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں نے قتادہ سے اس شخص کے متعلق سوال کیا جس نے معصیت کی منت مانی۔ اس نے جواب دیا اس کا کفارہ یہی ہے کہ وہ معصیت کا آئندہ ارتکاب نہ کرے۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے الذین یظاھرون من نسآئھم ثم یعودون لما قالوا فتحریر رقبۃ ☆ اس معصیت پر اللہ تعالیٰ نے تو کفارہ ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ قتادہ غصے میں آگئے اور کہنے لگے، اے بدعتی! جب تک تم کوفہ میں موجود ہو میں کبھی فتوئی نہیں دوں گا۔ میں نے کہا یہ کیا انصاف ہے کہ میں تمہیں ایک غلطی سے قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں آگاہ کر رہا ہوں اور تم ناراض ہو رہے ہو۔ یاد رکھو اب میں بھی تم سے کوئی سوال نہیں کروں گا جب تک تم کوفہ میں ہو۔

بشر بن المفضل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا' آپ نے مجھے ایک بات سنائی کہ ہماری ایک کاریگر ہمسائی تھی۔ اس کا ایک نوکر تھا' ایک رات وہ اپنے کام سے واپس آیا تو اس کی مالکہ نے جو ابھی تک غیر شادی شدہ تھی اس سے صرف لطف اندوز ہونے کے لیئے مباشرت کی۔ مگر یہ کوشش کی کہ اس کا مادۂ منویہ اس کی فرج میں داخل نہ ہونے پائے۔ مگر کسی طرح اس نوکر کا مادۂ منویہ اس کے رحم میں چلا گیا اور وہ نطفہ ہیئت میں ٹھہر گیا۔ اس کے رشتہ دار میرے پاس آئے اور کہا آپ اس مسئلہ کا کوئی حل بتائیں' اگر بچہ پیدا ہو گیا تو ہمیں بڑی رسوائی اٹھانی پڑے گی۔ میں نے انہیں کہا کوئی ایسی عورت ہے جس سے میں کھل کر سوال و جواب کر سکوں اور وہ اس لڑکی سے آگے بات کر سکے۔ انہوں نے بتایا اس کی ایک پھوپھی ہے' آپ نے فرمایا اگر یہ عورت اپنا وہ غلام اپنی پھوپھی کو ہبہ کر دے جس نے اس کے ساتھ شب باشی کی ہے' پھر اس سے نکاح کر لے۔ جب وہ غلام اپنی پہلی مالکہ سے جماع کرے پھر اس کی پھوپھی بھی غلام کو اس کے حوالے کر دے اس طرح وہ مالکہ اس کے نکاح سے بھی آزاد ہو جائے گی اور نطفہ ٹھہرنے کی شرمساری سے بھی بچ جائے گی۔

یوسف بن خالد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک حمام میں غسل کرنے گئے۔ ہم نے دیکھا کہ شیطان " الطاق " حمام میں ننگا بیٹھا تھا۔ نہ اس پر چادر' نہ کوئی اور کپڑا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو آنکھیں بند کر لیں۔ مگر وہ شیطان الطاق کہنے لگا ابوحنیفہ ! اللہ نے تمہیں کب سے اندھا کر دیا ہے ؟ آپ نے فرمایا جب سے اس نے تجھے ذلیل و خوار کیا ہے۔ ہلال بن یحییٰ الرائی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا یہ اس وقت کی بات ہے جب یوسف بن خالد بصرہ میں رہتے تھے اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ میں۔

اس واقعہ کو ایک دوسرے انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک دن ہم کوفہ کے باہر سیر و تفریح کو جا نکلے' شام تک سیر کرتے رہے' واپس آ رہے تھے تو راستہ میں ابن ابی لیلیٰ ملے' وہ اپنے خچر پر سوار تھے' ہمیں دیکھ کر السلام علیکم کہا اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ چل لگے۔ جب ہم تینوں ایک باغ میں پہنچے تو وہاں چند دوسرے لوگ بھی سیر کر رہے تھے۔ ان کے ساتھ کچھ ایسی گانے بجانے والی عورتیں تھیں جو کوفہ میں بدنام سمجھی جاتی تھیں۔ ان عورتوں نے ہمیں دیکھا تو

ہماری طرف متوجہ ہوئیں اور ہمارے پاس آکھڑی ہوئیں مگر ہمیں دیکھ کر خاموش ہو گئیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا احسنتن "تم نے خوش کر دیا" جب ہم آگے بڑھے اور اب ہم نے ایک دوسرے سے جدا ہونا چاہا تو ابن ابی لیلیٰ نے امام صاحب کے یہ الفاظ یاد رکھے تاکہ کسی مجلس میں انہیں شرمسار کرنے کے لیئے بیان کر دوں گا۔ ایک دن اس نے ایک عدالت میں کسی گواہی کے لیئے بلا کر آپ سے تحریری دستخط کرنے کو کہا' حضرت نے گواہی تحریر کر دی مگر ابن ابی لیلیٰ نے آپ کی گواہی اس لیئے مسترد کر دی کہ آپ نے گانے بجانے والی عورتوں کو احسنتن کہا تھا اور ان فاحشہ عورتوں کو داد دی تھی۔ آپ نے دریافت کیا میں نے انہیں کب احسنتن کہا جب گا رہی تھیں یا جب وہ خاموش ہو گئی تھیں۔ ابن ابی لیلیٰ نے کہا جب وہ خاموش ہو گئیں۔ آپ نے فرمایا "اللہ اکبر" میں تو انہیں احسنتن ان کے سکوت اور گانا بند کرنے پر کہا تھا نہ کہ ان کے گانے بجانے پر۔ یہ سنتے ہی ابن ابی لیلیٰ نے آپ کی گواہی خاموشی سے قبول کر لی۔

امام ابوحنیفہ نے کہا ولا یحیق المکر السیئ الا باھله اس دن کے بعد سے ابن ابی لیلیٰ آپ سے خوف زدہ رہنے لگے۔ جب ان کے پاس سخت ترین مسائل آتے تو وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیج دیتے۔ آپ اس کی چال کو سمجھ گئے اور یہ شعر کہا ؎

واذا تکون عظیمة ادعی لها
واذا یحاس الحیس یدعی جندب

(ترجمہ) "جب بہت سخت کام ہو تو مجھے بلایا جاتا ہے اور جب حلوہ پکایا جائے تو جندب کو بلا لیتے ہو۔"

بیویاں تبدیل ہو گئیں

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک واقعہ بیان کیا کہ کوفہ میں دو سگے بھائی تھے' دونوں کا دو سگی بہنوں سے بیک وقت نکاح ہوا۔ یہ کھاتا پیتا گھرانہ تھا۔ بڑی دعوتیں اڑائی گئیں' جشن کیئے گئے اور عوام و خواص دور دور سے اس شادی پر آئے۔ رات کے وقت عورتوں نے غلطی سے ایک بھائی

کی منکوحہ کو دوسرے کے پاس اور دوسرے کی منکوحہ ایک بھائی کے پاس بھیج دیا۔ دونوں نے رات شب باشی کی اور ہر بھائی نے دوسرے بھائی کی منکوحہ سے جماع کیا۔ صبح ہوئی تو یہ راز فاش ہوا اور ہر ایک کو سخت پریشانی ہوئی۔ دونوں گھرانے امیر تھے اس راز کے افشاء ہونے سے انہیں شہر میں بدنامی کا خدشہ تھا۔ میرے پاس آئے اور حقیقت حال بیان کی اور پریشانی میں کہا کہ کوئی ایسی ترکیب بتائیں کہ ہم لوگ بدنامی سے بچ جائیں۔ میں نے ان دونوں بھائیوں کو جن کا نکاح ہوا تھا علیحدہ علیحدہ بلایا اور ایک سے پوچھا کہ رات فلاں نام کی لڑکی کے ساتھ تم نے شب باشی کی وہ کون تھی؟ اس نے بتایا کہ اس نے تو اسے دیکھا تک نہیں۔ آپ نے اسے فرمایا تم اسے ایک طلاق دے دو۔ اس نے طلاق دے دی۔ میں نے اسے کہا اب تیری منکوحہ کو طلاق بائن ہو گئی ہے۔ تمہارے لیئے عدت کی ضرورت نہیں' ہاں تمہیں اسے نصف مہر ادا کرنا ہوگا۔ اسی طرح دوسرے بھائی کو بلایا اور اسے بھی یہی مشورہ دیا اور اسے بھی طلاق بائن دلوا کر نصف مہر کی ادائیگی کا کہا (نصف مہر اس لیئے ادا کرنا تھا کہ وہ غیر مدخولہ تھیں) پھر میں نے ایک بھائی اور منکوحہ لڑکیوں کے وکیل اور گواہوں کو طلب کیا اور ان کے سامنے اس لڑکے کو کہا کہ میں وکیل اور گواہوں کی موجودگی میں تمہارا فلاں لڑکی سے نکاح کرتا ہوں تمہیں اس کا نصف حق مہر ادا کرنا ہوگا۔ وکیل کی تصدیق اور گواہوں کی شہادت لے کر لڑکے سے کہا تم کہو قبلت "میں نے قبول کی۔" اس نکاح سے فارغ ہو کر آپ نے دوسرے لڑکے کو طلب کیا اور اس طرح اس کا نکاح کر دیا اب حاضرین کو مبارک کہی گئی اور انہیں کہا اب جاؤ دعوت ولیمہ میں عوام و خواص کو شریک کرو' تمام برادری نے میرا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ آپ نے ہماری مشکل آسان کر دی اللہ تعالیٰ آپ کی مشکلات کو بھی آسان فرمائے۔ علی بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کوئی فطین و فہیم نہیں دیکھا۔

احمد بن یونس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے وسیع کی زبان سے سنا وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے امام ابوحنیفہ' سفیان ثوری' مسعر' مالک بن مغول' جعفر بن زیاد الاحمر اور حسن بن صالح کو دیکھا کہ سب کوفہ میں ایک دعوت ولیمہ پر موجود تھے۔ اس دعوت پر امیر و غریب' اعلیٰ و ادنیٰ' غلام اور آزاد ہر قسم کے لوگ آئے ہوئے تھے۔ ایک شخص نے اپنی دو لڑکیاں کسی دوسرے شخص کے دو لڑکوں سے بیاہی تھیں مگر ولی نے آکر کہا ہم تو بہت بڑی مصیبت میں پھنس گئے ہیں۔ گواہوں نے

پوچھا وہ کیا مصیبت ہے ؟ انہوں نے کہا ہم اس مصیبت کو کسی کے سامنے بیان بھی نہیں کر سکتے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ بتاؤ تو سہی کیا بات ہے ؟ ممکن ہے کہ کوئی حل نکل آئے۔ انہوں نے کہا کہ ایک کی منکوحہ غلطی سے رات دوسرے کے پاس چلی گئی اور دوسرے کی پہلے کی پاس۔ اس طرح چاروں نے شب باشی بھی کرلی۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کوئی بات نہیں ایسا واقعہ ایک بار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زمانہ میں بھی رونما ہوا تھا۔ جب یہ بات حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنی تو آپ نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے پاس ایک آدمی کو بھیجا' جب وہ آیا تو آپ نے کہا تمہیں معاویہ نے بھیجا ہے چنانچہ آپ نے ایسے ہی فیصلہ فرمایا جس طرح میں نے کہا ہے۔

لوگوں نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی بات سنی تو بہت خوش ہوئے' مگر امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش بیٹھے رہے۔ مسعر نے امام کی طرف متوجہ ہو کر کہا آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ نے فرمایا حضرت ابو سفیان رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے میری کیا مجال ہے کہ ان کے خلاف رائے دوں۔ مگر آپ نے فرمایا' ان دونوں لڑکوں کو میرے پاس لاؤ جن کا نکاح ہوا تھا۔ جب وہ آگئے تو آپ نے ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ پوچھا کہ جو لڑکی شادی کی پہلی رات تمہارے پاس آئی تھی تمہیں پسند ہے۔ ہر ایک نے جواب دیا کہ ہاں ! آپ نے ایک کو پوچھا جو لڑکی تمہارے بھائی کے پاس رات رہی تھی اس کا کیا نام ہے؟ اس نے نام بتایا اور اس کے باپ کا نام بھی بتایا۔ آپ نے اس لڑکے کو کہا تم کہو کہ میں نے اسے طلاق دی۔ اسی طرح دوسرے سے بھی کہلوایا پھر ان دونوں کا دوبارہ نکاح پڑھایا۔ اور دعوت ولیمہ کی اجازت دی۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس تجویز اور تقریر سے بہت لوگوں کو بڑا تعجب ہوا۔ مسعر اٹھے اور امام کا منہ چوم لیا۔ لوگو ! مجھے اس شخص کی محبت میں ملامت کرتے ہو مگر آج اس شخص نے مجھے اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو بھی مطمئن کر دیا' اللہ اسے خوش رکھے۔

رفع یدین کی ممانعت

سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اوزاعی عطریوں کے گھر جمع ہوئے' امام اوزاعی نے حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ رکوع اور رکوع

سے اٹھتے ہوئے "رفع یدین" کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے متعلق کوئی صحیح روایت نہیں ملتی۔ اوزاعی نے کہا میرے پاس صحیح حدیث کی سند موجود ہے۔ مجھے زہری نے حدیث بیان کی ہے' انہوں نے سالم سے اور سالم نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں ہاتھ اٹھاتے تھے۔ جب نماز شروع کرتے پھر رکوع کے وقت پھر رکوع سے اٹھتے وقت۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے حدیث بیان کی تھی میرے استاد حماد نے' انہوں نے حضرت ابراہیم سے' انہوں نے علقمہ سے اور انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف آغاز نماز کے وقت رکوع فرمایا کرتے تھے اس کے بعد ساری نماز میں کبھی ہاتھ نہ اٹھاتے تھے یعنی ساری نماز میں کبھی "رفع یدین" نہیں کیا کرتے تھے۔

اوزاعی نے کہا میں تمہیں زہری سے اور زہری سالم سے اور وہ اپنے باپ سے روایت بیان کر رہا ہوں اور آپ حماد اور ابراہیم اور علقمہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کر رہے ہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا حماد بن سلیمان زہری سے بڑے فقیہ ہیں اور ابراہیم سالم سے فقیہ تر ہیں اور علقمہ عبداللہ بن عمر سے بڑے فقیہ ہیں اگرچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو صحبت حاصل ہے اور صحبت کی فضیلت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا لیکن اسود بہت بڑی فضیلت کے مالک ہیں۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو عبداللہ بن مسعود ہیں ان کے علم و فضل کا جواب نہیں (جنہیں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر بھی فوقیت حاصل ہے) یہ بات سن کر اوزاعی خاموش ہو گئے۔ اس روایت کو امام ابوالمحاسن مرغینانی نے مرسل کہا ہے مگر انہوں نے اس میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بجائے حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اس روایت کو حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت کیا ہے مگر اس کا دارومدار حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

ایک مرتبہ اعمش اور اس کی بیوی کا آدھی رات کے وقت جھگڑا ہو گیا تھا' اعمش نے اپنی بیوی کو مارا اور گالیاں دیں مگر عورت خاموش رہی۔ جب مارنے اور گالیاں دینے سے باز آگیا تو اس

عورت نے اس سے بات کرنا چھوڑ دی۔ وہ گفتگو کرتا تو چپ رہتی۔ کوئی جواب نہ دیتی اور نہ بولتی۔ اعمش کو پھر غصہ آیا اور کڑک کر کہا کیا وجہ ہے! تو میری کسی بات کا جواب نہیں دیتی۔ صبح ہوئی تو عورت کا رویہ وہی رہا' اس کی بیٹی نے کہا جب رات کو کسی بات کا جواب نہیں دیتی تو اب دن کو آپ کس طرح بات کرائیں گے۔ اعمش نے کہا اگر آج رات تک اس نے مجھ سے بات نہ کی تو اسے میری طرف سے طلاق ہے۔ وہ بھی بڑی ضدی تھی سارا دن بات نہ کی' رات ہوئی تو اس کی لڑکی نے کہا اعمش سے کوئی بات کرو تاکہ یہ مصیبت ٹل جائے مگر اس نے پھر بھی بات کرنا پسند نہ کی اور خاموش رہی۔ اب اعمش کو اپنی غلطی کا احساس بھی ہوا اور مغموم بھی' اب اسے بیوی ہاتھ سے جاتی دکھائی دی تو اس کی پریشانی بڑھی۔ عورت تو دن چڑھے مطلقہ ہو جائے گی وہ اسی فکر میں گھر سے نکلا اور اسے خیال آیا کیوں نہ اپنی اس غلطی اور پریشانی کا حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ذکر کرے۔ وہ حضرت کے گھر پہنچ گیا' دیکھا دروازہ بند ہے۔ دروازے پر دستک دی تو اندر سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے بیٹے حماد بن ابی حنیفہ کی آواز آرہی تھی۔ حماد نے پوچھا کون ہے؟ تو اس نے کہا سلیمان۔ آپ نے فرمایا کون سلیمان؟ اس نے کہا سلیمان اعمش۔ حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد مکرم کو اطلاع دی۔ آپ باہر آئے اعمش کو اندر لے گئے' نہایت عزت و تکریم سے بٹھایا اور خود اس کے سامنے بیٹھ گئے۔ اس نے کہا حضرت میں ایک مصیبت میں پھنس گیا ہوں اسی لیئے آپ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا ہوں۔ وہ اصل مسئلہ بیان کرنے کی بجائے نہایت معذرت سے گفتگو کرتا گیا امام صاحب نے فرمایا آپ سیدھی بات کریں تکلف کو چھوڑیں' اس نے سارا واقعہ سنایا۔ اگر وہ صبح تک میرے ساتھ نہ بولی تو وہ مطلقہ ہو جائے گی۔ وہ اس طریقہ سے مجھے چھوڑ دینا چاہتی ہے۔ پھر اس سے مجھے یہ خطرہ ہے کہ طلاق کے نفاذ کے بعد مجھے نقصان بھی پہنچائے گی کیونکہ وہ ایک امیر گھرانے کی عورت ہے۔ ہم ایک طویل عرصہ اکٹھے زندگی گزار چکے ہیں۔ صاحب اولاد ہیں' آپ ایسا حل بتائیں جس سے معاملہ درست ہو جائے۔ آپ نے فرمایا تسلی رکھیں تمہارا مسئلہ حل ہو جائے گا اور تم مشکل سے نکل آؤ گے۔ اللہ تعالیٰ آسانی پیدا فرمائے گا۔ آپ نے ایک آدمی کو بلایا اور اسے کہا کہ تم آج اعمش کے گھر والی مسجد میں طلوع سحر سے پہلے اذان دے آنا۔ اس کے بعد اعمش گھر چلا گیا اور موذن نے قبل از وقت اذان دے دی۔ عورت نے اذان سن

کر کہا شکر ہے، اس بد خلق بوڑھے اعمش سے جان چھوٹی۔ اعمش نے کہا واقعی تم اب مجھ سے علیحدہ ہو گئی ہو اس نے کہا ہاں، میں اب خوش ہوں اور آزاد ہوں۔ اعمش نے کہا ابھی صبح ہونے کو کافی وقت ہے یہ تو ایک حیلہ تھا جس سے تم بات کرنے پر رضامند ہو گئی اب میری قسم اپنی جگہ اور تم میری بیوی ہی رہو گی۔

اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے ابو عبداللہ بن ابی حفص الکبیر رحمۃ اللہ علیہ نے اعمش کا نام تو نہیں لیا مگر یہ بتایا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود اٹھ کر صبح اعمش کی بیوی کو بتایا کہ یہ حیلہ میں نے ہی اعمش کو بتایا تھا۔ اذان بھی میں نے ہی دلوائی تاکہ تیرا خاوند اپنی قسم میں حانث نہ ہو جائے۔

حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں

حضرت ابو عبداللہ سیدنا امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ابو حنیفہ ہم سے کچھ پوچھئے۔ حضرت نے فرمایا حضور ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم میں نعیم سے کیا مراد ہے؟ کیونکہ قیامت کے دن اس کے متعلق سوال ہوگا۔ آپ نے فرمایا ابو حنیفہ تم بیان کرو نعیم سے کیا مطلب ہے۔ میرے خیال میں نعیم سے مراد پہننے والی چیزیں ہیں۔ صحت بدن، جسمانی قوت کے متعلق دریافت کیا جائے گا مگر اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان ہونے کی توفیق دے آپ اس مسئلہ پر روشنی ڈالیں۔ حضرت ابو عبداللہ امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام خور و نوش کے سامان اور صحت و تندرستی کے متعلق سوال کرے گا تو یہ سلسلہ بہت طویل ہوتا جائے گا۔ النعیم سے مراد ہم اہل بیت ہیں جن کے متعلق ہر ایک سے سوال کیا جائے گا کیونکہ ہماری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو گمراہیوں سے محفوظ رکھا ہے۔ اندھوں کو بینائی بخشی ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی حضور یہی حکمت محکمہ ہے اور یہی قول مقبول ہے۔

امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کچھ اور پوچھئے، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ عرض پرداز ہوئے کہ کیا وجہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے تمام پرندوں میں سے صرف ہدہد کو گم پا کر اس کے لیئے فکرمندی کا اظہار فرمایا۔ حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمانے لگے اصل بات یہ تھی کہ ہدہد

کی نگاہیں زمین کی تہہ تک چلی جاتی ہیں۔ وہ پانی کو زمین کے اندر سے ایسے دیکھ لیتا ہے جس طرح ہم ایک شیشے کے برتن سے تیل دیکھ لیتے ہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ نے عرض کی اللہ تعالیٰ مجھے آپ کی ذات پر فدا کرے ہدہد پانی کو تو زمین کی تہوں میں دیکھ لیتا ہے مگر زمین کی سطح پر بچھا ہوا جال اسے نظر نہیں آتا اور اس میں پھنس جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا ابوحنیفہ! جب تقدیر اپنا کام کرتی ہے تو آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں۔ اب تم پر سلام ہو' وقت کافی ہو گیا ہے اب تمہیں اجازت ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے شاگردوں کو لے کر چلے آئے تو حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضرین مجلس کو بتایا۔ ابوحنیفہ کے پاس ظاہری علوم کے خزانے ہیں۔ ہمارے پاس باطنی اور روحانی علوم کے ذخائر ہیں۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا گیا کہ "عرزمی" کہتا ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا محرم کے بغیر سفر کر لیا کرتی تھیں آپ نے پوچھا اس حدیث کا کیا جواب ہے کہ سید عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تمام اہل ایمان کی ماں ہیں کیا اس حدیث کی روشنی میں تمام مسلمان آپ کے بیٹے اور محرم نہیں ہیں۔

عثمان بن زائدہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں بیٹھا تھا۔ ایک شخص نے دریافت کیا کہ آپ اس شخص کے متعلق کیا فرمائیں گے جو ایسے پیالے سے پانی پیتا ہے جس کے کنارے سونے کے بنے ہوئے ہیں اور چاندی سے مزین ہے۔ آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔ عثمان بن زائدہ کہتے ہیں کہ وہ شخص مجلس سے چلا گیا تو ہم نے عرض کی حضور اس مسئلہ پر کوئی مثال قائم کر سکتے ہیں۔ آپ نے کہا ہاں' ہم نے عرض کی فرمائیں' تو آپ نے فرمایا کوئی شخص نہر کے کنارے سے گذر رہا ہو اسے پیاس لگی ہوئی ہو اس کے پاس کوئی چیز نہیں کہ وہ نہر سے پانی نکال کر اپنی پیاس دور کر سکے وہ صرف جھک کر چلو سے پانی نکال سکتا ہے۔ اس نے اسی طرح پانی پینا شروع کیا اور اس کے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی ہے' اب آپ بتائیں کہ کیا اس کے لیئے پانی پینا جائز ہے۔ ہم نے کہا کوئی حرج نہیں۔ آپ نے فرمایا ہمارا مسئلہ بھی اسی مثال کی روشنی میں حل کریں۔

باب ہشتم

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فقہی بصیرت اور دانائی

ابراہیم بن حماد بن ابی حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میرے بعد جو شخص اپنی کنیت میری کنیت پر رکھے گا وہ دیوانہ اور پاگل ہو جائے گا۔ میں نے اتنی زندگی میں بہت سے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے جو اپنے علم و فضل کی نمائش کے لیئے امام ابی حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت اختیار کرتے مگر وہ عقلی طور پر مفلوج اور ذہنی طور پر پاگل ہو جاتے۔ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ کسی ماں نے ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر دانشمند بیٹا نہیں جنا۔ علی بن عاصم نے فرمایا کہ اگر تمام کائنات پر بسنے والے انسانوں کی نصف عقل سے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا موزانہ کیا جائے تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عقل و بصیرت ان سے بڑھ کر ہو گی۔

ابراہیم بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے زمانے کے زبردست فقیہ ابو جعفر سے سنا تھا کہ اگر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے کوئی مشکل مسئلہ آتا اور وہ اسے حل کرنے میں تامل فرماتے تو فرمایا کرتے مجھ سے کوئی ایسا گناہ سرزد ہوا ہے جس کی شامت سے یہ مسئلہ حل نہیں ہو رہا۔ آپ استغفار فرماتے' بعض اوقات تازہ وضو فرما کر دوگانہ پڑھتے پھر استغفار کرتے تو مسئلہ حل ہو جاتا۔ پھر آپ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے' اظہار مسرت فرماتے اور کہتے اللہ تعالیٰ نے میری توبہ قبول فرمائی ہے۔ آپ کے اس طرز عمل کو فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ نے سنا تو بے پناہ روئے اور فرمانے لگے اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رحم فرمائے کہ وہ پاکباز اور متقی ہونے کے باوجود یہ کام کرتے ہیں۔ پھر اس کا کیا ہو گا جس کے بے شمار گناہ ہوں گے۔

خارجہ بن مصعب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں زندگی میں چار ہزار علماء کرام کو ملا ہوں اور دنیائے

اسلام میں میں چار یا پانچ کو بصیرت و دانشمندی میں یگانہ روزگار پایا۔ ان میں ایک امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپ فرماتے ہیں جو شخص موزوں پر مسح کا قائل نہ ہو یا اس مسئلہ مین امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذمت کرتا ہو وہ یہ سمجھ لے کہ وہ عقل سے عاری ہے۔

حسن فراست کی ایک مثال

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابتدائے زمانہ میں چند شخصیات کے بارے میں بعض ایسی باتیں کہیں جو واقعی حرف بحرف درست ثابت ہوئیں۔ آپ نے حضرت داؤد طائی رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق فرمایا آپ عبادت کے لیئے خلوت اختیار کریں گے۔ امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ جو ابھی زیر تعلیم تھے' فرمایا آپ دنیا کے لیئے اپنی دینی علمیت کو استعمال کریں گے۔ اپنے ایک اور شاگرد حضرت زفر رحمتہ اللہ علیہ کو فرمایا تم علم کلام میں ماہر بنو گے۔ ان تمام حضرات کے متعلق آپ نے جس فراست سے فرمایا تھا ویسے ہی ہوا۔

حضرت نافع بن نعیم مقری مدنی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ مکہ مکرمہ گئے' راستہ میں ایک منزل پر قیام کیا' حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہمارے ساتھ تھے۔ خوش قسمتی سے مجھے حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کے نہایت قریب رہنے کا موقعہ ملا' میں نے دیکھا کہ ہمارا میزبان صاحب خانہ حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے پناہ عزت کرتا ہے اس نے آخری دن تک آپ کے اعزاز و اکرام کی بجا آوری میں کوتاہی نہ کی۔ مگر حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے یہ صاحب خانہ میزبان بڑا بخیل اور لیئم ہے۔ لوگوں نے کہا حضور اتنی خدمت اور فیاضی کے باوجود' آپ اسے ان الفاظ میں یاد فرما رہے ہیں' وہ بیچارہ ہماری عزت کر رہا ہے' خدمت کے لیئے مارا مارا پھرتا ہے' ہر قسم کی ضروریات پوری کر رہا ہے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کی باتیں سن کر فرمایا مجھے یہ شخص یوں ہی محسوس ہوتا ہے۔

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب ہمارا قافلہ روانہ ہونے لگا تو میں نے اس شخص کو دیکھا کہ ترازو لیئے بیٹھا ہے اور کہنے لگا۔ ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ! پہلے میرا حساب چکاؤ پھر چلے جانا۔ آپ نے فرمایا تمام مہمان اسے پائی پائی کا حساب دے دیں اور کوئی شخص کمی یا رعائت نہ مانگے۔ ہم

نے اس کا حساب چکا دیا۔ ہم نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا آپ نے اس کی کس عادت سے بخیل اور لئیم کہا تھا؟ آپ نے فرمایا میں نے اس کی گدی میں ایک ایسی نشانی دیکھی تھی جس سے مجھے یقین ہو گیا کہ یہ نہایت ہی بخیل اور لئیم ہے۔ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمیں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فراست پر داد دینا پڑی۔

حجر بن عبدالجبار حضرمی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں سے بڑے حسن سلوک سے پیش آتے' اپنے اصحاب و احباب سے ملتے جلتے اور اپنے قریبی دوستوں کی ضروریات کا خیال رکھنے یہ آپ کی زندگی کا معمول تھا۔ میں نے آپ سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا کہ اپنے اردگرد رہنے والوں کا اتنا خیال رکھتے ہوں۔ وہ مزید فرماتے ہیں کہ شرافت اور شائستگی میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی مثال آپ تھے۔ وہ اپنی عقل و فراست سے ہر ایک کو اپنا ہمنوا بنا لیتے۔ پھر ہر ایک پر احسانات کی بارش کرتے۔

ایک لالچی سے امانت برآمد کرالی

حضرت بکر بن خنیس رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر سارے زمانے کی عقلیں جمع کر لی جائیں تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عقل کے سامنے ہیچ دکھائی دیں گی۔ ایک شخص نے اپنے ایک دوست کے پاس دس ہزار درہم بطور امانت رکھے۔ چند دنوں کے بعد اس نے مطالبہ کیا تو اس نے انکار کر دیا۔ وہ بڑا حیران ہوا کہ اس شخص نے کیا کیا۔ کوئی گواہ نہ تھا' وہ اپنی پریشانی لے کر حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا اور سارا قصہ سنایا۔ آپ نے فرمایا تم کسی دوسرے سے بات نہ کرنا' صرف مجھے اس کا نام و پتا بتا دیں۔ اس نے بتا دیا۔ اب حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کی طرف ایک آدمی بھیجا اور کہلا بھیجا کہ مجھے امیرالمومنین خلیفہ نے بھیجا ہے' وہ چاہتے ہیں کہ بیت المال کسی ایسے شخص کی نگرانی اور تحویل میں دے دیا جائے جو یتیموں کے مال کی حفاظت ایمانداری سے کر سکتا ہو۔ انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ ایسا دیانتدار آدمی منتخب کریں تاکہ جب ہمیں رقم کی ضرورت پڑے تو فوراً مہیا کر دے۔ میں نے اپنے حلقہ احباب میں دریافت کیا تو میرے تمام دوستوں نے آپ کا نام لیا اور آپ کی دیانتداری کی تعریف کی ہے۔ اگر آپ اس ذمہ داری کو

قبول کریں تو میں امیرالمومنین کو آپ کا نام دے دوں۔ وہ شخص یہ بات سن کر پھولا نہ سمایا کہ آج امیرالمومنین بھی امام ابوحنیفہ کی سفارش سے مجھے دیانتدار منتخب فرما رہے ہیں۔ وہ گھر گھر جا کر اپنے اس منصب اور انتخاب کا تذکرہ کرتا۔ اب امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کو بلا کر کہا تم فوراً جا کر اس شخص سے اپنی امانت کے لوٹانے کا مطالبہ کرو اور باتوں باتوں میں اسے بتا دینا کہ تم میرے قریبی احباب میں سے ہو۔ وہ شخص اس کے پاس پہنچا اور حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کا بتلایا ہوا جملہ بھی کہہ دیا۔ اس نے کہا فکر نہ کرو تمہارا مال میرے پاس محفوظ پڑا ہوا ہے' چنانچہ اس کی تھیلی نکال کر اس کے حوالے کر دی۔ اپنی امانت پا کر وہ شخص دوڑا دوڑا حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا' شکریہ ادا کیا کہ آپ کی سفارش اور فراست سے میرا مال مجھے مل گیا۔ وہ خوش خوش گھر آیا۔ چند دنوں بعد وہ شخص جو امانت کو ضبط کر چکا تھا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا۔ اس کا خیال تھا کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجھے بڑے اعزاز واکرام سے نوازیں گے۔ مگر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے بے رخی اختیار کر لی۔ وہ بڑا حیران تھا' کبیدہ خاطر اور مایوس ہو کر آنے لگا تو آپ نے فرمایا ہم نے ایک غریب کی ضبط شدہ امانت واپس دلا دی ہے۔ اپنا مقصد پورا ہو گیا ہے اب تم یہاں نہ آیا کرو۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک شاگرد ابن مبارک رحمتہ اللہ علیہ نے یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ ہم ایک مرتبہ مکہ مکرمہ جا رہے تھے' راستہ میں قیام کیا تو ایک موٹا تازہ بکرا ذبح کر کے پکایا۔ سب نے فیصلہ کیا کہ آج گوشت میں سرکہ ملا کر کھایا جائے۔ لیکن سفر میں ہمارے پاس ایسا برتن نہیں تھا جس میں یہ گوشت اور سرکہ ملایا جاسکے۔ سب فکرمند تھے کہ کیا کریں' میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا فکر نہ کرو۔ آپ نے ریت میں ایک گڑھا کھودا' اس کے اردگرد ایک موٹا سا کپڑا بچھا دیا جس میں سے سرکہ باہر نہ نکلے۔ اب سرکہ ڈالا اور گوشت اس میں ڈال کر بھگو لیا۔ ہم سب نے اس گوشت کو پکایا اور کھایا اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس تدبیر پر عش عش کر اٹھے کہ اس ویرانے میں سفر کی حالت میں آپ کی فراست نے کمال کر دیا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو' تمہاری خواہش کے مطابق اللہ تعالیٰ نے میرے دماغ میں ایسی تدبیر ڈال دی کہ آپ لوگوں کا مسئلہ حل ہو گیا ورنہ میں کون ہوتا ہوں یہ سب اس کا

فضل ہے۔

ایک شخص نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی حضور میں نے ایک قیمتی چیز گھر میں رکھی تھی مگر بھول گیا ہوں اس کے لیئے بڑا پریشان ہوں' آپ کوئی تدبیر کریں۔ آپ نے فرمایا یہ کوئی شرعی مسئلہ تو نہیں' میں کیا کروں۔ وہ شخص آپ کی بات سن کر رونے لگا اور عرض کی حضور کوئی تدبیر نکالیں۔ میری بڑی قیمتی چیز تھی۔ آپ نے حاضرین کو کہا چلو بھائی اس کے گھر چلیں اور وہاں ہی کوئی تدبیر نکالیں۔ تمام رفقاء آپ کے ساتھ اس شخص کے گھر گئے۔ آپ نے فرمایا تم لوگ بھی اپنی قیمتی چیزیں چھپا کر رکھتے ہو۔ بتاؤ اگر یہ گھر تمہارا ہو تو کس حصہ میں چیز چھپاؤ گئے۔ کسی نے کوئی جگہ بتائی' کسی نے کوئی جگہ بتائی' کسی نے ایک جگہ نشان بنایا۔ کسی نے ایک نشان لگایا۔ آپ نے بھی ایک جگہ نشان لگایا اور اسے کھودنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہاں سے ہی اس شخص کی قیمتی چیز برآمد ہو گئی۔

اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ کوفے میں ایک شخص اپنا مال زمین میں دفن کر کے بھول گیا کہ کس جگہ دفن کیا ہے۔ اسے یاد نہ رہا اور وہ ایک عرصہ تک تلاش کرتا رہا مگر اسے وہ جگہ یاد نہ آئی جہاں اس نے مال دفن کیا تھا۔ بالآخر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ سنایا۔ آپ نے فرمایا یہ کوئی فقہی مسئلہ تو نہیں ہے کہ میں اس پر اپنی رائے دوں' البتہ میرا ایک مشورہ ہے کہ تم آج ساری رات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صبح صادق تک نوافل پڑھتے رہنا۔ وہ رات کے وقت نوافل پڑھ رہا تھا کہ اسے وہ جگہ یاد آگئی جہاں اس نے اپنا مال دفن کیا تھا۔ نوافل چھوڑ کر حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ حضور مجھے اپنا مال مل گیا اور وہ جگہ یاد آگئی جہاں میں نے دفن کیا تھا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجھے یہ خیال تھا کہ شیطان تجھے ساری رات عبادت نہیں کرنے دے گا۔ لیکن اچھا ہوتا کہ یاد آنے کے باوجود بھی تم شکرانہ کے طور پر ساری رات عبادت کرتے۔

ابن معین رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتنے صاحب بصیرت تھے کہ آپ کے سامنے کوئی شخص جھوٹ نہیں بول سکتا تھا۔ ابن مبارک رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کی دانائی اور عقلمندی کی بے پناہ تعریف کی ہے اور اپنی تحریروں میں بڑی مثالیں بیان کی ہیں۔ امام

ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ہزاروں اہل علم کی صحبت میں بیٹھنے کا موقعہ ملا مگر میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا صاحب بصیرت کسی کو نہ پایا۔ آپ نے ایک چھوٹا سا مشاہدہ بیان کیا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب گھر سے باہر نکلتے تو اپنے جوتوں کے تسمے دیکھ کر درست فرما لیا کرتے' آپ اکثر موزے پہنا کرتے تھے۔ مگر مجال ہے کہ کوئی تسمہ ڈھیلا ہو یا ٹوٹا ہوا ہو۔ حضرت عبداللہ بن مبارک نے اپنے مشاہدے سے بہت سی چھوٹی چھوٹی باتیں بھی نقل کی ہیں جس سے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بصیرت اور عقلمندی ظاہر ہوتی ہے۔

ابو بدر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کوفہ میں ایک بخیل شخص تھا اس نے ایک ہزار درہم جمع کر کے صندوق میں رکھے اور اسے باہر ایک جنگل میں دفن کر آیا۔ چند دنوں بعد کسی نے اس کا دفن شدہ صندوق نکالا اور لے گیا۔ اسے جب علم ہوا تو وہ اس غم سے نڈھال ہو گیا اور کئی دنوں بھوکا پڑا رہا۔ اس کے ہمسائے نے اسے کہا کہ تم امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلے جاؤ آپ ضرور کوئی راستہ بتائیں گے۔ شاید تجھے اپنا کھویا ہوا مال مل جائے۔ وہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا میں اللہ تعالیٰ سے مدد چاہتا ہوں مگر اس سلسلہ میں آپ کی راہنمائی کی ضرورت ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے ساتھ اس جنگل میں گئے جہاں اس نے مال دفن کیا تھا' وہاں چند مزدور کھیت سے کھنبیاں نکالنے میں مصروف تھے۔ آپ نے ان سے پوچھا تمہارے ساتھ کوئی اور مزدور بھی کام کرتا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں فلاں آدمی ہمارا ساتھی ہے' مگر وہ کھنبیاں نکال کر چلا گیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ اس کا نام "زر زر" ہے اور وہ فلاں محلے کے ایک حمام میں رہتا ہے۔ امام صاحب اس بخیل آدمی کو لے کر اس حمام میں گئے' حمام کے مالک کو پوچھا کیا آپ اس شخص کو جانتے ہیں جس کا نام زر زر ہے؟ اس نے بتایا وہ فلاں جگہ رہتا ہے۔ آپ وہاں گئے تو اسے وہاں بیٹھا پایا آپ نے اسے علیحدہ لے جا کر کہا کہ تم وہ صندوق نکال دو جو تم نے فلاں جگہ سے نکالا تھا۔ تمہیں نکالتے ہوئے اور گھر تک لاتے ہوئے جس نے دیکھا ہے وہ شخص بھی ہمارے پاس موجود ہے۔ آپ کی بات سن کر اس شخص کا رنگ فق ہو گیا اور ہلکی ہلکی باتیں کرنے لگا اور اقرار کیا حضور وہ صندوق میرے پاس ہے۔ میرے اس پر پچاس ساٹھ درہم خرچ ہو گئے ہیں آپ نے فرمایا اچھا تم اسے مالک کو واپس کر دو وہ پچاس ساٹھ درہم کا مطالبہ نہیں کرے گا۔ چنانچہ وہ اٹھا'

راکھ کے ڈھیر میں سے وہ صندوق نکال لایا اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دے دیا۔ آپ نے مالک کے حوالے کر دیا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ایک پیشین گوئی

کسی نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا آپ کو مدینہ منورہ کے بچے کیسے لگے؟ آپ نے فرمایا ان میں ایک بچہ اشقر ازرق ہے۔ میں اسے "ابوالمحاسن" کہتا ہوں۔ (وہ بڑے ہو کر مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے مشہور ہوئے۔) حقیقت یہ ہے کہ یہ بچہ جسے حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "ابوالمحاسن" کہا تھا بڑا ہو کر عالم اسلام میں علم و فضل کا آفتاب بن کر چمکا۔ اہل مدینہ میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اپنے معاصرین سے بازی لے گئے۔

ہم یہاں علامہ دار قطنی کی فراست کا ایک واقعہ نقل کرتے ہیں کہ آپ نے مصر کی گلیوں میں بچوں کو کھیلتے دیکھا تو فرمایا ان بچوں میں مجھے ابن سعید ازدی ابھرتا ہوا نوجوان دکھائی دیتا ہے۔ یہ وہی ابن سعید تھے جو آگے چل کر حافظ عبدالغنی کے نام سے مشہور ہوئے تھے اور حدیث کے متعلق کمال حاصل کیا اور حفظ الانساب والغرائب میں نام پایا۔

احمق کی ایک علامت

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جو شخص فوراً ہر بات حفظ کر لیتا ہے وہ احمق ہے اور عام طور پر لمبے قد کا آدمی احمق ہوتا ہے، مگر اگر کوئی لمبا آدمی عقلمند ہو تو بڑا ہی عقلمند ہو گا۔ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بار ابن ہبیرہ کے ہاں تشریف لے گئے ابن ہبیرہ امیر کوفہ تھے، اس وقت ان کے پاس ایک ایسا آدمی بیٹھا ہوا تھا جس پر لوگوں نے بہت بڑے معاملے کی تہمت لگائی تھی، اسے ابن ہبیرہ قتل کی دھمکیاں دے رہے تھے۔ اس نے دیکھا کہ ابن ہبیرہ نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بڑی عزت کی ہے تو کہنے لگا یہ شیخ مجھے اچھی طرح جانتے ہیں۔ ابن ہبیرہ نے پوچھا حضرت آپ اس شخص کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ تو وہی ہے جو اذان دیتے ہوئے زور سے کہتا ہے لا الٰہ الا اللہ، اس نے کہا ہاں! وہی شخص ہے۔ آپ نے فرمایا

اچھا اذان سناؤ تا کہ میں تمہاری آواز پہچان لوں۔ اس نے پوری اذان سنائی تو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یہ اچھا آدمی ہے اسے کچھ نہ کہو۔ اس پر ابن ہبیرہ نے اسے چھوڑ دیا اور مقدمہ سے بری کر دیا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان اس لیئے سنی کہ وہ اللہ اور رسول کی شہادت دے اور یہی شہادت اس کی رہائی کا ذریعہ بن گئی۔

قاضی بننے سے انکار

عبدالجبار بن عبداللہ خلیفہ وقت کا مصاحب تھا وہ حضرت سفیان ثوری' حضرت مسعر' حضرت شریک بن عبداللہ نخعی اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لے کر دربار میں حاضر ہوا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ان ساتھیوں کو کہا کہ میں اپنی جان چھڑانے کے لیئے کوئی تدبیر نکالوں گا۔ تم لوگ بھی کوئی نہ کوئی حیلہ ذہن نشین کر لو۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ تو راستے سے ہی بھاگ نکلے۔ مسعر نے خلیفہ منصور کے سامنے اپنی بزدلی کا اظہار کر کے خلاصی حاصل کر لی۔ البتہ شریک بن نخعی پھنس گئے۔ مسعر نے جاتے ہی خلیفہ منصور سے مصافحہ کیا اور اسے پوچھنے لگے آپ کا کیا حال ہے' آپ کی لونڈیوں اور کنیزوں کا کیا حال ہے' آپ کے جانوروں' گھوڑے اونٹ کس حال میں ہیں' مجھے آپ منصب قضاہ ضرور عنایت فرما دیجئے میں آپ کے تمام جانوروں کو سیدھا کر دوں گا۔ خلیفہ نے یہ سنا تو کہا پاگل آدمی ہے پہرے دار کو حکم دیا کہ اسے باہر نکال دو۔

منصور نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا آپ کے سامنے منصب قضا پیش کیا تو آپ نے فرمایا اے خلیفہ ! میرا نام نعمان بن ثابت ہے' میرا باپ کوفہ کے کوچہ و بازار میں کوڑیاں بیچا کرتا تھا اور غلام تھا۔ اہل کوفہ کو یہ بات گوارا نہیں ہو گی ایک مفلوک الحال موالی کے بیٹے کو قضا کی مسند پر بیٹھے دیکھیں گے اور اس کے فیصلے کیسے قبول کریں گے۔ خلیفہ نے کہا یہ بات تو درست ہے۔ آخر میں شریک آگے بڑھے اور خلیفہ سے گفتگو کرنے لگے تو خلیفہ نے کہا چپ رہو اب آپ کے علاوہ کوئی ایسا عالم دین نہیں ہے جسے میں اس عہدے پر فائز کر سکوں۔ شریک نے کہا حضور ! مجھے نسیان کا مرض ہے میں بات کر کے بھول جاتا ہوں۔ خلیفہ نے کہا نسیان کا علاج لوبان ہے اسے استعمال کیا کرو۔ انہوں نے پھر کہا حضور میں کمزور اور سست آدمی ہوں' خلیفہ نے کہا آپ کے

لیئے حلوہ تیار کیا جائے گا جسے کھا کر تندرست' چاک و چوبند ہو جاؤ گے۔ مسند قضاء پر بیٹھنے سے پہلے کھا لیا کرو' کوئی سستی نزدیک نہیں آئے گی۔ شریک نے کہا میں ہر آنے جانے والے پر اپنا فیصلہ مسلط کر دیتا ہوں خواہ وہ میرا کتنا قریبی ہی کیوں نہ ہو۔ خواہ میرا بیٹا ہی ہو' میں اپنی ذات سے بھی یہ فیصلہ نہیں روکتا۔ اس طرح آپ کی حشمت اور مقام مجروح ہوگا۔ خلیفہ نے کہا مجھے منظور ہے تم اپنے فیصلوں میں کلی طور پر آزاد ہو ہم دخل نہیں دیں گے۔

مسند قضاء پر بیٹھتے ہی شریک کے سامنے جو مقدمہ سب سے پہلے پیش ہوا۔ وہ شاہی گھرانے کی ایک خوبصورت کنیز کا تھا۔ دوسرا فریق بھی عدالت میں موجود تھا' وہ کنیز چونکہ شاہی ماحول کی تھی وہ آگے بڑھ کر قاضی شریک کے پہلو میں جا بیٹھی۔ قاضی شریک نے کہا اے بدبودار عورت! یہاں سے اٹھ کر دور ہو جاؤ اور اپنے قبیلہ کے لوگوں کے ساتھ جا کر کھڑی ہو جاؤ۔ کنیز نے کہا یہ بوڑھا قاضی تو بڑا احمق ہے۔ قاضی شریک نے کہا میں نے تو پہلے ہی خلیفہ سے کہہ دیا تھا کہ میں کسی کا لحاظ نہیں کروں گا۔ یہ کنیز خلیفہ وقت کی خاص کنیز تھی۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی قیافہ کی باتیں

محمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں چند احباب بیٹھے ہوئے تھے' وہاں سے ایک شخص گزرا' آپ نے اس پر ایک نگاہ غلط انداز ڈالی تو آپ نے اپنے احباب کو فرمایا۔ یہ شخص "مسافر" ہے۔ پھر فرمایا' اس کی جیب میں "مٹھائی" ہے۔ پھر فرمایا' یہ بچوں کا "استاد" ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ ساری باتیں سن کر آپ کے شاگردوں نے عرض کی حضور! کیا آپ اس شخص کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا' نہیں' میں تو صرف قیافے سے یہ بات کہہ رہا ہوں۔ ایک شخص اٹھا اس نے اس جانے والے کا پیچھا کیا اور اسے جا لیا۔ اور پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا میں ایک مسافر ہوں۔ اس نے کہا تمہاری جیب میں کیا ہے؟ اس نے کہا' میٹھا کشمش ہے۔ پھر اس نے پوچھا تم کیا کرتے ہو؟ اس نے بتایا کہ میں ایک مکتب میں استاد

ہوں۔ وہ شاگرد حضرت کی مجلس میں واپس آیا اور عرض کی حضور آپ کی ایک ایک بات درست نکلی' مگر حیرت ہے کہ آپ اسے جانتے تک نہیں مگر اس کے متعلق یہ ساری معلومات کس طرح بیان کر دیں؟

آپ نے فرمایا' جب میں نے اسے یہاں سے گزرتے دیکھا تو وہ دائیں بائیں دیکھ رہا تھا۔ مجھے خیال آیا یہ مقامی آدمی نہیں یہ مسافر ہے جو ادھر ادھر نظریں دوڑائے چلا جا رہا ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ اس کے ارد گرد مکھیاں منڈلا رہیں ہیں تو مجھے محسوس ہوا ضرور اس کے پاس کوئی میٹھی چیز ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ وہ گلی میں کھیلتے ہوئے چھوٹے بچوں کو بڑی دلچسپی سے گھور گھور کر دیکھ رہا ہے' میں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ یہ بچوں کا استاد ہے۔

علم کا صلہ ملتا ہے

کوفہ میں ایک دن یہ افواہ اڑائی گئی کہ حضرت امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ فوت ہو گئے ہیں۔ یہ بات حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا۔ ابویوسف فوت نہیں ہوئے یہ بات غلط ہے۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ یہ بات کیوں نہیں مانتے؟ آپ نے فرمایا کہ امام ابویوسف نے علم کی بے پناہ خدمت کی ہے۔ مگر اسے ابھی تک اس کا پھل نہیں ملا' ان کی علمی کوششوں کا انہیں صلہ نہیں ملا۔ اللہ تعالیٰ کسی کے علم کو بے ثمر نہیں کرتا۔ وہ جب تک اپنے علم کا پھل حاصل نہیں کر لیں گے فوت نہیں ہو سکتے۔ واقعی یہ خبر غلط نکلی۔ اور حضرت قاضی ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے علم کی خدمات سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت بڑا صلہ دیا کہ وہ دنیا میں خوش اور خوشحال ہو گئے۔ وہ جوانی میں سلطنت عباسیہ کے قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) مقرر ہوئے۔ آپ نے بڑے بڑے اہم فیصلے کیئے جو آج تک دینی لحاظ سے مشعل راہ ہیں۔ جب وہ فوت ہوئے تو ان کے پاس سات سو رکاب سونا ورثہ میں موجود تھا اور اپنے منصب کے اعتبار سے سارے عالم اسلام میں مسلم فقیہ کی حیثیت سے زندہ رہے۔

ستو اور پانی کا مشکیزہ

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بیان کرتے ہیں کہ مجھے ایک سفر میں جنگل اور

خشک بیابان سے گزرنا پڑا۔ مجھے پیاس لگی تو کہیں سے پانی نہ ملا۔ ایک اعرابی (جنگلی) کے پاس پانی کا مشکیزہ تھا۔ میں نے اس سے ایک پیالہ پانی مانگا مگر اس نے انکار کر دیا اور کہا کہ قیمت ادا کرو چنانچہ اس نے سارا مشکیزہ پانچ درہم میں میرے ہاتھ فروخت کر دیا۔ میں نے رعایت کے لیئے بار بار کہا مگر اس نے کوئی رعایت نہ کی۔ آخر میں نے اس سے پانی کا مشکیزہ خرید کر رقم اس کے حوالے کر دی۔ تھوڑی دور جا کر میں نے اسے کہا بھائی میرے پاس ستو ہیں تم کھاؤ گے۔ اس نے کہا کیوں نہیں' میں نے اپنے شاگردوں کو کہا شکر ملا کر اسے ستو کا ایک پیالہ دے دو۔ اس نے ستو لیئے اور بڑی بھوک سے کھانے لگا' چند لمحوں بعد اسے پیاس لگی اور کہنے لگا مجھے سخت پیاس لگی ہے مجھے پانی دو۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا' میں تو یہ پانی فروخت کروں گا تم نے خریدنا ہے تو ایک پیالے کے لیئے پانچ درہم نکالو۔ وہ بہت اصرار کرتا رہا آپ نے کہا نہیں' ایک پانی کا پیالہ پانچ درہم میں ملے گا وہ منت سماجت کرتا رہا کہ کوئی رعایت کریں مگر آپ نے کہا' نہیں پانچ درہم ہی لوں گا۔ اب وہ نہایت تنگ آ گیا۔ میرے پاس بار بار آتا اور رعایت کے لیئے کہتا۔ میں نے اسے کہا نہیں کوئی رعایت نہیں کروں گا۔ اس نے مجبور ہو کر پانچ درہم دیئے اور پانی کا ایک پیالہ خریدا۔ اب پانچ درہم بھی میرے پاس واپس آ گئے اور پانی کا مشکیزہ بھی۔

میرے یہ اشعار ملاحظہ فرمائیں ۔

لا بی حنیفة ذی الفخار مناقب — مثل الحصاجلت عن الاحصاء

صفی الشریعة باجتهاد صائب — اذ عاف کل شریعة کدراء

اعلته همة علمه حتی اعتلی — ظهر السماک و غارب الجوزاء

وجدوه معتذر ابلمحة فکره — بزلاء کل شرودة عذراء

هبت ریاح علومه فتبد دوا
مثل الجراد بهبة النکباء

(ترجمہ) "حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب ریت کے ذروں کی طرح بے

شمار ہیں۔ وہ شریعت کی روشنی میں صاف ستھرا اجتہاد کیا کرتے تھے حالانکہ اس وقت شریعت کے مسایل بیان کرنے میں لوگوں کو بڑی مشکلات کا سامنا تھا۔ آپ اپنے علم و فضل کی بلندیوں پر جوزا کے ہم پایہ تھے اور تحقیق کی گہرائیوں میں تحت الثریٰ تک نگاہ رکھتے تھے۔ جب آپ کے علوم کی ہوائیں چلیں تو ساری دنیا سرسبز و شاداب ہو گئی۔"

✱✱✱✱✱

✱✱✱✱

✱✱✱

✱✱

✱

باب نہم

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تقویٰ

حضرت عبداللہ بن المبارک رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ سے کہا کہ ہم نے کبھی امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنے مخالفین کا گلہ یا غیبت نہیں سنی۔ آپ نے فرمایا یہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دانشمندی اور علمی بلندی ہے۔ انہیں یہ پسند نہیں کہ ان کی نیکیاں ان کے مخالفین کے نامہ اعمال میں درج ہوں۔ حدیث پاک میں ہے کہ جس کا گلہ کیا جائے اس کے نامہ اعمال میں گلہ کرنے والے کی نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔

کسی نے یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ انسان کب فتویٰ دینے کے قابل ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا، جب امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام کو پہنچ جائے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات سن کر کہا، ابو خالد! آپ بھی ایسا کہتے ہیں؟ (یزید بن ہارون ظاہری طور پر امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم کے قائل نہیں تھے) انہوں نے فرمایا، اس سے بڑھ کر میرے پاس الفاظ نہیں ورنہ میں اس سے بھی بڑھ کر بات کرتا۔ آج دنیائے اسلام میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا کوئی فقیہ نہیں ہے اور نہ ہی آپ جیسا پاک باز عالم دین نظر آتا ہے۔ میں نے آپ کو ایک دن تیز دھوپ میں ایک شخص کے مکان کے پاس کھڑے دیکھا۔ میں نے عرض کی آپ اس دیوار کے سایہ میں آجائیں۔ آپ نے فرمایا میں نے اس شخص سے قرض لینا ہے، یہ میرا مقروض ہے، میں اس کی دیوار کے سایہ میں کھڑے ہو کر سود کا جواز پیدا نہیں کر سکتا۔ حضرت یوسف بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے بڑھ کر احتیاط اور تقویٰ کیا ہو سکتا ہے۔

یحییٰ بن ابی زائدہ رحمتہ اللہ علیہ بھی آپ کا ایک ایسا ہی واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک دن حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی کہ میں آپ سے اس خدائے قدیر کی

قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ آپ نے شدید گرمی اور دھوپ میں اس شخص کے مکان کی دیوار کے سایہ میں کھڑے ہونے سے کیوں اجتناب کیا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے اس گھر والے سے قرضہ لینا تھا۔ میں اس کی دیوار کے سایہ میں کھڑے ہو کر فائدہ اٹھاؤں تو یہ ایک قسم کا سود ہے' یہ میرا اپنا فیصلہ ہے اور میری اپنی ذات کے لیئے ہے' عوام کے لیئے یہ فتویٰ نہیں ہے۔

یحییٰ بن القطان رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک دن حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کی باتیں سن رہے تھے۔ میں آپ کے چہرے پر نظر ڈالتا تو تکبر یا خودنمائی کی بجائے مجھے آپ کے چہرے پر اللہ تعالیٰ کا خوف اور ڈر محسوس ہوتا۔ اسی طرح یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف ثقہ فی الحدیث ہی نہیں تھے بلکہ ثقہ فی فقہ بھی تھے۔ خدا کی قسم وہ بہت بڑے متقی تھے۔ وہ از روئے قدر و منزلت بہت بلند پایہ تھے۔ انہی سے جب امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا۔ وہ "صدوق" بہت سچے بزرگ ہیں۔

حضرت قاسم بن معن بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود رحمتہ اللہ علیہم سے لوگوں نے دریافت کیا' کیا آپ باین علم و فضل امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام بننا پسند کریں گے؟ آپ نے فرمایا' حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کوئی علمی شخصیت نہیں ہے۔ حضرت قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا' تم میرے ساتھ ایک بار حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس میں چلو تو ساری زندگی ان کے غلام بے دام بن کر رہو گے۔ واقعی ایسا ہی ہوا' آپ نے ساری عمر آپ کے ساتھ گزاری' آپ جیسا بلند پایہ فقیہ کہیں میسر نہیں آیا۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حلیم بھی ہیں' متقی بھی ہیں اور سخی بھی ہیں۔

حضرت ابو عوانہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں ایک دن حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا' آپ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور عرض کی کہ کوفہ کے گورنر نے ایک شخص کے بارے میں مسئلہ پوچھا ہے کہ جس شخص نے کھجور کا شیرہ چوری کیا ہو تو اس کی کیا سزا ہے؟ آپ نے گورنر کو لکھا کہ ایسے شخص کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ میں نے کہا سبحان اللہ! کیا آپ نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث نہیں سنی کہ پھل کی چوری میں قطع ید نہیں ہے

اور اسی طرح کھجور کی چوری میں بھی ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ آپ نے حدیث سن کر اپنا فیصلہ واپس لے لیا اور خط میں لکھا کہ اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

عالم اسلام کا سب سے بڑا فقیہ

عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ کوفہ میں پہلی بار آئے تو آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ اس شہر میں سب سے بڑا عالم دین اور فقیہ کون ہے ؟ لوگوں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لیا۔ یہی روایت دوسرے الفاظ میں بھی آئی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا اس شہر میں سب سے بڑا فقیہ اور متقی کون ہے ؟ لوگوں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لیا۔ اس وقت کے ایک بہت بڑے فقیہ مکی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ میں کئی سال کوفہ میں رہا مجھے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کوئی فقیہ اور متقی نہیں ملا۔

کاروباری دیانت داری کی ایک مثال

حفص بن عبدالرحمٰن حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کاروبار میں شریک اور حصہ دار تھے۔ آپ نے انہیں کپڑا بیچنے کے لیئے کسی دوسرے شہر میں بھیجا اور ساتھ ہی بتا دیا کہ اس کپڑے میں " فلاں فلاں " نقص ہے۔ کپڑا بیچنے سے پہلے تم نے گاہکوں کو بتانا ہے کہ اس کپڑے میں یہ عیب ہے۔ حفص بن عبدالرحمٰن نے کپڑا تو بیچ دیا مگر گاہکوں کو کپڑے میں نقص سے آگاہ نہ کیا۔ جب امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس غلطی کا علم ہوا تو آپ نے اس کپڑے کی ساری قیمت غریبوں میں صدقہ کر دی۔

حفص بن غیاث فرماتے ہیں جو سامان غلطی سے بکا اس کی قیمت تیس ہزار درہم تھی۔ اتنی بڑی رقم حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صدقہ کر دی اور دنیاوی نقصان کی پروا نہ کی اور اس کے بعد انہیں اپنے کاروبار سے علیحدہ کر دیا۔

یاد رہے اس واقعہ میں حفص کا نام آتا ہے یہ دونوں حفص علیحدہ علیحدہ شخصیت تھیں۔ ایک حفص بن عبدالرحمٰن آپ کے حصہ دار اور شریک کاروبار تھے اور دوسرے حفص بن غیاث

رحمۃ اللہ علیہ آپ کے علوم فقہ میں معاون تھے اور یہ اپنے وقت کے بہت بڑے فقیہ اور باکمال عالم دین تھے۔ وہ خلافت عباسیہ میں امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے چیف جسٹس (قاضی القضاۃ) کے عہدے پر نامزد تھے۔ ان کی معزولی کے بعد امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کو قاضی القضاۃ مقرر کیا گیا تھا۔

کاروبار میں کوتاہی کے اس واقعہ میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ امام حارثی نے اپنی کتاب "الکشف" میں تفصیل کے ساتھ اس واقعہ پر روشنی ڈالی ہے اور بتایا ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے شریک کاروبار کو صرف اس بے احتیاطی کی وجہ سے علیحدہ کر دیا تھا اور کاروبار کے تیس ہزار درہم خیرات کر دیئے تھے۔

امین شہر

خلیفہ عباسی جعفر منصور نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دربار میں بلا کر تیس ہزار درہم دیئے اور کہا اس امانت کو اپنے گھر میں رکھ دیں۔ آپ نے فرمایا میں بغداد میں ایک مسافر کی حیثیت سے قیام پذیر ہوں، میں اس امانت کی حفاظت نہیں کر سکوں گا۔ آپ اسے بیت المال میں رکھ دیجئے۔ خلیفہ نے آپ کی بات مان لی مگر جب امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا تو آپ کے گھر سے کئی غریب لوگوں کی امانتیں ملیں، تو خلیفہ نے کہا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں دھوکے میں رکھا۔ وہ تو بہت بڑے "امین" تھے۔

قیس بن الربیع کہتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت بڑے فقیہ اور متقی تھے۔ آپ سے بہت علماء حسد کیا کرتے تھے، اگرچہ آپ کے پاس جو ضرورت مند آتا اسے احسان و مروت کے ساتھ لوٹاتے تھے۔ اہل علم اور طلباء کو انعام و اکرام سے نوازتے تھے۔ آپ اپنے زمانے کے ذہین ترین اور عقل مند انسان تھے۔

یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے زندگی بھر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر عقل مند انسان نہیں دیکھا۔ وہ اعمال میں افضل اور کردار میں متقی تھے۔ میں نے ہزاروں علمائے کرام سے علم حاصل کیا، لیکن میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر معلم کہیں نہیں پایا۔ انہیں اپنی زبان پر اتنا قابو تھا کہ ایک لفظ بھی فائدے سے خالی نہ نکلتا تھا۔ ابن عیینہ

فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں آپ سے بڑھ کر افضل انسان کوئی نہ تھا اور نہ ہی ہم نے آپ سے بڑھ کر کسی انسان کو متقی اور فقیہ دیکھا۔

علی بن خشرم کی روایت ہے کہ ابن عیینۃ نے فرمایا کہ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کسی کو زیادہ متقی نہیں دیکھا۔ اسی طرح ابراہیم بن عکرمہ مخزومی فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ سے بڑا پرہیزگار سارے عالم اسلام میں دوسرا نہیں دیکھا۔ عمر بن ذر فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عدل و انصاف کی مثال تھے۔ امام ابویوسف رحمتہ اللہ علیہ عمر بن ذر کی بات کو بڑھاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جس مجلس علماء میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود ہوتے تو وہ اپنے علم' ورع اور بصیرت کی وجہ سے سب پر حاوی رہتے۔

حسن بن عمارہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخالف تھے اور جہاں جاتے آپ کے خلاف گفتگو کرتے۔ ایک بار خلیفہ وقت نے کوفہ کے تمام علماء کرام کو اپنے دربار میں طلب کیا اور ان کے سامنے ایک مسئلہ رکھا۔ تمام علماء کرام نے اس مسئلہ پر اپنی رائے دی مگر خلیفہ نے اسے غلط قرار دیا۔ صرف حسن بن عمارہ نے اس مسئلہ کو اس حسن و خوبی اور صحت سے پیش کیا کہ تمام علما نے تسلیم کیا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس میں کوئی شک نہیں کہ حسن بن عمارہ نے مسئلہ صحیح بتایا مگر ان سے ایک غلطی ہو گئی ہے۔ حسن بن عمارہ کہنے لگے یہ ایک مجلس مناظرہ تھی اور خلیفہ عباسی کا دربار تھا اگر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھ کر میری غلطی اور خطاء پر گرفت کرتے تو مجھے کہیں کا نہ چھوڑتے مگر انہوں نے خاموش رہ کر میری عزت بچالی۔ وہ ایک پرہیزگار انسان ہیں اس لیئے وہ اپنے مخالفین کو بھی شرمندگی سے محفوظ رکھتے ہیں۔ اس واقعہ کے بعد وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راضی ہو گئے اور جہاں جاتے آپ کی تعریف کیا کرتے اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم و فضل کی قدر کرتے۔ محمد بن خزیمہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس وجہ سے وہ اہلحدیث جو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخالف ہیں حسن بن عمارہ کو "ضعیف الحدیث" کہتے ہیں۔ وہ آپ کو صرف اس لیئے "ضعیف الحدیث" کہتے ہیں کہ وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مداح تھے۔

اسی واقعہ کو سہل بن مزاحم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ خلیفہ کے دربار میں اس مسئلہ پر

علمائے کرام نے زبردست بحث کی۔ آخر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے سب کے لیئے قابل تسلیم تھی۔ حسن بن عمارہ آپ کی رائے سے متفق بھی ہوئے اور خوش بھی ہوئے اور باقی زندگی میں آپ کی رائے کا احترام کرتے رہے اور مداح بھی ہو گئے۔

عبدالرحمٰن نخعی فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کوئی پرہیزگار نہیں پایا۔ احمد الثقفی فرماتے ہیں کہ ہم عیسیٰ بن یونس کے گھر میں بیٹھے تھے، انہوں نے کہا کہ ہمیں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک حدیث بیان کی ہے۔ مجلس میں ایک شخص اٹھا اور کہنے لگا، ابھی تک آپ لوگوں نے امام ابوحنیفہ سے توبہ کرنے کا مطالبہ نہیں کیا؟ امام ابوحنیفہ تو حدیث بیان کرنے میں جھوٹے ہیں۔ عیسیٰ بن یونس نے اس چلانے والے شخص کو مخاطب کر کے فرمایا خدا تجھے اس جھوٹ اور گستاخی کی جلدی ہی سزا دے گا۔ ہم تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے متقی اور عالم دین سے روایت لیتے ہیں۔ تم کفار سے روائتیں بیان کیا کرو گے۔ آج امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر سچا اور متقی کون ہے؟

علی بن خشرم فرماتے رحمۃ اللہ علیہ ہیں کہ کسی نے عیسیٰ بن یونس کے سامنے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شکوہ کیا تو انہوں نے اسے سخت الفاظ میں ڈانٹا اور فرمایا، آج امام ابوحنیفہ جیسا متقی اور پرہیزگار کوئی آدمی نہیں ہے۔

سلیمان بن شاذکونی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے عیسیٰ بن یونس نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ کے خلاف کبھی کوئی بات نہ کرنا اور نہ ہی ان کے سامنے میری کسی روایت کو ترجیح دینا۔ خدا کی قسم میں نے ان سے بڑھ کر کوئی متقی اور بزرگ نہیں پایا۔ عیسیٰ بن یونس کا معمول تھا کہ آپ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایات کو بڑے وثوق سے بیان فرمایا کرتے تھے اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کو تمام علمائے کوفہ پر ترجیح دیا کرتے تھے۔

محمد بن داود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے ہاں عیسیٰ بن یونس تشریف لائے اور اپنی بغل سے ایک کتاب نکالی اور اسے پڑھ کر سنانے لگے، کسی نے کہا حضرت آپ ہمارے سامنے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایات بیان فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں نے تو زندگی بھر ان سے بڑا فقیہ اور سچا انسان نہیں دیکھا۔ میں انہیں اپنی زندگی میں پسند کرتا ہوں اور مرنے کے بعد بھی۔

یوسف صفار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے وکیع کو فرماتے سنا کہ میں نے حدیث بیان کرنے میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا تقویٰ اختیار کرنے والا محدث نہیں دیکھا۔ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت وکیع امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بہت اچھی رائے رکھتے تھے اور آپ کے تقویٰ اور ورع کو ہمیشہ اچھے الفاظ میں بیان فرمایا کرتے۔

حضرت عبشر رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دن کو اکثر روزہ رکھتے اور زیادہ وقت عبادت خداوندی میں گزارتے' وہ متقی اور فقیہ تھے۔ ابوداود حفری فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان حلال امور میں بھی تقویٰ کرتے جن میں کسی کو کوئی شک و شبہ نہیں ہوتا تھا۔ اندازہ فرمائیں جو شخص حلال امور میں اتنی احتیاط کرتا ہے وہ حرام امور میں کس قدر محتاط ہوگا۔

کاروبار میں احتیاط

حضرت امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے استاد حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ریشمی کپڑے کا کاروبار کرتے تھے۔ ایک دن آپ سے کسی نے کپڑا خریدنا چاہا' آپ نے اپنے بیٹے حماد کو کہا کہ انہیں کپڑا دکھایئے۔ حماد رحمۃ اللہ علیہ نے تھان کھولتے وقت زبان سے پڑھا "صلی اللہ علیٰ محمد" حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیٹے کو فرمایا اب اس شخص کو کپڑا نہ دینا۔ تم نے درود شریف پڑھ کر کپڑے کی تحسین کر دی ہے۔ وہ شخص چلا گیا۔ سارا بازار گھوما مگر اسے اس جیسا کپڑا کہیں نہ ملا۔ وہ دوبارہ آیا مگر حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے کپڑے دینے سے انکار کر دیا۔

حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے میرے والد گرامی نے بتایا تھا کہ میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس میں نو سال تک حاضر ہوتا رہا۔ میں نے سارے کوفہ میں آپ جیسا متقی' پرہیزگار' صلوۃ و سلام کا پابند' صدقہ اور خیرات کا عادی کسی کو نہیں دیکھا اور آپ ہمیشہ ان امور پر قائم رہے۔

فیض بن محمد الرقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بغداد میں ملا۔

میں نے ارادہ کیا تھا کہ کوفہ جاؤں' آپ نے مجھے بلا کر کہا کوفہ جاؤ تو میرے بیٹے حماد کو کہنا کہ میرا تو ایک ماہ کا خرچہ صرف دو درہم ہے تم نے وہ بھی روک دیئے' جلدی بھیجو۔ یہ وہ زمانہ تھا جب آپ خلیفہ عباسی کے قیدخانہ میں بغداد میں قیام فرما تھے۔ یہ تقویٰ تھا کہ زندان خانہ میں بھی آپ سرکاری کھانا نہیں کھایا کرتے تھے۔ منصور نے اپنے خاص مہمان خانہ سے کھانا بھیجا تو آپ نے انکار کر دیا۔ آپ دو درہم کے ستو کوفہ سے منگوا کر گزر اوقات فرمایا کرتے تھے۔

سفیان بن زیاد بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے پناہ پرہیزگار تھے۔ آپ کا ریشمی کپڑے کا کاروبار بڑا وسیع تھا۔ آپ اس کاروبار میں بڑے تدبیر اور غور و حوض فرمایا کرتے اور مال کے لینے اور دینے میں سخت چھان بین کیا کرتے تھے۔ ایک مدنی تاجر کوفہ میں آیا۔ اسے اپنی بیٹی کے جہیز کے لیئے قیمتی ریشمی کپڑا درکار تھا۔ وہ کپڑا صرف امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ہی تھا۔ لوگوں نے اسے بتایا کہ جب تم آپ کے گودام میں جاؤ اور تمہاری خواہش کے مطابق تمہارے سامنے کپڑا رکھیں تو بلا کم و کاست کپڑا خرید لینا اور بھاؤ طے کرتے جھگڑا نہ کرنا کیونکہ ابوحنیفہ تو خود ہی مناسب قیمت بتاتے ہیں۔

وہ شخص آپ کی دکان پر پہنچا تو حضرت کے ایک شاگرد سے ملاقات ہوئی۔ اس نے خیال کیا شاید وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اس نے کپڑا مانگا' اس نے کپڑا سامنے لا رکھا۔ اس نے قیمت پوچھی تو دکاندار نے ایک ہزار درہم بتائی۔ اس شخص نے بلا سوچ سمجھے ایک ہزار درہم دے دیئے اور سامان لے کر مدینہ آگیا۔ ایک عرصہ کے بعد حضرت امام ابوحنیفہ نے وہی کپڑا طلب فرمایا شاگرد نے بتایا میں نے تو اسے ایک ہزار درہم میں فروخت کر دیا تھا۔ آپ نے شاگرد کو فرمایا تم لوگوں کو دھوکا دیتے ہو اور زیادہ رقم لیتے ہو۔ آپ نے اسی دن سے اسے دکان سے نکال دیا اور خود اس شخص کی تلاش میں مدینہ منورہ پہنچے اور ہزار درہم ساتھ لے گئے۔ مدینہ منورہ پہنچے تو اس شخص کو اس کپڑے کی چادر اوڑھے نماز پڑھتے دیکھا۔ آپ نے بھی اسی مسجد میں نوافل پڑھنے شروع کر دیئے وہ نماز سے فارغ ہوا تو آپ نے فرمایا۔ یہ کپڑا جو تم نے اوڑھ رکھا ہے وہ میرا ہے' اس نے کہا میں تو اسے امام ابوحنیفہ کی دکان سے کوفہ سے خرید کر لایا ہوں۔ آپ نے پوچھا تم ابوحنیفہ کو پہچان لو گے اس نے بتایا کیوں نہیں' آپ نے فرمایا' ابوحنیفہ میں ہوں' کیا تم نے مجھ سے کپڑا خریدا تھا اس نے کہا

نہیں۔ آپ نے فرمایا تو تم میرا یہ کپڑا مجھے دے دو اور ایک ہزار درہم اس کے سامنے رکھ دیئے۔ اس نے کہا۔ میں اس کپڑے کو ایک عرصہ تک استعمال کرتا رہا ہوں مجھے یہ جائز نہیں کہ استعمال شدہ کپڑا واپس دوں اور ایک ہزار درہم لوں' ہاں آپ کچھ رقم دے سکتے ہیں۔ آپ نے اسے فرمایا۔ اس وقت کپڑے کی قیمت چار سو درہم تھی۔ اگر تم کپڑا رکھنا چاہتے ہو تو چھ سو درہم واپس لے لو اور اب یہ کپڑا بطور تحفہ رکھ لو۔ مگر اس مدنی شخص نے انکار کر دیا۔ اب آپ نے فرمایا۔ اچھا اگر تم ایسا نہیں کر سکتے تو میرا کپڑا مجھے دے دو اور اپنا ایک ہزار درہم واپس لے لو اور جو تم نے استعمال کیا میں تمہیں معاف کرتا ہوں' اس کے باوجود وہ کپڑا واپس دینے پر راضی نہ ہوا۔ اور نہ آپ سے ایک ہزار درہم لیا۔ اور کہا کہ میں نے اسے خریدا تھا اور سوچ سمجھ کر خریدا تھا۔ اب حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے چھ سو درہم بھی واپس کر دیئے اور اسے کپڑا رکھنے پر بھی مجبور کیا اور اس سے معذرت بھی کی اور واپس کوفہ آ گئے۔

عطاء بن جبلہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کوفہ کے علماء کرام بلا اختلاف اس بات پر متفق تھے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زبردست فقیہ اور متقی عالم دین تھے۔ آپ سے بڑھ کر کوئی بھی فقیہ اور متقی نہ تھا۔ وہ پرہیزگار' روزہ دار اور شب بیدار تھے۔

بکیر بن معروف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگ ایک بار امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھتے تو پہچان لیتے۔ آپ فقہ میں بے مثال صاحب بصیرت تھے۔ آپ کی معرفت کا سبب کم لوگوں کو ادراک تھا۔ اور آپ کی عبادت تمام علماء کرام سے بڑھ کر تھی۔ آپ کو جو بھی کوئی دیکھتا تو بلا سوچے آپ کی پرہیزگاری اور فقاہت کا قائل ہو جاتا۔ آپ فرمایا کرتے تھے میں نے ایک دن امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی حضور میں نے آپ جیسا کوئی دوسرا انسان نہیں دیکھا۔ آپ کے مخالفین آپ کا گلہ کرتے ہیں' غیبت کرتے ہیں مگر آپ جب بھی کسی کا ذکر کرتے ہیں تو اس کی خوبیاں ہی بیان کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں نے کبھی کسی کے عیب تلاش نہیں کیئے اور کبھی برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیا۔

حفص بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن ابن عون کو ملا تو اس نے پوچھا' ابوحنیفہ کس حال میں تھے؟ میں نے کہا میں نے ان کے متعلق سنا ہے کہ ان کے شاگرد کہتے ہیں کہ

آج حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کچھ کہا ہے کل اس سے رجوع کر لیں گے مگر تم اس کے کمالات کے گیت گاتے ہو۔ کیا وہ شخص قابل اعتماد ہو سکتا ہے کہ جو اپنی بات پر قائم نہ رہ سکے۔ انہوں نے کہا، یہی تو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کمال ہے کہ وہ اپنی کسی بات پر اصرار نہیں کرتے اور اپنی بات پر اڑتے نہیں۔ حفص بن عبدالرحمٰن نے مزید کہا کہ میں نے آپ جیسا شخص تمام علماء، فقہا، زاہدوں اور عابدوں میں نہیں دیکھا اور تقویٰ کے سب سے اول و اعلیٰ ہیں۔ حفص بن عبدالرحمٰن وہی ہیں جو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کاروبار میں شریک تھے اور بیس سال تک شریک تجارت رہے۔ وہ نیشاپور کے رہنے والے تھے، وہ عالم بھی تھے، حدیث و فقہ میں روایت بھی کرتے تھے اور نہایت نیک سیرت انسان تھے۔

حفص بن عبدالرحمٰن رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے زندگی کا ایک طویل عرصہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رفاقت میں گزارا۔ بیس سال تک کاروبار میں شریک رہا۔ آپ نے کبھی کوئی بات پوشیدہ رکھ کر ظاہری طور پر کوئی اور بات نہیں کی۔ آپ کا ظاہر اور باطن ایک تھا۔ وہ کسی مشکوک اور شبہ والے کام کو اختیار نہیں کرتے تھے۔ اگر کبھی دل میں شک گزرتا تو اسے دل سے نکال دیتے اور صاف دلی سے معاملات کو طے کرتے خواہ انہیں دنیاوی طور پر کتنا ہی نقصان اٹھانا پڑتا۔

سہل بن مزاحم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نصر بن محمد کے پاس بیٹھا تھا کہ کسی نے کہا کہ ابوغسان امام ابوحنیفہ کے متعلق ایسی ایسی باتیں کرتا ہے۔ نصر بن محمد سخت ناراض ہوئے، فرمانے لگے مجھے ان ناپختہ بچوں کی باتوں سے کوئی سروکار نہیں کہ وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیا کیا کہتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آج کل امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا متقی، فقیہ اور صاحب بصیرت آدمی کوئی نہیں۔ وہ بات پختہ کہتے ہیں اور اگر کوئی غلطی ہو جائے تو اس پر اصرار نہیں کرتے، نہ ضد کر کے اس پر قائم رہنے کی کوشش کرتے ہیں۔

یاد رہے کہ نصر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ مرو کے ائمہ میں سے ایک صاحب بصیرت امام ہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس سے مستفیض ہوتے رہے ہیں، آپ کے مصاحب ہیں اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایات سے فقہ اور حدیث کی روایت کیا کرتے تھے۔ وہ خود ج

کے سفر پر گئے تو اپنی ایک کنیز حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں خدمت کے لیئے صرف اس لیئے چھوڑ گئے کہ وہ امام صاحب کے اندورن خانہ معمولات پر نظر رکھے اور انہیں آکر سنائے۔ پھر آپ کی عبادت اور خصائل کی تفصیل بیان کرے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نصر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کو فتویٰ دینے سے روک دیا تھا اور وہ رک گئے۔ حضرت امام کے بیٹے حماد ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے فتویٰ پوچھا تو وہ خاموش رہے۔ آپ نے انہیں اعتماد میں لیتے ہوئے کہا آپ خفیہ طور پر فتویٰ دے دیں میں کسی کو فتویٰ نہیں بتاؤں گا۔ آپ نے فرمایا مجھے اگر بادشاہ بھی کہے تو میں فتویٰ نہیں دوں گا۔ یہ بات حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احترام میں تھی۔ یہ روایت آپ کے بیٹے ابواسحاق زاہد نے بھی بیان کی ہے کہ میں نے اپنے والد کو کہا آپ اور میں اکیلے ہیں' دوسرا کوئی نہیں' فتویٰ دیں۔ آپ نے انکار کرتے ہوئے فرمایا' تمہیں معلوم نہیں کہ اگرچہ یہاں ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں ہیں مگر اللہ تو دیکھ رہا ہے۔ میں اس حکم سے کیوں بغاوت کروں' میں قیامت کے دن اس باز پرس سے بچنا چاہتا ہوں۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ اس شخص کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو دین کے معاملات پر عبور رکھتا ہو' لوگ اس سے مسائل دریافت کریں مگر وہ فتویٰ نہ دے اور لوگوں کے مسائل حل نہ ہوں اور اسے یہ بھی معلوم ہو کہ اگر وہ مسائل کا جواب نہ دیں گے تو دوسرے علماء کرام بھی ان مسائل کے صحیح جواب نہیں دے سکیں گے۔ اس روایت کو بیان کرنے والے مرو کے مشہور امام ابوحاتم ہیں۔ آپ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رفقا علم و فضل میں سے تھے۔ آپ نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ پایا تھا۔ آپ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ہیں۔ انہوں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث روایت کی ہے۔

حضرت مبارک ابن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کسی شخص کو متقی نہیں پایا۔ آپ صرف اعمال و خصائل میں ہی تقویٰ نہیں کرتے تھے بلکہ آپ اپنے کاروبار میں بھی متقی تھے اور کاروباری اموال میں بھی تقویٰ کا مظاہرہ کرتے تھے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ ہوا تو آپ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے' وہ بے پناہ پرہیزگار تھے۔ انہیں فرض (منصب قضاء)

قبول نہ کرنے پر حکمرانوں نے اکیس کوڑے لگائے مگر وہ فرض قبول کرنے سے انکار کرتے رہے۔
حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے زبان پر قابو پانے والا شخص امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کسی کو نہیں پایا۔ میں نے دیکھا کہ ایک یہودی قصاب آپ کو اکثر گالیاں دیتا مگر آپ اس کو جواب میں گالی کی بجائے اس کے لیئے کلمہ خیر ہی کہتے۔

کاروبار میں رزق حلال کے حصول کا معیار

عبدالحکم ابن میسرہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک غلام آپ کے کاروبار میں آپ کے تجارتی امور میں مشغول رہتا تھا۔ آپ اپنا بہت سا مال اس کے حوالے کر دیا کرتے تھے تاکہ وہ آزادانہ اپنے طور پر بھی کاروبار کر سکے۔ ایک بار اسے تیس ہزار درہم نفع ہوا تو اس نے نفع امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے اس سے کاروبار کی تفصیلات دریافت فرمائیں۔ وہ تمام وجوہات بیان کرتا گیا۔ مگر باتوں باتوں میں اس نے ایک ایسی وجہ بیان کی کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وجہ کی سچائی سے انکار کر دیا۔ آپ کے دل میں اس غلام کی کارکردگی پر شک پیدا ہو گیا' آپ نے اس پر ناراضگی کا اظہار کیا اور اسے جھڑک کر کہا کہ تم نے مشتبہ مال کو پاک اور ستھرے مال میں کیوں ملا دیا تھا' اب یہ تمام نفع میرے لیئے حرام ہے۔ آپ نے اسے حکم دیا کہ جاؤ غربا و مساکین کو بلا لاؤ۔ آپ نے وہ سارا مال غربا میں صدقہ کر دیا۔

اس طرح کا ایک اور واقعہ امام ابوبکر الزرنجری نے بھی بیان کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں' ایک دفعہ آپ کے کاروباری کارندوں نے آپ کے کاروبار میں ستر ہزار درہم نفع کمایا۔ آپ نے ان سے تجارت اور اس کثیر منافع کی تفصیل پوچھی تو انہوں نے غلط بیانی سے کام لیتے ہوئے حضرت کو مطمئن کرنے کی کوشش کی۔ مگر جب آپ نے دوسرے ذرائع سے تحقیق کی تو پتا چلا کہ اس تجارت میں ان غلاموں نے اسلامی اصولوں سے ہٹ کر کام کیا ہے۔ آپ نے کوفہ سے سات علماء کرام اور زہاد کو بلایا اور سارا مال انہیں دے کر فرمایا' یہ مال لے جاؤ اور سارے کا سارا فقراء اور مساکین میں تقسیم کر دو۔ ملازمین کو بلا کر کہا کہ اس تجارت میں آپ لوگوں نے بہت بڑا نقصان اٹھایا ہے۔

ایک دفعہ آپ کے حصہ دار حفص بن عبدالرحمٰن کی وجہ سے بھی ایسا ہی بے احتیاطی کا

واقعہ گزرا، جسے ہم پہلے تفصیل سے بیان کر آئے ہیں۔ ان تینوں واقعات میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دیانت داری، تجارت میں تقویٰ اور کاروبار میں اسلامی اصولوں کی پیروی کا اندازہ ہوتا ہے۔

منصور بن عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قرآن پاک کی ایک آیت کی تفسیر پوچھی تو آپ نے مجھے جھڑک دیا اور فرمایا، تمہیں ایسا کرنے کی جرات کیسے ہوئی؟ میں ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیرو تشریح کے بعد بھی مجھے تفسیر بیان کرنے کا کہیں۔ "مناقب صیمری" میں اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، تم نے مجھے کبھی تفسیر قرآن بیان کرتے دیکھا ہے۔ یہ بات آپ نے اس لیئے کہی کہ آپ تفسیر کی بجائے فقہی مسائل میں طاق تھے اور اسی پر گفتگو فرمایا کرتے تھے۔

اسمٰعیل بن بشر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے مکی بن ابراھیم (استاد امام بخاری) سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے قول اور فعل کو یکساں رکھتے تھے۔ یہ مکی بن ابراھیم رحمۃ اللہ علیہ بلخ کے امام تھے اور کوفہ میں ایک سو چالیس ہجری میں آئے اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس میں حاضر ہوتے رہے۔ آپ نے حدیث بھی سنی اور آپ سے روایت کرنے کی اجازت بھی لی۔ آپ کی ان مجالس میں آپ تقریباً دس بارہ سال استفادہ کرتے رہے۔ آپ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخلص احباب میں شمار ہوتے تھے اور اپنے مذہب میں بڑے سختی اور شدت سے کاربند تھے۔

اسمٰعیل بن بشر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک دن مکی بن ابراھیم رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس میں بیٹھے تھے۔ آپ نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث روایت کی، یہ سن کر ایک شخص چلا اٹھا آپ ہمیں ابن جریج کی حدیث بیان فرمائیں۔ ہمیں امام ابوحنیفہ کی حدیث کی ضرورت نہیں۔ حضرت مکی بن ابراھیم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا، ہم ایسے بیوقوفوں کو حدیث نہیں سناتے جنہیں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام معلوم نہ ہو۔ اگر تم میری بیان کردہ حدیث کو لکھنا گوارا نہیں کرتے تو میری مجلس سے اٹھ کر چلے جاؤ۔ آپ نے اس وقت تک کوئی حدیث نہ

سنائی جب تک وہ شخص مجلس سے اٹھ کر چلا نہیں گیا۔ آپ نے اس حدیث کو دوبارہ مجلس میں بیان کرنا شروع کیا۔

نیز اسی طرح کی ایک اور روایت ابراہیم بن ابی بکر مرابطی کی ہے کہ آپ اس شخص پر سخت غضبناک ہوئے اور آپ کا غصہ آپ کے چہرے پر نمایاں تھا۔ اس شخص نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور اپنی اس گستاخی سے توبہ کی۔ بایں ہمہ آپ نے ایسے لوگوں کی موجودگی میں حدیث بیان کرنا پسند نہ فرمائی جو امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علمی مقام سے بے خبر تھے۔ شداد بن حکیم فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کوئی بھی پرہیزگار نہیں تھا۔

ابو علی خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر تھا' میرے پاس نہایت ہی نفیس ریشمی کپڑا تھا۔ میں اٹھنے لگا تو آپ نے مجھے اپنے پاس بلا کر فرمایا۔ ابو علی! یہ ریشمی کپڑا مجھے دے دو۔ میں نے پیش کیا تو آپ نے اسے اٹھا کر فرمایا' کتنا نفیس اور عمدہ کپڑا ہے' آپ نے یہ کپڑا خریدنے کی خواہش کی تو میں نے اپنی رضا کا اظہار کر دیا۔ آپ نے فرمایا اس کی کیا قیمت ہے؟ میں نے کہا' حضور آپ قیمت دریافت فرماتے ہیں میں اسے آپ کے لیئے ہدیہ کرتا ہوں اور یہ نذرانہ میری طرف سے یادگار رہے گا۔ میں اسے بیچ کر اس کی قیمت کم کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ کپڑا مجھے بے حد پسند ہے مگر جب تک تم اس کی قیمت نہ لو گے میں اسے نہیں لوں گا۔ میں ایسی چیزوں کا نذرانہ نہیں لیا کرتا۔ میری خوشی اسی میں ہے کہ تم اس کی قیمت لے لو۔ میں نے پھر عرض کی میں اسے بیچ تو نہیں سکتا' مگر آپ کے اصرار پر اسے ہبہ کرتا ہوں۔ آپ نے خوشی کا اظہار کیا مگر مجلس میں بیٹھے اپنے بیٹے حماد کو کہا انہیں اس کپڑے کی قیمت ادا کی جائے۔ (یہ بات آپ کے تقویٰ کی بہترین مثال ہے)

حضرت سوار فرماتے ہیں کہ میں نے حسن بن عمارہ کو خیزران کے مقام پر حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر روتے ہوئے دیکھا وہ کہہ رہے تھے اے امام ابو حنیفہ! اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت کی بارش برسائے۔ آپ ہمارے لیئے اسلاف کی نشانی تھے' آپ دنیا سے رخصت ہوئے مگر اپنے جیسا عالم یادگار نہ چھوڑ سکے' اگرچہ آپ نے ہزاروں شاگرد پیدا کیئے مگر وہ آپ کا جواب نہ بن سکے اور نہ آپ کے علم اور تقویٰ کی مثال بن سکے۔

محمد بن الحسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یکتائے زمانہ تھے۔ اگر آپ کی قبر شق ہو تو وہاں سے علم و کرم مواسات و ورع کا دریا بہتا نظر آئے گا۔ جو فقہ اور علمی بصیرت کی اپنی مثال ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں کسی کو حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کا گلہ یا غیبت کرتے دیکھتا تو میرا دل چاہتا کہ یہ شخص مجھے نظر نہ آئے اور اس سے سلام و کلام کا بھی روادار نہ رہوں، مگر مجھے یہ ڈر ہوتا کہ کہیں اس شخص پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نہ ٹوٹ پڑے اور میں بھی اس کی لپیٹ میں نہ آجاؤں۔ خدا کی قسم! حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی برائی کرنا یا ان کے متعلق بدزبانی کرنا اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینا ہے۔ ان کا ذکر تو ہمیشہ خیر و برکت کا باعث ہے۔ وہ بہت بڑے متقی تھے۔ زبان کی حفاظت کرتے تھے اور علم و عرفان کی میٹھی زبان استعمال کرتے تھے۔ وہ نہایت ہی وسیع القلب اور کثیر العلم تھے۔

حسن بن صالح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخت پرہیزگار تھے۔ حرام اور مشکوک چیز سے دور رہتے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا کہ بہت سی حلال چیزوں سے صرف اپنی پرہیزگاری سے دستبردار ہو جاتے۔ آپ محض معمولی سے شبہ کی بنا پر اس سے دور ہو جاتے۔ میں نے ایسا کوئی فقیہ نہیں دیکھا جو آپ کی طرح متقی اور علم میں یکتا ہو۔

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک کنیز خریدنے کا ارادہ کیا۔ دس سال تک ارادہ کرتے رہے کہ کون سے قیدی قافلہ سے کنیز خریدیں۔ مگر آپ کے شرعی معیار پر ایسی کوئی کنیز نہ اتری اور آپ نے نہ خریدی۔

ایک دفعہ کوفہ کی جانوروں کی مارکیٹ میں کچھ لوٹ مار کی بکریاں لاکر بیچی جانے لگیں اور یہ معلوم نہ رہا کہ اصل بکریاں کون سی ہیں اور چوری و لوٹ مار کی کون سی۔ آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ ایک بکری زیادہ سے زیادہ کتنے سال زندہ رہتی ہے؟ کہا گیا کہ سات سال۔ آپ نے احتیاطاً سات سال تک کوفہ سے بکری کا گوشت نہ کھایا۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اخلاق و عادات

ابراھیم بن سعید جوہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن امیرالمومنین ہارون الرشید کے پاس بیٹھا تھا کہ امام ابویوسف (قاضی سلطنت عباسیہ) تشریف لائے۔ خلیفہ ہارون الرشید نے امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا مجھے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علمی اور معنوی اوصاف سے آگاہ کیا جائے۔ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید ☆ (سورہ ق ۔ پارہ ۲۶ رکوع ۲) اللہ تعالیٰ ہر بولنے والے کی زبان کے قریب ہے۔ میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق یہ جانتا ہوں کہ وہ ہر حرام چیز سے دور رہا کرتے تھے اور اللہ کے دین میں تقویٰ اور پرہیزگاری میں ان کی مثال نہیں ملتی۔ وہ دین کے متعلق کبھی گفتگو نہ کرتے تھے جب تک انہیں اس پر پورا یقین نہ ہو۔ آپ اللہ سے محبت کرتے اس کی اطاعت میں سرگرم رہتے تھے۔ اس کے نافرمانی سے بچے رہتے تھے' زر پرست دنیاداروں سے دور رہتے تھے اور خاموشی سے وقت گزارتے تھے۔ واسع العلم تھے اور دائم الفکر تھے۔ اگر کسی بات کا علم ہوتا تو اس پر گفتگو کرتے ورنہ خاموش رہتے۔ آپ سے اگر کوئی دینی مسئلہ پوچھا جاتا تو وہ اس علم کی روشنی میں اسے حل کرتے جو انہیں اپنے اساتذہ سے قرآن و احادیث کی روشنی میں ملی تھی۔ اگر اساتذہ سے بات نہ سنی ہوتی تو قرآن و احادیث کی روشنی میں قیاس فرمایا کرتے تھے۔ وہ اپنے علم اور مال کی وجہ سے کسی کے محتاج نہیں تھے۔ طمع اور لالچ سے دور رہتے۔ غیبت اور گلہ سے کوسوں دور رہتے۔ جس کا ذکر کرتے اچھے الفاظ میں کرتے۔

امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کی یہ باتیں سن کر خلیفہ عباسیہ ہارون الرشید نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی امت کے صالحین کے ایسے ہی اخلاق ہوتے ہیں۔ پھر اپنے کاتب کو بلا کر فرمایا یہ باتیں لکھ لو اور میرے بیٹوں کو سمجھاؤ۔ پھر اپنے بیٹے کو بلا کر کہا۔ ان باتوں کو یاد کر لو اور ان پر عمل کرو۔ میں زندگی میں تمہیں ان باتوں پر عمل پیرا دیکھنا چاہتا ہوں۔

امام زفر رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر آیا تو آپ نے فرمایا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حلال اور حرام کا ذکر کرتے تو حضرت سفیان ثوری

رحمۃ اللہ علیہ اپنے نفس کی طرف خیال کرتے۔ شاید کوئی میرے اندر خامی ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر دانا اور صاحب بصیرت کون ہو سکتا ہے۔ آپ پرہیزگار' غیبت سے دور اور گلہ طرازی سے اجتناب کرتے تھے۔ آپ کے اس اخلاق کی مثال نہیں دی جاسکتی۔ آپ باحوصلہ تھے اور صبرو تحمل سے زندگی بسر کرتے تھے۔

ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ میں نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ حضرت نعمان کوفہ کے فقیہ ہیں۔ تقویٰ اور پرہیزگاری میں اپنی مثال نہیں رکھتے۔ اپنے دین اور علم کی مکمل حفاظت کرتے ہیں۔ آخرت کا خیال رکھنے والوں کو اہل دنیا پر ترجیح دیا کرتے تھے اور اپنے علم و تقویٰ میں عظیم الشان انسان تھے۔ ابن جریج عطاء بن رباح کے بعد مکہ مکرمہ کے زبردست فقیہ تھے انہوں نے اکابر تابعین کی زیارت کی اور ان سے اکثر احادیث روایت کیں۔

عبدالوہاب بن ہمام عبدالرزاق بن ہمام کے بھائی تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عدن کے ان لوگوں کو جو کوفہ میں علم حاصل کرنے کے لیئے آتے تھے سنا کہ ہم نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں کوفہ میں آپ سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہیں دیکھا اور نہ ہی ان سے بڑھ کر کوئی پرہیزگار دیکھا ہے۔

نضر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کوئی متقی نہیں دیکھا وہ یاوہ گوئی سے دور رہتے تھے اور نہ ہی اپنی گفتگو میں مذاق اور استہزا فرماتے اور کبھی زور سے قہقہہ نہ لگایا کرتے تھے۔ ضرورت پڑتی تھی تو تبسم فرماتے۔

امام ابویوسف علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر اللہ کی طرف سے یہ حکم نہ ہوتا کہ علم کو ضائع نہ کیا جائے تو میں کبھی فتویٰ نہ دیتا اور میں ان کے معاملات میں دخل نہ دیا کرتا خواہ انہیں خوش گواری معلوم ہوتی یا ناگواری۔ وکیع بن الجراح رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت میں بیان کیا ہے کہ اگر لوگ اپنے معاملات میں درست رہتے تو میں کسی کو فتویٰ نہ دیتا' مجھے اس سے بڑھ کر کوئی خوف نہیں کہ میں اپنے کسی فتویٰ کی وجہ سے دوزخ میں جاؤں گا۔ اس لیئے میں فتویٰ دینے سے پہلے ہزار بار سوچتا ہوں اور اللہ کے خوف سے ڈرتا ہوں۔

حضرت حماد بن ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم کلام

حاصل کرنے کا حکم فرمایا کرتے تھے بلکہ اس پر اصرار فرمایا کرتے تھے۔ آپ فرماتے اے میرے بیٹے! علم کلام حاصل کرو' اس میں ہی علم فقہ ہے' بلکہ یہی فقہ اکبر ہے۔ چنانچہ میں علم کلام حاصل کرنے لگا یہاں تک کہ مجھے اس میدان میں قدرے کامیابیاں حاصل ہوئیں۔ پھر میں نے اسے مزید آگے بڑھایا اور اس پر عبور حاصل کیا۔ ایک دن میرے والد گرامی میرے اس علمی حلقے میں تشریف لائے جہاں میں لوگوں کو پڑھا رہا تھا اور میرے اردگرد بہت سے ایسے حضرات تشریف فرما تھے جو علم کلام کے مشتاق تھے۔ ہم کسی ایک مسئلہ پر بحث کر رہے تھے' کبھی کبھی ہماری آوازیں بلند ہو جایا کرتیں۔ مجھے محسوس ہوا کہ آج میری اس مجلس میں میرے والد گرامی بھی تشریف فرما ہیں۔ آپ نے پوچھا' حماد تمہارے حلقہ میں کون لوگ بیٹھے ہیں۔ میں نے عرض کیا' حضور! فلاں فلاں اور فلاں حضرات موجود ہیں۔ پھر آپ نے پوچھا تم کن مسائل پر گفتگو کر رہے ہو؟ میں نے عرض کی کہ علم کلام کے فلاں مسئلہ پر۔ آپ نے فرمایا۔ حماد تم علم کلام چھوڑ دو۔ میرے والد گرامی کی عادت تھی کہ آپ جس کام کا ایک بار حکم دیتے اس سے روکتے نہیں تھے۔ مگر آج مجھے حیرت ہوئی۔ میں نے عرض کی' حضور! آپ نے ہی تو مجھے علم کلام حاصل کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ آپ نے فرمایا' ہاں! میں نے ہی تمہیں یہ علم حاصل کرنے کا کہا تھا۔ مگر اب کسی وجہ سے روک رہا ہوں۔ میں نے وضاحت کے لیئے عرض کی۔ آپ نے فرمایا بیٹا! جن لوگوں سے علم کلام میں تم مناظرہ اور مباحثہ کر رہے ہو وہ سابقہ ادوار میں یکجا تھے۔ ایک ہی دین پر تھے' ایک ہی قول پر تھے' پھر ان پر شیطانی اغراض نے اثر ڈالا۔ وہ آپس میں صرف اپنی فوقیت جتانے کے لیئے اختلاف کرنے لگے اور بات بات پر جھگڑنے لگے۔ ایک دوسرے کے دشمن بن گئے' ہر ایک کی راہ جدا جدا ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ معمولی اختلاف پر ایک دوسرے کو کافر کہنے لگے۔

مجلس میں بیٹھے ہوئے ائمہ اور مشائخ کو آپ کی یہ بات ناگوار گزری مگر آپ نے فرمایا' کہ حضرات! تمہارا اللہ ایک' تمہارا دین ایک' تمہارا امام ایک' تمہاری کتاب ایک' تمہاری شریعت ایک' پھر جب تم اختلاف کرتے ہو تو اس قدر شدت کیوں کرتے ہو؟ تمہارے اس اختلاف کی وجہ سے شیطان کو لڑانے کا مواقع مل جاتا ہے اور تمہارا نام لے لے کر امت میں امتیاز پھیلاتا رہتا ہے۔ حق کی حقانیت پر تو کسی کو اختلاف نہیں ہے پھر اس حق کی بات پر اتفاق کر لیں۔ مناظرہ بے شک کریں'

بحث و تمحیص کریں تا کہ مسئلہ صاف ہو کر سامنے آئے اور حجت واضح ہو کر صواب و خطا کا امتیاز ہو۔ مگر اختلاف کرتے کرتے اپنے ہی خیال کو سب سے اعلیٰ نہ جانو' الفت اور محبت سے جو بات قرین شریعت ہو اس پر اتفاق کر لو اور ایک معاملہ پر متفق ہو کر لوگوں کی راہنمائی کرو۔ ہم کئی باتوں پر اختلاف کیا کرتے تھے۔ مگر کوئی ایسا شخص بھی اٹھتا جو بولتا اور ہم اس کی رائے سے اتفاق کر لیا کرتے تھے۔ مگر آج ساری مجلس میں ایک ایسا آدمی بات کرتا ہے جس سے اختلاف بڑھتا ہے اور شیطان اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ وہ روتا ہے تو ہمارا اختلاف بڑھتا ہے' ہم مجلس سے اٹھ کر ایسی جگہ جا پہنچے ہیں جہاں علم فقہ نہیں' علم کلام نہیں' بس صرف اختلاف ہی اختلاف ہے۔ ہم لوگ ایسی علمی مجلس سے اٹھ کر دوسری جگہ جاتے تھے۔ تو لوگ ہماری بات سنتے تھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ ان کی سروں پر پرندے نشیمن بنائے ہوئے ہیں۔ وہ نہایت غور سے بات سنتے تھے' اہل مجلس یوں خوفزدہ ہوتے تھے کہ انہیں محسوس ہوتا تھا کہ جہنم کے کنارے پر کھڑے ہیں۔ اگر انہوں نے اختلاف کیا تو ان کی بخشش نہیں ہوگی۔ مگر آج میں دیکھتا ہوں کہ مجلس میں بیٹھے لوگ ہنستے ہیں۔ کروٹیں بدلتے ہیں اور آپ لوگوں کی باتوں سے دلچسپی نہیں رکھتے اور علم کلام کا مذاق اڑاتے ہیں۔ ہر ایک دوسرے پر غالب آنے کے لیئے کوشاں ہوتا ہے .اورر اپنے قبائل پر چھا جانے کی کوشش کرتا ہے۔ ان حالات میں علم کلام کو چھوڑ دینا ہی بہتر ہے۔

ائمہ کا اختلاف اور اتفاق

حضرت حسن رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خلیفہ عباسیہ نے اپنے دربار میں ایک مسئلہ دریافت کیا' جہاں میں' ابن ابی لیلیٰ اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھے۔ ابن ابی لیلیٰ اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مسئلہ پر متفق تھے۔ مگر میں ان سے اختلاف کرتا رہا۔ خلیفہ نے ان دونوں کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے مقدمہ کا فیصلہ فرما دیا اور میری رائے کو نظرانداز کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوچ بچار کی اور اٹھ کر فرمایا' اے امیر! میری رائے میں فلاں فلاں غلطی تھی' حسن کی بات صحیح ہے۔ امیر نے ابن ابی لیلیٰ سے پوچھا آپ کی کیا رائے ہے ؟ انہوں نے فرمایا' میری رائے درست ہے۔ میں اس سے رجوع نہیں کر سکتا۔ وہ مناظرہ

کرنے لگے مگر آخر میں کہنے لگے کہ علم تو اللہ کی رضا کا نام ہے' اس پر مناظرہ اور مجادلہ کیا معنی رکھتا ہے' یہ کہتے ہوئے انہوں نے بھی دونوں بزرگوں کی رائے سے اتفاق کر لیا۔

ہم اپنی کتاب میں بہت سی ایسی روایات بیان کر آئے ہیں جو امام محمد الحارثی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی تھیں۔ انہوں نے حسن بن عمارہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بیان فرمائی تھیں۔ مذکورہ واقعہ میں بھی ایسی روایت ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں ایک ایسا شخص آیا کرتا تھا جو ہر مسئلہ میں اختلاف کیا کرتا تھا۔ آپ نے اسے فرمایا' تم ہر روز مجھ سے پانچ درہم لے لیا کرو مگر میری مجلس میں نہ آیا کرو۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب کے نزدیک ایسے لوگ جو اختلاف ہی کو علم مانتے ہیں مفید نہیں ہوتے۔ ایسے لوگوں سے دور رہنا ہی بہتر ہوتا ہے۔

معافی بن عمران الموصلی کے الفاظ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادات ایسی تھیں جو دوسرے علماء میں بہت کم پائی جاتی تھیں۔ عام لوگ اپنی قوم کے سردار بن جاتے ہیں یا کسی قبیلے کی قیادت سنبھال لیتے ہیں تو ان کے ہاں پرہیزگاری اور انکساری نہیں رہتی۔ مگر حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب عزت و تکریم ملی اور دنیائے اسلام کے امام اعظم بنے تو وہ پہلے سے زیادہ متقی اور پرہیزگار بن کر سامنے آئے۔ وہ صدق و صفا میں کامل ہوئے اور انکساری میں تمام کے لئے باعث احترام بنے۔ وہ پریشان حالوں کی خدمت کرتے' دکھی لوگوں سے ہمدردی کرتے' دشمن ہو یا دوست ہر ایک سے رواداری اور احترام رکھتے۔

حبر مدیح ابی حنیفة انه — اسد العلوم و غابه الاقلام
قد حازفی شان التورع غایة — تکبووراء بلوغها الاوهام
للزهد لم یقبل حلالا طیبًا — فمتی یساق الی حماه حرام
هل قد رایتم مثله مستورعًا — جادت به الاصلاب وا لارحام
لماتاه الفقه منهومًا وما — باهی به باهی به الاسلام

مامثله رأت الليالى عابداً
يقطان اوفى درسه الايام

(ترجمه) "امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت بڑے عالم تھے۔ وہ میدان علم کے شہسوار اور آسمان علم کے آفتاب تھے۔ آپ بڑے پرہیزگار اور تمام اوصاف میں کامل تھے۔ آپ کے اوصاف اس قدر پسندیدہ تھے کہ ہمارے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتے۔ زہد و تقویٰ کی وجہ سے کبھی حرام کو حلال اور حلال کو حرام نہیں کرتے تھے۔ مجھے بتاؤ آج ان جیسا کوئی متقی اور عالم دین ہے۔ آپ کی نسبت سے تمام رشتے اور مناصب بلند ہوتے گئے۔ جب آپ کو فقہ کی دولت ملی اور اس فن پر عبور حاصل کیا تو آپ نے اس پر فخر نہیں کیا۔ ہاں فقہ ان پر ناز کرتی تھی۔ راتوں کی تنہائیوں میں ان جیسا کوئی زاہد اور عابد نہیں دیکھا۔ آپ ساری رات بیدار رہتے تھے اور دن کے وقت درس و تدریس میں مشغول ہوتے۔

باب دھم

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دنیا سے بے نیازی

سہل بن مزاحم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے دنیا کے تمام خزانے کھول دیئے مگر آپ نے انہیں قبول نہ فرمایا۔ آپ کو بڑے بڑے منصب دیئے گئے، مگر آپ نے انہیں ٹھکرا دیا بلکہ اس انکار پر آپ نے کوڑے برداشت کر لیئے مگر شاہی منصب قبول نہیں کیئے۔ خارجہ بن منصور فرماتے ہیں کہ خلیفہ عباسی منصور نے ایک دن حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا کہ دربار آکر اپنا انعام حاصل کریں۔ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس تشریف لائے اور مشورہ لینے لگے کہ اگر میں خلیفہ کا انعام رد کردوں تو ناراض ہو گا' اگر قبول کر لوں تو میرے ضمیر کے خلاف ہے' میں نے عرض کی' حضور ! یہ رقم منصور یا اس کے درباریوں کے سامنے بہت بڑا انعام ہے۔ آپ کو وہاں بلایا جائے تو آپ کہہ دینا کہ یہ انعام اتنا بڑا ہے کہ میری بساط سے زیادہ ہے۔ آپ وہاں گئے تو اس انداز سے انکار کیا کہ یہ انعام خلیفہ نے اپنے پاس ہی رکھ لیا اور آپ خالی ہاتھ واپس آ گئے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت تھی کہ وہ میرے سوا کسی سے مشورہ نہیں لیتے تھے۔

حسن بن ابی مالک اپنے والد سے روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک بار ابو جعفر منصور (خلیفہ عباسی) اور اس کی بیوی حرہ کے درمیان اختلاف ہوا تو نوبت جھگڑے تک جا پہنچی۔ ابو جعفر نے اس عورت سے رخ موڑ لیا اور بولنا چالنا بند کر دیا۔ اس بیوی نے عدالت میں انصاف کا مطالبہ کیا اور کہا کہ اسے بھی دوسری بیویوں اور کنیزوں جیسا حسن سلوک ملنا چاہیئے۔ ابو جعفر نے اسے کہا تم کس قاضی یا عالم دین کا فیصلہ قبول کرو گی تاکہ اسے بلا کر تصفیہ کرا لیا جائے۔ اس نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منصف مقرر کرنے کو کہا۔ منصور نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس خانگی

معاملہ کا فیصل مان کر بلایا۔ خلیفہ کی اہلیہ پردہ کے پیچھے بیٹھ گئی۔ خلیفہ نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ ایک آزاد مرد کتنی عورتوں سے نکاح کر سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا صرف چار سے۔ آپ نے فرمایا کتنی لونڈیاں رکھ سکتا ہے ؟ آپ نے فرمایا' جتنی جی چاہے۔ خلیفہ نے پوچھا' کیا اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے ؟ آپ نے فرمایا نہیں' اس مسئلہ پر کسی کا اختلاف نہیں۔

اب خلیفہ منصور نے پردے کے پیچھے بیٹھی ہوئی بیوی کو کہا تم نے سن لیا' اب تو تمہیں میرے ساتھ الجھنا زیب نہیں دیتا۔ اس کی زوجہ نے کہا میں نے ساری بات سن لی ہے۔ اب امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ چار عورتوں سے نکاح جائز ہے لیکن اگر وہ انصاف اور عدل نہ کر سکے تو صرف ایک بیوی پر ہی اکتفا کرے گا۔ قرآن نے کہا ہے فان خفتم ان لا تعدلوا فواحدۃ " اگر تم انصاف و عدل نہیں کر سکتے تو ایک ہی بیوی پر اکتفا کرو۔" یہ بات سن کر خلیفہ خاموش ہو گیا اور کافی دیر تک گم صم رہا۔ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو مسئلہ بیان کر کے چلے گئے۔ امام صاحب گھر پہنچے تو خلیفہ کی اہلیہ کا ایک خادم آپ کے گھر پہنچا اور اس کی طرف سے پانچ تھیلیاں جو زر و جواہر سے بھری ہوئی تھیں پیش کیں۔ ان میں پچاس ہزار درہم تھے۔ اس نقدی کے ساتھ ایک لباس فاخرہ اور ایک نہایت ہی خوبصورت لونڈی اور سواری کے لیئے ایک مصری گھوڑا لایا۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس خادم کو کہا' میری طرف سے اپنی مالکہ کو سلام کہنا اور کہنا میں نے جو کچھ کہا تھا محض رضائے الٰہی کے لیئے کہا تھا' یہ میرا دینی فرض تھا۔ میں اس مسئلہ کے بدلے دنیا کی کوئی نعمت اور مال و دولت لینے کو تیار نہیں' میری دولت میرا دین ہے۔ خادم جو کچھ لایا تھا واپس لے گیا اور ساتھ ہی آپ کے خیالات بھی سنائے اور کہا آپ نے ان چیزوں کو دیکھ کر نہ مسرت کا اظہار فرمایا اور نہ ہاتھ بڑھایا اور سارا مال و متاع واپس کر دیا۔

ابراہیم بن عبداللہ خلال بتاتے ہیں کہ ایک دن ہم عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھے تھے۔ ان کی مجلس میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ ہوا۔ آپ نے فرمایا تم لوگ اس شخص کی بات کرتے ہو جس نے تمام دنیوی وسائل اور مال و دولت کو ٹھکرا دیا۔ یحییٰ بن نصر فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی سے قرض لینا بھی پسند نہیں کرتے تھے۔ ایک دفعہ امیرالمومنین خلیفہ عباسیہ نے دو سو دینار انعام پیش کیئے تو آپ نے یہ کہہ کر نامنظور کر دیا کہ ان پر

میرا کوئی استحقاق نہیں۔ ایک بار انہی یحییٰ بن نصر نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مخلوق میں سب سے احسن طریقہ پر رہنا پسند کرتے تھے۔ جس طرف آپ کی طبیعت کا میلان ہوتا اور سب لوگوں سے سخاوت اور شب بیداری میں بڑھ چڑھ کر نظر آتے۔ ایک دن امیرالمومنین نے آپ کے لیئے ایک نہایت خوبصورت لونڈی بھیجی مگر آپ نے قبول نہ کی اور کہا کہ میں تو اپنے کام اپنے ہاتھ سے کرلیتا ہوں۔ ساری زندگی آپ نے کسی خلیفہ' امیر یا رئیس سے درہم و دینار کا انعام قبول نہیں کیا۔ سارے اشراف عرب میں آپ کا مقام بلند رہا۔

زید بن ابی الزرقا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کسی نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی' آپ کو دنیا پیش کی جاتی ہے مگر آپ اسے قبول نہیں فرماتے حالانکہ آپ ایماندار ہیں اور آپ کا حق ہے۔ آپ نے فرمایا' میں نے اہل و عیال کو اللہ کے سپرد کر رکھا ہے۔ وہ ان کا خود کفیل ہے۔ میرا ذاتی خرچ دو درہم ماہانہ ہے میں اپنی ضرورت سے بڑھ کر کیوں لیتا پھروں۔ پھر یہ لوگ مجھے انعام دیتے ہیں وہ تو خود اللہ کے سامنے سوالی ہیں اور جوابدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو ہر ایک کو براہ راست رزق دیتا ہے اور رزق تو آنی جانی چیز ہے۔ مطیع کو بھی ملے گا' گنہگار کو بھی ملے گا۔ نیک کو بھی ملے گا اور بد کو بھی ملے گا۔ پھر آپ نے یہ آیت کریمہ پڑھی۔ وفی السماء رزقکم وما توعدون ☆

امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بخدا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زندگی بھر کسی کا انعام قبول نہیں کیا۔ نہ ہی کسی سے ہدیہ لیا۔ عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا ایسے شخص کی کیا بات کرتے ہو جس کے سامنے شاہی خزانے سے بہت سا مال ڈھیر کر دیا گیا مگر آپ نے اسے قبول نہ کیا بلکہ اس مال کی طرف ایک نگاہ بھر کر بھی نہ دیکھا۔ اس پر ان کو کوڑے مارے گئے' مگر آپ نے برداشت کر کے صبر کیا۔ اپنا ہاتھ نہ پھیلایا' آپ نے مصائب کو برداشت کیا مگر مال و متاع کو قبول نہ کیا۔ آپ نے کبھی دل میں آرزو بھی نہیں کی کہ دنیا کا مال بادشاہی انعامات ان کے سامنے آئیں۔ حالانکہ لوگ ان چیزوں کے لیئے سو سو جتن اور حیلے کرتے ہیں۔ بخدا آپ ان تمام علماء کے برعکس تھے جنہیں آج ہم انعامات کے لیئے دوڑتا دیکھتے ہیں' یہ لوگ دنیا کے طالب ہیں' دنیا ان سے بھاگتی ہے۔ مگر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ تھے کہ دنیا ان کے پیچھے آتی تھی تو آپ اس سے دور بھاگتے تھے۔

سہل بن مزاحم رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر جاتے تو امراء کے ساز و سامان کی بجائے ہم چٹائیوں پر بیٹھتے تھے۔ امام عبدالرزاق نے بتایا کہ میں نے جب بھی حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو آپ کی آنکھیں تر ہوتیں اور چہرہ خوف خدا سے خوفزدہ ہوتا۔

ایک شخص حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک دوست کا سفارشی خط لے کر آیا کہ آپ حامل خط کو بڑی توجہ سے پڑھائیں۔ آپ نے اسے فرمایا کہ علم نہ سفارشوں سے طلب کیا جاتا ہے اور نہ اسے آنے والوں کو پانی کی طرح پلا دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے علماء سے یہ میثاق (عہد) لیا ہے کہ وہ لوگوں کو علم سکھائیں اور اس علم کے سکھانے میں کسی چیز میں بخل نہ کریں۔ پھر دین کا علم کسی خاص فرد، طبقہ کے لیئے نہیں ہوتا بلکہ ہر ایک کے لیئے ہوتا ہے۔ مگر خوش نصیب وہ انسان ہوتا ہے جو علم حاصل کرنے کے لیئے محنت کرے اور یہ اسے عنایت ہوتا ہے جسے اللہ چاہتا ہے۔

محمد بن مقاتل رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جو ابتلا دیکھ کر بھاگ جائے وہ اس شخص کا مقابلہ کیسے کر سکتا ہے جو حق بات پر کوڑے کھائے (یہ بات قاضی القضاء کے منصب قبول کرنے کے متعلق تھی۔)

منصب قضاۃ (عہدہ چیف جسٹس) سے انکار

حمیری نے اپنے والد گرامی سے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ جب خلیفہ منصور عباسی نے حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوفہ سے بغداد بلایا تو مجھے بھی آپ کے ساتھ ہی طلب کیا گیا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغداد آئے تو خلیفہ نے آپ کو اپنے گھر بلایا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے کا رنگ فق ہوا جا رہا ہے، میں نے وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا مجھے ایک کڑے امتحان سے گذرنا ہے۔ جب آپ منصور کے گھر گئے تو میں بھی ساتھ تھا، آپ کو خلیفہ عباسی منصور نے علیحدگی میں بلایا۔ آپ باہر تشریف لائے تو میں نے پوچھا کہ منصور نے آپ سے کیا کہا؟ آپ نے بتایا کہ منصور نے سلطنت اسلامیہ کا چیف جسٹس (قاضی القضاہ) بننے کے لیئے

کہا۔ میں نے اسے کہا کہ مجھ میں اس منصب کی صلاحیت نہیں ہے۔ میں نے انہیں بتایا کہ قاضی القضاۃ وہ شخص ہو سکتا ہے جو آپ پر، آپ کے رشتہ داروں پر، آپ کے امراء اور رؤسا پر، آپ کی اولاد پر اور آپ کے مشیروں پر اپنا فیصلہ سنا سکے۔ آپ مجھے منصب قضاۃ پر بٹھاتے ہیں۔ آپ ایسا نہیں کر سکیں گے اور میرا دل چاہتا ہے کہ میں آپ کے اس منصب سے دور چلا جاؤں۔ منصور نے کہا کہ ہمارا انعام اور ہدیہ کیوں قبول نہیں کرتے یہ جسارت توہین شاہی میں آتی ہے۔ میں نے کہا حضور! اگر آپ مجھے ذاتی جائیداد سے ہدیہ یا انعام دیں تو منظور ہے لیکن اگر آپ بیت المال (سرکاری خزانے) سے دینا چاہتے ہیں تو اس میں سے کچھ لینا میرے لیئے جائز نہیں۔ بیت المال کے خزانے کے حقدار تو لاکھوں دوسرے لوگ ہیں۔ اگر آپ ان سب کو انعام و اکرام عنایت کریں تو مجھے بھی اتنا انعام دیں تو مجھے کوئی انکار نہیں۔ بیت المال سے وہ شخص حصہ لے سکتا ہے جو جہاد میں مصروف ہو۔ میں میدان جہاد میں کبھی نہیں گیا۔ میرے آباؤاجداد میں سے بھی کسی نے جہاد میں حصہ نہیں لیا کہ میں ان کا جانشین بن کر اپنا حصہ (پنشن) بیت المال سے لوں۔ میں فقیر اور مسکین بھی نہیں کہ میری کفالت کے لیئے بیت المال سے مال دیا جائے۔ آپ براہ کرم چند روز صبر کریں آپ کے پاس بہت سے علماء کرام آئیں گے جو اس منصب کی تمنا بھی کریں گے اور امور سلطنت پر آپ کی مرضی کے مطابق فیصلہ بھی دیا کریں گے۔

عبدالعزیز بن عصام فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ نے رضی اللہ تعالیٰ عنہ منصب قضاۃ قبول کرنے سے انکار کر دیا تو منصور کو بڑا غصہ آیا۔ اس نے حکم دیا کہ آپ کو بیس درے (کوڑے) مارے جائیں۔ آپ کے جسم سے کپڑے اتار لیئے گئے۔ آپ کے جسم سے خون بہتے بہتے ایڑیوں تک جاپہنچا۔ جلاد کے پاس منصور کا چچا عبدالصمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کھڑا تھا۔ اس نے منصور سے کہا، تم نے یہ کیا کیا، تم نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم پر کوڑے مار کر اپنی سلطنت کے جسم پر ایک لاکھ تلواروں کے زخم لگا دیئے ہیں۔ تمہیں معلوم نہیں ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کون ہیں؟ یہ اہل عراق کے فقیہ ہیں، بلکہ اہل مشرق کے فقیہ ہیں!

کوڑے مارنے کے بعد منصور سخت نادم ہوا۔ اپنی غلطی کی تلافی کے لیئے آپ کو دوبارہ طلب کیا اور آپ کو بیس ہزار درہم پیش کیئے تاکہ ان کوڑوں کی تلافی ہو سکے۔ عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ یہ

درہم آج کے لاکھوں درہموں کے برابر ہیں۔ آپ نے یہ سارے درہم لینے سے انکار کر دیا اور منصور نے کہا انہیں لے کر فقرا میں تقسیم کر دیں۔ آپ نے فرمایا' آپ خود تقسیم فرمائیں' آپ ان کے مالک ہیں۔ یہ فقرا اور غرباء کا حق ہے۔ مگر میرے لیئے کسی صورت میں حلال نہیں۔

ابوبکر عتیق بن داؤد یمانی فرماتے ہیں کہ ابن ابی لیلیٰ نے فرمایا کہ دنیا کے اسباب ہمارے اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے آئے' ہم نے تو آگے بڑھ کر ان اسباب اور انعامات کو اٹھا لیا' مگر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان اسباب کو سر اٹھا کر دیکھا اور فیصلہ کیا یہ چیزیں تو نہایت حقیر ہیں۔ انہوں نے ٹھکرا دیا ہم نے دنیا کے اسباب کو جمع کیا اور بڑے امراء اور رؤساء کی صف میں کھڑے ہو گئے' مگر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امور آخرت کو ترجیح دی اور دنیا سے منہ موڑ کر صرف آخرت کو قبول کیا۔

للہ در ابی حنیفة انه — فراج کل عظیمة عوصاء

قویت براجمه علی اخذالتقی — فی حالی السراء والضراء

فی حله والعقد راقب ربه — لم یخش قط بوائق الخلفاء

قد هددوه فی القضاء فلم یکن — حتی رموه بفتنة خشناء

صفرت یداه ولم یجده مائلا — احد الی الصفراء والحمراء

صلبت معاجم دینه فی ردها
للہ وهی مظنة الاغواء

(ترجمہ) "اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے انعامات سے نوازے جنہوں نے ہر مشکل سے مشکل کام کو نباہا۔ آپ تقویٰ میں نہایت قوی تھے اور دکھ درد میں یکساں رہتے تھے۔ آپ ہر دکھ اور خوشی میں اللہ کی رضا کو ترجیح دیا کرتے۔ بادشاہان وقت (خلفائے عباسیہ) کی پیدا کردہ مشکلات اور مصائب کا ڈٹ کا مقابلہ کرتے تھے۔ آپ کو منصب قضاۃ قبول کرنے کے لیئے بڑا دباؤ ڈالا گیا' ڈرایا گیا' دھمکایا گیا' خوف زدہ کیا گیا' مگر آپ کی طبیعت پر ذرہ بھر اثر نہ ہوا۔ بڑے بڑے انعامات پیش

کیئے گئے، طرح طرح لالچ دیا گیا مگر آپ ہر مقام سے خالی ہاتھ اٹھے اور کبھی بھی دنیاوی آسائش، سونا، چاندی کے انباروں پر مائل نہ ہوئے۔ دینی امور کی وضاحت میں آپ کے اعضاء اتنے قوی تھے کہ کبھی بھی کہیں ذاتی خواہشات کو سامنے نہیں رکھا۔ صرف اللہ کی رضا پر کاربند رہے۔ آپ کا کسی مسئلہ میں رد اور مقبولیت محض اللہ کے احکام کی اتباع کے لیئے تھا۔

*****

****

***

**

*

گیارھواں باب

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امانت اور مروت کے کوہ گراں تھے

ملیح بن وکیع رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد محترم سے سنا وہ فرمایا کرتے تھے' بخدا! امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عظیم امانت دار تھے۔ ان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی شان اور اس کا خوف جلوہ گر تھا۔ وہ اس کی رضا پر کسی چیز کو ترجیح نہیں دیتے تھے۔ اگر انہیں راہ حق میں تلواروں کی دھاریں گھیر لیتیں تو وہاں بھی ثابت قدم رہتے تھے۔ وہ تلواروں کے وار تو جھیل لیتے تھے مگر اللہ تعالیٰ کی رضا کے خلاف بات نہ کرتے۔ خطیب البغدادی بھی اپنی تاریخ میں اس قسم کے تاثرات کا اظہار کرتے ہیں۔

محمد بن ابی عبدالرحمٰن مسعودی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے والد سے بیان کیا ہے کہ میں نے زندگی بھر امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر امانت کی حفاظت کرنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ آپ جس دن فوت ہوئے تو لوگوں کے پچاس ہزار درہم بطور امانت موجود تھے۔ ان میں سے ایک درہم کی بھی خیانت سامنے نہیں آئی۔

جعفر بن عون عمری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے ہوتے ہوئے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کاروباری مرکز پر ایک عورت آئی اور اس نے آپ سے گراں قیمت ریشمی کپڑا طلب کیا۔ آپ نے اسے ایک کپڑا دکھایا' اس عورت کو کپڑا تو بہت پسند آیا مگر کہنے لگی میں ایک غریب اور ضعیف عورت ہوں' میرا یہ کپڑا خریدنے کو جی چاہتا ہے مگر آپ اس پر نفع نہ لیں تو میں خرید لوں' صرف اصل قیمت دے سکتی ہوں۔ آپ نے فرمایا' اچھا چار درہم میں لے جاؤ۔ عورت نے کہا میں ایک بوڑھی ہوں۔ میرے ساتھ مذاق تو نہ کریں آپ نے اسے بتایا۔ میں نے دو کپڑے خریدے تھے ان میں سے ایک ٹکڑا چار درہم کا فروخت کر دیا ہے اور یہ اصل قیمت سے بھی کم پر بیچا تھا۔ اب تم بھی

چار' درہم کا لے جاؤ۔ میں اصل قیمت پر نفع کے بغیر تمہیں دے رہا ہوں' یہ مذاق نہیں ہے حقیقت ہے۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ریشمی کپڑے کے ایک عظیم تاجر تھے۔ کوفہ اور دوسرے شہروں کی منڈیوں میں آپ کا اعتماد قائم تھا۔ آپ کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کی مجھے ریشمی کپڑوں کی ضرورت ہے۔ آپ نے فرمایا کیسا رنگ پسند کرو گے ؟ اس نے کئی پسندیدہ رنگ بتائے۔ آپ نے فرمایا ٹھہریئے اگر کہیں سے ایسے رنگوں کے کپڑے آگئے تو میں تمہارے لیئے خرید لوں گا۔ دوسری صبح تک اس رنگ کا کپڑا مل گیا' وہ شخص آپ کی دکان کے سامنے سے گزرا تو آپ نے اسے بلا کر فرمایا تمہاری مرضی کا کپڑا آگیا ہے' اس نے کہا دکھایئے۔ کپڑا دیکھا تو اسے پسند آگیا۔ قیمت پوچھی اور کہا میں اسے اپنے غلام کے لیئے خرید رہا ہوں۔ آپ نے کہا اس کی قیمت ایک دینار ہے۔ اس شخص نے کہا آپ میرے ساتھ مذاق کر رہے ہیں یہ تو بہت قیمتی کپڑا ہے' آپ مجھے بہت کم قیمت بتا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا' میں مذاق نہیں کر رہا' میں نے اس قسم کے دو ٹکڑے خریدے تھے جن کی قیمت اکیس درہم ادا کی تھی۔ ان میں سے ایک ٹکڑا بیس دینار کا فروخت ہو گیا میرا اصل صرف ایک دینار رہ گیا ہے بس اس کی قیمت ایک دینار ہی ہے۔ پھر مجھے یہ بھی خیال ہے کہ ایک دوست سے کیا نفع لینا ہے۔ پھر جس دوست نے اپنے غلام کے لیئے لینا ہے اس کا تو خصوصی خیال رکھنا ہے اسے لے جایئے۔

نضر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص ابن ابی لیلیٰ کے پاس آیا اور آکر کہنے لگا' امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فلاں شخص کا مال بیچنے کے لیئے اپنے بیٹے کو دے دیا ہے حالانکہ یہ مال اس نے آپ کے پاس امانت کے طور پر رکھا تھا۔ اس شخص نے ایک قاصد حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیجا اور صورتحال سے آگاہ کیا اور آپ کو بتایا کہ آپ نے فلاں شخص کی امانت اپنے کاروبار میں لگا دی ہے۔ آپ نے فرمایا' لوگوں نے یہ بات یونہی اڑا دی ہے۔ اس کی امانت جوں کی توں میرے پاس محفوظ پڑی ہے اور اس پر اسی طرح مہر لگی ہوئی ہے۔ آپ اگر زیادہ تصدیق چاہیں تو امانت دینے والے شخص کو ساتھ لا کر دیکھ لیں۔ ابن ابی لیلیٰ نے کہا کہ اگرچہ یہ بات درست ہے مگر ہمیں جا کر دیکھ لینا چاہیئے۔ جب لوگ آئے تو آپ کے مال خانہ میں وہ امانت جوں کی

توں موجود پائی جس پر اس کی مہر لگی ہوئی تھی۔ اس واقعہ کو دیکھ کر سب کو ندامت ہوئی۔

مسعر بن عبدالمالک نے بیان کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ریشمی کپڑوں کی خرید و فروخت کیا کرتے تھے۔ آپ کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کی میرے پاس ریشمی کپڑا پڑا ہے آپ خرید لیں۔ آپ نے اس کی قیمت پوچھی تو اس نے ایک ہزار درہم بتائی۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے محسوس ہوتا ہے کہ ایسے کپڑے کی قیمت اس سے کہیں زیادہ ہے۔ میں اسے دو ہزار درہم پر خریدنے کے لیئے تیار ہوں۔ اس نے کہا چلو دو ہزار درہم پر سودا طے ہو گیا۔ اس نے کہا حضرت میں نے بھول کر آپ سے ایک ہزار مانگ لیا تھا حقیقت یہ ہے کہ میں نے یہ مال دو ہزار میں خریدا تھا مگر بھول گیا تھا۔ آپ نے فرمایا پھر تو میں اسے تین ہزار درہم پر خرید لوں گا تاکہ تمہیں اس مال سے منافع ملے۔ الغرض کپڑا خرید لیا گیا چند دنوں بعد یہی کپڑا چار ہزار دینار میں بکا۔ یہ نفع آپ کی دیانتداری کی وجہ سے تھا۔

یہی واقعہ شداد بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ نے جو بلخ کے ائمہ میں سے تھے بیان کیا ہے' مگر انہوں نے یوں بیان کیا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں ایک ہزار درہم پر خرید تو لیتا ہوں مگر مجھے اندازہ ہے اس کی قیمت زیادہ ہے' اگر تم چاہو تو میں زیادہ قیمت ادا کر دوں مگر مجھے پہلے یہ بتاؤ کہ اس کی اصل قیمت کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ چار سو درہم' اس کپڑے پر سودا بازی ہوتی گئی تو قیمت ایک ہزار درہم تک جا پہنچی اور یہ کپڑا خرید لیا گیا۔

امانتوں کا بے مثال محافظ

محمد بن الفضل بن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو آپ کے پاس لوگوں کی پچاس لاکھ دینار کی امانتیں تھیں جنہیں آپ کے بیٹے حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ نے ان لوگوں کو لوٹا دیں۔

عبدالعزیز بن خالد صغانی علاقہ صغان کے امام تھے۔ انہوں نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فقہ پڑھی تھی وہ فرماتے ہیں جب مجھے صغان میں عروج ملا تو میں نے ایک نہایت ہی حسین و جمیل کنیز امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بطور امانت پیش کی میں حج پر گیا تو ایک عرصہ

تک واپس کوفہ نہ آسکا۔ جب آپ کے پاس حاضر ہوا تو میں نے دریافت کیا حضور میری کنیز نے آپ کی کیسی خدمت کی۔ آپ نے فرمایا میں نے کبھی اس سے کوئی کام نہیں لیا اور نہ ہی اسے آنکھ اٹھا کر دیکھا' یہ آپ کی امانت تھی۔

امام ابو احمد عسکری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ عباسی منصور کے پاس بلایا گیا تو اس نے آپ کی بے پناہ عزت کی اور احترام کیا اور پھر حکم دیا کہ انہیں دس ہزار دینار دیئے جائیں۔ منصور نے ایک درباری حسن بن قحطبہ کو حکم دیا کہ یہ انعام حضرت امام کے گھر جا کر پیش کیا جائے۔ اس وقت سے حضرت امام نے بات کرنی چھوڑ دی' حسن آپ کے گھر پہنچے تو آپ خاموش رہے وہ انعام آپ کے پاس چھوڑ کر چلا گیا۔ حضرت امام نے ان دیناروں سے ایسی بے نیازی اختیار کی کہ اپنے تصرف میں لانے کی بجائے مسجد کے ایک کونے میں دفن کر دیئے۔ جب آپ کا وصال ہوا تو آپ کے صاحبزادے حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ کوفہ میں موجود نہیں تھے آپ آئے تو وہ روپے (دینار) وہاں موجود پائے۔ انہیں اٹھایا اور حسن بن قحطبہ کے پاس لے گئے اور فرمانے لگے میں نے اپنے والد کے وصیت نامہ میں لکھا پایا ہے کہ دس ہزار دینار بطور امانت دفن کر دیئے گئے ہیں۔ حسن نے اس تھیلی کو دیکھا تو کہنے لگے حماد اللہ تعالیٰ تیرے والد کو اپنی رحمت سے نوازے وہ اپنے دین کے لیئے بہت مضبوط تھے اور دنیاوی آلائشوں سے کتنے دور تھے۔

خارجہ بن مصعب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں حج پر گیا تو اپنی ایک لونڈی حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چھوڑ گیا' میں چار ماہ کے بعد واپس کوفہ آیا تو امام صاحب سے پوچھا حضور! اس لونڈی نے آپ کی کیسی خدمت کی اور اس کے عادات و اخلاق کیسے تھے۔ آپ نے فرمایا جس نے قرآن پڑھا ہو' حلال و حرام کو جانتا ہو اس پر لازم ہے کہ خود ہی فتنوں سے محفوظ رہے۔ بخدا! میں نے آج تک اسے آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ دوسری طرف میں نے اس لونڈی سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اخلاق اور عادات کے بارے میں پوچھا تو کہنے لگی میں نے ان جیسا شخص آج تک نہیں دیکھا۔ آپ جب سے مجھے چھوڑ گئے ہیں میں نے آپ کو نہ کبھی بستر پر سوتے ہوئے دیکھا ہے نہ غسل جنابت کرتے سنا۔ آپ ساری رات عبادت کرتے' جمعہ کے دن گھر سے نکلتے اور نماز جمعہ ادا کرنے چلے جاتے' جمعرات کو ساری رات نوافل ادا کرتے' گھر میں میں

چاشت کی نماز ادا کرتے' مسجد کے غسل خانوں میں غسل کرتے' سر پر تیل لگاتے' میں نے انہیں کبھی افطار کرتے نہیں دیکھا۔ رات کے پچھلے حصے خود ہی اٹھتے اور سحری کے طور پر کچھ کھا لیتے۔ اپنے مصلے پر ہی چند لمحات آرام کرتے اور سو جاتے' پھر وضو کر کے نماز ادا کرتے۔

ہم نے جس خارجہ بن معصب کی بات لکھی ہے وہ اہل سرخس کے امام تھے۔ علم حدیث اور فقہ میں اپنی مثال تھے۔ فقہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد تھے۔ فقہ سے فارغ ہو کر خراسان چلے گئے اور دوسرے علوم کی تحصیل کے لیئے ایک ہزار علماء کرام سے استفادہ کیا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے بعض امور میں مشورہ لیا کرتے تھے اور ان کی رائے کو دانشمندانہ پاتے۔ ہم نے ان کے چند اقوال حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات میں قلم بند کیئے ہیں اور ان کی بصیرت افروز باتیں بائیسویں باب میں آئیں گی۔

وکیع بن الجراح فرماتے ہیں میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ ایک عورت آئی' اس کے پاس ایک نہایت ہی نفیس ریشمی کپڑا تھا اور عرض کی آپ اسے فروخت کر دیں۔ آپ نے پوچھا اس کی قیمت کیا ہے؟ اس نے کہا کہ جتنے کا بک جائے بیچ دینا۔ مگر میرا خیال ہے کہ ایک سو درہم کا تو ہو گا۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا' یہ سو درہم سے زیادہ کا ہے' تم مجھے بتاؤ کتنے کا بیچوں۔ اس نے کہا اچھا دو سو درہم کا بیچ دینا۔ آپ نے فرمایا اس سے زیادہ کا معلوم ہوتا ہے۔ اس نے کہا اچھا پھر چار سو درہم کا بیچ دینا۔ آپ نے ہاتھ میں لے کر کہا مجھے تو اس کی قیمت اس سے بھی زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ عورت نے کہا آپ تو میرے ساتھ مذاق کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم بازار میں جا کر کسی خریدار کو بلا کر لاؤ۔ وہ ایک دکاندار کو لے آئی تو اس نے وہی ریشمی کپڑا کھڑے کھڑے پانچ سو درہم میں خرید لیا اور وہ عورت پانچ سو لے کر چلی گئی۔

ایک دیہاتی نے آپ کے پاس ایک لاکھ ستر ہزار درہم بطور امانت رکھے مگر وہ فوت ہو گیا۔ اس نے کسی کو بتایا بھی نہ تھا کہ میں نے اس قدر رقم امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رکھی ہے۔ اس کے چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔ جب وہ بالغ ہوئے تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں اپنے پاس بلایا اور ان کے باپ کی ساری رقم لوٹا دی اور فرمایا یہ تمہارے والد کی امانت تھی۔ آپ نے امانت لوٹاتے کسی کو گواہ بھی نہ بنایا تاکہ لوگوں کو اتنی خطیر رقم کا علم نہ ہو اور انہیں تنگ نہ

کریں۔

ان الا مانة فی الفقبر غناء ان همه امر کفاه اللّٰه

طوبی لعبد ما استسر خیانة خوف الاله وان طواه طواه

ان یعطه خب العهود صحابه دارت علی قطب الوفاء رحاه

یخشی الا له و لیس یخشی غیره واللّٰه جل احق ان یخشاه

وابا حنیفة قد عنیت بمدحتی اذقد ذکرت نعوته وحلاه

ادی الامانة حیث لم یره امرؤٌ لما رای ان الا له یراه

کم کان اسخط نفسه متطلبا من ذی المعارج عفوه و رضاه

کم کم و کم امرته شهوة نفسه بلذیذها لکن نهاه نهاه

افلا یکون رضی امینًا عالما
والمصطفی اعلاه حین کناه

✱✱✱✱✱
✱✱✱✱
✱✱✱
✱✱
✱

بارھواں باب

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہمسایوں سے حسن سلوک

ایک سارنگی نواز سے حسن سلوک

حضرت عبداللہ بن رجاء الغدانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ہمسائیوں سے حسن سلوک اور رواداری میں بے مثال تھے۔ آپ ان کی خاطر قوت برداشت' احسان و مروت کا بے پناہ مظاہرہ فرمایا کرتے تھے۔ آپ کے مکان کے ساتھ ایک گلوکار میراثی رہتا تھا۔ وہ رات بھر سارنگی پر ریاضت کرتا رہتا اور ساری رات سارنگی بجانے میں گذار دیتا۔ لوگ اس کی اس بیہودہ عادت سے تنگ تھے اور جب اس کے دوست اس کی طرف توجہ نہ دیتے تو یہ شعر پڑھتا ؎

اضاعونی و ایی فتٰی اضاعوا
لیوم کریمۃ وسداد لا ثغر

(ترجمہ) مجھے میرے دوستوں نے ضایع کر دیا۔ کیسے عالی شان نوجوان کو نظرانداز کر دیا گیا۔ میں ان کے دکھ درد میں شریک ہوتا تھا اور ان کی سرحدوں کی حفاظت کیا کرتا تھا۔

وہ ایسے کئی اشعار بار بار پڑھتا' ہم نے اس کے کئی ایسے اشعار یاد کر لیئے تھے۔ ایک دفعہ کوفہ کی گشتی پولیس اسے گرفتار کر کے لے گئی۔ وہ اس حالت میں گرفتار ہوا کہ شراب کے نشے میں دھت تھا اور سارنگی ہاتھ میں تھی۔ رات امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر آئے مگر سارنگی کی آواز نہ سنائی دی۔ پوچھا تو پتا چلا اسے تو پولیس گرفتار کر کے لے گئی ہے۔ آپ نے فرمایا چلو یارو' اپنے ہمسائے کو چھڑا لائیں کیونکہ ہم پر اپنے ہمسائے کا حق واجب ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمسائے کے حقوق پر بڑا کچھ کہا ہے۔ ہم سب مل کر تھانے گئے یہاں تک

کہ تھانے کے بڑے آفیسر کے پاس جا پہنچے آفیسر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر کھڑا ہو گیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ حضرت کے لیئے راستہ چھوڑ دو۔ دریافت کیا حضور آپ یہاں کیسے تشریف لائے ؟ آپ کو اپنے پاس بٹھایا' حضرت نے فرمایا ایک قیدی آپ کی قید میں ہے' وہ میرا ہمسایہ ہے' رات آپ کی گشتی پولیس گرفتار کر کے لے آئی ہے' آپ اسے چھوڑ دیں اور اس کی خطا معاف فرما دیں۔ آفیسر نے کہا بسرو چشم اور حکم دیا کہ اس قیدی کو اور اس کے ساتھ جتنے بھی قیدی آئے تھے انہیں چھوڑ دیا جائے۔ پھر اس آفیسر نے تمام رہائی پانے والے تمام قیدیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ آج تم سب کو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وجہ سے رہائی مل رہی ہے۔ گھر آکر آپ نے اس نوجوان سارنگی نواز کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا' اب تو ہم نے تمہیں ضائع نہیں کیا۔ اس نے عرض کی حضور آپ نے مجھ پر بڑا احسان فرمایا ہے انشاء اللہ آج کے بعد آپ مجھے ایسی کوئی حرکت کرتا نہ پائیں گے جس سے آپ کے آرام اور عبادت میں خلل آئے۔ آپ اس نوجوان کو پکڑ کر اپنے گھر لے آئے اور اپنے بیٹے حماد کو کہا اندر سے میری تھیلی لاؤ۔ آپ نے اس تھیلی سے دس دینار نکال کر اس نوجوان کو دیئے اور کہا جیل میں جانے پر تمہارا جو نقصان ہوا ہے اسے ان درہموں سے پورا کرو۔ آئندہ بھی اگر ضرورت پڑے تو بخوشی بلا جھجک آجانا اور ضرورت کے مطابق لے جانا۔ آج کے بعد تمہیں معاشی طور پر کوئی فکر نہیں ہونی چاہیئے' میں تمہارا کفیل ہوں۔ وہ گھر چلا گیا' گناہوں سے توبہ کر لی' شراب و کباب چھوڑ دیا' سارنگی پھینک دی اور حضرت کی مجالس میں حاضری دینے لگا۔ ایک وقت آیا کہ وہ فقہ کا طالب علم بن گیا اور کچھ عرصہ کے بعد اسے فقہ پر اتنا عبور حاصل ہو گیا کہ اپنے وقت کا فقیہہ بن گیا۔

اس واقعہ کو ابوالمحاسن امام حسن بن علی مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ذکر کیا ہے۔ انہوں نے اس واقعہ میں اضافہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس نوجوان کی تربیت کا یہ فائدہ ہوا کہ وہ کوفہ کے معززین میں شمار ہونے لگا۔ مگر قاضی کوفہ ابن ابی لیلیٰ نے اس کی سابقہ زندگی کی بنا پر اس کی گواہی رد کر دی۔ قاضی نے اسے باغ کے درختوں کی گنتی پوچھی تو وہ نہ بتا سکا۔ قاضی نے اسے جاہل تصور کرتے ہوئے گواہی لینے سے انکار کر دیا۔ وہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا تو آپ نے اسے کہا تم ابن ابی لیلیٰ کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ آپ بیس سال سے منصب قضاء پر فائز ہیں اور

کوفہ کی جامع مسجد میں بیٹھ کر ایک عرصہ تک وعظ و نصیحت کرتے رہے ہیں' آپ مجھے بتائیں جامع مسجد کوفہ کے کتنے ستون ہیں۔ ابن ابی لیلیٰ سے جب اس نوجوان نے یہ سوال کیا تو وہ حیران رہ گئے کہ یہ کیا سوال کر رہا ہے اور اس نوجوان کو کہا کہ اب تم گواہی دے سکتے ہو۔ میں اپنا پہلا فیصلہ واپس لیتا ہوں۔

ابن ابی لیلیٰ کو اس معاملے میں بڑی ندامت اٹھانا پڑی۔ جب اسے یہ معلوم ہوا کہ یہ سارا مسئلہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سکھایا ہے تو چلا کر کہنے لگے کوئی ہے جو اس بزاز (کپڑا فروش) کی ذہانت سے میری جان چھڑائے۔ یہ شخص تو مجھ پر بجلیاں گراتا چلا جا رہا ہے۔ میں تو ابوحنیفہ کو گواہی سے محروم کرنا چاہتا ہوں مگر یہ شخص ایسے مسائل کھڑے کر دیتا ہے کہ میں زچ ہو جاتا ہوں اور میرے سامنے ایسے لوگ کھڑے کر دیئے جاتے ہیں جن کی کوئی حیثیت ہی نہیں۔ اس نوجوان نے جب یہ سارا واقعہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنایا تو آپ نے فرمایا' تم ثابت قدم رہو ہم اس شخص کے غرور و پندار کو خاک میں ملا دیں گے۔ پھر آپ نے ایک شعر پڑھا ؎

انا الشجا یجدونی فی حلوقهم
لا ارتقی صعدا فیه ولا ادری

(ترجمہ) مجھے یہ لوگ ایسا ہار پائیں گے جو ان کے گلے میں پڑا رہوں گا' نہ میں اوپر چڑھوں گا نہ نیچے آؤں گا۔

یہی واقعہ "مناقب صمیری" میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو شاگردوں نے اس واقعہ کی روشنی میں یہ اشعار کہے ہیں۔

کانی لم اکن فیهم وسیطًا ولم تک نسبتی فی آل عمرو
اجرر فی المجامع کل یوم فیا لله مظلمتی و صبری

(ترجمہ) میں ان میں افضل نہیں ہوں اور نہ ہی مجھے آل عمرو میں کوئی نسبت ہے۔ میں ہر روز مجمعوں میں دکھ اٹھاتا رہتا ہوں۔ اے اللہ میرے دکھ دور فرما اور یہی میرا صبر ہے۔

یہ واقعہ امام ابو محمد حارثی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بیان کیا ہے۔ انہوں نے اپنی سند سے نقل کیا ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہے کہ ابو حمیر فرماتے ہیں کہ جن دنوں میں کوفہ آیا تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے قریب ہی قیام پذیر ہوا۔ آپ کے ساتھ والے مکان میں ایک بدمعاش اور فاسق شخص رہا کرتا تھا۔ وہ زور دار آواز میں غل غپاڑہ کرتا۔ سرور و غنا میں مشغول رہتا' ساری ساری رات گابجا کر بازاری اشعار پڑھتا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سب کچھ برداشت کرتے' نہ اس سے شکوہ کرتے' نہ اپنی تکلیف کا اظہار کرتے۔ ان کی یہ دلی خواہش تھی کہ وہ اس فسق و فجور سے بچ جائے اور اپنی عاقبت خراب نہ کرے' مگر جب اس کے گھر گشتی پولیس نے چھاپا مارا تو وہ گرفتار ہو گیا' قیدخانہ میں چلاگیا' قیدخانہ میں سخت سزا ملنے لگی تو آپ اٹھے اور حاکم قید خانہ کے پاس گئے' وہ آپ کا معتقد تھا' آپ نے اسے اور کئی قیدیوں سمیت نجات دلائی۔ جب وہ قید سے باہر آیا تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا' اپنی گستاخیوں اور بے ادبیوں سے نہ صرف معافی مانگی بلکہ برے کاموں سے توبہ کر لی۔ وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس میں آنے جانے لگا' مسائل فقہ پر غور کرنے لگا' یہاں تک کوفہ کے نیک لوگوں اور اشراف میں شمار ہونے لگا۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک شاگرد نے بیان کیا کہ میرا گھر آپ کے گھر کی دیوار کے ساتھ ملحق تھا۔ میں ان کے حالات سے اتنا واقف تھا کہ کوفہ میں کوئی دوسرا شخص اتنا واقف نہ تھا۔ مجھے آپ کی عفت اور نیکی کا اندازہ تھا۔ آپ کے شب و روز اس قدر پاکیزہ تھے کہ مجھے ساری زندگی آپ کی مثال نہیں ملی۔ رمضان کا مہینہ تھا رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کے سامنے موجود ہیں' آپ آگے بڑھے اور قبر مبارک کو کھولا' لوگ آپ کو دیکھتے رہے مگر کسی نے آپ کو منع نہ کیا۔ آپ نے میرے دیکھتے دیکھتے مزار مبارک سے مٹی کی چند مٹھیاں بھریں اور پھونک مار کر ادھر ادھر اڑا دیا۔ دائیں بائیں کھڑے لوگوں پر بھی مٹی پڑی۔ اسی طرح ادھر ادھر جتنے لوگ کھڑے تھے ان پر یہ مٹی پڑی۔ میں یہ خواب دیکھ کر دہشت زدہ ہو گیا' بہت گھبرایا' میرے نزدیک یہ ایک عجیب و غریب واقعہ تھا۔ میں خاموشی سے کوفہ سے نکلا اور بصرہ چلا گیا۔

ان دنوں وہاں امام ابن سیرین رحمتہ اللہ علیہ رہتے تھے جو خواب کی تعبیر نکالنے میں بڑے

مشاق اور سچے تھے۔ میں نے انہیں خواب کا سارا واقعہ بڑی تفصیل سے سنایا۔ آپ نے سر اٹھا کر مجھے تسلی دی اور کہا اے بندہ خدا تم نے جس شخص کو ایسا کرتے دیکھا ہے وہ ایک بہت ہی عظیم الشان شخصیت کا مالک ہو گا۔ پھر مجھے پوچھنے لگے کیا جس شخص کو ایسا کرتے دیکھا ہے وہ فقیہ یا عالم ہے ؟ میں نے کہا ہاں وہ زبردست فقیہ ہے۔ آپ نے فرمایا' بخدا یہ شخص اپنی زندگی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کو اتنا پھیلائے گا کہ جہان روشن ہو جائے گا اور یہ مقام کسی اور کو نہیں ملے گا۔ اور اس کی شہرت مشرق و مغرب بلکہ تمام اطراف عالم میں پھیلے گی اور جس جس سمت کو مزار کی مٹی گئی ہے وہ دین کے علم سے منور ہو جائیں گے۔ میں نے امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کی باتیں سنیں تو مجھے اطمینان ہوا۔ میں واپس کوفہ آیا' حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت نے مجھے پوچھا تم اتنے دن کہاں رہے۔ میں نے بتایا کہ میں بصرہ گیا تھا۔ آپ نے فرمایا' عجیب آدمی ہو بتائے بغیر بصرہ چلے گئے' تمہیں کیا ایسی ضرورت آئی کہ تم خاموشی سے بصرہ چلے گئے۔ میں نے بتایا' میں تو آپ کی خاطر ہی بصرہ گیا تھا۔ میں نے آپ کو اپنے خواب کی تفصیلات سنائیں پھر امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کی تعبیر بتائی تو آپ بہت خوش ہوئے۔

یاد رہے کہ کوفہ سے بصرہ ایک سو بیس فرسخ یا دوسرے الفاظ میں تین سو ساٹھ میل ہے۔ اس شخص نے خواب کی تعبیر کے لیئے اتنا طویل سفر کیا۔ اس تکلیف برداشت کرنے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے ہمسائیوں سے کس قدر حسن سلوک تھا کہ وہ آپ کے لیئے اتنا دور دراز کا سفر اختیار کر لیا کرتے تھے۔ وہ اپنے لیئے نہیں صرف حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کے لیئے اس قدر تکلیف برداشت کرتے تھے۔ یہ حسن سلوک کا بہترین ثمرہ ہے۔ ورنہ عام طور پر ہمسائے ایک دوسرے سے دور رہتے زندگی گذار دیتے ہیں اور ہمسایہ کی نیکیوں کی بجائے اس کے عیب بیان کرتے رہتے ہیں اور ان کی برائیوں کو اچھالتے رہتے ہیں۔ ایک شخص حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا ان دنوں آپ حج کے سفر پر روانہ ہو رہے تھے۔ اس شخص نے عرض کی حضور مجھے بھی ساتھ لے چلیں۔ میں مکہ مکرمہ میں آپ کے ساتھ رہوں گا۔ برکات و فیوض سے مستفید ہوں گا۔ آپ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ کی ستاری میں ہی رہنے دیجئے میں اکیلا ہی سفر کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کا مطلب یہ تھا کہ اگرچہ انسان برکات و فیوض کے لیئے ساتھ ہوتا ہے مگر بسا

اوقات عیب تلاش کرتا رہتا ہے۔

ہم نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مذکورہ خواب بیان کی ہے۔ اسے بہت سے لوگوں نے اپنے اپنے انداز میں بیان کیا ہے اور صالحین امت کی بہت بڑی شخصیتوں نے اسے بیان کیا ہے۔ مثلاً یحییٰ بن نصر۔ ابومقاتل سمرقندی اور ان جیسے بڑے بڑے جلیل القدر ائمہ اس خواب کے راوی ہیں اس متواتر روایت کو جو سند حاصل ہوئی ہے اسے کوئی جھٹلا نہیں سکتا۔ ہم اس متواتر روایت کو آگے چل کر تفصیل کے ساتھ بیان کریں گے۔

جار نعمان فی جوار الدراری — فالیه طوی الدجی کل سار

زمن البؤس والنعیم جمیعًا — رزقه واسع علی الجار جار

کم اذی جاره تحمل حتی — لم یروا مثله بحسن الجوار

فقد الجار جاره السوء لکن — بات من فقده فقید القرار

اوثقوا جاره فما قرحتی — اطلق الجار من وثاق الخسار

لم یضعه ولکن شکوا ضیاعا — بل کساه فضلا شعار الیسار

لم یعین لبره قط جارا
اذ سری بره الی کل جار

(ترجمہ) حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہمسایہ ہمیشہ خوشحال رہتا ہے کیونکہ آپ اپنے ہمسائے کے حقوق کو اچھی طرح ادا کرتے ہیں۔ آپ ہر قسم کی تاریکیاں دور کر دیتے ہیں۔ راحت اور تکلیف میں اپنے ہمسایہ کا خیال رکھتے ہیں اور اس کے دکھ سکھ میں شریک ہوتے ہیں۔ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ ہمسایوں کے لیئے تکلیفیں برداشت کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں فرماتے' یہاں تک سارے شہر میں آپ جیسا مہربان ہمسایہ کسی کو میسر نہیں آیا۔ آپ نے ایک رات شور و شرابہ کرنے والے برے ہمسائے کو نہ پایا تو ساری رات بے قرار رہے۔ دوسرے دن پتا چلا کہ اسے بدکرداری

میں پولیس گرفتار کر کے لے گئی ہے۔ آپ قید خانے پہنچے اور اس برے ہمسائے کو رہائی دلائی۔ آپ نے اپنے بدکردار ہمسائے کو بھی ضائع نہ کیا اور اس کی تکلیف کو بھی برداشت نہ کیا بلکہ آپ کو اس کی تکلیف پر صدمہ ہوا۔ آپ اپنے احسان و کرم کے لیئے کسی خاص ہمسایہ سے ہی حسن سلوک نہیں کرتے تھے بلکہ ہر ہمسایہ آپ کے سایہ کرم میں رہتا تھا۔

تیرھواں باب

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تہجد' قرات' جمعہ کے عمل

احمد بن بشیر اور حفص بن غیاث بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت عبادت گذار تھے۔ حلال و حرام کی تمیز کرنے والے تھے۔ عام طور پر لوگ اتنی احتیاط نہیں کرتے مگر امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سلسلہ میں بے حد احتیاط کرتے تھے اور علم فقہ میں امام تھے اور عبادت میں زاہد شب زندہ دار تھے۔

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن پاک کی تلاوت فرماتے۔ جہاں جہاں سفر کرتے اور جس منزل پر قیام کرتے تو سات ہزار بار قرآن پاک ختم کرتے۔ رمضان المبارک میں ساٹھ بار قرآن ختم کرتے تھے۔ ایک اول دن کے پہلے حصہ میں' دوسرا رات کے وقت۔ اہل بصرہ اور اہل کوفہ کے ائمہ اس معمول پر آپ کے گواہ ہیں۔ یہ بات حافظ خطیب نے بھی یحییٰ بن معین کی سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان شریف میں ساٹھ قرآن پاک ختم کیا کرتے تھے۔

مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک بار حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسجد میں حاضر ہوا' آپ صبح کی نماز پڑھ کر لوگوں سے مسائل بیان کرنے لگے۔ یہاں تک کہ نماز ظہر کا وقت ہوگیا۔ ظہر سے عصر تک علمی گفتگو فرماتے پھر مغرب کی نماز کے بعد عشاء تک مسجد میں تشریف فرماتے۔ میں نے سوچا کہ آپ عبادت کب کرتے ہوں گے' میں نے دیکھا کہ جب عشاء کی نماز کے بعد لوگ مسجد سے چلے گئے اور اپنے گھروں میں جاکر سوئے تو امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خداوند کریم کی بارگاہ میں نوافل ادا کرنے میں مشغول ہو گئے اور اس طرح لوگ سو جاتے تو امام یاد خداوندی میں مشغول رہتے۔ جناب مسعر نے حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رفاقت

میں بڑا وقت گزارا حتیٰ کہ امام صاحب کی زندگی میں ہی آپ کا انتقال ہو گیا۔

ابن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ مسعر بن کدام نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسجد میں سجدہ کی حالت میں وفات فرمائی۔ یہ واقعہ صاحب "مناقب حمیری" نے بھی لکھا ہے۔ وہ آخر میں لکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری ساری رات عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ صبح سے پہلے لوگوں کو بیدار ہونے کا احساس دلاتے' پھر گھر جاتے۔ تازہ وضو فرماتے' لباس بدلتے' تیل لگاتے' کنگھی کرتے اور مسجد میں واپس آکر نماز فجر پڑھتے۔ پھر مسجد میں ہی علمی مباحث میں مصروف ہو جاتے یہاں تک کہ سارا دن گزر جاتا۔

میرا خیال ہے کہ یہ طریقہ کار حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زندگی کے آخری ایام میں اختیار کیا ہو گا۔ اسی دوران مسعر بن کدام آپ کے پاس رہتے تھے' حتیٰ کہ وہ فوت ہو گئے۔ راوی کہتا ہے کہ میں بھی ان دنوں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہا کرتا تھا۔ میں نے آپ کو کبھی سوتے نہیں دیکھا۔ دن کو روزہ رکھتے' نماز ظہر سے پہلے چند لمحے اونگھ لیتے یا قدرے لیٹ جاتے۔ اسی بات کو جناب ثابت نے مزید بڑھاتے ہوئے بتایا کہ میں نے مسعر کو دیکھا تھا۔ انہوں نے سجدہ کی حالت میں وصال فرمایا تھا۔

عون بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں چھ ماہ تک رہا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری ساری رات اللہ کی عبادت میں گزار دیتے تھے۔ میں نے آپ سے بڑھ کر کوئی عبادت گزار نہیں دیکھا وہ رات کو کروٹ تک نہ بدلتے تھے۔

اسی بات کو حافظ ابوبکر خطیب نے تاریخ بغداد میں لکھا ہے کہ میں نے سلمہ بن کہیل' عطاء طاؤس اور سعید بن جبیر کو دیکھا تھا اور اسی زمانہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی دیکھا میں نے آپ جیسا کوئی دوسرا عبادت گزار نہیں دیکھا۔ علی بن یزید الصدائی فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رمضان شریف میں دیکھا' آپ نے اس ماہ ساٹھ بار قرآن شریف کا ختم کیا تھا۔ وہ ایک ایک دن میں تین قرآن پاک ختم کیا کرتے تھے۔

امام ابو یحییٰ حمانی امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردوں میں سے ہیں' وہ فرماتے ہیں

کہ میں ایک عرصہ تک حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہا آپ عشاء کی نماز کے وضو کے ساتھ فجر کی نماز ادا کیا کرتے تھے۔ وہ رات کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑے ہوتے تو نفیس لباس زیب تن فرماتے۔ چہرے کو تازہ کرتے۔ داڑھی پر کنگھی کر کے مصلیٰ پر کھڑے ہو کر ساری ساری رات خضوع و خشوع سے عبادت کرتے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کی کوئی ایسی آیت نہیں جسے میں نے وتروں میں نہ پڑھا ہو۔ جعفر بن زیاد الاحمر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا کہ قرآن کی کوئی ایسی آیت نہیں جسے میں نے وتروں میں نہ پڑھا ہو۔ نصر نے اس بات کی وضاحت چاہی تو آپ نے فرمایا کہ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کی عادت تھی کہ رات کو نوافل میں قرآن پڑھتے رہتے تھے جب وتر شروع کرتے تو اس سے آگے کی آیت کا آغاز فرماتے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو قرآن پاک کے الفاظ پر کتنا عبور تھا۔ امام ابوعاصم نبیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شیخ کے نام سے پکارا جاتا تھا کیونکہ آپ کثرت سے عبادت کرتے تھے۔

حسن بن محمد لیثی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں کوفہ آیا تب لوگوں سے پوچھا اس شہر میں سب سے زیادہ عبادت گزار کون ہے' سب نے کہا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کی عبادت گزاری کو واقعی اس سے بڑھ کر پایا جس طرح لوگ کہتے تھے۔ پھر میں نے لوگوں سے پوچھا کہ اس شہر میں سب سے بڑا فقیہ کون ہے تو لوگوں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لیا۔

سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں کوئی شخص بھی امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر نوافل ادا نہیں کرتا تھا۔ یہی حضرت سفیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رحم فرمائے میں نے ان سے بڑھ کر نوافل اور کثرت سے عبادت کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ ابو مطیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک بار مکہ مکرمہ میں قیام پذیر تھا۔ میں رات کو طواف کرنے کے لیئے خانہ کعبہ میں پہنچا' میں نے دیکھا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ساری رات طواف کرتے گزار دی ہے۔

سفیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے باپ نے ایک غلام خریدا اور اسے کچھ دنوں بعد آزاد کر دیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ غلام رات کا پہلا حصہ نماز میں مشغول رہا کرتا اور کوفہ کے لوگ اسے دیکھنے آیا کرتے تھے۔ مگر میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ ساری ساری رات نماز ادا کرتے۔ حفص بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری رات بیدار رہا کرتے تھے۔ بعض اوقات ایک رکعت میں سارا قرآن مجید ختم کر دیا کرتے تھے۔ تیس سال تک آپ کا یہ معمول رہا۔

اسد بن عمرو فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی۔ عام طور پر ایک رکعت میں بیس پارے پڑھ جاتے اور دوران نماز اتنا روتے کہ بعض اوقات آپ کے ہمسائے آپ پر ترس کھاتے۔ آپ نے جس مقام پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی جان سپرد کی وہاں آپ نے سینکڑوں بار قرآن پاک ختم کیئے تھے۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ آپ نے اس جگہ سات ہزار بار قرآن پاک ختم کیئے تھے۔

امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کے وقت ایک قرآن پاک نوافل میں ختم کیا کرتے تھے۔ رمضان المبارک میں ایک قرآن پاک صبح، ایک قرآن پاک عصر کے وقت ختم فرمایا کرتے تھے۔ اور عام طور پر رمضان کے دوران باسٹھ بار قرآن مجید ختم کر لیا کرتے تھے۔ آپ حالات و واقعات پر بڑا صبر کرتے، مشکلات کو برداشت کرتے اور کسی کی زیادتی پر ناراض نہیں ہوا کرتے تھے۔ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی زندگی کا اکثر حصہ ایسے ہی گزارا تھا۔ وہ صبر کو فقر پر ترجیح دیتے تھے۔

امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پینتالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی۔ حضرت حماد بن امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میرے والد گرامی نے وفات فرمائی تو میں نے حسن بن عمارہ کو کہا کہ آپ میرے والد گرامی کو غسل دیں۔ وہ انہیں غسل دیتے وقت کہہ رہے تھے اے اللہ! ابوحنیفہ پر رحم فرما۔ آپ نے تیس سال تک افطار نہیں کیا تھا۔ یعنی روزے دار رہے اور چالیس سال تک رات کو بستر پر آرام نہیں کیا۔ آپ نے اپنے قبیلہ والوں کو ایک مثال پیش کی جس کا آج تک کوئی جواب پیش نہیں کر سکا اور

علماء کرام آپ کے سامنے رسوا ہوتے گئے جب وہ آپ کی طرح عبادت نہ کر سکتے تو انہیں نادم ہونا پڑتا۔

منصور بن ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک بار قادسیہ میں تھے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگر عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ بھی ہمارے ساتھ تھے۔ ان کے پاس کوفہ سے ایک شخص آیا اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف شکایت کرنے لگا۔ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اے بندہ خدا! تو اس شخص کی غیبت کرتا ہے جس نے پینتالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی ہے۔ جو ایک رکعت میں پورا قرآن مجید ختم کیا کرتا تھا۔ میں نے جو فقہ پڑھی ہے جس کی تم تعریف کرتے ہو یہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس کا فیض ہے۔

یحییٰ بن فضیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک جماعت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا' ایک شخص نے کہا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ شخص ہیں کہ ساری رات عبادت میں گزار دیا کرتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنا کہ لوگ میری بے جا تعریف کرتے ہیں آج کے بعد میں واقعی ساری رات نوافل ادا کروں گا۔ رات کو بستر پر کروٹ نہ لوں گا۔ یہاں تک کہ میں اللہ کے حضور پہنچ جاؤں۔ یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری رات عبادت میں بسر کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا۔

مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات کوفہ کی مسجد میں داخل ہوا تو ایک شخص کو مسجد میں نوافل ادا کرتے دیکھا۔ میں اس کی قرات سے بڑا محظوظ ہوا' وہ فن قرات میں قرات سبعہ کا ماہر تھا۔ میں نے خیال کیا اب رکوع کرے گا مگر وہ سارا قرآن پاک پڑھتا گیا اور ایک رکعت میں سارا قرآن پاک ختم کر دیا۔ میں نے دیکھا تو وہ امام ابوحنیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تھے۔

مسعر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے رات کے اندھیروں میں ایک ایسا شخص ملا جس سے خوشبو کی لپٹیں آ رہی تھیں۔ مجھے خیال آیا کہ اس شخص کی تازہ تازہ شادی ہوئی ہے اور یہ وہی ہو گا اور اپنے گھر جا رہا ہے۔ مگر میں نے دیکھا کہ وہ مسجد میں داخل ہو گیا اور ایک جگہ پر نماز کے لیئے کھڑا ہو گیا۔ تکبیر کہہ کر سورہ بقرہ شروع کر دی حتیٰ کہ ایک ہی رکعت میں سارا قرآن پاک ختم کر دیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

خارجہ بن مصعب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے مکہ مکرمہ میں چار شخصوں کو ساری ساری رات قرآن پاک پڑھتے سنا۔ ان میں ایک تو عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ' دوسرے تمیم داری' تیسرے سعید بن جبیر اور چوتھے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔

ابو زائدہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن مسجد میں مجھے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ میں نے دیکھا سارے لوگ نماز پڑھ کر مسجد سے چلے گئے' صرف آپ نوافل میں کھڑے رہے۔ آپ کو خبر تک نہ تھی کہ مسجد میں کون آیا اور کون گیا ہے۔ میں نے کوشش کی کہ ان سے بات کروں اور یہ کوشش بھی کی کہ آپ کو میرے متعلق معلوم نہ ہو سکے۔ مگر آپ لوگوں کے چلے جانے کے بعد نماز میں کھڑے ہوئے اور پہلی ہی رکعت میں قرآن پاک پڑھنا شروع کیا۔ میں ہر بار خیال کرتا کہ آپ بھی رکوع کریں گے اور فارغ ہوں گے لیکن وہ آیات کی تلاوت کرتے رہے یہاں تک کہ فجر کی نماز کی اذان ہو گئی۔

ضرار بن صرد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے یزید بن کمیت سے سنا (آپ اپنے زمانہ کے نیک سیرت انسان تھے) آپ نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدا تعالیٰ کے خوف سے بے حد ڈرتے تھے۔ ایک رات ہم نے علی بن حسن موذن کے پیچھے نماز عشاء پڑھی۔ اس نے سورہ اذا زلزلت پڑھی۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہمارے ساتھ ان کے پیچھے نماز ادا کر رہے تھے۔ لوگ نماز پڑھ کر گھروں کو چلے گئے مگر ہم نے دیکھا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں بیٹھے فکر و غم میں ڈوبے ہوئے ہیں اور زور زور سے سانس لے رہے ہیں۔ میرے دل میں خیال آیا کہ میں یہاں سے چلا جاؤں تاکہ آپ کے شغل میں خلل نہ آئے میں وہاں سے نکلا تو فانوس کو جلتے چھوڑا اس میں اب تھوڑا سا تیل تھا۔ صبح طلوع ہوئی تو میں واپس آیا تو دیکھا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی اسی جگہ عبادت میں مصروف ہیں اور سلام پھیر کر داڑھی پر ہاتھ پھرتے ہوئے کہا' اے وہ ذات! جو ایک نیکی پر اپنی ہزاروں بخششیں عنایت کرتی ہے۔ اے وہ ذات! جو برائی پر سزا دینے پر قادر ہے۔ نعمان تو تیرا بندہ ہے' اسے جہنم کی آگ سے بچانا۔ اس کے عمل میں جو کوتاہی یا برائی ہوئی ہو اسے اپنی وسیع رحمت میں داخل فرما۔

یزید بن کمیت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اذان پڑھی' فانوس میں تھوڑا سا تیل ابھی باقی تھا'

میں نے دیکھا کہ وہ پہلے سے زیادہ روشن تھا اور امام صاحب باقاعدہ قیام فرما رہے تھے۔ جب میں مسجد میں داخل ہوا تو آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا۔ آپ اسے لے جانا چاہتے ہیں' میں نے عرض کی میں نے تو فجر کی اذان بھی پڑھ دی ہے۔ آپ نے فرمایا' میرا ماجرا چھپانا' اپنے تک محدود رکھنا' کسی کو نہ کہنا۔ اس کے بعد آپ نے فجر کی دو رکعت سنت ادا کیں اور ہمارے ساتھ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی۔

مسلم بن سالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ گیا۔ وہاں ایک برگزیدہ شخصیت سے سنا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہاں نو راتیں گذاریں۔ میں نے انہیں ایک رات بھی سوتے نہیں پایا۔

ہشام نے بتایا کہ میں ایک دن میں امام حماد بن ابی سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر بیٹھا تھا (یہ حماد حضرت امام ابوحنیفہ کے استاد مکرم تھے) اسی دوران امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور کسی مسئلہ پر گفتگو فرمانے لگے۔ یہاں تک کہ آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ جب آپ اٹھ کر چلے گئے تو حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا' ابوحنیفہ فقیہ ہیں مگر چہرے پر سرخی آپ کی شب بیداری کی وجہ سے ہے۔

خوش لباسی

محمد بن بشر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے مسعر بن کدام سے سنا ہے' وہ فرماتے تھے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لباس بڑا صاف ستھرا اور قیمتی ہوتا تھا۔ یہ لباس کھلا اور لمبا ہوتا تھا۔ قمیص ہوتی' سلوار ہوتی یا چادر ہوتی کسی کی قیمت ایک ہزار درہم سے کم نہ ہوتی تھی۔ جب آپ عشاء کی نماز ادا کرتے تو مسجد سے سارے لوگ چلے جاتے مگر وہ قیام فرماتے۔ آپ کا سارا لباس عطر و خوشبو سے معطر ہوتا تھا۔ ایک دن میں نے عرض کی حضور یہ لباس تو بادشاہوں کے دربار میں پہن کر جایا کرتے ہیں' آپ نے فرمایا میں بادشاہوں کے بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوتا ہوں اور اچھے لباس سے اس کے دربار میں حاضری دینا زیادہ اچھا ہے۔

حضرت مسعر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

عشاء کی نماز کے بعد دیکھا آپ اپنے گھر میں داخل ہوئے' پھر باہر آئے اور مسجد میں چلے گئے۔ نماز کے لیئے کھڑے ہوئے اور قرآن پاک کی تلاوت شروع کر دی۔ آپ جب اس آیت کریمہ پر پہنچے۔ ان الذین یتلون کتاب اللہ واقاموا الصلٰوۃ وانفقوا مما رزقناھم سراً و علانیۃ یرجون تجارۃ لن تبور ☆ آپ اس آیت کریمہ کو بار بار پڑھتے۔ پھر آپ جب اس آیت کریمہ پر پہنچے امن ھو قانت اناء الیل ساجدا و قائمًا یحذر الآخرۃ و یرجوا رحمۃ ربہ ☆ تو اس آیت کریمہ کو بھی دھراتے رہے۔ مجھے خدشہ ہوا کہ آپ اس آیت کریمہ کو فجر تک ہی نہ پڑھتے رہیں مگر آپ نے آگے پڑھنا شروع کر دیا حتیٰ کہ قرآن کریم ختم کر دیا۔

عمرو بن یزید تمیمی فرماتے ہیں کہ میں نے علقمہ بن مرثد سے سنا کہ وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں کچھ دنوں مکہ مکرمہ میں رہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبادت میں مصروفیت اور جدوجہد نے انہیں اتنا متاثر کیا کہ آپ جہاں جاتے آپ کا ذکر اسی حوالے سے کرتے تھے۔

حضرت ایوب بن عبداللہ قصاب رحمۃ اللہ علیہ کوفہ میں آتے تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں شب باشی کرتے اور جب حضرت امام سفر پر جاتے تو آپ ان کے ساتھ شریک سفر ہوتے۔ آپ فرماتے ہیں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دن کو روزہ رکھتے اور قرآن پاک مکمل ختم کرتے' رات کو نوافل میں کھڑے ہوتے تو ایک قرآن پاک ختم کرتے' آپ کا یہ معمول وفات سے ایک عرصہ پہلے تک میں دیکھتا رہا ہوں۔

حضرت طلحہ بن سنان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رات نماز پڑھتے دیکھا۔ ساری رات گزر گئی مگر آپ نے بدن کے کس عضو کو متحرک نہیں فرمایا۔ صرف آپ کی زبان سے قرآن پاک کی تلاوت ہوتی' آپ قرآن پاک ختم کر کے رکوع و سجود کے وقت متحرک ہوتے۔

ابواسماعیل فارسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے سفیان' مسعر اور امام ابوحنیفہ' مالک بن مغول اور زائدہ جیسے بلند پایہ حضرات کو دیکھا' مگر میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا عبادت گزار کسی کو نہیں پایا۔ حسن بن طریف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں آپ سے بڑھ کر کوئی عبادت گزار نہیں تھا۔ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے جب بھی امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ ساری رات قیام کرتے اور قیام کے دوران گریہ و زاری کرتے دیکھا۔

اسحاق بن ابی اسرائیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے علی بن یزید ھمدانی کو فرماتے سنا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رات کے اوراد تھے آپ ان کا کبھی ناغہ نہ فرماتے۔ رات کو ایک ہی رکعت میں سارا قرآن پاک ختم کرتے۔ دن کو مختلف مسائل پر گفتگو فرماتے' فتویٰ جاری کرتے' عام لوگوں کے مسائل سنتے' دین کے معالات میں نہایت ورع اور تقویٰ کا خیال رکھتے۔ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا فقیہ اور عابد دوسرا کوئی نہیں دیکھا۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ چل رہا تھا' چلتے چلتے ہم ایک کوچہ کے کنارے جا پہنچے دیکھا کہ کچھ لوگ بیٹھے ہیں' امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھوٹے چھوٹے بچوں نے دیکھ کر شور مچانا شروع کر دیا کہ یہ ہیں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ساری رات کھڑے ہو کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں سے شرماتے تھے۔ مگر جب ہم آگے بڑھے تو آپ نے فرمایا' ابویوسف یہاں کے لوگوں کو ہمارے متعلق جو گمان ہے اس پر ہم پورے نہیں اترتے۔ اسی طرح آپ اپنے آپ کو ظاہر نہ کرتے۔ حمیدی نے اپنے باپ سے یہ بات بیان کی ہے کہ ایک بار امام ابویوسف' اسعد بن عمرو' ابوداؤد' امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ جا رہے تھے جب ہم محلّہ بجیلہ میں پہنچے تو بچوں نے شور مچا دیا کہ یہ وہ امام ہیں جو ساری رات عبادت میں گزارتے ہیں۔

بکیر بن معروف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سفر و حضر میں آپ کے بہت قریب رہا ہوں۔ رات کے وقت ان کے مکان پر ہی سوتا' آپ کی یہ عادت تھی کہ آپ اپنے معمولات عبادت کو لوگوں سے پوشیدہ رکھا کرتے تھے۔ میں نے آپ کے علاوہ کوفہ میں کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ دن کو روزہ رکھتا ہو اور رات کو قیام میں گزارتا ہو۔ پھر قیام کے دوران تلاوت قرآن پاک کرتا ہو اور اطاعت الٰہی میں تسلسل رکھتا ہو۔ تعلیم و تدریس کو عام کرنے والا ہو اور لوگوں کے مشکل مسائل کو حل کرتا ہو۔ یہ ہیں وہ اوصاف جو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

ذات میں پائے جاتے تھے۔ میں ان کی تفصیلات بیان کرنے کے لیئے الفاظ نہیں رکھتا۔

حفص بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کپڑے کے کاروبار میں تیس سال تک شراکت دار رہا' آپ اپنی مصروفیات کے باوجود دن رات میں تین قرآن کریم ختم کیا کرتے تھے اور ہر روز صدقہ و خیرات فرماتے۔ آپ نے مزید بتایا کہ آپ کا معمول تھا کہ ایک مہینہ میں تیس قرآن پاک ختم کرتے' شب بھر جاگتے اور ایک رکعت میں کھڑے کھڑے پورا قرآن پاک ختم کر لیتے تھے۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ تین دنوں میں ایک قرآن مجید ختم کرتے تھے۔ ہمارے نزدیک یہ دونوں روایات درست ہیں۔ آپ عمر کے ابتدائی حصہ میں دن میں پورا قرآن پاک ختم کرتے تھے مگر جب آپ کو دوسری مصروفیات دینی نے آگھیرا اور آپ عام لوگوں کے مسائل حل کرنے میں زیادہ وقت دینے لگے تو آپ تین دن میں ایک قرآن پاک ختم فرماتے۔ آپ طلباء اور دوسرے حضرات کی تعلیم و تربیت کی وجہ سے سہ روز قرآن پاک ختم نہ سکتے تھے۔ اس زمانہ کے ایک فقیہ نے کہا تھا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابتدائی دور میں سخت مجاہدہ کرتے اور عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ رات بھر قیام فرماتے اور پورا قرآن پاک قیام میں ختم کرتے تھے مگر جب آپ کی دوسری علمی مصروفیات زیادہ ہو گئیں تو آپ نے عبادت اور قیام میں کمی کر دی تھی۔

امام ابویوسف رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں ایک دن امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کوفہ کے ایک محلے سے گزر رہا تھا۔ وہاں بچے کھیل رہے تھے' انہوں نے امام صاحب کو دیکھا تو چلا چلا کر کہنے لگے کہ یہ ہیں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ساری رات عبادت کرتے ہیں اور ایک رکعت میں قرآن پاک ختم کر لیتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بچوں سے سنا تو دل میں خیال آیا کہ میرے متعلق بچوں کو یہ گمان ہے اب میں ایسا ہی کروں گا۔ آپ نے یہ آیت کریمہ پڑھی ویحبون ان یحمدوا بمالم یفعلوا ☆ پھر مجھے فرمایا' اے ابویوسف! تم نے ان بچوں کو چلاتے سنا ہے یہ کیا کہہ رہے تھے' انشاء اللہ آج کے بعد میں رات کو نہیں سویا کروں گا اور قیام میں پورا قرآن پاک ختم کیا کروں گا۔

محمد بن الحسن رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیس سال

تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی تھی۔ آپ کے بیٹے حماد بن ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سالہاسال عشاء کی نماز کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی۔

حضرت عبداللہ بن داؤد فرماتے ہیں کہ میں نے کئی راتیں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ گذاریں۔ میں نے ان کی عبادت میں مشغولیت اور دینی امور میں مصروفیت یہاں تک دیکھی کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر ملنے والے فقیہ اور زاہد سے علم اور عبادت میں بڑھ چڑھ کر تھے۔

قاسم بن ابراہیم بغدادی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا کہ آپ عام مہینوں میں بیس بار قرآن پاک ختم کرتے مگر رمضان المبارک میں ساٹھ قرآن پاک ختم کرتے تھے۔ پھر دن کو لوگوں کے دینی مسائل حل کرنا اور فتویٰ دینا بھی جاری تھا۔

ابو جعفر رازی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ میں نے امام زفر سے پوچھا تھا کہ امام اعظم ایک ماہ میں کتنی بار قرآن پاک ختم کیا کرتے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ آپ ہر ماہ میں تیس قرآن پاک ختم کرتے تھے۔ لیکن رمضان المبارک آتا تو ساٹھ بار قرآن پاک ختم کرتے۔ یہ ابو جعفر عیسیٰ بن ہامان رازی رحمتہ اللہ علیہ حدیث و فقہ میں "رے" والوں کے امام تھے۔ آپ کی اکثر روایات کی بنیاد امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت پر ہوتی تھی۔ وہ فرمایا کرتے تھے۔ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر فقہ میں کوئی دوسرا امام نہیں دیکھا۔

نوح بن ابی مریم رحمتہ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کئی بار ایک رکعت میں پورا قرآن پاک ختم کرتے دیکھا۔ نصر بن حاجب القرشی فرماتے ہیں کہ میرے والد امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوست تھے۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے کئی بار حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر ٹھہرنے کا موقع ملا۔ میں دیکھتا کہ آپ ساری ساری رات نماز میں قیام فرماتے' قرآن پاک ختم کرتے' جب سجدہ کرتے تو مصلیٰ پر ان کے آنسو گرنے لگتے۔ مصلیٰ پر نمی سے یوں محسوس ہوتا کہ بارش برسی ہے۔ یہ واقعہ امام ابویحییٰ نیشاپوری نے بھی بیان فرمایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ساری رات امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز پڑھتے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے

گڑگڑاتے دیکھا۔ میں دیکھتا کہ آپ کے آنسو مصلیٰ پر بارش کے قطروں کی طرح ٹپک رہے ہیں۔

فضل بن سوید رحمۃ اللہ علیہ کوفہ سے واپس تشریف لائے تو لوگوں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا' میں ایک عرصہ تک ان کے ساتھ رہا' وہ بے پناہ عبادت گذار اور شب زندہ دار ہیں۔ دن کو روزہ رکھتے' رات کو اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہو کر قرآن پاک پڑھتے۔

ابو المتوکل رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک عرصہ تک امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رہا۔ میں نے انہیں راتوں کے وقت تلاوت قرآن پاک کرتے ہی دیکھا اور آپ کے اس معمول میں کبھی سستی نہیں تھی۔ ہر رات عشاء سے صبح تک کھڑے تلاوت قرآن پاک کرتے رہتے تھے۔

لیث بن خالد کی یہ روایت مشہور ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کے وقت بکثرت نماز پڑھتے تھے اور ساری ساری رات قیام فرماتے۔ میں نے ایک رات دیکھا کہ وہ کھڑے ہیں اور قرآن پاک کی تلاوت کر رہے ہیں۔ آپ جب الھاکم التکاثر پر پہنچے تو اسے کئی بار تلاوت فرمایا' یہ آیت صبح تک دہراتے رہے۔

ابومقاتل رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں ایک لمبا عرصہ رہنے کا موقعہ ملا' سفر و حضر میں آپ کے ساتھ رہا۔ میں نے آپ سے بڑھ کر عبادت گذار نہیں دیکھا۔ یاد رہے کہ ابومقاتل' حفص بن سلم سمرقند کے رہنے والے تھے وہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ہی سمرقند کے امام تھے۔ آپ نے امام کی صحبت میں ایک خاص وقت گزارا اور آپ سے ہی حدیث کی روایت بیان کرتے اور فقہ کے مسائل پر گفتگو کرتے تھے۔ وہ خلیفہ عباسی مامون الرشید کے عہد حکومت تک زندہ رہے۔

مامون الرشید جن دنوں خراساں آیا تو اسے ایک واقعہ پیش آیا تو خراسان کے جید علماء کرام کو بلا کر اس واقعہ پر گفتگو کی اور اس کا حل طلب کیا تو کوئی بھی عالم دین خلیفہ مامون الرشید کو مطمئن نہ کر سکا۔ لوگوں نے کہا اب تو آپ کے مسئلہ کا جواب ابومقاتل رحمۃ اللہ علیہ ہی دے سکتے ہیں' یا کوفہ میں ایک امام ابوحنیفہ ہیں۔ خلیفہ نے ایک تیز رفتار قاصد کو سمرقند بھیجا مگر قاصد کے پہنچنے سے پہلے ہی

آپ کا انتقال ہو چکا تھا۔ وہ قاصد ابومقاتل بلخی کے پاس گیا مگر وہ اتنے ضعیف تھے کہ سفر نہ کر سکتے تھے۔ البتہ آپ نے مامون الرشید کے سوالات کا جواب دیا۔ یہ سوالات مامون الرشید کے ایک نصرانی وزیر نے مرتب کیئے تھے۔ خلیفہ نے جب یہ جواب دیکھا تو مطمئن ہو کر امام بلخی کی بڑی تعریف کی۔ ابومقاتل نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ آپ کے اساتذہ سے بھی احادیث سنی تھیں۔ ان پر ابوایوب السختیانی، عمرو بن عبید، ہشام بن حسان، سعید بن ابی عروبہ، عمرو بن دینار، مصر کے ہشام بن عروہ اور ان جیسے دوسرے بزرگوں کے نام آتے ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)۔

امام نصر سمرقندی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حفص بن سالم سے عرض کی کہ آپ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے راز داں ہیں۔ ہم حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس میں دن کے وقت بیٹھتے تھے مگر آپ دن رات دونوں اوقات میں آپ کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ ہمیں لوگوں نے بتایا ہے کہ وہ ساری ساری رات نوافل ادا کرتے تھے۔ ہم نے تو انہیں دن کے وقت مسجد میں فرائض ادا کرتے یا لوگوں کے مسائل کا جواب دیتے دیکھا ہے۔ حفص بن سالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کے وقت چار سو نوافل ادا کرتے تھے اور میں نے انہیں کئی بار یہ نوافل پڑھتے دیکھا ہے۔ مجھے یہ اتفاق بھی ہوا کہ آپ ان نوافل میں سارا قرآن پاک ختم کر دیا کرتے تھے اور کئی بار تو آپ نے پورا قرآن پاک ایک رکعت میں کر ڈالا۔

حفص بن سالم وہی ابن عبدالملک العتکی ہیں جو ابومقاتل رحمۃ اللہ علیہ کے شریک رہے اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس سے استفادہ کرتے رہے ہیں اور آپ کی احادیث کی روایت کرتے رہے ہیں انہوں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اساتذہ اور مشائخ کا زمانہ بھی پایا تھا اور ان سے استفادہ بھی کیا، آپ نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علوم کو ماوراءالنہر تک پھیلایا تھا۔

متوکل بن عمران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پورے چار سال گزارے۔ آپ جب عشاء کی نماز پڑھ لیتے تو تھوڑے سے وقت کے لیئے اپنے شاگردوں کے حلقے میں تشریف لاتے۔ چند لمحات کیلئے گھر جاتے اور آرام فرماتے۔ پھر جاگ اٹھتے تو صبح تک عبادت میں کھڑے ہو کر پورا قرآن پاک ختم کرتے۔ یہ متوکل بن عمران رحمۃ اللہ علیہ بلخ کے ائمہ میں

سے تھے انہوں نے سارے بلخ کے علاقہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایات کو پھیلایا اور آپ کی صحبت سے جو علوم حاصل کیئے ان کی اشاعت میں بڑا حصہ ہے۔

حسن بن محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم جب بھی امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو رات کے وقت آپ کو نماز پڑھتے دیکھتے۔ آپ فرماتے تھے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معمولات کو جو شخص ایک بار دیکھ لیتا اس کی نظر میں پھر دوسرے فقیہ اور ائمہ نہ جچتے۔ اکثر علماء امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے پر نگاہ ڈالتے چہرے کی زردی اور آنکھوں کی نمی کو دیکھ کر ان کے لیئے دعا کرتے۔ زرد چہرہ' لاغر جسم اور آنکھوں میں آنسو آپ کی کثرت عبادت کی نشاندہی کرتے تھے۔

حسن بن محمد اللیثی رحمۃ اللہ علیہ اہل بلخ کے امام تھے۔ انہوں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت اختیار کی اور آپ سے احادیث روایت کیں اور فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ مؤمل بن وہاب فرماتے ہیں کہ میں حسن بن محمد کے پاس مسجد حرام میں حاضر ہوا تو انہوں نے تمام وقت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعات زندگی سناتے گزار دیا۔ افسوس میں آپ سے نہ حدیث کی روایت کر سکا نہ فقہ کی تعلیم حاصل کر سکا اور محروم رہ کر واپس آگیا۔

محمد بن مروزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے سلم بن سالم سے مکہ میں سنا اور اس پر بہت بڑی جماعت گواہ ہے۔ وہ فرماتے تھے کہ اے لوگو! وہ علم حاصل کرو جو تمہیں اور مجھے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نصیب ہوا۔ تمہیں بھی انہی کے علم پر التزام ضروری ہے۔ اس لیئے کہ مجھے آپ کی صحبت سے زیادہ اچھی صحبت کہیں نصیب نہ ہوئی۔ لہٰذا ضروری ہے کہ تم لوگ بھی آپ کی صحبت سے فائدہ اٹھاتے۔ میں نے ان سے بڑھ کر کوئی عبادت گزار نہیں دیکھا۔ اہل مکہ میں سے مجھے ایک شخص نے بتایا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مکہ مکرمہ میں آتے تو میرے ہاں قیام فرماتے۔ ایک بار تشریف لائے تو مسلسل چھ ماہ میرے پاس ٹھہرے۔ میں نے دیکھا کہ ایک عرصہ میں وہ ہمیشہ قیام فرماتے اور قرآن پاک کی تلاوت میں مصروف رہتے۔ اگر تھکاوٹ کا احساس ہوتا تو لیٹنے کی بجائے طواف میں مصروف ہو جاتے۔

سلم بن سالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے زندگی میں بڑے بڑے مشائخ سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے

لیکن میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔ آپ کے دل میں امت محمدیہ ﷺ کا بے حد احترام تھا۔ آپ کا قول و فعل ایک جیسا تھا۔ یہ سلم بن سالم اہل بلخ کے امام تھے اور انہیں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں رہنے کا بہت موقع ملا تھا۔ آپ ابو مطیع اور ابومقاتل کے تلامذہ میں سے تھے۔ ابو مطیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں کعبتہ اللہ جب بھی گیا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قیام کرتے دیکھا یا طواف کرتے پایا۔ میں نے آپ کو عبادت کرتے ہی دیکھا اور فقہی مسائل کو حل کرتے بھی سنا۔ میں ان کے پاس کوفہ میں بھی رہا مگر میں نے آپ سے بڑھ کر زاہد' عابد اور فقیہ کوئی دوسرا شخص نہیں دیکھا۔

ابو غیاث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو قیام کرتے اور سارا قرآن پاک ختم کرتے۔ ابو حفص اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں سنا کرتا تھا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری رات میں پورا قرآن پاک ختم کرتے ہیں' مجھے خیال آیا کہ میں انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھوں' میں آپ کی مسجد میں پہنچا۔ دس راتیں متواتر وہاں ہی رہا اور یہ اہتمام کرتا کہ آپ کو دیکھتا رہوں۔ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کی عادت تھی کہ عشاء کی نماز پڑھ کر فوراً گھر تشریف لے جاتے' کچھ وقت گزارتے پھر واپس مسجد میں تشریف لے آتے' وہ گھر سے نہایت عمدہ لباس پہن کر واپس آتے جو عطر و خوشبو سے بسا ہوتا۔ مسجد میں داخل ہو کر پہلے دو رکعت نفل ادا کرتے۔ پھر اٹھتے تو پہلی رکعت میں اتنا قیام فرماتے کہ پورا قرآن پاک ختم کر لیتے۔ دوسری رکعت میں صرف سورہ فاتحہ اور قل تلاوت کرتے اور اس طرح دو نفل مکمل کر لیتے۔ اس کے بعد پھر گھر چلے جاتے۔ فجر کی نماز کے لیئے دوبارہ آتے اور عام لوگوں کو یہ تاثر دیتے کہ وہ ساری رات گھر رہے ہیں۔ مگر میں آپ کے اس معمول کو مسلسل دیکھتا رہا۔

ابو سحر مقصمی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمسائیگی میں تین سال گزارے ہیں۔ میں نے رات کے وقت آپ کو نماز میں قرات ادا کرتے اپنے کانوں سے سنا اور دن کو آپ کو اپنے شاگردوں کے حلقہ میں حدیث اور فقہ کے مسائل بیان کرتے دیکھا۔ میں حیران ہوتا کہ آپ اپنے دنیاوی معمولات کے لیئے کونسا وقت نکالتے ہیں۔

ابو رجاء ہروی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آتے تو ہمارے ہاں بھی تشریف لاتے' وہ ہمارے پاس چھ ماہ ٹھہرے۔ میں نے انہیں رات کو کبھی سوتے نہیں دیکھا۔ یہ ابورجاء رحمۃ اللہ علیہ وہی بزرگ ہیں جو اہل ہرات کے امام تھے اور ابوعبداللہ بن واقد کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ ایک عرصہ تک امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں رہے۔ آپ سے فقہ پڑھی اور دوسرے علوم حاصل کر کے اپنے گھر لوٹے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب حسن بن عمارہ رحمتہ اللہ علیہ غسل کرواتے تو یہ ابو رجاء ہروی آپ کے لیئے پانی تیار کر کے لاتے تھے۔

ابو اسحاق خوارزمی رحمتہ اللہ علیہ خوارزم کے قاضی تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک دن مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درسگاہ کے پاس سے گزرے' آپ تھوڑی دیر ٹھہر گئے' آپ نے فرمایا' یہ لوگ شہدا' عبادت گزاروں اور تہجد گزاروں سے افضل ہیں۔ یہی حضرات سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احیاء کے لیئے کوشاں ہیں۔ جاہلوں کو جہالت کے اندھیروں سے نکالتے ہیں' یہ افضل الناس ہیں۔ آپ حضرت کے شاگردوں کے حلقہ میں جا بیٹھتے اور فرماتے' اے ہمارے امام کے یارو! تم لوگ اپنے شیخ کے ساتھ تعاون کرو۔ وہ رات بھر جاگتے ہیں' پھر تمہارے پاس آکر مسائل بیان کرتے ہیں۔ میں نے کل رات انہیں ساری رات قیام میں قرآن پاک پڑھتے دیکھا۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعض اوقات باتوں باتوں میں ربنا اننا آمنا فاغفر لنا ذنوبنا و کفر عنا سیئاتنا و توفنا مع الابرار ☆ پڑھ لیتے۔ کبھی کبھی یہ دعا نوافل کے بعد بھی پڑھ لیتے' سحری کے وقت استغفار پڑھتے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے۔

حضرت ابواسحاق رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ مجھے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا تو رات کو آپ کی عبادت اور دن کو فقہ کی تعلیم ہوتی۔ عبادت اور تعلیم میں ہر ایک چیز بڑھ چڑھ کر تھی۔

مکی بن ابراہیم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ کا ایک ہمسایہ بڑا غالی شیعہ تھا۔ وہ اپنے دوستوں کو کہا کرتا کہ اگرچہ میں عقیدے کے لحاظ سے امام ابوحنیفہ سے اختلاف رکھتا ہوں مگر میں ان سے بات کرنے اور ملاقات کرنے سے نہیں رکتا۔ میں نے چالیس سال تک امام کو

دیکھا کہ آپ ہمیشہ حق بات کرتے' پھر میرے گھر اور آپ کے گھر کے درمیان ایک دیوار حائل تھی۔ امام صاحب ہر رات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قیام فرماتے اور ایک رات میں قرآن کا ساتواں حصہ پڑھتے۔ پھر مختلف دعائیں اور استغفار پڑھتے۔ میں ان کے رونے اور گریہ کرنے کی آواز سنتا۔ امام مکی رحمتہ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی حدیث سنتے تو اسے زبانی یاد کر لیتے تھے۔ وہ لوگوں میں بیٹھتے تو لوگ آپ کو حضرت امام کے شیعہ ہمسایہ کا واقعہ سنانے کو کہتے۔ آپ اس شیعہ کی زبان سے اعتراف کمالات کو بیان فرمایا کرتے تھے۔ امام مکی کو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فقہ کی تعلیم کے لیئے اپنے پاس کوفہ میں رکھا ہوا تھا۔ وہ جب تک بصرہ نہیں چلے گئے آپ کے زیر تعلیم رہے۔

ابن جمیل مکہ مکرمہ میں رہتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص سے پوچھا کہ تمہارے اس مبارک شہر میں لاکھوں حضرات آتے ہیں ان میں عام خاص ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں مجھے ان سب میں سے کسی ایسے شخص کی بات سناؤ جو سب سے زیادہ عبادت گزار ہو۔ اس شخص نے بتایا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری رات نفل پڑھتے ہیں اور اگر تھک جاتے تو طواف کرتے تھے۔ دن کے وقت وہ لوگوں کے دینی مسائل حل فرمایا کرتے تھے۔ میں نے ان سے بڑھ کر کوئی شخص نہیں دیکھا جو اتنا عبادت گزار ہو اور مسائل پر بھی راہنمائی کرتا ہو۔

محمد بن یوسف رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کا طریقہ تھا کہ اپنی بچیوں کی شادی اہل کوفہ سے کیا کرتے تھے۔ ان دنوں کوفہ ایک خوشحال اور امیر شہر تھا اور یہاں کے لوگ بڑی آرام کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ ایسی لڑکی کا شوہر چند دنوں بعد اس کے لیئے ایک کنیز خرید لاتا اور اس کو خدمت پر مامور کر دیتا۔ مگر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ایسے شخص تھے جن کے گھر نہ کوئی کنیز تھی نہ خادمہ اور نہ آپ کسی عورت کو خدمت کے لیئے گھر میں رکھتے۔ آپ کے ہمسائیوں کا کہنا ہے کہ وہ گھر کے کام کاج خود کرتے' رات کو عبادت میں کھڑے رہتے اور دن کے وقت شاگردوں کے حلقہ میں مسائل فقہ بیان فرمایا کرتے۔

ابوالاحوص رحمتہ اللہ علیہ قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اگر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا جاتا کہ آپ تین دنوں کے بعد فوت ہو جائیں گے آپ اس فضول بات پر توجہ نہ فرماتے۔ کیونکہ ان کے

نیک اعمال موت کے خوف سے بے نیاز تھے۔

امام ابویوسف رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شہر کے اکثر فقہا اپنی نمازیں کوفہ کی جامع مسجد میں ادا کیا کرتے تھے وہ سحر ہوتے ہی جامع مسجد میں جا پہنچتے۔ مگر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی رات کی عبادت کی جگہ سے ہٹ کر ان کے آنے سے پہلے ہی نماز ادا کر لیتے تاکہ انہیں ان کی شب بیداری کا علم نہ ہو سکے۔ مسعر ایک ایسے فقیہ تھے جو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غیبت کرنے میں بدنام تھے وہ آپ سے حسد بھی کرتے اور آپ کی غیبت بھی کرتے اور لوگوں کو بھی غیبت کرنے پر آمادہ کرتے تھے۔ حضرت امام ابویوسف رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک رات مسعر حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب سے گزرے تو آپ سجدے میں پڑے تھے۔ مسعر نے چند بھاری پتھر اٹھا کر آپ کی قمیص کے دامن میں رکھ دیئے جس کا امام صاحب کو علم نہ ہوا۔ مسعر کی خواہش تھی کہ دیکھے بھلا آپ کی عبادت میں محویت کا کیا انداز ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری رات کھڑے رہے۔ مگر آپ کو ان پتھروں کا علم نہ ہوا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ فقیہ کے لیئے ضروری ہے کہ وہ ایسا عمل کرے کہ عام لوگوں کو اس بات کا علم نہ ہو تاکہ اس کے عمل پر ریاکاری کا دخل نہ ہو۔ مزید فرماتے ہیں کہ جب نیند کا غلبہ ہو تو عبادت گزار کو چاہئے کہ تازہ وضو کر لیا کرے۔

مسعر یہ حرکت کرنے کے بعد مسجد میں آیا اور اذان دینے لگا۔ اذان دے کر دوبارہ امام صاحب کے نزدیک گیا وہ حیران رہ گیا کہ حضرت امام ابھی تک سجدے میں پڑے ہیں' اللہ کی بارگاہ میں زار و قطار رو رہے تھے اور اس کے رکھے ہوئے پتھر ابھی تک آپ کی قمیص کے دامن میں پڑے ہوئے تھے۔ اب آپ اٹھے دو رکعت نفل ادا کیئے۔ فجر کی سنتیں ادا کیں۔ پھر فجر کی نماز کے لیئے آپ جماعت میں کھڑے ہوئے۔ اس طرح مسعر نے دیکھا کہ آپ نے عشاء کی نماز کے وضو سے صبح کی نماز ادا کی۔ مسعر اپنی حرکت پر شرمندہ تھا۔ اپنے دوستوں کو لے کر دن کے وقت حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور ندامت کا اظہار کرتے ہوئے معذرت کی اور معافی کی درخواست کی اور عرض کی کہ آپ مجھے اپنے حلقہ تدریس میں داخل فرمائیں۔ آپ نے فرمایا' جاہل لوگ میرے خلاف شکوہ و غیبت کرتے ہیں وہ ناواقف اور ناداں ہیں۔ وہ تو میرے حلقہ میں داخل ہو سکتے ہیں مگر جو علماء اور دانشور دیدۂ دانستہ غیبت کا ارتکاب کرتے رہتے ہیں انہیں میرے حلقہ میں داخل ہونے کا کوئی

فائدہ نہیں۔ ایسے علماء جب تک سچے دل سے توبہ نہ کرلیں انہیں کوئی فائدہ نہیں۔ میری تعلیم و تدریس ان کے حلق میں رہ جاتی ہے۔ آپ نے چونکہ مجھے معافی کا کہا ہے میں نے آپ کو معاف کر دیا ہے مگر آپ اللہ کے ہاں ضرور جواب دہ ہوں گے کہ اس نے تمہیں علم دیا مگر تم اللہ و رسول ﷺ کے احکام کے خلاف غیبت کا ارتکاب کرتے رہے ہو۔ حضرت امام کی یہ بات سن کر مسعر نے سچے دل سے توبہ کی اور آئندہ کے لیئے اپنے رویہ سے رک گئے۔

امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس دن کے بعد دونوں حضرات (امام ابوحنیفہ اور مسعر بن کدام) بڑے اچھے انداز میں رہتے رہے اور کسی کو کسی کے خلاف شکایت نہ رہی اور تادم زندگی شیر و شکر رہے۔

عبدالمجید بن ابی رواد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک عرصہ تک مکہ مکرمہ میں رہا مگر میں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا زاہد' عابد' طواف کرنے والا اور حدیث کی تعلیم دینے والا کوئی نہیں دیکھا۔ آپ رات دن اللہ کی رضا میں مصروف رہتے اور اپنے نفس کے لیئے طلب آخرت کرتے تھے۔ آپ نے تعلیم کا جو سلسلہ جاری کیا اس سے ہزاروں شاگرد اور طلبہ فیضیاب ہو کر دنیائے اسلام کے گوشے گوشے تک پہنچے۔ ایک بار میں نے دیکھا کہ آپ نے متواتر دس دن اور دس راتیں عبادت' تعلیم اور تدریس میں گزار دیئے۔ نہ انہوں نے نیند کی نہ فارغ وقت بیٹھے۔ نماز' طواف اور فقہ کی تعلیم میں مشغول رہے۔

حضرت حمانی رحمتہ اللہ علیہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک سال تک حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہا۔ میں نے انہیں دن کو روزہ سے اور رات کو قیام و عبادت میں ہی دیکھا۔ آپ نے غیر کے مال سے کبھی ایک لقمہ بھی نہیں چکھا۔ آپ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا کرتے۔ طلوع فجر اول تک پورا قرآن ختم کر لیتے۔ اس طرح ساری رات اللہ کی عبادت میں گزار دیتے۔

ابونعیم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی زندگی میں اعمش سے ملا ہوں۔ مجھے مسعر بن کدام کے ساتھ رہنے کا موقعہ ملا ہے۔ میں حمزہ زیات اور مالک بن مغول کے ساتھ رہا ہوں۔ اسرائیل اور عمرو بن ثابت کی صحبت اختیار کی۔ شریک اور ایسے دوسرے بلند مرتبہ علماء اور ائمہ کے

ساتھ وقت گزارا ہے اور اتنے علما کرام سے ملاقات کی ہے جس کی تعداد نہیں بتا سکتا۔ میں نے ان کے ساتھ نمازیں ادا کیں ہیں۔ ان کے ساتھ راتیں بسر کی ہیں' مگر میں نے ساری زندگی امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر شب بیدار نہیں دیکھا۔ آپ نماز شروع کرتے تو پہلے اللہ سے دعا کرتے اور گڑگڑا کر زاری کرتے' پھر قیام فرماتے اسی طرح ساری رات گذر جاتی۔ میں گواہی دیتا ہوں کے آپ صحیح معنوں میں اللہ سے ڈرنے والے تھے۔

ابوبکر بن عابد فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز پڑھتے دیکھا۔ آپ نماز میں رو رہے تھے اور دعائیں کر رہے تھے۔ یہ الفاظ ابھی تک مجھے یاد ہیں آپ فرماتے۔ رب ارحمنی یوم تبعث عبادک وقنی عنابک و اغفرلی ذنوبی یوم یقوم الاشھاد ○ " اے پروردگار! مجھ پر رحم فرما۔ جب تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا تو مجھے عذاب سے بچا اور میرے گناہ بخش دے جس دن گواہی دینے والے آئیں گے تو اپنی رحمت سے مجھے معاف فرما۔"

سلم بن جنادہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں جن دنوں کوفہ کی مسجد میں حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درس میں پڑھا کرتا تھا آپ کے پاس ایک تسبیح تھی جس میں چار سو دانے تھے آپ حلقہ درس میں تشریف لانے سے پہلے ان پر استغفار پڑھا کرتے تھے۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تقویٰ کی چند مثالیں

امام زفر رحمتہ اللہ علیہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ مجھے ایک دن امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے پچاس سال تک کچا پیاز اور لہسن نہیں کھایا۔ یحییٰ بن آدم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پچاس حج کیئے تھے۔ امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اگر کوئی خاتون مسئلہ پوچھنے آتی تو آپ مسجد کے ستون کی آڑ میں چلے جاتے اور اس کی بات سنتے اور مسئلہ بتا کر پھر مسند ارشاد پر تشریف فرما ہوتے اور شاگردوں کو بتاتے کہ اس عورت نے فلاں فلاں مسئلہ پوچھا تھا۔ پھر آپ فرماتے میں ستون کی آڑ میں اس لیئے چلا جاتا ہوں کہ میری نگاہ اس عورت کے چہرے پر بھی نہ پڑے اجنبی عورت کو دیکھنا نظر کا زنا ہے۔ اس سے بچنا چاہیے۔

حفص بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔ آپ نماز سے فارغ ہوئے تو مسجد کی مغرب کی دیوار کے ساتھ بیٹھے رہے۔ ایک شخص آپ کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ کیا آپ محراب میں کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے کو جائز سمجھتے ہیں حالانکہ اس میں تصویریں ہوتی ہیں؟ آپ نے فرمایا' میں اس مسجد میں پینتالیس سال سے نماز پڑھ رہا ہوں۔ مگر مجھے محراب میں کوئی تصویر نظر نہیں آئی۔ تاہم آپ نے حکم دیا کہ ایسے نقش و نگار جنہیں دیکھ کر کسی جاندار کی تصویر کا شبہ ہوتا ہے انہیں مٹا دیا جائے۔ پھر اس شخص نے کہا کہ اس مسجد کی چھت کتنی خوبصورت ہے آپ نے فرمایا' میں نے چالیس سال سے کبھی چھت پر نظر نہیں ڈالی۔ (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہمیشہ نیچی نگاہوں سے مسجد میں داخل ہوتے اور گردن جھکائے باہر چلے جاتے۔)

عمروبن الولید فرماتے ہیں کہ میں نے کئی بار دیکھا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشاء کی نماز کے بعد چار رکعت نفل ادا کرتے' پھر بیٹھ کر سائلوں کے سوالات کا جواب دیتے۔ بعض مسائل کی وضاحت کرتے ہوئے اجتہاد فرماتے اور مسئلہ بیان کرنے کے بعد دعا دیتے اور دوستوں کے لیئے اللہ کی رحمت اور برکت کی تمنا کرتے اور شاگردوں کو کہتے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے سینوں کو علم کے نور سے منور فرمائے۔ بعض شاگرد آپ کے ساتھ نوافل میں کھڑے ہو جاتے اور ساری رات نفل پڑھتے پھر تہجد کی نماز ادا کرتے' یہاں تک کی صبح کی نماز کی جماعت کھڑی ہو جاتی تو اس نماز کو ادا کرتے۔ آپ کے شاگرد ایک حلقہ بنا لیتے تو آپ انہیں پڑھاتے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر ایک شاگرد کو پوری توجہ دیتے۔

سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات

ایک مستند اور ثقہ راوی نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب پر گفتگو کی ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ سیدنا موسیٰ بن امام کاظم بن امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جب امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہلی بار دیکھا تو آپ نے فرمایا' کیا تم ہی ابوحنیفہ ہو؟ عرض کی کہ حضور مجھے ہی نعمان بن ثابت کہتے ہیں۔ اس پر آپ نے امام موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا

حضور آپ نے مجھے کیسے پہچانا۔ آپ نے فرمایا' میں نے قرآن پاک میں پڑھا ہے سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ☆ اس کی روشنی میں آپ کو پہچان لیا۔

زندگی میں ایک بار قہقہہ مارا

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود فرماتے ہیں کہ میں ساری عمر میں صرف ایک بار ہنسا ہوں اور اب تک اس پر نادم ہوں اور ساری عمر نادم رہوں گا۔ ہوا یوں کہ ایک بار عمرو بن عبید سے مناظرہ تھا۔ میں نے ایک موقعہ پر محسوس کیا کہ میں نے مناظرہ جیت لیا ہے۔ میں اس زور سے ہنسا کہ میرے مدمقابل نے کہا' ابوحنیفہ ! یہ ہنسی کیسی ؟ شرعی مسائل میں قہقہہ لگانا اچھا نہیں۔ میں ایسے مناظر سے بات کرنا بھی پسند نہیں کرتا۔ چنانچہ اس دن کے بعد عمرو بن عبید نے مجھ سے بات نہ کی۔ مجھے اپنی اس حرکت پر ہمیشہ ندامت رہی۔ (یہ بات غیرت ایمانی اور عالمانہ وقار کی مثال ہے۔ آج کے مناظرہ باز اور وعظ فروش اپنے امام کی مثال کو سامنے رکھیں۔)

بہت سی کتابوں میں یہ واقعہ موجود ہے کہ آپ نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی۔ آپ کا وصال ہوا تو آپ کے ہمسائے کی ایک بچی نے اپنے باپ سے پوچھا۔ وہ ستون کدھر گیا جسے میں ہمسائے کی چھت پر کھڑا دیکھا کرتی تھی۔ باپ نے بتایا' بیٹی وہ ستون نہیں تھا وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جو رات بھر کھڑے ہو کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ یہ قصیدہ آپ کی شان میں ہے ؎

نھار ابی حنیفۃ للافادہ و لیل ابی حنیفۃ للعبادہ

قلادۃ عابدی الغبراء تبت ومنھا خروا سطۃ القلادۃ

فلیس للیل طاعتھم نظام ولیس لیوم درسھم افادہ

وما لبناء صومھم اساس ولیس لباب سحتھم عضادہ

وزین جسم فتیاہ بروح من التقوی فتم لہ السعادہ

و ناظرہ قتادہ فی صباہ فاطعم عینہ شوک القتادہ

و سورۃ زلزلت قد زلزلتہ بسورتھا وقد سلبت رقادہ

و ورعنومہ خمسین عامًا لطاعتہ و خداہ الوسادہ

علی اعدی العدی ارن حرون وللاخ فی الھدی ساس المقادہ

وکان ابا الافادۃ للبرایا

فما سامتہ آباء الولادہ

(ترجمہ) امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دن لوگوں کو فائدہ پہنچانے میں گزرتے اور راتیں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں بسر ہوتی تھیں۔ تمام عبادت گزار تھک کر بیٹھ جاتے اور وہ ایک ایک کر کے چلے جاتے۔ (ان کے گلے کے ہار کٹ جاتے اور ان کی تسبیح کے دانے ایک ایک کر کے گر جاتے) ان لوگوں کی شب بیداری اور عبادت کا کوئی نظام نہیں تھا اور نہ دن کے وقت وہ درس و تدریس سے فیض رسانی کرتے تھے۔ ان کے روزے کی کوئی بنیاد نہ تھی۔ اور نہ ہی ان کی افطاری کا کوئی انداز تھا۔ ہاں اس نوجواں (امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا جسم اور روح تقویٰ کے زیور سے مزین تھے۔ وہاں صرف سعادت اور سعادت ہی تھی۔ بچپن میں ان سے قتادہ نے مناظرہ کیا تو اسے لاجواب کر دیا۔ جب آپ سورہ الزلزال پڑھتے تو آپ کے اندر ایک لرزہ برپا ہو جاتا اور آپ کی نیندیں سلب ہو جاتیں۔ آپ نے پچاس سال تک مسلسل عبادت کی۔ نیند کو نزدیک نہ آنے دیا۔ اور چہرے کو کبھی تکیہ کا سہارا نہ دیا۔ آپ کے ہاتھ میں دشمنوں کے لیئے ایک شمشیر براں تھی۔ اور دوستوں کے لیئے نرم و نازک انداز ہدایت تھا۔ آپ تمام مخلوق کے لیئے فائدہ پہنچانے والے داتا تھے۔ آپ کے خاندان کا کوئی فرد آپ کے مناقب میں سہیم و شریک نہ ہو سکا۔

✱

چودھواں باب

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عوام الناس کا استفادہ

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس فراخدلی سے عوام کی خدمت کی اس کی مثال نہیں ملتی۔ آپ سخاوت اور مروت کی ایک ایسی کان تھے کہ ہر شخص آپ سے استفادہ کرتا۔

دوست کو نصیحت

حسن بن زیاد رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک پرانے دوست کو دیکھا کہ وہ پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے ہے۔ آپ نے اسے بلا کر اپنے پاس بٹھالیا' جب لوگ چلے گئے تو آپ نے اسے فرمایا میرے مصلے کے نیچے درہم و دینار پڑے ہیں اسے اٹھا کر جس قدر چاہے لے لو۔ اس نے مصلیٰ اٹھایا تو ایک ہزار درہم پڑے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا یہ سارے لے جاؤ اور اپنا لباس اور رہن سہن درست کرلوں۔ اس نے کہا حضور خدا کے فضل سے میں خوشحال اور مالدار آدمی ہوں مجھے کسی چیز کی کمی نہیں ہے' میرے پاس سب کچھ ہے' میں محتاج تو نہیں ہوں۔ آپ نے فرمایا تم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حدیث نہیں پڑھی کہ "اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اپنی نعمتوں کے اثرات دیکھنا چاہتا ہے۔" تم اپنی حالت بدلو تاکہ تمہیں دیکھ کر تمہارے دوست مغموم نہ ہوں اور تمہاری خوشحالی سے انہیں خوشی ہو۔

بیٹے کے استاد کی خدمت

اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (آپ کے پوتے) فرماتے ہیں کہ جب آپ کے صاحبزادے حماد نے علمی مراحل سے فراغت پائی تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے استاد

کو پانچ سو درہم پیش کیئے۔ "مناقب یمری" کے آخری صفحہ پر لکھا ہے کہ آپ کے صاحبزادے نے سورہ فاتحہ ختم کی تو آپ نے اس استاد کو پانچ سو درہم نذرانہ دیا۔ امام زرنجری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے کے استاد کو سورہ فاتحہ کے اختتام پر ایک ہزار درہم نذرانہ دیا تھا۔ کتاب "الکامل" میں لکھا ہے کہ اتنی خطیر رقم دیکھ کر استاد نے کہا حضور میں نے کونسا اتنا بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے کہ آپ اتنی رقم کا نذرانہ دے رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا' آپ نے میرے بیٹے کو جو دولت عنایت کی ہے اس کے سامنے یہ نذرانہ تو بہت حقیر ہے۔ بخدا! اگر میرے پاس اس سے زیادہ ہوتا تو وہ بھی پیش کرتا۔

دوست کا قرض ادا کر دیا

امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے استاد امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب کوئی سوال کرتا اور جتنا طلب کرتا آپ اتنا روپیہ عنایت کر دیتے' اس میں کمی نہ فرماتے تھے۔ ایک بار آپ کے پاس ایک ایسا شخص آیا جس نے عرض کی کہ میں نے کسی کے پانچ سو درہم قرض دینا ہے' میں تنگ دست ہوں' قرضہ کی ادائیگی سے قاصر ہوں' آپ سفارش کریں کہ میرا قرض دار کچھ دنوں کی مجھے مہلت دے تاکہ میں اس کی ادائیگی کا بندوبست کر سکوں۔ آپ نے اسے بلا کر مہلت کے لیئے کہا۔ اس نے کہا' حضور! آپ اس کے لیئے مہلت مانگتے ہیں' میں آپ کی وجہ سے اس کا سارا قرض معاف کرتا ہوں۔ مقروض نے کہا میرا قرض معاف نہ کریں صرف چند روز کی مہلت دے دیں۔ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تجھے ضرورت نہیں مگر تیرا قرض ادا کرنے کی مجھے ضرورت ہے جاؤ آج سے قرضہ ادا ہو گیا ہے۔

راہ گیروں پر مروت

بعض ناواقف لوگوں کی عادت تھی کہ آپ کی مجلس کے پاس سے گزرتے تو آپ کے پاس چند لمحوں کے لیئے بیٹھ جاتے۔ انہیں آپ کی مجلس سے کسی فائدے کی غرض نہ ہوتی تھی' صرف چلتے چلتے ستانے کے لیئے بیٹھ جاتے۔ وہ اٹھنے لگتے تو آپ ان کی ضرورت کے متعلق دریافت

کرتے۔ اگر ان میں سے کوئی بھوکا ہوتا تو اسے کھانا کھلاتے۔ اگر بیمار ہوتا تو علاج کے لیئے روپے دیتے۔ اگر اسے علاج کی ضرورت ہوتی تو خود طبیب کے پاس لے جاتے اور دوائی لے کر اس کے گھر پہنچاتے۔ آپ کے پاس چند لمحات گزارنے والے بھی آپ کی مروت سے محروم نہ جاتے۔

احباب کی خدمت

ولید بن قاسم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نعمان بن ثابت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ریشمی کپڑوں کی خرید و فروخت کیا کرتے تھے۔ اپنے احباب و اصحاب کی خدمت کرتے اور ان کی ضروریات کا خود خیال رکھتے اور بڑھ کر امداد اور تعاون فرماتے تھے اور جس چیز کی ضرورت ہوتی خود معلوم کرتے اور انہیں پہنچاتے۔ اگر کوئی ہمسایہ بیمار ہوتا تو اس کی عیادت کے لیئے خود جاتے۔ اگر کوئی مرجاتا تو اس کے جنازے میں شرکت کرتے۔ اگر کوئی مجبوری ہوتی تو اپنا نمائندہ بھیجتے۔ آپ کے احباب میں سے کوئی ضرورت مند ہوتا تو آپ اس کی ضرورت کا خیال رکھتے۔ آپ اپنے وقت کے ایک کریم النفس اور اچھی طبیعت کے مالک تھے۔

احباب کو تحفہ

زیاد ابن الحسن رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے والد نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک قیمتی رومال بطور تحفہ بھیجا۔ اس کی قیمت تین درہم تھی، آپ نے اسے بخوشی قبول کر لیا۔ مگر چند دنوں بعد آپ نے ایک نہایت ہی نفیس ریشمی کپڑا بھیجا اور تحفہ برائے تحفہ کا حق ادا کر دیا۔ اس کپڑے کی قیمت پچاس درہم تھی۔

عبید اللہ بن عمروالرقی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک ایسا بٹوہ بطور تحفہ بھیجا جو سارے کوفہ میں نہیں ملتا تھا۔ آپ نے اس کے بدلے انہیں ایسے نفیس ریشمی کپڑے بھیجے جو سارے عراق میں کہیں نہ ملتے تھے۔

یوسف بن خالد السمتی رحمتہ اللہ علیہ ایک طویل واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں بصرہ سے کوفہ آیا تو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو ایک حاجی

نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک ہزار جوتے بطور ہدیہ بھیجے' وہ جوتے بڑے قیمتی تھے۔ آپ نے اپنے احباب اور شاگردوں میں تقسیم کر دیئے۔ میں نے دیکھا کہ دو تین روز بعد حضرت امام ابوحنیفہ اپنے بیٹے کے لیئے بازار سے جوتا خرید رہے ہیں۔ میں نے عرض کی حضور! آپ کے پاس تو ہزار جوڑے جوتے آئے تھے آپ پھر بھی بازار سے خریداری کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا' ہدیہ اور تحفہ کے متعلق ہمارا طریق کار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پر عمل کرنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "ہدیہ خواہ کتنا ہو اسے قبول کر لو مگر اس کا بدلہ ضرور دو۔ ہدیہ اور تحفہ میں اپنے احباب کو حصہ ضرور دیا کرو۔" میرے جتنے احباب اور شاگرد جہاں بھی تھے ایک ہزار جوتوں کے ہدیہ میں میرے شریک ہیں لہٰذا میں نے ان پر تقسیم کر دیئے ہیں میں اسے تنہا رکھنا گوارا نہیں کرتا تھا' چند احباب رہ گئے تھے میں نے انہیں اپنا حصہ اور اپنے بیٹے کا حصہ بھی دے دیا۔ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کی روشنی میں ہدیہ قبول بھی کر لیا۔ اپنے احباب کو شریک بھی کر لیا اور اب ضرورت کے لیئے خریداری بھی کر رہا ہوں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہدیہ قبول فرماتے' کوئی دعوت دیتا تو رد نہ فرماتے۔ ہدیہ کا احسن بدلہ عنایت فرمایا کرتے۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے فرمان کی مجسم تفسیر ہوتے۔ اذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا او ردوھا پھر فرمایا ولاتنسوا الفضل بینکم ☆

سفر میں مروت

عبداللہ بن بکر سہمی فرماتے ہیں کہ میں مکہ کے سفر میں تھا۔ میرا ساربان (جمال) سے جھگڑا ہو گیا۔ وہ مجھے کھینچ کر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ہمارے قافلہ میں شریک سفر تھے کے پاس لے گیا' ہم دونوں نے اپنا اپنا موقف پیش کیا' آپ نے دونوں کا بیان سنا۔ پھر فرمایا' اگر میں تم لوگوں کے سوالات کا جواب دینے لگوں تو جھگڑا بڑھ جائے گا اس سے تمہیں کچھ فائدہ نہ ہوگا بلکہ نقصان ہو گا۔ اب آپ نے جمال (اونٹ والے) کو کہا آپ مجھے بتاؤ تمہارے کتنے درہم بنتے ہیں؟ اس نے کہا چالیس درہم۔ آپ نے فرمایا' تم لوگ حرمین کے سفر میں ہو مگر ایک دوسرے سے مروت کا جذبہ اٹھ گیا ہے۔ مجھے تو شرم محسوس ہوتی ہے یہ کہہ کر آپ نے چالیس درہم نکال کر اس جمال کو دے دیئے۔

اسحاق بن ابی اسرائیل رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے باپ کا بیان ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت ہی سخی دل تھے اور اپنے احباب و اصحاب کی ضرورتوں کا خیال رکھتے اور بلا کہے ان کی تکالیف میں ہاتھ بٹاتے تھے۔ عید کے دن نہ آتے تو خود پہنچ کر ان کی امداد کرتے اور امراء احباب کو ان کی حیثیت کے مطابق تحائف بھجتے۔ جسے نکاح کی ضرورت ہوتی اس کے لیئے نکاح کا بندوبست کرتے اور ذاتی طور اپنی جیب سے خرچ کر کے ان کے لیئے آسانیاں مہیا کرتے۔ آپ بہت پرہیزگار تھے، روزہ دار تھے اور شب بیدار بھی، رات بھر تلاوت کلام پاک کرتے اور دن کو فقہ کے مسائل سے لوگوں کی راہنمائی فرماتے۔ قرآن پاک اور حدیث کے مسائل کو بیان کرنے میں آپ کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ مگر دوسری طرف عملی طور پر سخاوت اور مروت کی ایک مثال تھے۔

عبدالرحمٰن الدوسی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے صاحبزادہ حماد سے فرمایا کرتے کہ ہر روز دس درہم کی روٹیاں خرید کر ان غرباء ہمسایوں میں تقسیم کیا کرو جو ہاتھ نہیں پھیلا سکتے۔ پھر بازار میں ان فقیروں میں تقسیم کیا کرو جنہیں کوئی بھی نہیں پوچھتا، جو بھوکا دروازے پر آجائے اسے کھانا ضرور کھلاؤ۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے اہل و عیال کی کفالت

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کسی کو سخی نہیں دیکھا۔ میں نے ایک دن جرات کر کے آپ کے سامنے کہہ دیا کہ میں نے آپ جیسا سخی کوئی نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا کاش تم میرے استاد کو دیکھ لیتے وہ بہت بڑے سخی تھے۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ محمود اور مرغوب عادات کے مالک تھے اور اوصاف و کمالات کے جامع تھے۔ میں نے ساری عمر میں آپ سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔ وہ میرے اہل و عیال کی دس سال تک متواتر کفالت فرماتے رہے۔ حسن بن مطیع فرماتے ہیں کہ حسین بن سلیمان اپنے وقت کے بڑے شیخ اور جلیل القدر بزرگ تھے۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کوئی سخی نہیں دیکھا۔ آپ تمام احباب، شاگرد اور احباب کی ضرورتوں کا خیال کرتے تھے۔ اکثر احباب کو ہر ماہ وظیفہ دیتے یہ مقررہ وظائف آپ کی عام

سخاوت کے علاوہ تھے۔

نادم قرض خواہ کو معاف کر دیا

شقیق بن ابراھیم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کوفہ کے ایک بازار سے گذر رہا تھا۔ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک دوست کی بیمار پرسی کے لیئے جارہے تھے۔ سامنے ایک آدمی آتا دکھائی دیا مگر وہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر راستہ بدل کر فوراً منہ چھپا کر ایک طرف ہو گیا۔ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے دیکھ لیا اور اس کا نام لے کر بلایا۔ تم اس راستہ پر چلتے آؤ' ادھر ادھر جانے کی ضرورت نہیں۔ اس نے دیکھا کہ امام صاحب نے اسے پہچان لیا ہے اور بلا لیا ہے' وہ آپ کے پاس آیا آپ نے پوچھا تم راستہ چھوڑ کر کدھر جارہے تھے؟ اس نے بتایا حضور میں نے آپ کا دس ہزار درہم قرض دینا ہے۔ مجھے آپ کو دیکھ کر ندامت آئی اور میں شرمندہ ہو کر آپ کو منہ نہیں دکھانا چاہتا تھا۔ آپ نے فرمایا' سبحان اللہ! تم قرضے کی وجہ سے مجھے اپنا منہ بھی نہیں دکھا رہے اور میری وجہ سے تمہیں اس قدر ندامت اور پریشانی ہو رہی ہے۔ جاؤ تمہیں میں نے یہ قرض معاف کیا۔ آئندہ کے لیئے یوں سمجھو کہ میں نے تمہیں یہ قرض دیا ہی نہیں تھا اور مجھے کھلے بندوں ملا کرو۔ شقیق فرماتے ہیں کہ آپ کا یہ حسن سلوک اور مروت دیکھ کر تسلیم کیا کہ آپ سے بڑھ کر شائد ہی کوئی مروت کرنے والا ہو جو دوستوں کو ندامت کے بوجھ سے آزاد کر دیتا ہے۔

حضرت زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی سخاوت

مالک بن سلیمان رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے باپ نے بتایا کہ سیدنا حضرت زید بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پاس بلایا۔ آپ نے قاصد کو کہہ کر بھیجا کہ اگر مجھے یقین ہو جائے کہ آپ کے اردگرد بیٹھنے والے لوگ آپ سے غداری نہ کریں گے تو میں آپ کی اتباع کرتا۔ مگر مجھے خدشہ ہے کہ یہ لوگ آپ سے غداری کر رہے ہیں اور آپ کو ویسے ہی دھوکا دے رہے ہیں جس طرح آپ کے والد گرامی کو دھوکا دے کر رسوا کیا تھا۔ میں ان

لوگوں سے برسرپیکار ہونے کو تیار ہوں بشرطیکہ آپ ان سے بریت کا اعلان کریں۔ اب میرے لیئے ایک ہی راستہ رہ گیا ہے کہ میں آپ کی مالی امداد اس انداز سے کروں کہ کسی غدار کو اس کی خبر تک نہ ہو اور آپ اپنے مخالفین پر قابو پا سکیں۔ آپ نے قاصد کو دوبارہ کہا کہ میری طرف سے معذرت کرنا اور اسے دس ہزار درہم دے کر کہا۔ یہ نذرانہ ہے اسے آپ تک پہنچا دینا۔

اس واقعہ میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ نے قاصد کو کہا میں ان دنوں بیمار ہوں خود حاضر ہونے سے قاصر ہوں۔ یہ وہ زمانہ تھا جب حضرت زید بن علی خلیفہ عباسی سے برسرپیکار تھے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پاس نہ جاسکتے تھے۔ ایک اور روایت میں لکھا ہے کہ ان دنوں لوگوں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ آپ امام زید بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مل کر خلیفہ کے ساتھ جہاد کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا' آپ کے ساتھ جہاد میں نکلنا اور شریک ہونا ایسا ہی ہے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ میدان بدر میں جانا۔ لوگوں نے کہا پھر آپ کیوں نہیں نکلتے اور اس عظیم الشان جہاد سے کیوں پیچھے رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا' میرے پاس بے پناہ غریبوں کی امانتیں ہیں۔ میں نے ابن ابی لیلیٰ کو کہا کہ یہ امانتیں سنبھالو اور اسے ان لوگوں کو پہنچاؤ میں جہاد میں شرکت کرنا چاہتا ہوں مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ اب اگر چلا جاؤں اور وہاں شہید ہو جاؤں تو امانتیں ضائع ہو جائیں گی اور قیامت کے دن مجھ سے باز پرس ہو گی۔ آج میں ہجرت کی رات کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی سنت پر عمل کر رہا ہوں۔

زید بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی جہاد میں شہید ہو گئے۔ تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی شہادت پر بڑے روئے۔ جب بھی آپ کی یاد آتی تو آپ کے روتے روتے ہچکی بندھ جاتی۔

یحییٰ بن خالد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابراهیم بن عیینہ قرض کی نادہندگی کی وجہ سے گرفتار کر لیئے گئے۔ یہ چار ہزار درہم کا قرض تھا۔ اس کے چند دوستوں نے عوام سے چندہ جمع کرنے کی اپیل کی۔ یہ دوست حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھی آئے۔ آپ ابراہیم بن عیینہ کو جانتے تھے۔ آپ نے ان لوگوں سے پوچھا کہ آپ پر کتنا قرض ہے؟ لوگوں نے بتایا چار ہزار درہم سے کچھ زائد ہے۔ آپ نے پوچھا کہ کتنا چندہ جمع ہوا ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ کچھ رقم جمع ہو گئی ہے۔ آپ نے فرمایا یہ چندہ لوگوں کو واپس کر دو اور ابراہیم بن عیینہ کا تمام قرض میں ادا کروں گا۔

میں اس عالم دین کو عوام الناس کے سامنے رسوا نہیں ہونے دوں گا۔ آپ نے یہ کہہ کر سارا قرضہ ادا کر دیا۔ یہ ابراہیم سفیان بن عیینیہ کے بھائی تھے۔ یہ سارے بھائی محدث تھے۔ سفیان بن عیینہ' عمران' احمد' محمد آدم اور ابراہیم رحمتہ اللہ علیہم۔

مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس قدر اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتے اتنا ہی مشائخ اور علماء پر خرچ کرتے' جیسے کپڑے اپنے اہل و عیال کو پہناتے ویسے ہی مشائخ اور علماء کے لیئے تیار کراتے۔ آپ کے پاس اگر کہیں سے پھل یا عمدہ کھجوریں آتیں یا اپنے اہل و عیال کے لیئے کچھ پھل خرید کرلاتے تو اس میں سے مشائخ کی خدمت میں بھیج دیتے۔ یہ مروت اور سخاوت بس امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہی حصہ میں آئی تھی۔

شریک بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے احباب کے لیئے بے پناہ فکرمند رہتے۔ آپ علم و فضل کی دنیا میں فقہ پر بڑی گہری نظر رکھتے تھے۔ علمی حاجات پوری کرنے میں بڑی اہمیت اور قابلیت سے حصہ لیتے۔ جسے پڑھاتے اس کے دکھ درد میں شریک ہوتے تھے۔ غریب و مساکین شاگردوں کا خصوصی خیال کرتے۔ آپ بعض اوقات ان لوگوں کو اتنا دیتے کہ وہ خوش حال ہو جاتے۔ آپ کے پاس عقل و بصیرت کے خزانے تھے' مگر اس کے باوجود آپ جھگڑوں اور مناظروں سے اجتناب فرماتے۔ آپ لوگوں سے بہت کم گفتگو فرماتے اور ان سے مسائل میں الجھتے نہیں تھے اور خاموشی اختیار کرتے۔

تجارت کے منافع میں مشائخ کا حصہ

حسن بن الربیع رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے قیس بن الربیع نے بتایا تھا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغداد سے بہت سا مال خرید کر کوفہ میں لایا کرتے اور اسے مارکیٹ میں بیچتے تھے۔ اس سے جو منافع ہوتا تو آپ کوفہ کے شیوخ کے لیئے ضروریات زندگی خرید کر ان کے ہاں پہنچاتے' پھر محدثین کے لیئے ان کی ضروریات زندگی خرید کر ان کے گھر پہنچاتے۔ ان کے لیئے کھانے پینے کی چیزیں' لباس کے لیئے کپڑے اور پوشاکیں سلوا کر بھیجا کرتے تھے۔ اگر پھر بھی منافع بچ جاتا تو آپ انہیں نقد دے دیتے تاکہ وہ اپنی ضرورتوں کو اپنی مرضی سے پورا کر سکیں اور ساتھ ہی پیغام

بھیجتے میں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں بھیجا یہ سب اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیئے نفع عطا فرمایا ہے۔ لہٰذا اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرو۔ میری تجارتی زندگی میں جس قدر منافع ہے اس میں آپ کا حصہ ہے۔ مجھے تو صرف اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کی خدمت کا سبب اور ذریعہ بنا رکھا ہے۔ اس کا رزق میرے ہاتھوں آپ تک پہنچ رہا ہے۔

تجارت کے نفع میں ایک ضرورت مند کا حصہ

ملیح فرماتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے بتایا تھا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کی حضور مجھے دو کپڑوں کی ضرورت ہے آپ مجھ پر احسان فرمائیے' میں قیمتی کپڑے پہن کر فلاں شخص کے پاس جانا چاہتا ہوں' جس سے میں رشتہ مانگوں گا۔ آپ نے فرمایا' مجھے دو ہفتے کی مہلت دیں۔ وہ دو ہفتوں کے بعد پھر آیا۔ آپ نے فرمایا' کل آنا۔ وہ دوسرے دن آیا تو آپ نے اس کے لیئے ایک قیمتی جوڑا نکالا جس کی قیمت بہت زیادہ تھی اور ساتھ ہی کچھ نقدی بھی دی۔ اس نے پوچھا' حضور یہ کیوں؟ آپ نے فرمایا' میں نے تیری نیت سے بغداد میں کچھ مال بھیجا تھا اس میں سے جتنا نفع آیا وہ تمہارا ہے۔ اس میں دو کپڑے خریدے گئے جو تمہیں دے دیئے ہیں اور یہ نقدی بچ گئی ہے یہ بھی تمہاری ہے۔ اس نے کہا' میں تو ان کو قبول نہیں کروں گا۔ آپ نے فرمایا' پھر میں ان کپڑوں اور نقدی کو صدقہ کر دوں گا کیونکہ یہ تو صرف تمہارے لیئے ہیں اب میں انہیں استعمال نہیں کر سکتا۔ جب اس نے امام صاحب کی یہ بات سنی تو ساری چیزیں قبول کر لیں اور دل سے دعا کرتا ہوا چلا گیا۔

عطاء نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت فرمائی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا' "جس نے اپنے مسلمان بھائی کو کہا۔ احسن الی مجھ پر احسان کرو اور اس نے اس کی خواہش پوری کر دی تو اس نے مجھے اپنے راز کا امین بنا لیا' میں اس پر اپنی رحمت کی نگاہ کروں گا۔"

امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے جاننے والوں اور دوستوں پر بڑا خرچ کیا کرتے تھے۔ آپ ایک ایک دوست کو پچاس پچاس درہم عنایت فرما دیا کرتے تھے۔ اگر وہ لوگوں کے سامنے آپ کا شکریہ ادا کرتے تو آپ مغموم ہو جاتے اور فرماتے مجھے اور آپ

کو تو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے' یہ تو اسی کا دیا ہوا ہے۔ جو میں نے بڑھ کر پیش کیا یہ دراصل تمہارا ہی حق تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ماأوتیکم شیئا ولا امنعکموہ وانما انا خازن اضع حیث امرت☆ "میں تمہیں از خود نہیں دیتا نہ از خود روکتا ہوں میں تو اللہ تعالیٰ کا خازن ہوں' وہاں خرچ کرتا ہوں جہاں مجھے حکم ہوتا ہے۔"

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لوگ کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے فقہ' علم و عمل اور سخاوت اور پھر احباب پر خرچ کرنے پر مامور فرمایا تھا۔ آپ کے اخلاق قرآن پاک کی روشنی میں مرتب ہوئے تھے۔

حدیث پاک بیان کرنے سے پہلے صدقہ دیا جاتا

ملیح بن وکیع رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے بتایا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اوپر لازم کر رکھا تھا کہ حدیث بیان کرنے سے پہلے صدقہ کیا کرتے تھے۔ اگر آپ کسی حدیث کو قسم کھا کر بیان کرتے تو پہلے صدقہ دیتے۔ پھر آپ حدیث پاک بیان کرنے کے بعد دینار کا چوتھا حصہ غریبوں میں صدقہ فرماتے۔ اگر سچی قسم کھا کر حدیث بیان فرماتے تو ایک دینار صدقہ کرتے۔ آپ سچی قسم کھانے سے پہلے بھی صدقہ دیتے۔ آپ کا دستور تھا کہ جتنا مال اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتے اتنا ہی اللہ کے نام پر خیرات کر دیتے۔ جب آپ نیا لباس پہنتے تو پہلے شیوخ کوفہ کے ہاں کوئی تحفہ ضرور بھیجتے۔ جب آپ کھانا کھانے لگتے تو اپنی مختصر سی ضرورت کے لیئے کھانا رکھتے باقی ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیا کرتے اور اپنے عمدہ کھانے میں علماء کرام کو شریک کرتے۔ اگر کوئی فقیر یا مسکین آجاتا تو خود تھوڑا کھاتے باقی اسے عنایت فرما دیا کرتے۔

کثیر العلوم و الصیام

ابن عیینہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے پناہ علوم پر دسترس رکھتے تھے۔ اکثر روزہ سے رہتے' پھر صدقہ اور خیرات کرنے میں سخاوت کا دریا تھے۔ آپ کو مال تجارت میں سے جتنا نفع ہوتا اس میں سے تھوڑا اپنے گھر کے لیئے رکھتے۔ زیادہ حصہ غرباء میں تقسیم

کر دیتے۔ مگر پھر آپ کے مال تجارت میں برکت آتی اور کثیر نفع حاصل ہو جاتا۔ ایک دفعہ میرے پاس اتنے تحائف اور ہدایا جمع ہو گئے کہ میں دیکھ کر گھبرا گیا۔ میں نے ایک دوست سے صورتحال بیان کی تو اس نے بتایا کہ اگر تم ان تحائف اور ہدایا کو دیکھ لیتے جو سعید بن عروبہ کے پاس جمع ہیں تو تم حیران رہ جاتے۔ ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان دونوں بزرگوں کے تحائف میں کثرت ان تحائف کی تھی جو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں بھیجتے تھے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ (یہ مشائخ چشتیہ کے پیران پیر ہیں) فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوگ "کثیر الافضال" کہا کرتے تھے۔ آپ گفتگو کم کرتے، اہل علم و فضل پر نوازشات و اکرام فرمایا کرتے تھے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے چالیس سال سے زیادہ عرصہ تک چار درہم سے زیادہ روپیہ اپنے پاس کبھی نہیں رہنے دیا تھا۔ اگر چار درہم سے زیادہ روپیہ آتا تو میں اسے فقراء اور مساکین میں صدقہ کر دیا کرتا تھا۔ چار درہم بھی میں نے اس لیئے رکھے کہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا ایک قول ہے کہ گھر میں کم از کم چار درہم ہونے چاہئیں تاکہ فوری ضروریات کو پورا کیا جا سکے۔ اگر مجھے اس سے کم ضرورت ہوتی تو میں ایک درہم بھی نہ رہنے دیتا۔

حضرت حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ ایک عرصہ تک حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہے۔ میرے والد نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں گزارش کی کہ میری اولاد میں ساری بچیاں ہی ہیں صرف حسن میرا ایک بیٹا ہے۔ میری بچیاں اور میں خود ضرورتمند ہوں اور ہمارا خدمت کرنے والا اور کوئی نہیں ہے۔ آپ اسے کوئی ایسا کام بتائیں جس سے اسے فائدہ ہو اور یہ ہمارا کفیل بن سکے۔ آپ نے حسن کو اپنے پاس بلایا اور بتایا کہ تمہارے والد آئے تھے اور یوں کہتے تھے۔ مگر میرا مشورہ ہے کہ تم حصول فقہ میں ہی لگے رہو۔ میں نے فقیہ کو کبھی تنگ دست نہیں پایا۔ چنانچہ حسن علم فقہ کی تحصیل میں مصروف رہے۔ اس میں تکمیل حاصل کی ایک دن ایسا آیا کہ کوفہ کے مقبول لوگوں میں شمار ہونے لگے۔

ایک شاگرد کا ایک صلہ

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک شاگرد تھے۔ انہوں نے ایک دن حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی حضور میں نے آپ کے ایک واقف تاجر کو لکھا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تیس ہزار درہم قرضہ کی ضرورت ہے اور آپ کا پیغام لے کر خود اس کے پاس گیا تو اس نے صرف تیس درہم دیئے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسکرا کر کہا' میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ کوئی شخص میرا نام لے کر یوں بھی نفع اٹھا سکتا ہے۔ چلو تم نے یہ طریقہ کر لیا کوئی بات نہیں۔

عبداللہ بن داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ میں اضافہ کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کے ایک دوسرے شاگرد نے جرجان کے حاکم کو ایک خط لکھا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چار ہزار درہم کی ضرورت ہے۔ انہیں قرضہ چاہیئے اس نے چار ہزار دینار دے دیئے۔ جب امام صاحب کو علم ہوا تو آپ نے فرمایا' اچھا تو یوں بھی نفع حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اسے کچھ نہ کہا اور جرجان کے حاکم کو چار ہزار دینار ادا کر دیئے۔

کوفہ میں ایک شخص بڑا مالدار تھا۔ وہ بڑا خوددار اور حیادار تھا۔ ایک ایسا وقت آیا کہ وہ غریب اور محتاج ہو گیا۔ وہ شہر کے بازار میں چلا جاتا' مزدوری کرتا' مشقت اٹھاتا اور صبر کرتا۔ یہاں تک کہ اسے بھوک اور غربت اور معاشی بدحالی نے دبا لیا۔ اس کی بیوی ایک دن حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئی' صورت حال بیان کی اور کہا کہ چھوٹی چھوٹی بچیاں ہیں وہ ہر چیز سے محروم ہیں' ہم کسی وقت صاحب ثروت تھے' گھر میں ہر چیز کی فراوانی تھی' دن رات عیش و عشرت میں بسر ہوتی۔ مگر اب ہم دونوں سخت محنت کرتے ہیں مگر گزارا نہیں ہوتا اور بھوک اور فاقے نے فنا کر دیا ہے۔ ہمارے کھانے کے برتن خالی رہ گئے ہیں' اکثر ان میں سے بک گئے ہیں اور اس قدر مصائب اور بلائیں آ گئی ہیں کہ اب دل چاہتا ہے کہ گداگری کے لیئے ہاتھ پھیلا دیئے جائیں' مگر میرے خاوند مجھ کو صبر کی تلقین کرتے رہتے ہیں اور خود بھی صبر کا مجسمہ بن کر اس دن کا انتظار کر رہے ہیں جب پھر خوشحالی آ جائے۔

ایک دن اس کی ایک بچی نے بازار میں ککڑی دیکھی۔ اس کا دل اس ککڑی کے لیئے امنڈ آیا۔ وہ بڑی للچائی ہوئی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔ وہ ادھر جھکی باپ سے ککڑی لے کر دینے کو کہا' مگر باپ نے صبر کی تلقین کی۔ مگر اس صبر کے ساتھ اس کا دل ریزہ ریزہ ہو گیا۔ وہ کیا کر سکتا تھا گھر کا سارا سامان بک چکا تھا۔ بچی کی خواہش کو دیکھا نہ جا سکتا تھا وہ اس دن کے بعد گداگری کی نیت سے سوال کرنے کے لیئے باہر نکلا اور سب سے پہلے اسے کسی بابرکت مجلس اور سخی انسان کی تلاش تھی۔ وہ قدم بڑھاتا آپ کی مجلس میں آپہنچا۔ تھوڑی دیر بیٹھا رہا مگر اسے شرم و حیاء اجازت نہ دیتی تھی کہ آپ سے سوال کرے۔

آپ نے (امام ابو حنیفہ) اسے غور سے دیکھا' اس کے چہرے سے محسوس کیا کہ یہ ضرورت مند ہے۔ مگر خود دار ہے' حیا دار ہے' سوال نہیں کر رہا۔ وہ مجلس سے اٹھ کر گھر کو روانہ ہوا۔ آپ نے اس کے پیچھے کسی آدمی کو بلانے کے لیئے دوڑایا مگر وہ اپنے گھر کے اندر جا چکا تھا۔ بیوی نے پوچھا کیا لائے ہو' اس نے سارا واقعہ سنایا اور کہا میں تو اس بابرکت مجلس میں بھی کچھ نہ مانگ سکا' مجھے حیا آئی۔ اس شخص نے واپس جا کر سارا واقعہ آپ کو سنا دیا۔

رات خاصی گذر گئی تھی' ایک شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا دروازہ کھلا تو آپ نے فرمایا کہ میں تمہاری ایک چیز رکھے جا رہا ہوں اسے لے لیجئے اور یہ کہہ کر آپ واپس آ گئے۔ میرے خاوند نے تھیلی اٹھائی۔ میں نے اسے زور دیا اسے کھولو' کھولتے کیوں نہیں۔ اس نے کہا یہ خدا معلوم کس کی ہے۔ اس میں کسی ذمی کا صدقہ ہو یا کسی کی امانت ہو۔ ہمیں اس کو کھولنا نہیں چاہئے۔ میں نے آگے بڑھ کر اس تھیلی کو کھول لیا۔ اس میں پانچ ہزار درہم تھے اور ایک کاغذ کے پرزے پر لکھا ہوا تھا' یہ تھوڑا سا مال ہے۔ تمہارے دروازے پر ابو حنیفہ آیا تھا۔ اس کی حلال کی کمائی ہے' اسے استعمال میں لاؤ' واپس نہ کرنا۔

حضور میں آپ کا شکریہ ادا کرنے آئی ہوں اور اپنے حالات بھی بیان کر چلی ہوں۔ میرا خاوند واقعی صابر' حیادار اور خود دار ہے۔ (یاد رہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ رقعہ مجبوراً لکھ کر رکھا تھا تاکہ انہیں کوئی غلط فہمی نہ ہو۔)

مسلمانوں کے تقویٰ کا دور

اس زمانہ میں مسلمان کتنے خود دار اور متقی تھے۔ وہ صبر کرتے مگر مشکوک مال کی طرف ہاتھ نہ بڑھاتے تھے۔ وہ اہل ذمہ کی محبت اور مروت کے جال میں بھی نہیں آتے تھے۔ غربت میں بھی حلال مال کو استعمال کرتے۔

نعمان نفس مارات قط رتبة — من الجود الاقد علت صهواتها
قد استحقرت ماستعظمته اشحة — تنربها وقت الندى كحصاتها
اصابع كفيها وسناير اعها — بروج بدت منها نجوم صلاتها
وسلوتها فى جودها و عفافها — و راحتها فى صومها و صلاتها
وهل امها للعلم والمال مهجة — وولت وما نالت مدى طلباتها
لقد اخلف الناس العداة وانها — لاغنت عفاة الخلق قبل عدائها
تعجبت الوطفاء والبحر كلما — افاضت على سوالها صدقاتها

حوت من صفات المدح ماعزجمعه
على امة والجود ادنٰى صفاتها

(**ترجمہ**) امام ابو حنیفہ جیسا سخی ہم نے کہیں نہیں دیکھا۔ آپ کا وجود متبرک ہے۔ آپ کی سخاوت کے جھنڈے بڑی بلندیوں پر لہرا رہے ہیں۔ بخیل لوگ جس مال کو بڑی عظیم الشان چیز سمجھتے ہیں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے وہ حقیر چیز تھی۔ اور مال و زر کو کنکریوں کی طرح جانا۔ آپ کے ہاتھ کی انگلیاں اور آپ کے ہاتھ کی کشادگی سے عطیات کے ستارے جھڑتے تھے۔ آپ کا وجود اطمینان پاک دامنی اور جود و سخا کا مجسمہ تھا۔ آپ کو صوم و صلوٰۃ میں ہی راحت ملتی تھی۔ آپ کی سخاوت کے سامنے بیابانوں کی پہنائیاں اور دریاؤں کی روانیاں ہیچ دکھائی دیتی ہیں۔ آپ سائل کے

سوال سے پہلے اس کی ضرورت کو پورا کر دیا کرتے تھے۔ سائل کی زبان سے آپ کا ہاتھ تیز تھا۔ آپ کے مناقب اتنے زیادہ ہیں کہ انہیں جمع کرنا امت کے لیئے مشکل ہے۔ جود و سخا تو آپ کے مناقب کے بحر بیکراں کی ایک ادنیٰ صفت ہے۔

*
**
***
****
*****
******
****
****
****
**
*

پندرھواں باب

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وقار اور قلبی کیفیت

مجلس میں سانپ کا گر پڑنا

شفیق بن ابراہیم زاہد رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک دن حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک مسجد کی چھت سے ایک سانپ لہراتا ہوا نیچے آتا دکھائی دیا۔ وہ سیدھا حضرت امام اعظم کے سر پر لٹکتا دکھائی دیتا تھا۔ دیکھ کر لوگوں کی چیخیں نکل گئیں۔ بھگدڑ مچ گئی۔ سانپ سانپ کہہ کر سب کے سب بھاگے۔ میں بھی ان بھاگنے والوں میں سے تھا۔ مگر میں نے دیکھا حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ تو اپنی جگہ سے اٹھے' نہ ان کے چہرے کا رنگ بدلا۔ ادھر سانپ گرتے ہی امام صاحب کی گود میں آپڑا۔ آپ نے ہاتھ سے جھٹک کر اسے ایک طرف پھینک دیا۔ مگر خود اپنی جگہ سے نہ ہلے۔ اس دن سے مجھے یقین ہو گیا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر کتنا پختہ اعتماد ہے۔

احمد بن الازہر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے حبیب نے جو امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کاتب تھے بتایا کہ آپ ایک بار مدینہ منورہ کے قیام کے دوران امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ملے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بعض مسائل میں آپ سے مباحثہ کرنا چاہتے تھے۔ گفتگو ختم ہوئی تو آپ اٹھ کر چلے گئے تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا' ابوحنیفہ کس قدر حلم و برداشت کا مالک ہے۔

امام عبداللہ بن المبارک رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ عقل مند اور صاحب بصیرت انسان کوئی نہیں دیکھا۔ آپ نے تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک دفعہ ہم آپ کے پاس حلقہ بنائے بیٹھے ہوئے تھے تو ایک شخص نے چلا کر کہا۔ سانپ!

سانپ !! واقعی ایک سانپ چھت سے نیچے لٹک رہا تھا اور آپ کے سر کے عین اوپر تھا۔ ہم سب ڈر کے مارے بھاگ اٹھے۔ مگر امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ نہایت متانت سے اپنی جگہ تشریف فرما تھے نہ گھبراہٹ نہ پریشانی' سانپ آپ کی گود میں آگرا۔ آپ آرام سے بیٹھے رہے اور ہاتھ کے جھٹکے سے اسے ایک طرف پھینک دیا۔ اس واقعہ کا ایک اور راوی اسلم کہتا ہے کہ میں نے عبداللہ بن مبارک سے کہا آپ تو ڈر کے مارے بھاگ کھڑے ہوئے ہوں گے۔ فرمایا ہاں! میں بھاگا۔ مگر سب کے پیچھے (مترجم = آپ کی یہ کرامت یا استقلال ایسے ہی ہے جیسے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا۔)

ابو معاذ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کا جن دنوں امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے اختلاف تھا تو میں امام ثوری کے پاس آیا جایا کرتا تھا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس بات کا اچھی طرح علم تھا اس کے باوجود مجھے نہ تو آپ نے کبھی ان کے پاس جانے سے روکا اور نہ ہی اپنی مجلس میں آنے سے منع فرمایا بلکہ میری دینی اور دنیاوی ضروریات پوری کرتے' ان میں کسی قسم کی کوتاہی یا کمی نہ فرماتے۔ آپ بہت ہی حلیم' متقی اور باوقار انسان تھے۔ دوسری طرف میں جب امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں جاتا تو آپ مجھے امام صاحب کی مجلس میں جانے پر تنبیہہ کرتے۔ آپ کو میرا وہاں جانا ناگوار گزرتا تھا۔ بعض اوقات سخت سست کہتے مگر میں اپنا رویہ نہ بدلتا اور کسی کے سامنے آپ کی ان باتوں کو کبھی زبان پر نہ لایا۔ مجھے دوسرے مشائخ کے پاس بھی جانے کا موقعہ ملتا جن میں مسعر بن کدام جیسے مقتدر بزرگ تھے۔ وہ سارے کے سارے نہایت خوش دلی سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تعلقات قائم رکھتے تھے۔ وہ نہ صرف آپ سے ملاقاتیں کرتے بلکہ ان کی تعریف بھی کرتے اور دلوں میں محبت رکھتے۔

گالیاں دینے والے

عصام بن یوسف رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں بیٹھا تھا' اچانک ایک شخص مجلس میں نمودار ہوا اور کھڑے ہو کر حضرت امام کو گالیاں بکنے لگا اور آپ پر مختلف الزامات لگانے لگا۔ آپ نہایت خاموشی سے سنتے رہے اور اسے روکا تک

نہیں بلکہ اپنی گفتگو کو جاری رکھا اور اس کی دشنام طرازی کی طرف توجہ نہ دی اور نہ ہی اہل مجلس سے کسی نے اسے روکا۔ یہاں تک کہ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ اپنی بات سے فارغ ہو گئے۔ اٹھے' اپنے گھر روانہ ہوئے مگر وہ شخص آپ کے پیچھے پیچھے ہو لیا حتیٰ کہ آپ اپنے گھر کے اندر چلے گئے۔ میں نے اس شخص کو دیکھا کہ دیوار کے ایک سوراخ میں سے حضرت امام کو گالیاں دے رہا تھا۔ مگر آپ نے پھر بھی اسے کوئی جواب نہ دیا۔ میں سامنے ایک دکان پر بیٹھ گیا۔ میں نے دیکھا کہ گالیاں دینے والا اس قدر غصہ سے بھرا ہوا تھا کہ وہ آپ کے دروازہ پر سر کو مارنے لگا اور سر کو زور زور سے دروازے پر مارتا رہا اور کہنے لگا۔ تم لوگ مجھے کتا سمجھتے ہو کہ جواب تک نہیں دیتے۔ آپ نے آہستگی سے کہا ہاں! یہ عادت کتوں سے ملتی جلتی ہے۔ یہ واقعہ زرنجری نے بھی لکھا ہے وہ لکھتے ہیں کہ جب امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجلس سے اٹھ کر گئے تو آپ نے فرمایا' یہ میرا دروازہ ہے۔ اب میں گھر کے اندر جانا چاہتا ہوں' تم یہاں بیٹھ کر جتنی گالیاں دینا چاہتے ہو دیتے رہو تاکہ تمہیں کچھ حسرت باقی نہ رہے۔ یہ سنتے ہی وہ شخص شرم و ندامت سے جھک گیا اور کہنے لگا' انتہا ہو گئی آپ کی برداشت کی۔ اب مجھے معافی دے دیں۔ آپ نے خندہ پیشانی سے فرمایا' جاؤ تمہیں معاف کر دیا۔

یزید بن کمیت رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ مجھے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ ایک شخص مجھ سے مناظرہ کرنے آیا تو اس نے مجھے کہا او بدعتی! او زندیق! مگر میں نے اسے کہا' اللہ تجھے معاف کرے۔ مگر تمہارا نظریہ غلط ہے اور میں تمہاری رائے سے اتفاق نہیں کر سکتا۔ میں آپ کے عقیدے سے اتفاق نہیں کرتا اور نہ دوسروں کو شریک ہونے کی دعوت دیتا ہوں۔ میں اپنے عقیدہ پر قائم ہوں' قائم رہوں گا۔ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے اس پر قائم ہوں۔ میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا اور زندگی بھر اسی عقیدہ پر قائم رہوں گا۔ میں اس کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اس کی بخشش کا امیدوار ہوں' آپ یہ بیان کرتے ہوئے رو پڑے اور روتے روتے بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ جب آپ ہوش میں آئے تو اس شخص نے گردن جھکا دی اور معافی مانگی۔ آپ نے فرمایا' جو کچھ تم نے کہا ہے اگر کوئی جاہل کہتا تو کوئی بات نہ تھی۔ مگر اہل علم ایسی بات کریں تو بے حد ملال ہوتا ہے کیونکہ علماء کرام کو نہایت محتاط گفتگو کرنا چاہئے۔ کیونکہ علمائے کرام کی بات کے

دور رس اثرات ہوتے ہیں۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شب و روز کی مصروفیتیں

ابو قطن عمرو بن الھیشم رحمتہ اللہ علیہ نے بتایا کہ میں نے ایک شیعہ سے کہا کہ میں کوفہ جا رہا ہوں مجھے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام ایک سفارشی خط لکھ دیں۔ آپ نے سفارشی خط لکھ دیا۔ جب میں امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت عصر کا وقت تھا۔ میں نے خط پیش کیا' آپ نے پوچھا' ابو بسطام کیسے ہیں ؟ میں نے کہا کہ خیر و عافیت سے ہیں۔ میں آپ کے پاس بیٹھا رہا' آپ نے عصر' شام اور عشاء کی نمازیں میرے سامنے ادا کیں۔ پھر میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اپنے گھر لے گئے۔ کھانا منگوایا اور میں نے آپ کی ساتھ ہی کھانا کھایا۔ آپ نے میرے لیئے بستر بچھایا اور مجھے بیت الخلا اور غسل خانہ دکھا دیا۔ رات کا کچھ حصہ گزرا تو آپ ستو اور شربت کا ایک پیالہ لائے' فرمایا جو تم نے پہلے کھانا کھایا وہ تھوڑا تھا۔ تم میرے سامنے شرماتے رہے ہو۔ اب میں تمہارے لیئے یہ ستو لایا ہوں۔ پھر آپ ایک گدا لے آئے اور مجھے کہا اس پر آرام سے سو جاؤ۔ میں آپ کو دیکھتا رہا۔ آپ نے اپنا لباس اتارا' روئی کے کپڑے پہنے' اوپر ایک چادر لی اور نماز کے لیئے کھڑے ہو گئے۔ ساری رات گزر گئی آپ نوافل ادا کرتے رہے اور میں کبھی کبھی کروٹ بدل کر دیکھ لیتا۔ وقت سحر ہوا تو آپ نے اپنی چادر اتار کر ایک طرف رکھ دی اور اپنا روز مرہ کا لباس پہن لیا اور میرے سرہانے کھڑے ہو کر فرمایا الصلوۃ خیر من النوم میں آپ کی آواز سن کر اٹھا' وضو کیا اور پھر آپ کے ساتھ ہی مسجد کی طرف چلا گیا۔ آپ مسجد کا دروازہ کھول کر مسجد میں داخل ہوئے تو پہلے دایاں پاؤں مسجد میں رکھا اور منہ سے اللھم افتح لنا ابواب رحمتک پڑھا اور پھر کہا واعذنا من الشیطان الرجیم مسجد میں داخل ہوتے ہی آپ نے دو نفل ادا کیئے۔ اسی دوران مسجد کے مینار پر کھڑے ہو کر خود ہی اذان دی' آپ نے فجر کی دو سنتیں ادا کیں۔ پھر آپ مسجد میں بیٹھے رہے تاوقتیکہ لوگ فجر کی نماز کے لیئے مسجد میں آ گئے۔ آپ نے اٹھ کر اقامت پڑھی اور سب کو نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد خاموشی سے بیٹھ گئے اور پڑھتے رہے۔ میں نے دیکھا کہ مسجد کی چھت سے آپ پر ایک سانپ آکر گرا۔ آپ نے کچھ کہا جسے ہم نہیں سمجھ سکے۔ آپ نے اپنا پاؤں سانپ کے سر پر

رکھ کر اسے دبالیا اور لوگوں کو کہا اسے مار ڈالو۔ چند لمحوں بعد آپ تلاوت قرآن پاک میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ سورج چڑھ کر اوپر آگیا۔ آپ اٹھے اور اپنے شاگردوں کے حلقہ میں فقہ کی تدریس کے لیئے جا بیٹھے اور شاگردوں کو تعلیم دینے لگے حتیٰ کہ دوپہر ہو گئی۔ اب آپ پھر مسجد کی طرف جانے لگے تو میں نے دامن پکڑ کر عرض کی کہ آپ نے صبح سے پہلے مسجد میں داخل ہو کر دوگانہ پڑھا' اذان پڑھی' پھر دو سنتیں پڑھیں۔ آپ نے فرمایا ہاں! یہ ساری باتیں میں نے حضور ﷺ کی احادیث سے سیکھی ہیں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں مسجد میں داخل ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا ابوذر دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرو۔ میں نے عرض کی آپ نے اذان کے بعد بھی دو رکعت نماز پڑھی۔ آپ نے فرمایا ہاں! دو رکعت فجر کی سنتیں تھیں۔ میں نے عرض کیا کہ آپ نے طلوع شمس تک کوئی بات نہیں کی یہاں تک کہ سورج طلوع ہوا۔ آپ نے فرمایا' عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جو شخص صبح کی نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ کوئی بات نہ کرے یہاں تک کہ سورج طلوع ہوجائے۔ وہ مجاہد فی سبیل اللہ کا مقام پائے گا۔ میں نے پوچھا وہ چھت سے گرنے والا سانپ کیا تھا؟ آپ نے فرمایا حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سانپ کو تین بار چلے جانے کو کہو ورنہ اسے قتل کر دو۔ میں نے تین بار اسے چلے جانے کو کہا۔ وہ نہ گیا تو میں نے لوگوں کو اس کے مارنے کا حکم دیا۔

ابوالخطاب جرجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا تھا۔ آپ اپنی مسجد میں تشریف فرما تھے۔ آپ کے شاگرد آپ کے اردگرد حلقہ بنائے بیٹھے تھے۔ اچانک ایک نوجوان لڑکا آیا اور آپ سے کسی مسئلہ پر گفتگو کرنے لگا۔ آپ نے اسے جواب دیا تو اس نے کہا آپ نے غلط کہا ہے۔ آپ سن کر خاموش ہو گئے۔ اس نے ایک اور مسئلہ پوچھا تو آپ نے جواب دیا تو اس نے پھر کہا ابوحنیفہ آپ نے غلط جواب دیا ہے۔ میں نے شاگردوں کو مخاطب کر کے کہا۔ تم لوگ اپنے استاد کی بے عزتی ہوتے دیکھ رہے ہو اور خاموش بیٹھے ہوئے ہو۔ یہ نوجوان لڑکا آپ کی ہر بات کو غلط غلط کہہ کر توہین کر رہا ہے۔ امام صاحب نے مجھے مخاطب فرماتے ہوئے کہا آپ انہیں چھوڑیئے۔ میں نے انہیں خاموش رہنے کے لیئے کہا ہوا ہے۔ میرے سامنے ایسے کئی لوگ آتے ہیں

یہ میرا ذاتی معاملہ ہے۔

ان نعمان فی الوقار لرضوی ‏ هو للجود و التصبر ماوی

کم رموه بباسقات الرواسی ‏ وهو راس فما یقاس برضوی

عجمت عوده عوادی الاعادی ‏ فانجلت عنه وهولم یبد بشکوی

طلبوا ان یزلزلوه ولکن ‏ هوثبت اذا تزلزل حسمی

رابط الجاش صابر فی البلایا ‏ حین لا کته مرة بعد اخری

کان فی حبه الاله کقیس ‏ وله لیل طاعة الله لیلی

وله صومه النار کمن ‏ ومناجاة ربه اللیل سلوی

قتل العلم ای قتل ذریع ‏ اذلیا لیه فی التفکرا حی

وجهه فی السجود اثری ولکن

نوح ذکراه فوق هام الثربا

(ترجمہ) امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقار اور عظمت کے پہاڑ ہیں۔ جود و صبر کے بحر بیکراں ہیں۔ آپ پر ظلم و ستم کے بلند و بالا پہاڑ گرائے جاتے ہیں مگر آپ برداشت کرتے ہیں۔ میں تعجب سے کہتا ہوں کہ آپ کے ساتھ شدید قسم کے دشمن دشمنی کرتے رہے ہیں اور ٹکراتے رہے ہیں۔ مگر آپ خاموش رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ دشمن خود ہی تھک ہار کر چلے جاتے ہیں۔ آپ کی زبان پر ان کی شکایت بھی نہیں آتی۔ یہ لوگ آپ کو شکست دینے کی کوشش کرتے ہیں مگر آپ ایک مضبوط پہاڑ کی طرح ڈٹے رہتے ہیں۔ جوش کے تھامنے والے' مصائب اور بلاؤں پر صبر کرنے والے امام آپ پر مسلسل یہ بلائیں حملہ آور رہتی ہیں۔ مگر آپ ثابت قدم رہتے ہیں۔ آپ کا دن روزہ میں گزرتا ہے۔ آپ کی خوراک "من" ہے اور رات کو اسے "سلوی" عنایت ہوتا ہے۔ (یہ خدا کی عطا کردہ غذائیں ہیں) انہیں علم نے قتل کر ڈالا۔ آپ زہریلے سانپ کی پروا نہیں کرتے۔ آپ تفکر

اور عبادت خداوندی میں ساری رات گزار دیتے ہیں۔ ان کے چہرے پر سجدے کے نشان نمایاں نظر آتے ہیں۔ مگر رات بھر روتے روتے ان کی آنکھیں سوج جاتی ہیں۔ آپ کا تذکرہ پہاڑ کی بلندیوں سے بھی بلند تر ہے۔

*
**
***
****
*****
******
****
****
****
**
*
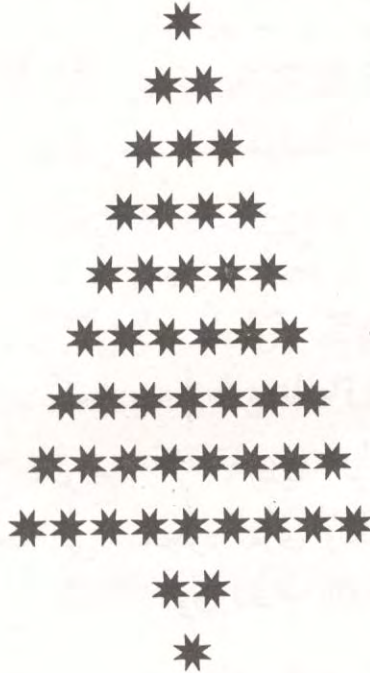
"جلد دوم"

مناقب امام اعظم

علامہ صدر الائمہ ابی المئوید الامام الموفق بن احمد المکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۶۸)

ترتیب و ترجمہ

علامہ مولانا محمد فیض احمد صاحب اویسی دامت برکاتہم العالیہ

☆..... ناشر .....☆

مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

سولھواں باب

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا والدین اور اساتذہ سے حسن سلوک و تعظیم

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلطنت عباسیہ کی عہدہ قضاۃ (منصب چیف جسٹس) سے انکار پر خلیفہ وقت کے زیر عتاب تھے۔ آپ کو جیل میں ڈال دیا گیا۔ جیل خانہ کے جلاد ہفتے میں دو دن آپ کو جیل سے نکال کر میدان میں لے آتے اور عام لوگوں کے سامنے کوڑے برساتے اور آپ کو کہا جاتا کہ منصب قضاۃ قبول کر لیں مگر آپ اپنے موقف پر قائم رہتے ہوئے انکار کر دیا کرتے تھے۔ ایک دن کوڑے کھاتے کھاتے آپ رو پڑے' احباب نے رونے کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا مجھے اپنی والدہ یاد آتی ہے کہ وہ میری جدائی میں کس قدر مغموم ہو گی۔

حضرت عسکری رحمتہ اللہ علیہ نے یہ بات لکھی ہے کہ ایک بار آپ کے سر پر کوڑے مارے گئے تو آپ کے سر سے خون نکل کر چہرے پر بہنے لگا۔ امام رو پڑے لوگوں نے رونے کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا آج مجھے میری ماں بہت یاد آئی' جب میں گھر جاؤں گا اور وہ میرے چہرے کو خون آلود دیکھیں گی تو انہیں کتنا دکھ ہو گا۔ مجھ سے والدہ کا غم نہیں دیکھا جاتا۔

حجر بن عبد الجبار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہماری مسجد میں ایک قاضی امامت کرایا کرتے تھے۔ ان کا نام " زرعہ " تھا۔ یہ مسجد آپ کے نام سے ہی مشہور تھی۔ ایک دن حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ نے آپ سے ایک فتویٰ پوچھا تو آپ نے نہایت اچھے انداز میں لکھ کر جواب دیا مگر والدہ کو اس تحریر سے تسلی نہ ہوئی انہوں نے اس فتویٰ کو قبول نہ کیا اور فرمایا میں تو وہی فتویٰ قبول کروں گی جو زرعہ لکھیں گے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والدہ کی دل جوئی کے لیئے زرعہ کے پاس گئے اور کہا میری والدہ آپ سے فتویٰ پوچھتی ہیں' صورت مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے۔ زرعہ نے کہا اس سے بہتر جواب تو میرے علم میں بھی نہیں تھا۔ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے انہیں فتویٰ لکھ کر دیا ہے مگر وہ اسے قبول نہیں کرتیں۔ قاضی زرعہ نے اپنے قلم سے لکھ کر دیا کہ فتویٰ کا جواب تو وہی ہے جو ابوحنیفہ نے دیا تھا' اس تحریر سے والدہ مطمئن ہو گئیں۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کی والدہ نے پوچھا کہ ایام طہر سے پہلے ایک عورت کو ماہواری خون جاری ہو گیا' کیا وہ نماز چھوڑ دے یا پڑھے؟ اب تم یہ مسئلہ ابوعبدالرحمٰن سے پوچھ کر آؤ۔ آپ اپنی والدہ کے کہنے پر عمر بن ذر (ابوعبدالرحمٰن) کے پاس گئے اور مسئلہ دریافت کیا۔ ابوذر نے آپ سے پوچھا کہ آپ اس کا کیا جواب دیں گے' آپ نے مسئلہ کا جواب دیا۔ ابوذر نے فرمایا میرا جواب بھی یہی ہے۔ آپ اپنی والدہ تک پہنچا دیں۔ آپ نے فرمایا مجھے تو میری والدہ نے اپنے رشتہ داروں کی وجہ سے آپ کے پاس بھیجا تھا۔

امام ابویوسف رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے دیکھا کہ امام ابوحنیفہ اپنی والدہ کو گدھے پر بٹھائے عمر بن ذر کے پاس جا رہے تھے تاکہ آپ کسی مسئلہ پر گفتگو کر سکیں۔ آپ اپنی والدہ کی خواہش پر لے جا رہے تھے ورنہ آپ کو پتہ تھا کہ عمر بن ذر کا کیا مقام ہے۔ یہ سب اپنی والدہ کی خواہش کے احترام کے پیش نظر تھا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کئی بار اپنی والدہ کو سواری پر بٹھا کر عمر بن ذر کے پاس لے گیا تاکہ وہ ان سے مسئلہ پوچھ سکیں۔ ایک دن میری والدہ نے مجھے حکم دیا کہ فلاں مسئلہ ابوذر سے پوچھ کر آؤ' میں والدہ کے حکم کی تعمیل میں ابوذر کے پاس چلا گیا۔ عمر بن ذر نے فرمایا کہ آپ اتنے بڑے امام ہو کر میرے پاس مسئلہ پوچھنے آتے ہیں' آپ نے فرمایا مجھے تو اپنی والدہ کے حکم کی تعمیل کرنا ہے۔ ابوذر نے کہا اچھا اب مجھے اس مسئلہ کا حل بتائیں۔ آپ نے بیان فرمایا تو آپ نے فرمایا اب آپ میری طرف سے یہ مسئلہ اپنی والدہ سے بیان کریں۔

بعض روایتوں میں ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بیٹے حماد کو لے کر قاضی عمر بن ذر کی مسجد میں جاتے اور وہاں تراویح ادا فرماتے۔ یہ مسجد امام صاحب کے گھر سے تین میل کے فاصلہ پر تھی یہ محض اپنی والدہ کی دلدہی کے لیئے تھا۔

احمد بن عطیہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم حسن بن ربیع کے پاس بیٹھے تھے تو حسن کہہ

رہے تھے کہ میں نے آئمہ کرام میں سے امام ابوحنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا بردبار اور صابر کوئی نہیں دیکھا۔ آپ لوگوں کی چھوٹی چھوٹی باتیں بھی برداشت کرتے ہیں' اگر آپ کو ساری دنیا کے خزانے پیش کر دیئے جائیں تو آپ انہیں لینے سے انکار کر دیتے ہیں' انہیں صرف اپنی والدہ کے غم کا خیال ہے' اس سے بڑھ کر دنیا کی کسی چیز کو قیمتی نہیں سمجھتے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب مجھے کوڑے لگائے جاتے تھے تو میری والدہ مجھے کہا کرتی تھی ابوحنیفہ! تجھے علم نے اس قوت برداشت تک پہنچا دیا ہے' تم اس علم کو چھوڑ دو اور عام دنیاداروں کی طرح کام کرتے جاؤ۔ میں نے کہا اماں اگر میں علم چھوڑ دوں تو اللہ تعالیٰ کی رضا کس طرح حاصل کروں گا۔

محمد بن بشر اسلمی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے کوفہ میں منصور بن معتمر اور حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر ماں کی تابعداری کرتے کسی کو نہیں دیکھا۔ منصور تو اپنی خلافت اور منصب کے باوجود اپنی والدہ کا سر دھلاتا اور اس کے بالوں سے جوئیں تک نکالتا تھا۔ اور سر کو صاف ستھرا رکھنے کے لیئے بالوں کو کنگھی تک کرتا تھا۔

خراش بن حوشب رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے سنا تھا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے والدین کے لیئے ہر جمعہ کے روز بیس درہم خیرات کرتا ہوں اور اس بات کی میں نے منت مانی ہوئی ہے۔ دس درہم باپ کے لیئے اور دس درہم ماں کے لیئے صدقہ کرتا ہوں۔ ان مقررہ درہموں کے علاوہ آپ اپنے والدین کے لیئے فقراء و مساکین میں اور چیزیں بھی صدقہ کیا کرتے۔

حمزہ بن مغیرہ رحمۃ اللہ علیہ (جن کی وفات ۱۸۰ھ میں ہوئی تھی نوے سال کی عمر میں) فرمایا کرتے تھے کہ ہم عمر بن ذر کے ساتھ رمضان المبارک کی راتوں میں قیام اللیل کرنے جایا کرتے تھے میں نے دیکھا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی والدہ کو ان کے پاس کئی بار لاتے حالانکہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر وہاں سے کئی میل دور تھا۔ عمر بن ذر کی عادت تھی کہ وہ سحری کے وقت مسجد میں آتے تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی والدہ کو لے کر سحری کے وقت اتنی دور پہنچ جایا کرتے تھے۔

امام ابویوسف رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ

کو شہر کے قاضی کے علم و فضل پر بڑا اعتماد تھا' ایک بار کسی مسئلہ پر انہوں نے قسم کھالی کہ میں تو قاضی شہر کے فتویٰ پر اعتماد کروں گی اور اپنے بیٹے کو حکم دیا کہ ان کے پاس جا کر اس مسئلہ کا جواب لاؤ۔ یہ قاضی صاحب امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں تھے۔ ان کا نام ابوطالب تھا۔ وہ محض ایک واعظ تھے' مفتی یا فقیہ نہیں تھے۔ لوگوں کو رنگین داستانیں سنا سنا کر اسلام کی محبت پیدا کیا کرتے تھے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ان کی مجلس وعظ میں آیا کرتی تھیں۔ امام صاحب نے اپنی والدہ کی قسم کے مسئلہ کے لیئے ابوطالب کو اپنے گھر بلا لیا اور انہیں فرمایا کہ میری والدہ نے قسم کھائی ہے کہ وہ مسئلہ آپ سے ہی دریافت کریں گی۔ قاضی ابوطالب فرمانے لگے حضور آپ مجھے مسئلہ کا حل بتا دیں' میں وہی بیان کروں گا تاکہ آپ کی والدہ آپ سے راضی ہو جائیں۔

عمر بن ذر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ کوئی ناممکن بات نہیں کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ایک واعظ سے مسائل کا استفسار کریں۔ آپ کو تو اپنی والدہ کا حکم ماننا تھا اور آپ کو اپنی والدہ کو کسی بات پر ناراض کرنا گوارا نہ تھا۔ کئی بار آپ نے صرف قاضی ابوطالب سے استفسار کیا۔ اس قسم کے واقعات بہت ہیں جہاں حضرت امام رضی اللہ عنہ کو اپنی والدہ کی خاطر ان لوگوں سے مسائل پوچھنے پڑے جو علمی اعتبار سے بہت ہی کمزور تھے۔

عبید بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن حسن شیبانی سے سنا وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ جب میرے استاد امام حماد فوت ہوئے تو اس دن سے لے کر آج تک میں ہر نماز کے بعد استغفار پڑھتا ہوں اور اپنے استاد کے لیئے بطور ایصال ثواب پہنچاتا ہوں۔

ابو بشیر مولی بن ضبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے استاد حماد کا وصال ہوا تو اس دن سے ان کے لیئے اور اپنے والد کے لیئے استغفار کرتا ہوں بلکہ میں ہر استاد کے لیئے استغفار کرتا ہوں جس نے مجھے ایک بھی لفظ پڑھایا تھا۔ اس طرح میں ہر شاگرد کے لیئے بھی استغفار کرتا ہوں۔

حضرت امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کا معمول

امام ابویوسف رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے والدین سے پہلے اپنے استاد امام ابوحنیفہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیئے ہر نماز کے بعد استغفار کرنا واجب جانتا ہوں کیونکہ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں والدین کے ساتھ اپنے استاد کے لیئے بھی بلاناغہ استغفار کرتا ہوں۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے استاد مکرم حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کی طرف کبھی پاؤں نہیں پھیلائے۔ ان کے احترام اور اکرام کی وجہ سے مجھے حیا آتی تھی۔ آپ کے گھر اور میرے گھر میں چند گلیوں اور کوچوں کا فاصلہ تھا مگر میں نے نہ کبھی ادھر پاؤں پھیلائے نہ کبھی پشت کی۔

نعمان كان ابرالناس كلهم   بوالدية و بالاستاذ حماد

قد كان يدعو لهم ماعاش مجتهدا   شائى بذا كل محمود و حماد

وكان يفتح بالحماد دعوته   ولا يحابى لاباء و اولاد

ابو الافادة اولى باليدابة من   ابى الولادة عندالواحد الهادى

مامد رجليه يومًا نحو منزله
ودونه سكك سبع كاطوادى

(ترجمہ) حضرت نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا کرتے تھے۔ انہیں اپنے والدین اور اپنے استاد حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ کا خاص طور پر احترام تھا۔ آپ جب کسی کے لیئے دعا کرتے تو حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ کا نام سب سے پہلے لیتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ والدین بچے کو جنم دیتے ہیں مگر استاد علم و فضل کے خزانے دیتا ہے۔ ولادت اللہ کے خالق ہونے کی صفت کی مظہر ہے مگر علم کا حصول اللہ کے ہادی ہونے کا مظہر ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندگی بھر استاد کی طرف پاؤں نہیں پھیلاتے تھے حالانکہ ان کے اور ان کے استاد حماد کے گھر کے درمیان پہاڑوں کی طرح بلند دیواریں کھڑی تھیں۔

سترھواں باب

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حاسدین اور آپ کا ان سے حسن سلوک

بکیر بن معروف رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا، آپ فرمایا کرتے تھے میں نے ساری زندگی کسی کی برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیا اور نہ ہی کسی کا تذکرہ برے الفاظ میں کیا۔ تم لوگ جانتے ہو کہ میں نے اہل مکہ سے کبھی بغض نہیں کیا۔ ہم نے کہا ہاں، آپ نے کبھی بغض نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ مدینہ منورہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بعض ایسی آیات نازل ہوئی تھیں جن سے بعض مکی آیات منسوخ ہو گئی تھیں۔ ہم نے یہ ساری آیات اہل مکہ پر لوٹا دیں۔ آپ نے فرمایا ہم اہل مدینہ سے بھی بغض نہیں کرتے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نکسیر اور پچھنے سے خون نکلوانے کو ناقص وضو جانتے ہیں مگر اہل مدینہ اسے ناقص وضو نہیں مانتے۔ ہم ان کی فاسد نمازیں انہیں کی طرف لوٹا دیتے ہیں۔ پھر فرمایا تم جانتے ہو کہ ہم اہل بصرہ سے بغض و عداوت نہیں رکھتے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم مسئلہ تقدیر میں ان کی مخالفت کرتے ہیں حالانکہ مسئلہ تقدیر ان کے عقائد اور نظریات کا سرتاج ہے۔ ہم اہل شام سے بغض نہیں کرتے اس کی وجہ یہ ہے کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ لڑ رہے تھے تو ہم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حامی تھے اور امیر معاویہ کے شامی لشکر سے جنگ کرتے رہے۔ ہم اہل بیت سے بغض نہیں کرتے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھرانے کے ایک ایک فرد سے محبت کرتے ہیں اور ان کے فضائل اور مناقب کا اقرار کرتے ہیں۔

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ آپ نے اپنی ان وجوہات میں یہ اضافہ کیا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ ہم اہل حدیث سے بغض نہیں رکھتے ہم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت کو برحق جانتے ہیں

اگرچہ بعض معاملات میں ان سے اجتہادی غلطیاں ہوئیں پھر بھی ہم انہیں حق پر جانتے ہیں اور بغض نہیں رکھتے۔

عبدالرزاق رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم مسجد خیف (منیٰ مکہ) میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں بیٹھے تھے' ایک شخص نے آپ سے مسئلہ پوچھا تو آپ نے اس کا جواب دیا' پھر کسی نے کہا کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلہ میں یوں فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے اس مسئلہ میں اجتہادی غلطی ہوئی ہے۔ ایک اور شخص آیا اس نے اپنا چہرہ پٹی سے چھپایا ہوا تھا وہ کہنے لگا اے زانیہ کے بیٹے! تم حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو خطاکار اور غلط کہتے ہو۔ وہ یہ الفاظ کہہ کر مسجد سے نکل گیا مگر آپ کی قوت برداشت کا یہ عالم کہ آپ کے چہرے پر کوئی غصہ نظر نہ آیا۔ اس کے باوجود آپ نے فرمایا کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے اجتہادی غلطی ہوئی ہے۔

ابن داؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی کسی کو برا نہیں کہتے تھے۔ صرف دو شخصوں کو برا کہا' ایک وہ حاسد جو آپ کے علم سے حسد کرتا تھا۔ دوسرا وہ جاہل جو علم کی قدر و منزلت سے محروم تھا۔ میں نے ابومعاویہ بن یزید سے سنا انہوں نے فرمایا کہ میں ایک دن عباسی خلیفہ ہارون الرشید عباسی کے پاس بیٹھا تھا ان کے سامنے حلوے کی ایک پلیٹ رکھی ہوئی تھی' میں نے اس سے چند لقمے اٹھائے اور کھا لیئے۔ ہارون الرشید کے غلام میرے پاس پانی اور برتن لائے تاکہ میں ہاتھ دھولوں' خلیفہ ہارون الرشید نے برتن نیچے رکھ کر خود میرے ہاتھ دھلوائے اور پوچھا آپ جانتے ہیں کہ آپ کے ہاتھ کون دھلوا رہا ہے؟ میں نے کہا نہیں' فرمایا امیرالمومنین (خلیفہ ہارون الرشید) میں نے کہا آپ نے علم کا اعزاز و اکرام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا میں مکرم و معزز بنائے گا۔ ہارون الرشید نے کہا واللہ میرا یہی ارادہ تھا۔

ابن داؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بغض کرنے والے افراد دو قسم کے تھے' حاسد اور جاہل۔ میرے نزدیک حاسد سے جاہل بہتر ہے وہ تو جہالت کی وجہ سے حسد کرتا ہے' مگر دوسرے لوگ دیدہ دانستہ حسد کرتے ہیں۔

ابن المبارک رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حسن بن عمارہ کو دیکھا کہ وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھوڑے کی رکاب پکڑے ہوئے کھڑے تھے۔ وہ فرماتے تھے کہ میں نے فقہ

میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کسی دوسرے کو نہیں دیکھا اور نہ ہی حاضر جوابی میں آپ کا کوئی دوسرا ثانی تھا۔ میں نے عرض کی اے امام ابوحنیفہ! آپ کی عادت کریمہ ہے آپ کسی وقت بھی کسی کی برائی نہیں کرتے اور نہ ہی اپنے خلاف حملہ کرنے والے کی مدافعت کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی برائی صرف حسد کی وجہ سے ہی کی جاتی تھی ورنہ آپ کا ہر ایک کے ساتھ حسن سلوک ایسا تھا کہ مخالف سے مخالف شخص بھی آپ کی تعریف کرنے پر مجبور ہو جایا کرتا تھا۔

ابو وہب العابد رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص مسح علی الخفین کو ناجائز سمجھتا ہو میں اسے ناقص العقل اور جاہل کہتا ہوں۔ ایسے ہی جو شخص امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غیبت کرتا ہے وہ بھی میرے نزدیک ناقص العقل اور جاہل ہے۔

سفیان بن وکیع فرماتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے بتایا تھا کہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ اس وقت سر جھکائے بیٹھے تھے، مجھ سے پوچھا کہاں سے آئے ہو؟ میں نے بتایا کہ شریک کی مجلس سے اٹھ کر آرہا ہوں۔ آپ نے یہ اشعار پڑھے۔

ان یحسدونی فانی غیر لائمھم ۔۔۔ قبلی من الناس اھل الفضل قد حسدوا

قدام لی ولھم مابی ومابھم ۔۔۔ و مات اکثرنا غیظًا لما یجد

(ترجمہ) یہ لوگ مجھ سے حسد کرتے ہیں مگر میں انہیں برا بھلا نہیں کہتا اور حسد کرنے والے کو بھی اہل علم و فضل سے تصور کرتا ہوں۔ یہ حالت میری ساری زندگی رہی، اس طرح میرے حاسدین بھی اپنی ساری زندگی غیض و غضب کی آگ میں جلتے رہے۔

محمد بن الحسن رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حسد کرنے والوں کی کیا کیفیت ہے؟ آپ نے یہ شعر پڑھا۔

ھم یحسدونی و شرالناس منزلۃ ۔۔۔ من عاش فی الناس بو ماغیر محسود

(ترجمہ) وہ میرے ساتھ حسد کرتے ہیں وہ مرتبہ کے لحاظ سے لوگوں میں بڑا آدمی ہے مگر کوئی دن

ایسا نہیں گزرتا کہ مجھ سے حسد نہ کیا جائے۔

احمد بن عبد "رے" کے قاضی تھے۔ وہ اپنے والد کی زبانی فرماتے ہیں ایک دن ہم ابن عائشہ کے پاس بیٹھے تھے کہ کسی نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے ایک حدیث بیان کی تو حاضرین مجلس میں سے کسی نے کہا ہم اس حدیث سے وہ مراد نہیں لیتے جس طرح ابوحنیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) لیتے ہیں۔ میرے والد نے فرمایا اگر آپ انہیں ایک بار دیکھ لیتے تو برملا کہہ اٹھتے کہ واقعی ان کی رائے بالکل درست ہے۔ تمہاری مثال تو ایسی ہے ؎

اقلوا علیهم و یحکم لا ابآ لکم　　　من اللوم اوسدوا المکان الذی سدوا

(ترجمہ) تم ان کی مذمت کرتے ہو اور انہیں حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہو' تم پر خدا تباہی نازل کرے تم اپنے باپ کے بیٹے نظر نہیں آتے۔

ابن المبارک رحمتہ اللہ علیہ کو لوگوں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا ان جیسا آج دنیائے اسلام میں کون ہے' دنیا والوں نے ان سے حسد کیا' تنگ کیا مگر وہ پھر بھی صبر کرتے رہے۔ ان پر کوڑے برسائے گئے وہ پھر بھی ثابت قدم رہے۔

حضرت ابراہیم بن الاشعث فرماتے ہیں کہ ہم فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھے تھے۔ ایک شخص حاضر ہوا' اس نے کہا عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ حج سے واپس تشریف لائے ہیں مگر مجھے لوگوں نے بتایا کہ آپ ان کے خلاف ہیں۔ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا سفیان ثوری تو امام صاحب کے خلاف تھے مگر جب انہیں آپ کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کا موقعہ ملا تو آپ کی رائے بدل گئی' سابقہ غلطیوں سے تائب ہوئے اور اپنی غلط فہمیوں پر توبہ کرتے ہوئے استغفار پڑھتے تھے اور ندامت کا اظہار کرتے تھے۔ بعض علمائے کرام کا رویہ ایسا رہا ہے مگر علی الاعلان ایک دوسرے کے خلاف آواز نہیں اٹھایا کرتے تھے۔

محمد بن مہاجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے علی بن اسحاق سے سنا تھا وہ فرماتے تھے کہ میں نے شریک بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے خود سنا تھا وہ فرماتے تھے کہ اے لوگو! مجھے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق کچھ غلط فہمیاں تھیں جس طرح عام لوگ غلط فہمی کی وجہ سے غلط گوئی کرتے ہیں

ہم بھی اسی طرح حضرت امام کے خلاف بعض مسائل میں غلط گوئی کرتے رہے ہیں۔ یہ ہماری نفرتیں تھیں، ہم ان سے معافی کے خواستگار ہیں اور اللہ تعالیٰ سے عافیت کے طلبگار ہیں۔

ابومعاویہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ شریک مسکین امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حسد کرتے تھے، یہ ان کی جہالت تھی کہ ان کے علمی مقام سے عداوت رکھتے تھے مگر اعلانیہ سر اٹھا کر کبھی کوئی بات نہیں کر سکے۔ پھر شریک نے بہت سے مسائل امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کیئے اور کئی مسائل پر نہایت خاموشی کے ساتھ آپ کی رائے کی اتباع کی۔ ابومعاویہ رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن آدم کو کہتے سنا کہ شریک نے جب امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسائل کا جواب سنا تو کتنے خوش خوش گئے تھے مگر زبان سے نہ امام کے کمالات کا اعتراف کیا نہ دوسروں پر ظاہر ہونے دیا۔ یہ بات ان کے حسد کی وجہ سے تھی کہ زبان سے اعتراف کمال نہ کر سکے۔

عبدالوہاب بن عبدالرحمٰن بن شیبہ نے فرمایا کہ یہ کتاب میرے دادا شیبہ بن عبدالرحمٰن بن اسحاق کی ہے میں نے اس میں پڑھا ہے کہ محمد بن خارجہ الصیرفی نے لکھا ہے کہ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا ابن ابی لیلیٰ میرے خلاف گلہ اور شکوہ کو حلال جانتے تھے لیکن میں تو ان کی بلی اور ان کے گدھے کی برائی بیان کرنا بھی مناسب نہیں جانتا۔

حضرت عبداللہ بن المبارک رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور امام اوزاعی امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سخت مخالف تھے وہ دونوں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف باتیں کیا کرتے تھے اور آپ کی تنقیص کرتے رہتے تھے اور اس معاملہ میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے تھے لیکن وہ آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکے اور نہ ہی وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہوئے۔

اسی طرح ابن ابی لیلیٰ، ابن شبرمہ، شریک اور حسن بن صالح جیسے لوگ بھی امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حاسدین میں سے تھے مگر بایں ہمہ وہ آپ کو نقصان نہ پہنچا سکے اور نہ ہی ان لوگوں کا شور و غل آپ کے مقام کو متاثر کر سکا۔ ان کی یہ ساری کوششیں ان کے اپنے حلقہ تک رہیں مگر امام صاحب کے علمی فیصلے سارے عالم اسلام میں روشنیاں پھیلاتے گئے۔

ابوسعد صنعانی فرماتے ہیں کہ مجھے کئی بار کوفہ جانے کا موقعہ ملا، میں ہمیشہ امام ابوحنیفہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس میں صرف اس لیئے شریک ہوتا کہ آپ سے علم سیکھوں۔ پھر میں حضرت امام ابوحنیفہ کے مشورے سے کوفہ کے دوسرے محدثین اور اہل علم کے پاس بھی حاضر ہوا کرتا بلکہ آپ خود بھی فرماتے فلاں عالم کی مجلس میں جانا تمہارے لیئے مفید ہو گا۔ میں ایک دن کوفہ کی ایک مسجد کے سامنے سے گزرا تو میں نے دیکھا کہ ایک بوڑھا چند لوگوں کو بٹھائے کچھ مسائل سمجھا رہا ہے' میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں' انہوں نے بتایا کہ یہ شریک بن عبداللہ ہیں۔ مجھے ان کی باتوں سے کچھ حاصل تو نہ ہوا مگر میں نے جب امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا ہاں وہ بہت بڑے عالم دین ہیں۔ اس وقت کے محدث ہیں اور اپنے علم میں ثقہ اور مستند ہیں۔ ان کی ہر حدیث لکھ لیا کرو' صرف ایک روایت نہ لکھا کریں جو وہ جابر الجعفی سے بیان کرتے ہیں۔ میرا شریک کے پاس آنا جانا شروع ہو گیا' میں ان سے احادیث سننے لگا' انہیں لکھ کر محفوظ کرنے لگا' ایک دن شریک کی مجلس میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ ہوا تو آپ ان کے خلاف باتیں کرنے لگے اور کوئی بھی اچھی بات نہ کی۔ میں نے کہا سبحان اللہ آپ کے اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان تو زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اس نے کہا وہ کیسے' میں نے بتایا کہ جب میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ بہت بڑے محدث اور ثقہ ہیں' مستند ہیں ان سے احادیث سنا کرو بلکہ لکھ لیا کرو مگر آپ کی باتیں سن کر مجھے افسوس ہوا کہ کاش میں آپ کی مجالس میں نہ آتا' وہ آپ کی تعریف کریں آپ ان کی غیبت کریں۔ یہی فرق زمین و آسمان کا فرق ہے۔ شریک نے میری باتیں سنیں تو خاموشی سے سر جھکا دیا۔ میرا خیال ہے کہ وہ اس بات پر نادم تھے اور اپنی غلطی پر پچھتا رہے تھے۔ چند دنوں بعد پھر ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر آیا تو وہ پھر گلہ و شکوہ کرنے لگے اور آپ کے نقائص بیان کرتے رہے چنانچہ اس دن کے بعد میں نے ان کے پاس آنا جانا بند کر دیا اور سوچا کہ یہ بوڑھا (شریک) عقل و بصیرت سے عاری ہو گیا ہے اور زبان پر جو کچھ آتا ہے کہتا جاتا ہے۔

ایک شرابی سے گفتگو

ابن اللجنی فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بادہ نوش شرابی کے گھر کے

قریب سے گزرے، وہ نشہ میں دھت دیوار کے ساتھ کھڑا پیشاب کر رہا تھا۔ آپ نے اسے فرمایا اگر تم بیٹھ کر پیشاب کرتے تو تمہارے لیئے بہتر تھا۔ اس نے امام کو دیکھ کر کہا مجھے میرے دوست نے تو ایسا کرنے کو کہا ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے سمجھ آگئی ہے کہ تم اپنے دوست پر پختہ ایمان رکھتے ہو جس طرح انبیاء کرام اپنے اللہ پر پختہ ایمان رکھتے تھے۔ تم بھی اپنے دوست (شیطان) پر پکا ایمان رکھتے ہو۔

صدقہ بن فضل فرماتے ہیں کہ میں بغداد گیا تو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے ملا۔ آپ نے پوچھا کیا تم امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے ملے ہو؟ تم ان کے پاس جاؤ اور ان سے احادیث کی اجازت حاصل کرو، میں نے کہا ابھی جاتا ہوں۔ میں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا اور احادیث سنیں، واپس آیا تو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے پوچھا تم امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی مجالس میں گئے تھے تمہارا کیا تاثر ہے؟ میں نے کہا میں ایک ایسے شخص سے ملا ہوں جو لوگوں کے عیب بیان کرتا ہے، عامیانہ گفتگو کرتا ہے۔ مجھ سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا اے خراسانی! تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا میں وہی کہتا ہوں جو سنتا ہوں۔ آپ نے پوچھا کیا تمہارے پاس کچھ دلائل ہیں، میں نے عرض کی آپ تو احادیث سنا کر چپ ہو جاتے ہیں۔ دلائل تو ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھے وہ تو حدیث بیان کرنے کے بعد دلائل کے دریا بہا دیتے تھے۔ میری یہ بات سن کر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ خاموش ہو گئے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے جب کوئی مشکل اور دقیق مسئلہ پوچھا جاتا تو خاموش ہو جاتے اور پھر سر اٹھا کر کہتے اس مشکل مسئلہ پر تو وہی شخص گفتگو کر سکتا ہے جس سے ہم حسد کرتے ہیں۔ پھر آپ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردوں سے مخاطب ہو کر پوچھتے کیا تمہارے پاس اس کا کوئی حل ہے؟ شاگرد دوسرے دن امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کر کے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں بیان کرتے تو آپ محسوس کرتے واقعی ان مسائل کا جواب یہی ہے۔

یوسف بن خالد سمتی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم بصرہ میں علماء کرام کی ساتھ نشست و برخاست کرتے تھے مگر جب ہم کوفہ میں آئے تو امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں بیٹھنے اٹھنے کا موقعہ ملا تو محسوس کیا کہ کہاں ایک علم و فضل کا دریا اور کہاں یہ چھوٹے چھوٹے چشمے۔ ہر شخص مسائل کے جوابات پر اطمینان کا اظہار کرتا مگر جونہی موقعہ ملتا تو غیبت کرتا۔

نصر بن علی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوعاصم نبیل سے سنا۔ کہ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث بیان کی تو بعض لوگ چین بہ چین ہونے لگے میں نے پوچھا یہ کیا وجہ ہے آپ چین بہ چین ہیں اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر آتے ہی ناراض ہونے لگتے ہیں حالانکہ امام کا وجود دین میں ایک زبردست فقیہ کا ہے۔ آپ حسد تو کر رہے ہیں مگر آپ کو معلوم نہیں کہ دین میں "محور" کا کیا مقام ہوتا ہے' میں تو انہیں عبداللہ بن قیس کے شعر کی روشنی میں دیکھ رہا ہوں ۔

حسدا ان راوک فضلک اللہ

بما فضلک به النجبا

(ترجمہ) یہ حسد ہی ہے کہ لوگ آپ کو دیکھ کر جل جاتے ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے وہی فضیلت بخشی ہے جو امت کے نجبا کو بخشی جاتی ہے۔

عبدالوہاب بن محمد کے سامنے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا گیا تو آپ نے کہا لوگ اتنے بڑے فقیہ سے حسد کرتے ہیں۔ انہوں نے پھر یہ شعر پڑھا ۔

رایت رجالا یحسدون مجاهدا

و ذوالسر التلقاه الا محسدا

(ترجمہ) میں دیکھتا ہوں کہ یہ لوگ ایک مجاہد سے حسد کرتے ہیں وہ صاحب راز ہے' اسے جو کچھ ملتا ہے وہ حاسدین کی نیکیوں سے ملتا ہے۔

محمد بن حسن کے سامنے جب امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لیا گیا تو آپ نے بھی اوپر لکھا ہوا شعر پڑھا۔ یحییٰ بن معین کے سامنے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا تو آپ بھی یہی شعر پڑھ کر سناتے تھے۔

عبداللہ بن ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے ابن شبرمہ (جو حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مخالف تھا) کے سامنے دعویٰ پیش کیا تو ابن شبرمہ نے اس کے خلاف فیصلہ دے دیا۔ وہ

شخص امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام ماجرا بیان کیا تو آپ نے اس کے حق میں ایک مفصل فیصلہ لکھا۔ وہ شخص ابن شبرمہ کی عدالت میں دوبارہ حاضر ہوا' اس وقت قاضی ابن ابی لیلیٰ بھی بیٹھے ہوئے تھے ان دونوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ کس نے یہ فیصلہ لکھا ہے۔ دونوں نے فیصلہ پڑھا تو اس کی تعریف کی اور کہا بہت خوب دلائل پیش کیئے گئے ہیں۔ پوچھا یہ کس نے لکھا ہے؟ اس شخص نے بتایا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے' یہ دونوں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف باتیں کرنے لگے۔ امام صاحب کو جب یہ معلوم ہوا تو آپ نے یہ شعر پڑھے ؎

ان یحسدونی فانی غیر لائمھم   قبلی من الناس اھل الفضل قد حسدوا

قدام لی ولھم مابی ومابھم   و مات اکثرنا غیظًا لما یجد

(ترجمہ) لوگ مجھ سے حسد کرتے ہیں میں انہیں کچھ نہیں کہتا اور نہ ہی آئندہ انہیں کچھ کہوں گا کیونکہ اہل علم و فضل سے ہمیشہ لوگ حسد کرتے رہے ہیں۔ میرے ساتھ بھی ان لوگوں کا یہی رویہ ہے یہ لوگ دل کی جلن میں جلتے رہتے ہیں اور غیظ و غضب کا شکار رہتے ہیں وہ اسی میں مرجائیں گے۔

یہ روایت خطیب بغدادی نے بھی اپنی کتاب میں نقل کی ہے۔ ابوبکر زرنجری نے اپنی مشہور کتاب میں جو آپ نے اہل بخارا کے لیئے لکھی تھی بیان کیا ہے کہ میرے والد نے بیان کیا تھا کہ عبداللہ بن طاہر سے پوچھا گیا کہ لوگ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مخالفت اور مذمت کیوں کرتے ہیں؟ انہوں نے یہ شعر پڑھا ؎

مایضر البحرا مسی ذاخرا
ان رمی فیه غلام بجحر

(ترجمہ) دریا کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا' وہ ہمیشہ اپنی روانی سے کام رکھتا ہے۔ اگر کوئی بچہ اس کے کنارے بیٹھا ہزار پتھر پھینکتا چلا جائے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

ابوالمحاسن حسن بن علی مرغینانی نے اپنی کتاب جو انہوں نے علمائے بخارا کے لیئے لکھی تھی

اس میں یہ اشعار لکھے ہیں ۔

ان یحسدونی فزاداللّٰہ فی حسدی لاعاش من عاش یومًا غیر محسود

ماتحسد المرء الامن فضائلہ بالعلم والباس او بالمجلو الجود

(ترجمہ) لوگ مجھ سے حسد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں مزید حسد کرنے پر آمادہ رکھے۔ ان لوگوں نے اصل زندگی کا مزہ نہیں چکھا' انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ جس شخص کے خلاف حسد کی آگ جلائی جاتی ہے اسے زندگی میں کتنے انعامات سے نوازا جاتا ہے۔ جس پر حسد کیا جائے اس کے فضائل دوچند ہوتے ہیں۔ وہ فضائل علمی ہوں یا بہادری کے۔ یہ کمالات اس کی بزرگی پر ہوں یا جود و سخا پر ہر حالت میں حسد کرنے والے اس کی عظمت کو بڑھا دیتے ہیں۔

واز دادلی حسدا من لست احسد

ان الفضیلۃ لاتخلو عن الحسد

(ترجمہ) وہ میرے خلاف حسد کرتے کرتے بڑھتا چلا جارہا ہے۔ جس پر حسد نہ کیا جائے اس کی برتری واضح نہیں ہوتی۔

عمارہ بن عقیل رحمتہ اللہ علیہ نے کیا خوب لکھا ہے ۔

ماضرنی حسدا للئام ولم یزل ذوالفضل یحسدہ ذو ولنقصان

یابوس قوم لیس حربی بینھم الا تظاھر نعمۃ الرحمٰن

(ترجمہ) خسیس اور کمینے لوگ حسد کرتے ہیں' مجھے ان کی اس عادت سے کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ جو لوگ زندگی میں نقصان اور پریشانیوں کی زد میں ہوتے ہیں' وہ اہل کمال اور اہل علم سے حسد کرتے رہتے ہیں۔ اے لوگو! میرے حاسدین کو کچھ نہ کہو ان کی اس وجہ سے مجھ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور احسانات نازل ہوتے ہیں جن سے وہ خود محروم رہتے ہیں۔

حاتم طائی علیہ الرحمتہ کے یہ اشعار کتنے عمدہ ہیں ۔

یا کعب ما ان اری من بیت مکرمة
الا له من بیوت الناس حساد

(ترجمہ) اے کعب! میں عزت والے گھر نہیں دیکھتا۔ ہاں صرف حاسد لوگ عزت والوں کو دیکھ کر جلتے رہتے ہیں۔

ایک حاسد کا انجام

کوفہ میں عبداللہ بن عبید اللہ الدا باجی شخص امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حاسدین میں سے تھا۔ وہ ہر وقت حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف باتیں کرتا اور آپ کی تنقیص کرتا رہتا تھا۔ آپ پر کئی قسم کے الزامات اور اتہامات کی تشہیر کرتا رہتا تھا۔ وہ اپنے گھر میں بیٹھا بیٹھا حسد کی آگ میں جلتا رہتا' ایک دن اتفاق سے ایسا ہوا کہ اس کے گھر کو آگ لگ گئی' وہ اس میں جل کر راکھ ہو گیا' اس نے بڑی کوشش کی کہ باہر نکل جائے مگر آگ کے شعلوں نے اس کے تمام راستے بند کر دیئے تھے' وہ جل کر خاکستر ہو گیا۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دشمنوں کی ایک سازش

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حاسدین اور دشمنوں نے ایک سازش تیار کی اور ایک فاحشہ عورت کو آمادہ کیا کہ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف تہمت لگائے اور اس کی تشہیر کرے۔ جب آپ علی الصبح مسجد میں آئیں تو وہ شور مچا دے کہ آج رات ابو حنیفہ نے مجھ سے بدکاری کی ہے۔ وہ لوگوں کے کہنے پر مسجد کے دروازے پر آکھڑی ہوئی' ادھر سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لا رہے تھے' وہ چلا کر بولی اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی پناہ میں رکھے میں اللہ سے استغفار کرتی ہوں۔ حضرت نے پوچھا کیا بات ہے؟ کہنے لگی میرا شوہر آپ کا ہمسایہ ہے' عورت نے ایک گھر کے طرف اشارہ کر کے کہا۔ اس گھر میں نشے میں دھت پڑا ہوا ہے' مجھے آپ جیسا قابل اعتماد دوسرا نہیں ملا جو اسے تلقین کرے تاکہ وہ راہ راست پر آجائے۔ آپ میری راہبری فرمائیں اور میری مدد کریں اور اسے چل کر تلقین کریں شاید وہ انسان بن جائے۔ آپ اس کی باتیں سن کر اس کے ساتھ چل پڑے' آپ

اس کے ساتھ اندر داخل ہوئے تو وہاں آپ کے حاسدین اور مخالفین کا ایک مجمع پہلے سے ہی موجود تھا مگر ان میں کوئی مست یا مریض نظر نہ آرہا تھا۔ آپ کو دیکھتے ہی ان لوگوں نے شور مچا دیا اور آپ کے گرد گھیرا ڈال دیا اور کہنے لگے۔ ابوحنیفہ ! تم یہاں کیا کرنے آئے ہو۔ عورت نے انہیں بتایا کہ میں انہیں زنا کرنے کے لیئے لائی ہوں اور یہ قحبہ خانہ ہے' لوگ یہاں زنا کرنے آتے ہیں۔ آج آپ کہاں آگئے' آپ نے فرمایا مجھے اس مکان کے متعلق تو کوئی علم نہیں' ہاں یہ عورت مجھے اپنے بیمار خاوند کے لیئے لائی ہے کہ وہ مر رہا ہے' اس پر بیہوشی طاری ہے' میں اسے تلقین کرنے کے لیئے بلایا گیا ہوں۔ ان لوگوں نے آپ کی کوئی بات نہ سنی' یہ عورت تو ان کی مکروہ شازش کی آلہ کار تھی' انہوں نے اسے خود بھیجا تھا' وہ آپ کو حیلے بہانے سے لے آئی تھی' لوگ آپ کو پکڑ کر آپ کے مخالف قاضی شہر ابن ابی لیلیٰ کے پاس لے آئے' قاضی نے دیکھ کر کہا میں اس کا فیصلہ صبح کروں گا۔ عورت کو علیحدہ بٹھا دیا گیا۔ پھر ان لوگوں کو بھی علیحدہ بٹھا دیا گیا جو بطور گواہ پیش ہوں گے۔ اب یہ لوگ اس عورت کو سمجھاتے رہے کہ جب تم قاضی کی عدالت میں پیش ہو تو اسے کہنا ابوحنیفہ میرے ساتھ زنا کرنے کے لیئے میرے گھر آیا تھا اور اس بات پر قائم رہنا۔

قاضی ابن ابی لیلیٰ چاہتے تھے کہ دن کے وقت اس معاملہ کو سامنے لایا جائے تاکہ شہر کے لوگ زیادہ سے زیادہ جمع ہو جائیں' اس طرح امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیادہ رسوائی ہو گی۔ قاضی نے کہا ابوحنیفہ !کو اس مکان میں لے جاؤ جہاں سے اسے گرفتار کیا گیا تھا۔ جب صبح عدالت لگی تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیش کیا گیا۔ قاضی ابن ابی لیلیٰ نے امام صاحب کو نہایت سخت الفاظ میں زجر و توبیخ کی۔ آپ نے نگاہیں نیچی رکھیں۔ قاضی بولتا گیا' کوئی جواب نہ پا کر قاضی نے سمجھا اب عورت آپ کے خلاف بھرپور گواہی دے گی۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے لگے' استغفار کرنے لگے اور اس کی بارگاہ میں التجا و زاری کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ دلوں کو بدلنے والا ہے' اب اس عورت کو عدالت میں لایا گیا' عورت نے قاضی کو بتایا کہ ان لوگوں نے مجھے ایک مخصوص رقم دے کر تیار کیا تھا کہ میں آپ کے خلاف تہمت لگاؤں اور عدالت کے سامنے آپ کے خلاف بیان دوں۔ میرے پاس فلاں فلاں شخص آیا۔ وہ ابن ابی لیلیٰ کا شاگرد ہے۔ فلاں فلاں شخص ابن ابی لیلیٰ کے دوست ہیں اور عورت نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عرض کی مجھے

آپ کی نسبت اپنی بدنامی اور شہرت کی زیادہ فکر ہے' آپ کسی طرح سے مجھے یہاں سے نکالیں۔ آپ نے وہاں اپنی بیوی کو بلا لیا اور اسے کہا کہ اپنا لباس اس عورت کو پہنا دو اور اس کے کپڑے خود پہن لو پھر آپ نے اس عورت کو کہا تم اسی لباس میں لوگوں کے سامنے باہر چلی جاؤ۔ لوگوں نے سمجھا یہ وہی عورت ہے جسے امام ابوحنیفہ نے بلایا تھا لہٰذا کسی نے اس پر اعتراض نہ کیا اور وہ باہر چلی گئی۔ اب امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور آپ کی اپنی بیوی تھی مگر انہوں نے اس عورت کا لباس پہن رکھا تھا۔

اب حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخالفین اور سازشیں کرنے والوں نے اس عورت اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوبارہ عدالت میں پیش کیا' عدالت کا کمرہ تماشائیوں سے بھرا ہوا تھا۔ قاضی ابن ابی لیلیٰ نے دونوں کو دیکھا' امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عدالت میں کھڑے ہیں۔ قاضی نے گرج کر کہا ابوحنیفہ ! تم ایک عالم اور فاضل آدمی ہو' تمہیں یہ فعل کرتے شرم نہیں آئی۔ قاضی نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عدالت میں بہت برا بھلا کہا' آپ نے نہایت صبر و تحمل سے برداشت کیا۔ اب آپ نے اٹھ کر کہا قاضی صاحب آپ نے جو کچھ کہا ہے وہ درست ہے۔ ملزموں کے ساتھ ایسا ہی رویہ اختیار کرنا چاہیے۔ مگر میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ اس عورت کے متعلق پہلے معلوم تو کر لو کہ یہ کون ہے ؟ یہ میری بیوی ہے' میرے بیٹے حماد کی ماں کی ہے۔ آپ اس عورت سے دریافت کریں۔ قاضی نے پوچھا تو اس عورت نے جواب دیا کہ میں ابوحنیفہ کی بیوی ہوں' حماد کی ماں ہوں' ابوحنیفہ میرے شوہر ہیں' یہ بات سن کر عدالت میں سناٹا چھا گیا۔ قاضی ابن ابی لیلیٰ سن کر ہکا بکا رہ گیا۔ اس نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا کہ یہ سارے لوگ تمہارے خلاف بیان دے رہے ہیں کہ تم نے زنا کیا پھر قاضی نے اس عورت کو کہا کہ یہ تمام لوگ تمہارے متعلق بھی یہ کہہ رہے ہیں۔ محترمہ نے کہا مجھے لوگوں کے الزامات کا تو علم نہیں مگر میں امام ابوحنیفہ کی بیوی ہوں۔ قاضی نے کہا تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ تم ابوحنیفہ کی بیوی ہو۔ اس نے بتایا عدالت میں میرا بھائی موجود ہے' میرا بیٹا موجود ہے' آپ ان سے شہادت لیں۔ ان دونوں نے گواہی دی کہ یہ عورت ابوحنیفہ کی بیوی ہے۔ اب قاضی نے عدالت کے دوسرے لوگوں کو مخاطب کیا جن میں عورتیں بھی تھیں سب نے کہا ہم اسے جانتی ہیں یہ امام ابوحنیفہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی ہے۔

اب قاضی نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معذرت کی اور الزام تراشی کرنے والوں کو قرار واقعی سزا دی۔ لوگ چلے گئے تو قاضی امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوشامد کرنے لگا' اپنی مسند پر بٹھایا' آپ کی رفعت اور منزلت کی بے حد تعریف کی۔

ایک دن لوگوں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں قاضی ابی لیلیٰ کے متعلق بتایا کہ قاضی تو آپ کے خلاف ہر جگہ باتیں کرتا رہتا ہے' آپ پر الزامات تراشتا اور آپ کی مذمت کرتا ہے۔ مخالفت کا کوئی پہلو ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔ آپ نے فرمایا' میں تو اس کی بلی کی بھی مذمت کرنا پسند نہیں کرتا۔ رضی موسوی کے اشعار اسی موقع پر کہے گئے تھے ۔

نظر وابعین عداوۃ لوانہا عین الھوی لاستحسنوا ما استقبحوا

یولوننی شنرز العیون لاننی غلست فی طلب العلی و تصبحوا

(ترجمہ) لوگوں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عداوت کی نگاہوں سے دیکھا' کاش یہ لوگ آپ کو محبت کی نظروں سے دیکھتے۔ جن باتوں میں آپ کی قباحت کرتے ہیں وہ آپ کی محاسن نظر آتیں۔ یہ لوگ جو مجھ سے بھی آنکھیں پھیر لیتے ہیں حالانکہ میں نے آپ کی بلندیوں اور رفعتوں کو اندھیروں میں بھی دیکھ لیا ہے۔ یہ لوگ تو آپ کی شان کو روز روشن میں بھی نہیں دیکھ پاتے۔

حامد بن آدم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے فضل بن موسیٰ سینانی سے کہا کہ ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے بلند پایہ انسان کے خلاف باتیں کرتے رہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا دراصل امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسی باتیں بھی واضح کر دیں جن کی ان لوگوں کو ضرورت نہ تھی اور ان کی عقل و فکر سے بلند تھیں۔ یہ حسد کی آگ میں جلنے لگے ۔

اکباد من حسد النعمان فی کبد وفی رقابھم حبل من المسد

ان تغضوا عیشہ فی یومہ حسدا فانہ فی غد فی عیشۃ رغد

وقابل الحسد الوقادوا فده لوقده المتناهی قاتل الجسد

ذابوا بوقدهم ذابوا ولا عجب کذاک فعل وقود النار فی الحمد

محسودهم فی نعیم اللّٰہ منغمس وانهم قد صلوا فی غصة الحسد

قدشارکوا الناس لما عمهم کمد وانهم من سرور الناس فی کمد

لمارا واجده الصعاد منتظما تورطوا فی عذاب واصب صعد

یقول حاسده رجلای فی صفد
والجید فی مسد والکبد فی کبد

(ترجمہ) حضرت نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حسد کی آگ میں لوگوں کے جگر جل رہے ہیں۔ ان کے گلے میں کھجور کی چھال کے رسے پڑے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ حسد کا خون پیتے رہتے ہیں اور خون پیتے رہیں گے۔ انہوں نے اپنی زندگیاں تلخ کر دی ہیں۔ ان لوگوں کا محور (امام ابوحنیفہ) ہمیشہ اللہ کی نعمتوں کے دریا میں غوطہ زن رہے گا۔ حاسد حسد کی آگ میں جلتے رہیں گے' امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو لوگوں کے دکھ میں شریک رہتے ہیں مگر یہ لوگ خوشی دیکھ کر جلتے رہتے ہیں۔ ان لوگوں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دن رات ترقی کی منازل طے کرتے دیکھا تو دائمی عذاب میں مبتلا ہو گئے اور عذاب میں جلنے لگے۔ آپ کا ایک حاسد کہتا ہے کہ میرے دونوں ہاتھ اور پاؤں بیڑیوں میں جکڑے ہوئے ہیں' گردن میں رسے پڑے ہوئے ہیں اور ان کے جگر درد و غم سے پھٹے جا رہے ہیں۔

****

اٹھارھواں باب

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امرائے کوفہ

گورنر کوفہ کے دربار میں

ابن ھبیرہ نے فیصلہ کیا کہ وہ ایک ایسا مضمون لکھے جس سے اپنے اور خوارج کے درمیان فیصلہ کن بات ہو یا تو وہ باہمی صلح پر آمادہ ہو جائیں یا دونوں ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں۔ اس نے ابن شبرمہ اور ابن ابی لیلیٰ سے یہ بات کہی۔ ان دونوں نے ایک مہینے کی مہلت طلب کی' ایک ماہ بعد ان دونوں نے جو مضمون تیار کیا وہ اسے پسند نہ آیا۔ پھر انہوں نے کہا کہ کوفہ میں ایک ایسا شخص ہے جو اس موضوع پر خوب لکھنا جانتا ہے۔ ان کے بتانے پر ابن ھبیرہ گورنر کوفہ نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک آدمی بھیجا۔ آپ تشریف لائے تو ابن ھبیرہ نے ان دونوں کی تحریریں آپ کے سامنے رکھ دیں۔ آپ نے پڑھ کر فرمایا اس تحریر میں اسمائے الہیہ کے علاوہ سارا مضمون بیکار اور غلط ہے۔ ابن ھبیرہ نے کہا پھر آپ لکھ دیجئے۔ آپ نے فرمایا لکھ دوں گا۔ ابن ھبیرہ نے پوچھا کتنے دنوں میں ؟ آپ نے فرمایا ابھی شاہی کاتب کو بلائیں' کاتب بلایا گیا آپ نے اسی مجلس میں سارا مضمون لکھوا دیا۔ دربار کے تمام علماء نے اس تحریر کو بہت پسند کیا حتیٰ کہ ابن ھبیرہ کو بھی بہت پسند آئی۔ ان دونوں نے پڑھا تو انہیں بھی آپ کی قابلیت کو تسلیم کرنا پڑا۔ کوفہ کے گورنر کے دربار میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ پہلی فتح تھی جس کے سامنے تمام مخالفین کی گردنیں جھک گئیں۔

بیت المال کی نظامت سے انکار

عاصم فزارہ کے غلام نے بیان کیا کہ مجھے یزید بن عمر بن ھبیرہ نے حضرت امام ابو حنیفہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلانے کے لئے بھیجا۔ آپ آئے تو گورنر نے حکم دیا کہ آپ بیت المال کی نظامت قبول فرمایئے۔ آپ نے انکار کر دیا۔ گورنر خشمناک ہو گیا' آپ کو بیس کوڑے مارنے کا حکم دیا اور رات بھر جیل میں ڈال دیا گیا۔ صبح آپ نے نماز فجر ادا کی تو آپ نے محسوس کیا کہ کوڑوں کی ضربوں سے آپ کا سر سوجا ہوا ہے۔ ابن ہبیرہ نے آپ کو دربار میں دوبارہ بلایا اور کہا مجھے آج رات کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں فرمایا ہے کہ تم اللہ سے نہیں ڈرتے' میرے ایک بے گناہ امتی پر کوڑے برسا رہے ہو اور ڈرا کر منصب دینا چاہتے ہو۔ ابن ھبیرہ نے آپ سے معافی مانگی اور رہا کر دیا۔

دنیا و آخرت میں ایک کا انتخاب

ابوالاحوص نے فرمایا کہ جن دنوں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیل میں تھے تو آپ کو بیت المال کی نظامت قبول نہ کرنے کے جرم میں قید کے علاوہ کوڑے بھی برسائے گئے۔ ان دنوں کوڑے سر پر بھی مارے جاتے تھے۔ یہ واقعہ ابن ابی لیلیٰ اور ابن شبرمہ نے سنا اس وقت دونوں مسجد میں بیٹھے تھے۔ یہ دونوں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف تھے۔ دونوں نے آپ کو برا بھلا کہنا شروع کیا لیکن ابن شبرمہ چند لمحوں کے لئے رک گیا اور کہنے لگا یہ شخص (امام ابوحنیفہ) ہم دونوں سے اچھا ہے۔ ہم دنیا طلب کرتے ہیں مگر یہ شخص دنیا کی نعمتوں کی بجائے مار کھا رہا ہے۔

دین کے لیئے سزائیں

عبداللہ بن المبارک رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یوں تو بہت سے لوگ عالم اور فاضل ہیں اور بڑے بڑے منصب اور عہدے رکھتے ہیں مگر نام کی عظمت کا اندازہ اس وقت ہوتا ہے جب دنیا میں کسی آزمائش سے گزرنا ہو۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب آزمائش کا سامنا کرنا پڑا' جیل میں ڈال دیئے گئے' سر پر کوڑے برسائے گئے' انہیں بار بار بیت المال کی نظامت اور منصب کے قبول کرنے پر آمادہ کیا گیا مگر آپ انکار کرتے رہے۔ وہ ذلت قبول کرتے ہیں' کوڑے برداشت کرتے ہیں' قید و بند کی صعوبتوں کو لبیک کہتے ہیں مگر اپنا اصول نہیں توڑتے اور آزمائش کے وقت سرنگوں

نہیں ہوتے اور دین کی سلامتی کے لیئے سب کچھ برداشت کرتے ہیں۔

علماء اور فقہا کے لیئے اعلیٰ مناصب

بنو امیہ کے دور حکومت میں ابن ھبیرہ کوفہ کا گورنر تھا۔ اسی کے زمانہ اقتدار میں کوفہ میں فسادات ہو گئے۔ اس نے عراق کے تمام علماء کرام کو جمع کیا' سارے ملک کے فقہا کا اجلاس ہوا' ان میں ابن ابی لیلیٰ بھی تھے اور ابن شبرمہ بھی' داود بن ابی ہند بھی تھا اور دوسرے بلند قدر فقہا بھی موجود تھے۔ گورنر نے ہر ایک کو کوئی نہ کوئی اعلیٰ منصب دیا' جب امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کو بیت المال کی نظامت کا منصب پیش کیا گیا تو آپ نے انکار کر دیا۔ گورنر چڑ گیا اور آپ کو بیس کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ آپ نے کوڑے کھا لیئے مگر یہ منصب قبول نہیں کیا۔

ابو احمد عسکری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کوفہ کے گورنر ابن ھبیرہ نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عہدہ قضاہ (قاضی کوفہ) مقرر کرنا چاہا تو آپ نے انکار کر دیا۔ اس نے غصہ میں آکر قسم کھائی کہ اگر انہوں نے یہ عہدہ قبول نہ کیا تو ان کے سر پر تیس کوڑے برسائے جائیں گے اور جیل میں ڈال دوں گا۔ آپ نے واقعی انکار کر دیا۔ کوڑے کھائے اور جیل میں جانا قبول کر لیا اور فرمایا مجھے گورنر کے کوڑے کھانا آسان ہے مگر آخرت کی سزا برداشت نہیں کر سکتا۔ کوڑے تو عام سزا ہے اگر وہ مجھے قتل بھی کر دے تو میں عہدہ قضاہ قبول نہیں کروں گا۔

لوگوں نے امام صاحب کو بتایا کہ گورنر نے تو قسم کھالی ہے کہ وہ آپ کو جیل میں رکھے گا۔ آپ عہدہ قضاہ قبول فرمالیں تو آپ کے لیئے ایک عظیم الشان محل مختص کر دیا جائے گا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اگر گورنر مجھے مسجد کے دروازے بتانے کا نگران بھی مقرر کرے گا تو میں انکار کر دوں گا۔ امام صاحب کا جواب ابن ھبیرہ کو بتایا گیا تو وہ غصے میں آگ بگولہ ہو گیا اور اندازہ لگانے لگا کہ میری قسم اور امام ابوحنیفہ کی قسم میں کیا فرق ہے۔ آپ کو دربار میں بلایا گیا' بالمشافہ گفتگو کی اور اپنی قسم دھرائی کہ اگر آپ عہدہ قضاہ قبول نہیں کریں گے تو میں آپ کے سر پر تیس کوڑے لگواؤں گا یہاں تک کہ آپ کی موت واقعہ ہو جائے۔ امام صاحب نے فرمایا موت کا تو ایک وقت مقرر ہے وہ ایک ہی بار آتی ہے۔ آپ نے مزید فرمایا آپ سوچ لیں میرے بارے میں قیامت کے

دن اللہ تعالیٰ دریافت کرے گا کہ اس شخص کو کس جرم میں کوڑے لگائے گئے تھے تو آپ کو اس کا کوئی جواب نہیں آئے گا۔ اللہ تعالیٰ وہی بات قبول کرے گا جو حق ہو گی۔

ابن ھبیرہ نے آپ کی تقریر سن کر جلاد کو بلایا اور کہا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو جیل میں لے جاؤ۔ آپ نے ساری رات جیل میں گزار دی' کوڑے برسائے گئے جس کی تکلیف سے آپ ساری رات نہ سو سکے۔ صبح سر سوجا ہوا تھا۔ ابن ھبیرہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں فرمایا تم میرے امتی کو بلا وجہ سزا دے رہے ہو' شرم کرو۔ کہتے ہیں اس دن سے ابن ھبیرہ نے آپ کو جیل سے رہا کر دیا۔

جن دنوں کوفہ کے دوسرے فقہا نے مختلف عہدے قبول کر لیئے تو ان سب نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشورہ دیا کہ آپ بھی عہدہ قضاہ قبول فرمالیں۔ آپ نے فرمایا' کہ اگر مجھے واسط کی جامع مسجد کے دروازے بنانے کا نگران مقرر کیا جائے تو بھی میں گورنر کے حکم سے یہ ذمہ داری قبول نہیں کروں گا۔ اگر میں عہدہ قضاہ قبول کر لوں اور گورنر یہ حکم دے کہ فلاں شخص کی گردن اڑا دو' فلاں کو قید کر دو' تو میں ایک بے گناہ کو کیوں سزا دوں۔ میں بے گناہوں کی سزا پر مہریں لگانے کا کام نہیں کروں گا۔ ابن ابی لیلیٰ نے غصہ میں آکر کہا اسے چھوڑ دو یہ اکیلا حق پر ہے اور ہم سب ناحق عہدہ قبول کر رہے ہیں۔ ابن ھبیرہ کی پولیس آئی' آپ کو گرفتار کیا اور جیل میں ڈال دیا گیا۔ جمعہ کے دن کوڑے مارے گئے۔

ایک روایت میں ہے کہ جیل میں آپ پر مسلسل کوڑے برسائے گئے۔ جلاد ابن ھبیرہ کے پاس آیا اور کہنے لگا ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کوڑے کھا کھا کر قریب الموت ہے مگر زبان سے عہدہ قبول کرنے کو تیار نہیں۔ چنانچہ اب ابن ھبیرہ نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ میں آپ کے انکار پر سزا دینے کی قسم کھا چکا ہوں اب مجھے کیا کرنا چاہئے۔ مجھے میری قسم سے بری کرنے کے لیئے آپ یہ عہدہ قبول کر لیں۔ آپ نے فرمایا میں تو گورنر کے حکم سے مسجد کے دروازے درست کرانے کی ذمہ داری بھی قبول نہیں کر سکتا۔

ابن ھبیرہ تنگ آکر کہنے لگا کہ کوئی ایسا شخص لاؤ جو امام ابوحنیفہ کو نصیحت کرے۔ وہ چند روز کی مہلت مانگ لیں۔ کچھ دنوں کے لیئے ہی عہدہ قبول کر لیں' میں انہیں بڑے انعام و اکرام

دوں گا۔ امام صاحب کو جب گورنر کی بیچارگی کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا مجھے چھوڑ دو۔ میں مشورہ کر لوں اور غور کر لوں۔ آپ کو رہا کر دیا گیا۔ آپ کوفہ سے مکہ مکرمہ چلے گئے۔ یہ واقعہ ۱۳۰ھ کا ہے۔ آپ اس وقت تک مکہ مکرمہ میں قیام پذیر رہے جب تک بنوامیہ کی حکومت کا تختہ نہ الٹ دیا گیا اور عباسی حکومت آگئی۔ آپ ابو جعفر منصور خلیفہ عباسی کے دور اقتدار میں کوفہ لوٹے۔ ابو جعفر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا احترام کرتا تھا' آپ کو بلا کر بڑی عقیدت کا اظہار کیا۔ انعام و اکرام پیش کیا' ایک خوبصورت لونڈی پیش کی گئی مگر آپ نے یہ کہہ کر تمام چیزیں لینے سے انکار کر دیا کہ ان چیزوں پر میرا کوئی استحقاق نہیں ہے۔
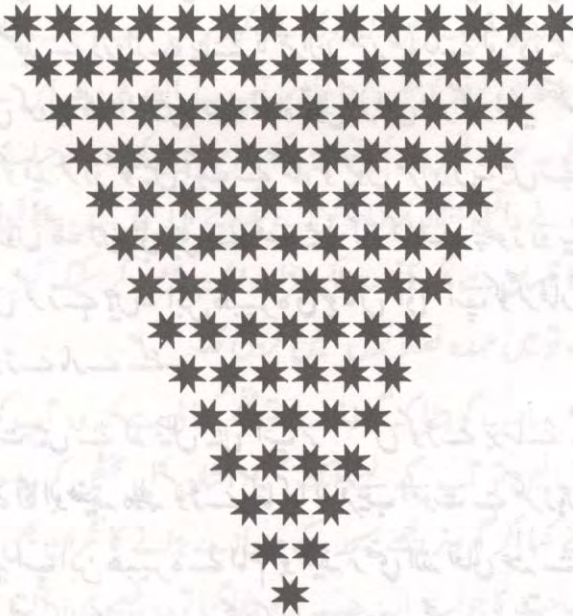
انیس واں باب

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ائمہ دین کی نظر میں

عبداللہ ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ

امام عبداللہ ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ کی آیات (نشانیوں) میں سے ایک آیت (نشانی) ہیں۔ کسی نے آپ سے سوال کیا کہ "آیت خیر" ہیں یا "آیت شر" ہیں۔ ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اسے کہا اے بندہ خدا! تم قرآن مجید کی روشنی میں اس آیت کے لفظ کو تلاش کرو وجعلنا ابن مریم وامه آیه☆ "ہم نے ابن مریم اور اس کی ماں کو آیت بنایا" کیا آیت شر سے بھی بن سکتی ہے؟

ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ

ابن عیینہ رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا فقیہ میری آنکھ نے آج تک نہیں دیکھا۔ امام ابو یحییٰ حمانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانے کے تمام لوگوں سے افضل ہیں۔ اسی طرح حضرت ابوبکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ سے بڑھ کر کوئی عالم دین نہیں۔ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ لوگوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں! وہ مرد میدان تھے' اگر وہ گفتگو کرتے اور یہ دعویٰ کرتے کہ یہ ستون سونے کا بنا ہوا ہے تو وہ دلائل سے ثابت کر دیا کرتے تھے کہ واقعی یہ سونے کا ہے۔

ایک اور روایت میں ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب میں امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کے پاس تھا تو آپ کے پاس ایک شخص آیا میں نے ابھی تک امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہیں دیکھا

تھا۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے پوچھا جانتے ہو یہ کون شخص ہے؟ میں نے عرض کی میں تو نہیں جانتا۔ آپ نے فرمایا یہ ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ یہ اتنے ذہن و فطین ہیں کہ اگر کہہ دیں کہ یہ ستون سونے کا ہے تو ثابت کر دیں گے کہ واقعی سونے کا ہے۔ وہ فقہ میں اس قدر بلند رتبہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس علم میں بے پناہ توفیق بخشی ہے۔ یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ آگئے' آپ نے بیٹھنے کے لیئے آپ کو وہ جگہ نہ دی جہاں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے تھے۔ جب وہ چلے گئے تو لوگوں نے آپ سے پوچھا آپ نے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو اس احترام سے نہیں بٹھایا جس احترام سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بٹھایا تھا' آپ نے فرمایا کہ جو ورع اور تقویٰ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں پایا جاتا ہے اس کو کوئی دوسرا نہیں پہنچ سکتا۔

ابو یحییٰ حمانی رحمۃ اللہ علیہ

ابو یحییٰ حمانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کوئی عالم آدمی نہیں دیکھا۔

ابوبکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ

ابوبکر بن عیاش رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانہ کے تمام فقہا اور علماء سے افضل اور اعلیٰ ہیں۔

امام اوزاعی کا رجوع رحمۃ اللہ علیہ

عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں شام میں گیا اور وہاں امام اوزاعی کی مجلس میں حاضر ہوا آپ نے مجھے بیروت میں دیکھا تھا مجھے دیکھتے ہی فرمانے لگے اے خراسانی! تم جانتے ہو کہ ایک بدعتی کوفہ میں پیدا ہوا ہے اس کی کنیت "ابوحنیفہ" ہے۔ میں امام اوزاعی کی بات سن کر کبیدہ خاطر ہو کر اٹھا اور اپنے گھر جہاں مقیم تھا چلا گیا۔ میں نے بعض مکتوبات (مسائل) کا انتخاب کیا

جو مجھے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھوائے تھے۔ میں تیسرے دن پھر امام اوزاعی کے پاس گیا' آپ میرے ہاتھ میں کاغذوں کو دیکھ کر فرمانے لگے یہ دکھاؤ' میں نے کاغذ دیئے۔ اوزاعی اس مسجد کے موذن بھی تھے اور امام بھی' انہوں نے اذان دی اور کھڑے کھڑے پڑھتے رہے خود ہی اقامت پڑھی اور جماعت کرائی' نماز کے بعد بھی کاغذات پڑھتے رہے مجھے پوچھا یہ کس نے لکھے ہیں' میں نے عرض کی یہ امام ابوحنیفہ کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس سے جمع کیئے گئے تھے۔ میرے سامنے وہ کاغذات رکھتے ہوئے فرمایا اس کوفی کی کوئی بات سناؤ۔ میں باتیں کرتا گیا۔ میں نے کہا' میں نے انہیں خراسان میں دیکھا تھا' ان جیسا اس وقت سارے عالم اسلام میں کوئی نہیں۔ میں جانے لگا تو اوزاعی نے فرمایا کوئی اور بات سناؤ' میں نے کہا کہ یہ وہی شخص ہے جسے آپ بدعتی اور کوفی کہتے تھے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ مکہ مکرمہ میں امام اوزاعی اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دوسرے کے پاس پاس ٹھہرے ہوئے تھے۔ ایک دن میں نے (ابن مبارک) دیکھا کہ اوزاعی امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان مسائل پر گفتگو کر رہے تھے جو انہوں نے میرے کاغذات سے پڑھے تھے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان مسائل پر وضاحت سے گفتگو فرمائی اور کئی انکشافات کیئے۔ دوسرے دن میں امام اوزاعی کو ملا اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ان کے تاثرت حاصل کیئے تو انہوں نے فرمایا کہ میں امام ابوحنیفہ کے علم و بصیرت پر رشک کرتا ہوں اور اپنے سابقہ خیالات سے تائب ہوتا ہوں' مجھے ان کے متعلق بڑی غلط فہمیاں تھیں آج وہ سب دور ہو گئیں۔

عبدالرزاق (محدث) فرماتے ہیں کہ ہم معمر کے پاس بیٹھے تھے وہاں عبداللہ ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ بھی آگئے' معمر فرما رہے تھے کہ ہم نے آج تک کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو فقہ کے مسائل میں احسن طریقے سے گفتگو کر سکے یا قیاس میں اتنی وسعت سے بات کر سکے جتنی امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرتے ہیں۔ وہ حسن معرفت کے مالک ہیں۔ فقہ میں لوگوں کے مسائل حل فرماتے ہیں' وہ اپنے آپ پر مشقتیں اٹھا کر لوگوں کے مسائل حل کرتے ہیں۔

قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ

قاضی ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے تفسیر' احادیث اور فقہ کی وضاحت میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔

ابو مطیع رحمۃ اللہ علیہ

ابو مطیع (رحمتہ اللہ علیہ) الحکم بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حدیث الفقہ میں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا تھا' مگر جب میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو مجھے تسلیم کرنا پڑا کہ فقہ میں امام اعظم سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے۔

یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ

یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے ابوخالد! بتائیے کہ آپ نے فقہ میں کوئی عظیم انسان دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ اسی طرح امام حسن ابوعاصم سے پوچھا گیا کہ کیا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے فقیہ ہیں یا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ آپ نے فرمایا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شاگرد اور غلام بھی سفیان ثوری سے زیادہ فقیہ ہے۔ ایک اور روایت میں لکھا ہے کہ ابوعاصم نے فرمایا ارے بے خبر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چھوٹا سا غلام بھی فقہی مسائل میں ابوسفیان ثوری سے بڑھ کر ہے۔

سجادہ رحمۃ اللہ علیہ

محمد بن عطیہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اور ابو مسلم المستملی یزید ابن ہارون کے پاس گئے اور منصور بن مہدی کو ملے آپ اس وقت بالاخانہ میں تشریف فرما تھے' ہم وہاں پہنچے تو ابومسلم نے کہا اے ابوخالد! امام ابوحنیفہ کی علم فقہ میں کیا حیثیت ہے ؟ آپ نے فرمایا اگر آج فقہ کی تمام کتابوں پر نگاہ ڈالی جائے تو تمام فقہا کی تحریریں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فقاہت کے سامنے ہیچ دکھائی دیتی ہیں۔ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کی کتاب " الرھن " پڑھ کر اپنی کتاب

لکھی تھی۔

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ

عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی میں بڑے بڑے عبادت گزار اہل علم و فضل اور فقیہ دیکھے ہیں' فضیل بن عیاض بڑے پرہیزگار اور متقی ہیں' عبدالعزیز ابن ابو رواد رحمۃ اللہ علیہ بڑے زاہد اور عبادت گزار ہیں۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ بڑے عالم دین ہیں' مگر میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا فقیہ' عبادت گزار اور متقی کوئی دوسرا نہیں دیکھا۔ حسن بن شفیق رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر یہ دونوں کسی مسئلہ میں متفق ہو جائیں تو یہ مسئلہ متفق علیہ ہو جاتا ہے اور وہ مسئلہ نہایت قوی اور مستحکم ہو جاتا ہے۔

عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ اسی سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ میں نے مسعر کو دیکھا تھا کہ وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلقہ تدریس میں بیٹھے تھے اور ان سے استفادہ کر رہے تھے اور جب فقہ کے مسائل پر گفتگو کرتے تو باہر آکر فرماتے کہ آج میں نے فقہ پر بہترین گفتگو سنی ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کوئی دوسرا فقہ میں گفتگو نہیں کر سکتا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ میں استفادہ ہی نہیں استفتاء کیا کرتا تھا۔

عبداللہ بن داود رحمۃ اللہ علیہ

بشر بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن داود رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر آثار یا حدیث کو سمجھنا ہو تو امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ بڑے باکمال انسان ہیں لیکن اگر حقائق فقہ اور احادیث کے اصل معانی جاننا ہو تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا دوسرا کوئی نہیں ملے گا۔ محمد بن سعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن داود الخریبی فرمایا کرتے تھے کہ اہل اسلام پر واجب ہے کہ وہ نماز کے بعد امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیئے دعا کیا کریں' آپ نے امت مسلمہ کے لیئے سنن و فقہ کی حفاظت فرمائی ہے۔ الجوھری کی روایت ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فقہ کے مسائل پر بڑا کمال حاصل تھا۔ آپ بڑے غور و خوض سے گفتگو فرمایا کرتے تھے۔

عبدالرحمٰن المقری رحمۃ اللہ علیہ

ابو عبدالرحمٰن المقری رحمۃ اللہ علیہ کی عادت تھی کہ وہ جب امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی روایت کرتے تھے تو کہتے "حدثنا!"

ملیح بن وکیع رحمۃ اللہ علیہ

ملیح بن وکیع اپنے والد کے متعلق فرماتے ہیں کہ انہوں نے بتایا تھا کہ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہیں دیکھا اور نہ ہی آپ سے بڑھ کر عبادت گذار دیکھا ہے۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ

یحییٰ بن معین رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن سعید سے سنا تھا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جب بھی جاتے تو وہ بہت ہی عمدہ گفتگو فرماتے تھے۔

القطان رحمۃ اللہ علیہ

یحییٰ بن سعید القطان فرماتے ہیں کہ بخدا ہم امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کی تکذیب نہیں کرسکتے، ہم نے آپ کے اکثر اقوال کو بطور فتویٰ لیا اور کوفہ کے اکثر آئمہ ہماری راہنمائی فرمایا کرتے تھے اور ہم انہی کے اقوال کو ترجیح دیا کرتے تھے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ سے سنا آپ نے فرمایا من اراد ان یعرف الفقه فلیلزم ابا حنیفة واصحابه فان الناس کلهم عیال علیه فی الفقه

○ "جو شخص علم فقہ حاصل کرنا چاہے اسے چاہیئے کہ وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے شاگردان رشید سے فقہ سیکھے کیونکہ آج تمام لوگ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عیال (

استفادہ کرنے والے) ہیں۔ "مناقب الصمیری" میں لکھا ہے کہ قیاس اور استحسان میں تمام لوگ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عیال ہیں۔

سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ

سفیان بن عیینہ نے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ دو چیزیں صرف کوفہ میں ہی ہیں بلکہ ان دو چیزوں سے سارا جہاں مستفیض ہوا ہے۔ قرات میں حمزہ رحمتہ اللہ علیہ سے اور فقہ میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک حمزہ رحمتہ اللہ علیہ کی قرات اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فقہ نہایت پسندیدہ ہیں اور میری اس رائے سے آج تمام اہل علم متفق ہیں۔

عبدالمجید بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

عبدالمجید بن عبدالعزیز بن ابی رواد رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میرے والد پر جب بھی کوئی دینی مسئلہ مشتبہ ہوتا تو وہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھتے' جب میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہونے گیا تو آپ نے مجھے بہت سے مسائل لکھوائے تاکہ میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھوں۔ جب امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ مکرمہ میں تشریف لائے تو میرے والد ان کی مجالس میں رہتے اور دینی معاملات میں آپ کی اقتداء کرتے۔

عبدالعزیز بن رواد رحمۃ اللہ علیہ

عبدالعزیز ابی رواد رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں تمام لوگوں میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی معیار تھے۔ جو ان سے محبت کرتا ہم اس سے محبت کرتے تھے' جو ان سے دوستی رکھتا ہم اس کے دوست بن جاتے مگر جو ان سے بغض کرتا تو ہمیں یقین ہو جاتا کہ یہ بدعتی اور گمراہ ہے۔ (آج حضرت امام اہلسنّت امام احمد رضا بریلوی معیار اہلسنت ہیں۔ مترجم)

عبداللہ بن یزید رحمۃ اللہ علیہ

عبداللہ بن یزید رحمۃ اللہ علیہ اپنی علمی سند یوں بیان فرماتے ہیں۔ حدثنا ابوحنیفہ شاہ مردان ۔ یاد رہے یہ عبداللہ بن یزید ابوعبدالرحمٰن مقری حفاظ الحدیث میں سے تھے بلکہ یوں کہئے کہ اپنے وقت کے اکابر محدث تھے، آپ کی اکثر احادیث امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کی گئی ہیں۔

محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم اس مقری کے پاس گئے، ہم ان کے پاس بیٹھے تھے کہ کسی نے کہا حدثنا ابوحنیفہ، کسی دوسرے شخص نے کہا کہ ابوحنیفہ کو چھوڑو اور یوں کہو حدثنا نعمان بن ثابت، لکھنے والے نے یہی الفاظ لکھے مگر امام مقری عبداللہ بن یزید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ مردہ دل ہیں زندہ نہیں ہیں۔ انہیں ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کے عرفان سے بے خبری ہے۔ وہ نہیں جانتے کہ ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام ہی کتنی فضیلت والا ہے اور نہ ہی ان کے علمی مقام کو جانتے ہیں۔

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ اکثر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقوال کو بیان فرمایا کرتے تھے اور آپ کے اقوال کی تلاش میں رہتے تھے اگرچہ آپ اس حقیقت کو عام لوگوں سے بیان نہیں کرتے تھے۔ اسحاق بن محمد رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مسائل دینیہ میں امام مالک، امام ابوحنیفہ کے اقوال کو معتبر سمجھتے تھے۔

محمد ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ

یونس بن بکیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جن دنوں محمد بن اسحاق رحمتہ اللہ علیہ کوفہ میں تشریف لائے ہم ان سے مغازی (غزوات النبی) کے واقعات سنا کرتے تھے اور محمد بن اسحاق اکثر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لیئے جایا کرتے تھے۔ وہ زیادہ وقت آپ کی مجلس میں گزارتے تھے اور دیر تک آپ کی گفتگو سنتے رہتے تھے اور بعض ایسے مسائل پر استفسار کرتے جو ان کے لیئے

مشکل تھے۔

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ

محمد بن اسمٰعیل ابی فدیک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے جا رہے تھے' جب مسجد میں پہنچے تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آگے کر دیا' میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ جب مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہوئے تو کہا بسم اللہ یہ امن و امان کا مقام ہے اور اللہ تعالیٰ مجھے اپنے عذاب سے پناہ میں رکھے اور دوزخ سے بچائے۔

ابو حمزہ رحمۃ اللہ علیہ

اسحاق بن بہلول رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوحمزہ رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر نہایت احسن طریقہ سے کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے اس بندہ خدا پر مجھے تعجب ہوتا ہے کہ وہ رات بھر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کھڑے رہتے ہیں اور دن بھر لوگوں کی مشکلات حل کرنے میں مشغول ہوتے ہیں۔ پھر لوگوں کو حدیث پڑھانے میں سرگرم رہتے ہیں۔ حرملہ کہتے ہیں کہ امام مقری عبداللہ بن یزید نے فرمایا کہ داڑھی اور سیاہ بالوں والا کوئی فقیہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر نہیں ہے۔

مسلم بن خالد زنجی رحمۃ اللہ علیہ

احمد بن حاج نیشاپوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مسلم بن خالد زنجی کے ہاں بیٹھا ہوا تھا' انہیں اپنے زمانہ میں بڑی بزرگی حاصل تھی۔ ان کا حلقہ درس بھی بہت وسیع تھا' ایک دن اس حلقہ درس میں گفتگو ہو رہی تھی' جہاں محمد بن مسلم طائفی بھی تشریف فرما تھے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مسلم بن خالد نے بڑی تفصیلی گفتگو کی اور آپ کے بڑے بڑے اوصاف بیان فرمائے اوز ان کے مسائل کی گہرائی کی بڑی تعریف کی' محمد بن مسلم طائفی نے کہا جن فضائل علمیہ کے

متعلق تم گفتگو کر رہے وہ تو امام ابوحنیفہ میں نہیں پائے جاتے۔ مسلم بن خالد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہی اوصاف نہیں پائے جاتے بلکہ اس سے کہیں زیادہ اوصاف و فضائل پائے جاتے ہیں۔ کاش مجھے وقت ملتا تو میں آپ کے سارے کمالات بیان کرتا۔

مسلم بن خالد زنجی اہل مکہ کے محدثین میں شمار ہوتے تھے۔ آپ صرف عالم حدیث ہی نہیں تھے بلکہ آپ کو فقہ اور علم الکلام میں بھی بڑا کمال حاصل تھا۔ آپ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں شمار ہوتے ہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے علم الکلام آپ سے ہی حاصل کیا تھا۔ عقیدہ کے لحاظ سے آپ ائمہ معتزلہ میں شمار ہوتے تھے۔ غیلان بن مسلم کے رفقاء میں سے تھے۔ عمر بن عبید کے ساتھ علم اصول پڑھا تھا۔ عبداللہ بن محمد بن حنیفہ کے ہم سبق رہے تھے۔

امام جعفر صادق محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عبدالمجید بن عبدالعزیز بن ابی داور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم امام جعفر بن محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ "حجر" میں بیٹھے ہوئے تھے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں تشریف لے آئے۔ آپ نے سلام عرض کیا تو امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھ کر آپ کو گلے لگاتے ہوئے سلام کا جواب دیا' خیر و عافیت معلوم کی اور بڑی عزت سے بٹھایا جب امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھ کر چلے گئے تو خدام نے حضرت امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ انہیں جانتے ہیں ؟ آپ نے فرمایا ارے احمق میں ان کی خیر و عافیت پوچھ رہا ہوں اور تم پوچھتے ہو کہ میں انہیں جانتا ہوں یا نہیں' یاد رکھو یہ شخص آج اپنے شہر کوفہ کا بہت بڑا فقیہ ہے۔

خالد بن ایوب فرماتے ہیں کہ میں نے امام عبدالعزیز ابن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ ایک بار امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ میں موجود تھے' ہم نے ان سے دینی مسائل پر گفتگو کی' آپ جواب دیتے تو وزنی دلائل سے بات کرتے' ایسی حجت اور دلیل دیتے کہ کسی قسم کی کمی نہ رہتی۔ ہم نے آپ سے قیاس اور رائے سے گفتگو کی تو آپ نے مضبوط حجت اور دلائل سے ہمیں قائل کر دیا۔

امام مغیرہ رحمۃ اللہ علیہ

امام جریر بن عبدالحمید فرماتے ہیں کہ مجھے مغیرہ نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں جایا کرو' اس لیئے کہ اگر آج امام ابراہیم زندہ ہوتے تو وہ بھی آپ کی صحبت میں آتے جاتے۔ جریر بن عبدالحمید فرماتے ہیں کہ مجھے مغیرہ نے فرمایا کہ اس حلقہ یعنی امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درس میں بیٹھو گے تو تم فقیہ بن جاؤ گے۔

جریر بن عبدالحمید فرماتے ہیں کہ مغیرہ نے ایک فتویٰ جاری کیا' پھر اس پر شک کا اظہار کیا' وہاں عمر بن حریث بھی تھے جو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درس سے استفادہ کر چکے تھے' انہوں نے فرمایا ہم تو اس مسئلہ کو یوں بیان کریں گے کیونکہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوں بیان کیا ہے۔ اس کے بعد مغیرہ جو مسئلہ بیان فرماتے یہ لوگ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کو بیان کر کے ترجیح دیتے۔

جریر فرمایا کرتے تھے کہ ہم اگر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محفل میں حاضر نہ ہوتے تو مغیرہ ہمیں سرزنش کرتے اور فرماتے تمہیں معلوم نہیں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس میں مسائل کس قدر پختہ اور مدلل ہوتے ہیں' مجھے خصوصی طور پر فرماتے تم امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں ضرور جایا کرو' ان کی مجلس سے گھبرایا نہ کرو کیونکہ ہم حضرت حماد (حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاد) کی مجالس میں جاتے تھے مگر جو مسئلہ ہمیں ذہن نشین نہ ہوتا وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یاد کرا دیا کرتے تھے۔

امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ

امام ابویوسف رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ابن ابی لیلیٰ کی مجلس میں حاضر ہوا کرتا تھا مگر مجھے فقہی مسائل میں تسلی نہ ہوتی تھی' میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں جانا شروع کیا تو دل بڑا مطمئن ہوا۔ ایک دن مجھے ابن ابی لیلیٰ ملے اور پوچھا تمہارے صاحب کا کیا حال ہے' میں نے کہا وہ نہایت ہی متقی شخص ہیں اور فقہ میں ان کا جواب نہیں۔ ابن ابی لیلیٰ نے کہا ان

کی مجلس کو لازم کر لو اور وہاں سے غیر حاضر نہ ہوا کرو ان جیسا فقیہ اور عالم نہیں ملے گا۔

ابو معاویہ رحمۃ اللہ علیہ

ابومعاویہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے مشائخ کسی مسئلہ پر فتویٰ دیتے تو انہیں شک و شبہ رہتا کہ یہ مسئلہ صحیح بیان کیا ہے یا نہیں، مگر جب امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے معلوم ہو جاتی تو انہیں تسلی ہو جاتی اور انہیں یقین ہو جاتا کہ ان کا فتویٰ صحیح ہے۔ جب ان سے دریافت کیا جاتا کہ آپ کے مشائخ کون ہیں تو وہ فرماتے ابن ابی لیلیٰ وہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حسد کیا کرتے تھے مگر آپ کے علم سے انکار نہیں کر سکتے تھے۔

ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ

لیث بن نصر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ عباسی کی طرف سے پیش کیا گیا منصب لینے سے انکار کر دیا تو درباری علماء نے اسے توہین خلافت قرار دے کر خلیفہ کو آپ سے برگشتہ کر دیا، خلیفہ نے آپ کو گرفتار کر کے کوڑے مارنے کا حکم دیا، پہلی بار آپ کو عباسی محل سے نکال کر بازار میں لایا گیا اور سر بازار کوڑے مارے گئے۔ ایک درباری عالم دین ابن شبرمہ نے آپ کو دیکھ کر کہا یہ مسکین بھی کیا ہے اگر منصب قضاۃ قبول کر لیتا تو کیا بات تھی، کوڑے تو نہ کھاتا۔ یہ بات ابن ابی لیلیٰ نے سنی تو کہا ابن شبرمہ آج یہ شخص میرے اور تمہارے سامنے مسکین ہے مگر کل میدان حشر میں وہ جس اعزاز سے نوازا جائے گا وہاں میں اور تم مسکین دکھائی دیں گے۔

رقبہ بن مسقلہ رحمۃ اللہ علیہ

رقبہ بن مسقلہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم فقہ و کلام میں اس قدر غور و خوض کیا اور اتنی تحقیق کی کہ آپ سے پہلے کسی عالم دین نے اتنی تحقیق نہیں کی تھی۔ جہاں تک ہو سکے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے علم حاصل کرنا چاہیے۔

مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ

حسن بن زیادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کوفہ کی جامع مسجد کے ایک کونہ میں مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ نماز ادا کرتے، مگر دوسرے کونے میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھا کرتے تھے۔ نماز فجر سے فارغ ہونے کے بعد بہت سے لوگ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارد گرد جمع ہو جایا کرتے اور آپ سے دینی مسائل دریافت کیا کرتے تھے، بعض ایسے لوگ بھی ہوتے جو آپ سے مناظرانہ انداز میں گفتگو کرتے اور اس طرح بلند آوازوں میں بات کرنے لگتے مگر جب امام ابوحنیفہ ان کے سامنے نہایت اطمینان سے دلائل دیتے تو یہ لوگ خاموش ہو جاتے اور قائل ہو کر جاتے۔ مسعر بن کدام کہتے یہ مرد خدا ہے حقانیت سے بات کرتا ہے، لوگوں کے شور و غل ان کے سامنے خاموش ہو جاتے ہیں، یہ ہی اس کی عظمت کی دلیل ہے۔

مسعر بن کدام فرماتے ہیں کہ میں ایک دن حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اس وقت حاضر ہوا جب آپ نماز پڑھ رہے تھے، میں تھوڑی دیر کھڑا رہا مگر آپ نے نماز میں محویت کی وجہ سے میری طرف خیال تک نہ کیا، میں واپس آگیا، میں نے آپ کے کپڑوں میں ایک کنکری رکھ دی تاکہ آپ کو احساس ہو کہ کوئی آیا تھا، جب میں دوسری بار قریب گیا تو دیکھا کہ آپ ابھی تک نماز میں مشغول ہیں اور کنکری جوں کی توں پڑی ہے۔ میں نے خیال کیا کہ آپ نے اس وقت تک نہ رکوع کیا ہے نہ سجود ورنہ یہ کنکری گر پڑتی۔ آپ فارغ ہوئے ہم نے بعض مسائل پر آپ سے گفتگو کی، آپ اس طرح غالب آگئے کہ ہمیں خاموشی کے بغیر چارہ کار نہ رہا، یہ تو ان کی علمی برتری تھی مگر جب ہم نے زہد میں مقابلہ کیا تو وہاں بھی آپ کی برتری نظر آئی۔ ہم نے فقہ میں مقابلہ کیا تو وہاں بھی آپ کو غالب پایا۔

ہمام بن مسلم نے فرماتے ہیں کہ میں نے مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے ہوئے سنا کہ آج ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا فقیہ عالم اسلام میں دوسرا کوئی نہیں ہے۔ حسن بن قتیبہ فرماتے ہیں کہ میں نے مسعر بن کدام سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ کوفہ میں علماء کرام دو شخصوں سے حسد کیا کرتے تھے، امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فقہ کی وجہ سے اور حسن بن صالح رحمۃ اللہ علیہ سے

زہد و عبادت کی وجہ سے۔

عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے مسعر بن کدام کو کئی بار دیکھا کہ جب امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لاتے تو وہ بے اختیار ادب اور تعظیم کے لیئے کھڑے ہو جاتے۔ جب آپ کے سامنے بیٹھتے تو دوزانو بیٹھتے' وہ آپ کی رائے کو رد نہیں کرتے تھے اور آپ کی تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔

مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ علماء کوفہ میں بڑے مقتدر فقیہ اور باعث فخر عالم دین تھے۔ حفظ و زہد میں بھی معروف تھے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ کی قدر کیا کرتے تھے' آپ نے اپنی مسند میں کئی احادیث مسعر بن کدام کی روایت سے بیان کی ہیں۔

امام شریک رحمۃ اللہ علیہ

امام شریک رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے ایک دن میں علماء قریش سے جو مکہ اور مدینہ میں مشہور تھے پوچھا کہ آپ کے نزدیک کوفہ کے ابوحنیفہ کا کیا مقام ہے؟ وہ فرمانے لگے ابوحنیفہ فقہ کے میدان کے مرد میدان ہیں' وہ ہم سب پر غالب آجاتے ہیں' جہاں بھی ہماری زبانیں رک جاتی ہیں وہ مسئلہ کو آگے بڑھاتے چلے جاتے ہیں۔ ہم نے آج تک کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جو ان پر غالب آیا ہو۔

عثمان مدنی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت عثمان مدنی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حماد' ابراہیم' علقمہ اور اسود جیسے علماء سے زیادہ فقیہ ہیں۔

حسن بن عمارہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حماد بن ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ابوحنیفہ اور حسن بن عمارہ دونوں کو دیکھا' وہ ایک پل پر سے گزر رہے تھے' میرے والد نے حسن بن عمارہ کو آگے چلنے کو کہا'

حسن بن عمارہ نے کہا حضور آپ ہی آگے چلیں کیونکہ آپ ہی علم و فضل میں ہم سب پر فائق اور افضل و اعلیٰ ہیں۔

ابو سعید صاغانی رحمۃ اللہ علیہ

ابوسعید ساغانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام زمر رحمۃ اللہ علیہ سے سنا تھا کہ ہم نے حسن بن عمارہ کو علم حدیث میں آزمایا تو وہ حدیث کو ایسے صاف شفاف طریقہ سے بیان فرمایا کرتے تھے جیسے خالص سرخ سونا آگ سے نکال لیا جاتا ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حسن بن عمارہ رحمۃ اللہ علیہ سے تعلقات استوار کیئے، میل جول بڑھایا، ہم نے انہیں خیر و برکت سے مالامال پایا۔ ابوسعید صاغانی نے فرمایا ہم نے جو احادیث حسن بن عمارہ رحمۃ اللہ علیہ سے سنیں تھیں وہی امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنیں۔ جو باتیں حسن بن عمارہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں سنائی جاتی تھیں وہی امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں سنتے، اگر ہم حسن بن عمارہ رحمۃ اللہ علیہ سے مزید کسی مسئلے کی وضاحت چاہتے تو ہم امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر چھیڑ دیتے، ہم ان دونوں سے سنے ہوئے مسائل لکھ لیتے تو دونوں میں سرمو فرق نظر نہ آتا۔

یٰسین زیات رحمۃ اللہ علیہ

یٰسین زیات رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال تو خوبصورت سیب جیسا ہے جو ہر وقت تر و تازہ رہتا ہے۔ یہی یٰسین زیات فرماتے ہیں کہ آدھی رات کا وقت تھا، مجھے ایک مشکل آپڑی اور اس مشکل کا حل دریافت کیئے بغیر نہ رہ سکا، میں اسی وقت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خدمت میں حاضر ہوا اور اجازت چاہی، آپ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے، تھوڑی دیر کے بعد آپ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے اپنا مسئلہ پیش کیا، آپ نے اس مسئلہ کا حل اس طرح بیان فرمایا کہ میرے ذہن سے بوجھ اتر گیا، اب میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیئے ہر نماز کے بعد دعا کرتا ہوں۔ جس طرح اپنے لیئے دعا مانگ رہا ہوں اسی طرح میں تمام مسلمانوں کے لیئے دعا مانگتا ہوں۔

وزیر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے یٰسین زیات سے مکہ میں سنا' آپ کے پاس بہت لوگ بیٹھے تھے' آپ انہیں چیخ چیخ کر فرما رہے تھے لوگو! دین کے مسائل حاصل کرنے کے لیئے حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں حاضری دیا کرو' ان کی مجالس کو غنیمت جانو' ان سے علم حاصل کرو' ان جیسی مجلس تمہیں کہیں میسر نہیں آئے گی اور نہ ہی ان کی طرح کوئی دوسرا شخص حلال و حرام کے مسائل بیان کر سکے گا۔ جب وہ دنیا سے رخصت ہوں گے تو بہت سا علم چلا جائے گا۔

آپ نے یہ بات اس لیئے فرمائی تھی کہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سال حج کے لیئے حرمین شریفین میں موجود تھے' محمد بن القاسم الاسدی فرمایا کرتے تھے کہ یٰسین زیات امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر بہت زیادہ کیا کرتے تھے۔ آپ اکابر اہل حدیث سے تھے۔ آپ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف کرتے تھکتے نہ تھے اور ہر شخص کو آپ سے علم حاصل کرنے کی نصیحت کرتے تھے۔

حسن بن صالح رحمۃ اللہ علیہ

حسن بن صالح رحمتہ اللہ علیہ ایسے شخص تھے کہ جب انہیں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے کوئی حدیث سنائی جاتی یا کوئی مسئلہ سنایا جاتا تو آپ سنانے والے کا شکریہ ادا کرتے اور اس مسئلہ کو دوسرے لوگوں تک پہنچانے میں خوشی محسوس کرتے تھے۔

امام الکلبی رحمۃ اللہ علیہ

ابو بکر بن عباس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بارہا امام الکلبی رحمۃ اللہ علیہ سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر سنا' وہ فرمایا کرتے اللہ تعالیٰ نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہترین مقرر بنایا ہے۔

ابن اسماک رحمۃ اللہ علیہ

اللہ تعالیٰ نے کوفہ میں چار "اوتاد" پیدا فرمائے ہیں' امام سفیان ثوری' مالک بن مغول' داؤ

طائی اور ابوبکر شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ تمام حضرات امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس سے استفادہ کرنے والے بزرگ تھے اور آپ کی روایت بیان فرمایا کرتے تھے۔ عبدالحمید بن صالح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن اسماک رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ جب واقعات بیان فرماتے تو لوگوں کو رلا دیتے تھے۔ آپ کی مجلس میں شاید ہی کوئی ایسا شخص ہوتا جس پر رقت طاری نہ ہوتی۔ آپ اپنی مجلس کے اختتام پر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیئے دعا فرماتے تھے اور لوگوں کو آمین کہنے کی ترغیب دیتے تھے اور فرماتے لوگو! امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس میں آیا جایا کرو وہ علم کا بہتا ہوا دریا ہیں۔

ابن اسماک کا اسم گرامی محمد بن صبیح العجلی تھا۔ آپ کوفی تھے اور کوفہ کے اکابر علماء میں شمار ہوتے تھے، وعظ و خطاب سے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے خوف سے مستفیض کیا کرتے تھے۔ آپ نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے علم حاصل کیا تھا۔ آپ کو عباسی خلفاء کے ہاں بڑی پذیرائی تھی۔ آپ ہارون الرشید کے زمانہ تک زندہ رہے، جب بھی موقعہ ملتا ہارون الرشید کو وعظ و نصیحت سے اسلام کی بہتری کی طرف توجہ دلاتے۔ ہارون الرشید آپ کا بیان سن کر روتا اور خوف الٰہی سے اس کا رواں رواں کانپ اٹھتا۔

اسمٰعیل بن حماد رحمۃ اللہ علیہ

اسماعیل بن حماد بن ابی سلیمان رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے والد کے قریبی رشتہ دار تھے۔ میرے والد اکثر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ وہ دوسرے علماء کے پاس نہیں جایا کرتے تھے، میں نے اپنے والد سے وہی روایات ازبر کی تھیں جو انہیں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس سے حاصل ہوئی تھیں۔ اپنے والد کی وفات کے بعد میں نے خود امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں جانا شروع کیا اور ان سے وہی روایات سنیں جو اپنے والد سے سنی تھیں ۔ میرے لیئے یہ روایات تازہ بھی ہو گئیں اور مجھے ان روایات کی سند بھی حاصل ہو گئی۔ یحییٰ بن آدم فرماتے ہیں کہ اسماعیل بن حماد رحمۃ اللہ علیہ بہت بوڑھے تھے، بہت سے لوگوں نے آپ کا زمانہ پایا تھا مگر ان کے دل کا میلان امام ابوحنیفہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کی طرف تھا اور آپ انہیں کی روایات سنایا کرتے تھے۔

اسباط بن نصر رحمۃ اللہ علیہ

اسباط بن نصر فرماتے ہیں کہ میں نے منصور بن المعمر کے ہاں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بڑی قدر و منزلت دیکھی۔ جب امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ منصور کے پاس آتے تو وہ کھڑا ہو جاتا اور جس انداز سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گفتگو کرتا کسی دوسرے عالم سے نہ کرتا۔

خلف بن ابی ایوب الکوفی رحمۃ اللہ علیہ

خلف بن ابی ایوب الکوفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے بہت سے علماء اور مشائخ کی مجالس میں جانے کا موقعہ ملا ہے' میں بعض ایسی باتیں سنتا جس پر میرا دل مطمئن نہ ہوتا اور ان مسائل کو میں صحیح طور پر نہ سمجھ پاتا۔ مجھے اس بات پر سخت کوفت ہوتی' لیکن جب میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس میں حاضر ہوتا تو جن امور کا مجھے علم نہ ہوتا تھا آپ سے پوچھتا تو آپ ایسے عمدہ طریقہ اور احسن انداز سے بیان فرماتے کہ میرا دل نور سے معمور ہو جاتا۔

قیس بن الربیع رحمۃ اللہ علیہ

قیس بن الربیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بہت سے اہل علم کی محافل اور مجالس میں شرکت کی لیکن امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس کا کوئی جواب نہیں تھا۔ یہ مجلس علم و فضل کا مرقع ہوتی' حجاج بن محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے قیس بن الربیع رحمۃ اللہ علیہ سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ آج ان جیسا عالم سارے عالم اسلام میں نہیں ہے۔

حفص بن غیاث رحمۃ اللہ علیہ

حفص بن غیاث رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتابیں پڑھیں' ان کی نقل کردہ روایات سنیں' میں نے ان کے بیان سے بڑھ کر کوئی عمدہ بیان نہیں

پایا اور آپ کے قلب سے زیادہ شفاف کوئی قلب نہیں دیکھا' مجھے آپ کے بتائے ہوئے احکام میں بھی شک و شبہ کرنے کا موقعہ نہیں ملا۔ آپ نادر زمانہ تھے اور فہم و نظر میں یکتائے زمانہ تھے۔

یحییٰ ابن آدم رحمۃ اللہ علیہ

یحییٰ بن آدم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اہل کوفہ اور اہل بصرہ کا اتفاق ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑا کوئی دوسرا عالم فقیہ نہیں۔ آپ نے مزید فرمایا کہ فقہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گفتگو محض رضائے الٰہی کے لیئے ہوا کرتی تھی اس میں کوئی دنیاوی غرض یا خواہش کی ملاوٹ نہ ہوتی تھی۔ آپ کے حاسدین اور مخالفین کے حسد اور مخالفت کے باوجود آپ کے کارنامے دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچے۔ یحییٰ بن آدم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور مقام پر فرمایا کہ امام ابوحنیفہ نے فقہ میں ایسا اجتہاد کیا کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں صحیح راہ دکھائی اور خواص و عوام نے ان کے علوم سے استفادہ کیا' امام شریک اور کوفہ کے دوسرے علما تو ان کے سامنے طفل مکتب دکھائی دیتے تھے جیسے بادشاہ کے سامنے غلام ہوں۔ وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم و فضل کے سامنے دست بستہ نظر آتے' کاش زمانہ سمجھ پاتا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کیا مقام ہے۔ امام یحییٰ ابن آدم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بڑے مردم شناس بزرگ تھے' وہ لوگوں کی باتوں کو نہایت گہرائی سے جانتے تھے' خود بھی کثیرالحدیث تھے' فقہ میں کمال رکھتے تھے لیکن انہیں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بے حد احترام تھا۔

یحییٰ بن آدم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ کوفہ فقہ سے مہک رہا تھا اس میں فقہا کی کثیر تعداد موجود تھی' ابن شبرمہ' ابن ابی لیلیٰ' حسن بن صالح' امام شریک جیسے ہزاروں اہل علم موجود تھے مگر ان تمام کے اقوال امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقوال کے سامنے بے وقعت دکھائی دیتے تھے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علم کوفہ سے نکل کر عالم اسلام کے تمام دوسرے شہروں میں پھیلتا گیا اور آپ کے ہی اقوال پر مستقبل کے آئمہ اور قاضی شرعی فیصلے صادر کیا کرتے تھے اور امور دینیہ طے ہوتے تھے۔

حماد بن طلحہ رحمۃ اللہ علیہ

حماد بن طلحہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس مجلس میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہوتے اس میں کسی دوسرے کے کلام پر اعتماد نہ ہوتا تھا۔ جب تک وہ اس مجلس میں تشریف فرما رہتے کسی دوسرے کی بات پر کوئی شخص دھیان نہ دیتا۔

عبید بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ

عبید بن اسحاق رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید الفقہا ہیں' آپ کے حاسد آپ کے نقائص بیان کرتے رہتے اور الزامات تراشتے رہتے مگر لوگ جو کچھ پاتے آپ کے علم سے ہی پاتے۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ

الاصمعی فرماتے ہیں کہ ہم سب اپنی اپنی آرزوں اور تمناؤں میں گھرے ہوئے ہیں کیا آپ کی کوئی بھی تمنا ہے ؟ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کاش مجھے ابن ابی لیلیٰ اور مسعر بن کدام کا سا زہد اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا فقہی علم مل جاتا۔ یہ بات امیرالمومنین کو بتائی گئی تو آپ نے فرمایا واقعی امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فقہی بصیرت خلافت عباسیہ سے بڑھ کر ہے۔ اصمعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ مسند قضاۃ پر تشریف فرما ہوئے یہ بہت بڑے جاہ و جلال کا منصب تھا' میں نے مبارکباد پیش کی اور عرض کی کیا اب بھی کوئی ایسی تمنا ہے جو اس منصب جلیلہ کے بعد آپ کے دل میں موجود ہو ؟ آپ نے فرمایا ہاں کاش مجھے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فقہی بصیرت عطا ہوتی۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فقہ کا یہ مقام تھا کہ آپ فرمایا کرتے تھے اگر میری ساری جائیداد کا نصف کوئی لے لے مجھے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک مجلس بھی اس سے زیادہ قیمتی دکھائی دیتی ہے۔ اصمعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس وقت ان کی جائیداد کی قیمت دو لاکھ سے بھی زیادہ تھی۔ اصمعی فرماتے ہیں میں نے پوچھا کہ آپ اتنی بڑی بات کیوں کرتے ہیں' امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے اب میرے سامنے ہزاروں مسائل آتے ہیں تو

مجھے حسرت آتی ہے کاش میں ان مسائل کا جواب امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کر سکتا۔

عصام ابن یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کو کہا آج آپ کی یہ شان ہے کہ سینکڑوں لوگ آپ کے سامنے آتے ہیں مگر ایک شخص بھی آپ کے علم و فضل کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ فرمانے لگے میری ساری "معرفت فی الفقہ" امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معرفت "فی الفقہ" کے مقابلہ میں ایسے ہے جیسے دریائے فرات کی موجوں کے مقابلہ میں ایک چھوٹی سے نہر ہو۔ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہم تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عیال ہیں۔ امام ابویوسف فرمایا کرتے تھے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمارے لیئے دین اور دنیا کے راستے کھول دیئے ہیں' آپ کی وجہ سے ہماری دنیا بھی سنور گئی اور آخرت بھی بن گئی' اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنت میں اعلیٰ جگہ عطا فرمائے۔ ان کی وجہ سے مجھے دنیا کے علم سے بے پناہ حصہ ملا۔

معلیٰ بن منصور رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ سے سنا تھا کہ جب میرا کوئی فیصلہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول سے متفق ہوتا ہے تو مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ میرے سینے سے نور کی کرنیں نکل رہی ہیں اور کہیں مجھے اختلاف کا موقعہ ملا تو میرے دل نے یوں محسوس کیا جیسے میرے دل پر شک و شبہ کا پہاڑ گر پڑا ہے۔

خالد بن صبیح فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا کہ احادیث کی وضاحت اور تفسیر سے میں میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کسی کو نہیں پایا۔ ہمیں اگر کسی مسئلہ میں تردد ہوتا یا اختلاف ہوتا تو ہم آپ کے پاس حاضر ہوتے تو مسئلہ سنتے ہی آپ اس کا جواب ہماری ہتھیلی پر رکھ دیتے' یعنی آپ فوراً اس کا صحیح صحیح جواب عطا فرما دیتے۔

خلف بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ

خلف بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نادر زمانہ تھے' آپ نابغہ روزگار تھے' آپ پر ہر کسی دوسرے کو قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

ابن زیاد حسن اللال رحمۃ اللہ علیہ

ابن زیادہ حسن اللال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم فقہ کا ایک ایسا سمندر تھے جس کا کوئی کنارہ نہیں تھا اور جس کی گہرائی نہیں تھی۔ ہم نے ان سے علم سیکھا تو ہم محسوس کرتے ہیں کہ یہ کتنا بڑا انعام تھا۔

ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ

حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایوب سختیانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا جب تم عالم عراق یعنی امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں جاؤ تو میرا سلام عرض کرنا' مجھے معلوم ہوا ہے کہ ان دنوں کوفہ میں ایک ایسا فقیہ ہے جس کی مثال ساری دنیا میں نہیں ملتی۔ جب آپ حج کرنے جائیں تو میرا سلام ضرور عرض کرنا۔

"مناقب الصمیری" میں لکھا ہے کہ حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کرتا ہوں کیونکہ انہیں ایوب سختیانی سے محبت ہے۔ یاد رہے کہ ایوب سختیانی بصرہ میں زہد اور فقہ کے امام تھے اور حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کے بعد انہی کا مقام تھا۔ وہ نہایت بلند پایہ' فصیح و بلیغ امام تھے۔ آپ اکثر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایات کو بیان فرمایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی احادیث عجیب نہیں مجھے ایوب سختیانی سے حضور ﷺ کے روضہ اقدس کے پہلو میں مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے ملنے کا اتفاق ہوا' میں امام کے عمل و عبادت کو جب یاد کرتا ہوں تو میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ وہ مجھے عجیب سے لگتے ہیں' میں ان سے صرف اللہ کی رضا کے لیئے محبت کرتا ہوں۔ میرے اور ان کے درمیان برادرانہ رازداری ہے۔ وہ بصرہ کے فقیہ تھے اور انہیں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بے حد محبت تھی۔

بحر السقاء رحمۃ اللہ علیہ

بحر السقاء رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

گفتگو کرتا تھا تو وہ مجھے فرمایا کرتے تھے ۔ بحر اسقاء تم اسم بامسمی ہو' میں عرض کرتا حضور میں تو بحر (دریا) ہوں' مگر آپ تو علم کے وہ سمندر ہیں جس کا کوئی کنارہ نہ ہو۔ بحر اسقاء (بحر بن کثیر السقاء بصری رحمتہ اللہ علیہ) بصرہ کے ائمہ اور فضلاء سے تھے۔

سعید بن ابی عروبہ رحمۃ اللہ علیہ

قاضی ابویوسف رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے میں سعید بن ابی عروبہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا کرتا تھا' آپ جب کوفہ میں تشریف لائے تو انہوں نے فرمایا ابویوسف آپ تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس کے فیض یافتہ ہیں مجھے ان کی کوئی بات تو سناؤ۔ میں نے آپ کی مجلس کے کئی مسائل سنائے تو فرمانے لگے سبحان اللہ یہ کتنا مرغوب کلام ہے۔ سعید بن ابی عروبہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک بار ملے تھے اور چند روز ساتھ گزارے۔ فرمانے لگے ابوحنیفہ ہم جن مسائل کو بکھرے ہوئے پاتے ہیں اور مختلف مقامات سے حاصل کرتے ہیں آپ کے ہاں یکجا مل جاتے ہیں۔ یہ سعید بن ابی عروبہ بصرہ کے علی الاطلاق امام اور فقیہ تھے۔ زہد و تقویٰ میں ان کی مثال نہیں تھی۔ اہل بصرہ آپ پر ناز کرتے تھے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفے سے آپ کی خدمت میں تحائف اور ہدایا بھیجا کرتے تھے اور سعید بن زیاد یہ تحائف سامنے رکھ کر اپنے احباب کو دکھاتے اور فخر سے بتاتے تھے کہ انہیں ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحائف بھیجے ہیں۔

یوسف بن خالد رحمۃ اللہ علیہ

یوسف بن خالد رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں بصرہ میں عثمان البتی کے پاس جایا کرتا تھا۔ آپ سے بے شمار دینی مسائل حاصل کیئے' میں نے دل میں سوچا اب میں بہت بڑا فقیہ ہو گیا ہوں' اب مجھے کسی مسئلہ کی مزید ضرورت نہیں رہی۔ ان دنوں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوفہ میں بڑی شہرت سنی۔ میں کوفہ گیا تو مجھے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردوں کے ایک حلقہ میں بیٹھنے کا موقعہ ملا' میں نے محسوس کیا میں تو ابھی ان کے سامنے طفل مکتب ہوں' میں نے اب تک جو کچھ پڑھا ہے وہ تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردوں کے نوک زبان پر ہے۔ میرے دل پر فخر و

غرور کا جو پردہ تھا وہ کوفہ میں اتر کر پھٹ گیا اور میں اپنے آپ کو ہیچ سمجھنے لگا۔

ھلال الرائی رحمۃ اللہ علیہ

ھلال الرائی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ابویوسف بن خالد رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم کے بحر زخار تھے جس کا کوئی کنارہ نہ ہو' وہ ایسے عجیب انسان ہیں کہ ان جیسا کوئی نہ دیکھا نہ سنا۔

یحییٰ بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ

یحییٰ بن سعید قطان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں عمر بھر فقہی مسائل میں تمام لوگوں پر چھایا رہا مگر جب امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو یوں محسوس ہوا کہ میں ان کے سامنے کچھ بھی نہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہ مقام حاصل ہوا کہ کوئی دوسرا فقیہ ان تک نہیں پہنچ سکا۔

ابوعاصم رحمۃ اللہ علیہ

عثمان بن عفان سجزی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوعاصم رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے وقت کے بہت بڑے عالم تھے سے سنا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے علم میں صدیق تھے۔ ان سے ہر ایک نے استفادہ کیا اور ان کا فیض سارے عالم اسلام میں پہنچا۔

عبدالرحمٰن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ

امام صدقہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں احادیث کا ناقل ہوں' میں نے سفیان بن عیینہ کو امیر العلماء پایا اور شعبہ کو احادیث کا نقاد پایا۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو صراف الحدیث پایا اور یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ کو قاضی العلماء پایا۔ مگر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قضاۃ العلماء پایا۔ یعنی وہ تمام محدثین اور فقہا کے بھی امام (چیف جسٹس) تھے۔ اگر کوئی شخص تمہیں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف بات کرتا سنائی

دے تو اس کی فضول باتوں کو کوڑے کرکٹ کے ڈھیر میں پھینک دو۔ یہ عبدالرحمٰن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ بصرہ کے علماء کا فخر اور حافظ الحدیث تھے اور بڑے پایہ کے فقیہ تھے اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمعصر تھے۔

روح بن عبادہ رحمۃ اللہ علیہ

روح بن عبادہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ زیادہ استفادہ نہ کر سکا اور نہ ان سے زیادہ احادیث سن سکا لیکن میں نے جتنا دوسرے علماء اور ائمہ سے سنا تھا۔ اس سے زیادہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کیا تھا۔ مجھے فلاں فلاں امور میں محبت تھی۔ چند امور کا ذکر بھی فرمایا اور ساتھ یہ بھی فرمایا بہت سے امور مجھ میں نہ رہے تھے۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیوں زیادہ استفادہ نہیں کر سکے تو آپ نے بتایا کہ میں شعبہ کی مجلس میں زیادہ جایا کرتا تھا' پھر ابن صریح کی مجالس میں جانے لگا' پھر مجھے خیال آیا کہ اب مجھے کوفہ جانا چاہیے مگر میں ابن صریح کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ مجھے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کی افسوسناک خبر ملی۔

ابو عمرو بن العلاء رحمۃ اللہ علیہ

ابو عمرو بن العلاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد مجھے ہمیشہ تلقین فرماتے کہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریریں پڑھا کروں۔ میرے والد خود بھی امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس میں بیٹھا کرتے تھے۔ جو کچھ آج ہمارے پاس ہے وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس سے حاصل ہوا تھا۔

جریر بن حازم رحمۃ اللہ علیہ

وھب بن جریر بن حازم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس سے علم و فضل کے خزانے لے کر آتے تھے۔

عبداللہ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ

عبداللہ بن معاذ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے باپ نے فرمایا کہ میں نے کوفہ جانے کا ارادہ کیا تو پہلے شعبہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی آپ مجھے کوفہ کے دوست علماء کی طرف خط لکھ دیں تاکہ میں ان کی مجالس میں بیٹھ سکوں۔ آپ نے فرمایا میں تجھے ایسے مرد مولیٰ کی طرف خط لکھ کر دوں گا جو واقعی مرد مولیٰ ہیں انہوں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام خط لکھ کر دیا۔ کوفہ پہنچا تو حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر شعبہ کا خط دیا تو آپ نے شعبہ کی علمی عظمت پر بڑی عمدہ گفتگو فرمائی۔ دوسری طرف لوگوں نے جب شعبہ سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بھی آپ کی بہت تعریف کی۔ شعبہ ہر سال آپ کے لیئے تحائف بھیجتے اور امام صاحب بھی آپ سے ایسا ہی سلوک فرماتے۔

ابوسفیان حمیری رحمۃ اللہ علیہ

ابوسفیان الحمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس امت کے بہترین انسان ہیں جس طرح کشف المسائل کے اسباب امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھول کر بیان فرماتے ہیں آج تک کسی دوسرے کو یہ کمال حاصل نہیں ہوا۔ ایسے ہی مشکل مسائل کے حل کرنے کے لیئے احادیث کی روشنی میں بیان فرمایا کرتے تھے۔ ابوسفیان حمیری رحمۃ اللہ علیہ کا نام سعید بن یحییٰ حمیری ہے۔ آپ "واسط" کے ائمہ میں سے تھے۔ حفاظ الحدیث میں شمار ہوتے تھے۔ آپ نے کئی احادیث کی روایت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کی ہیں۔

علی بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ

معروف بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن علی بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں بیٹھا تھا۔ آپ نے لوگوں کو زور دے کر کہا علم کو لازم پکڑو۔ فقہ کو لازم پکڑو' لوگوں نے عرض کی ہم آپ سے علم فقہ تو حاصل کر رہے ہیں آپ نے فرمایا میرا مطلب ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے علم حاصل کرو۔ ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فقہ حاصل کرو۔ علی بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث اور فقہ کے علاوہ دوسرے علوم بھی امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کیئے۔ آپ شہر "واسط" کے ائمہ کرام میں سے تھے۔ حفاظ حدیث میں سے تھے' آپ اکثر احادیث امام ابوحنیفہ کی روایت سے بیان فرمایا کرتے تھے' آپ نے حدیث اور فقہ کا کافی حصہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کیا تھا اور آپ کے مقتدر تلامذہ میں شمار ہوتے تھے' جب لوگ چاہتے کہ ان سے گہرے مسائل حاصل کریں تو آپ کے سامنے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر چھیڑ دیتے تھے' پھر آپ ایک بحرزخاز سے موتی برآمد کرنے والے غواص کی طرح مسائل کے موتی بکھیرتے جاتے۔ امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر آج تمام دنیا کے علماء کا علم امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ سے تولا جائے تو آپ کا علم بھاری رہے گا۔ محمد بن المہاجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ کی باتیں علم کی تفسیر ہیں مگر جو شخص آپ کی گفتگو میں دلچسپی نہیں لیتا وہ جہالت کے گڑھے میں جا پڑے گا' جو آپ سے بغض رکھتے ہیں وہ حرام کاری پر راغب ہو جائیں گے۔ وہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنانے کی تدبیر سوچتے رہیں گے اور سلامتی کے راستہ سے بھٹکے رہیں گے۔

یزید بن محمد سعدانی رحمۃ اللہ علیہ

یزید بن محمد سعدانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ ان کے ہاں یحییٰ بن معین' علی بن المدینی' واحد بن حنبل اور زہیر بن حرب کے علاوہ کئی اہل علم بیٹھے ہوئے تھے' اس مجلس میں ایک شخص نے فتویٰ پوچھا تو یزید نے فرمایا اس کا حل یہ سارے اہل علم کر رہے ہیں مگر یہ مطمئن نہیں کر سکیں گے۔ ابن المدینی نے کہا یہ اہل علم نہیں بلکہ اہل حدیث حضرات ہیں اور یہ سب آپ کے پاس ہیں' یہ سب امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں اور تلامذہ ہیں' یہ لوگ علم حدیث سے تو واقف ہیں مگر حدیث کی تشریح اور فقہ سے ناواقف ہیں۔ یزید مرد میدان تھے' آپ حفظ حدیث اور تفسیر میں ماہر تھے علمی فضائل میں بینظیر تھے' بڑھاپے میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ نے کئی مسائل میں استفادہ کیا تھا اور انہیں بڑے احترام سے پیش آیا کرتے تھے۔

یزید بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

یزید بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ ایک مفتی کب اس قابل ہوتا ہے کہ وہ دینی مسائل پر فتویٰ دے' فرمایا جب وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا صاحب علم و بصیرت ہو جائے۔ راوی نے کہا یہ تو ناممکن ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا بنا جائے۔ آپ نے فرمایا پھر ان کی کتابوں کو حفظ کرے' ان پر گہری نظر رکھے اور ہر مسئلہ میں ان سے راہنمائی حاصل کرے۔ ایسا شخص فقیہ کہلانے کا مستحق ہے۔ محمد بن احمد الجنید کی ایک روایت میں یوں درج ہے کہ متقدمین میں فقہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا کوئی فقیہ نہیں تھا۔ پھر فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گفتگو کو سمجھنے کے لیئے بھی فہیم اور ذہین فقیہ ہونا ضروری ہے۔

احمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ

احمد بن علی بن موسیٰ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گفتگو فرماتے تو اہل علم کی گردنیں جھک جایا کرتی تھیں۔ عبدالرحیم بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ "اعلم الناس" تھے۔ حفص بن علی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا دنیائے علم و فضل میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا سرتاج نہیں دیکھا گیا۔

یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ

لبید بن لبید فرماتے ہیں کہ ہم ایک دن یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے تو مغیرہ نے ایک روایت کی سند بیان کی عن ابراھیم انه قال کذا ایک دوسرے شخص نے اٹھ کر کہا و دعنا عن ھذا اسے چھوڑیئے یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اے احمق! یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حدیث کی تفسیر ہے۔ صرف حدیث کے الفاظ سنا دینے سے کیا حاصل ہو گا جب تک اس کی تفسیر اور تشریح سامنے نہ آئے' صرف الفاظ کا سننا اور پڑھنا کافی نہیں ہوتا۔ تمہیں احادیث کے مطالب جاننے میں دلچسپی لینی چاہئے۔ اگر ایسا نہ ہو تو تم امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتابوں کا مطالعہ کیا کرو تا کہ تمہیں احادیث کا صحیح مطلب آجائے۔ آپ نے اس شخص کو زجر و

توبیخ کر کے اپنی مجلس سے اٹھا دیا۔

ابو امیہ رحمۃ اللہ علیہ

علی بن عبداللہ عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو امیہ سے پوچھا' ان دنوں عراق کے شہر کوفہ میں سب سے بڑا فقیہ اور عالم کون ہے ؟ آپ نے فرمایا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ایک دن لوگوں نے ابوامیہ سے فتویٰ پوچھا تو آپ نے فتویٰ دیتے ہوئے ایک غلطی کی' اس مجلس میں ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ابوحمزہ بیٹھے ہوئے تھے' انہوں نے ابوامیہ کو اس فروگزاشت سے آگاہ کیا۔ آپ نے ان سے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے بتایا میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شاگرد ہوں اور میں نے ان کی زبانی اس مسئلہ کو یوں سنا تھا۔ ابوامیہ فرمانے لگے پھر تمہاری رائے درست ہے اور اپنا فتویٰ واپس لے کر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول پر فتویٰ دیا۔

عفان بن سیار رحمۃ اللہ علیہ

اسحاق بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے عفان بن سیار رحمۃ اللہ علیہ سے سنا تھا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنیائے فقہ میں ایسے حکیم حاذق ہیں جو ہر بیماری کا درست علاج کرتے ہیں۔ شبابہ بن سوار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خارجہ بن مصعب رحمۃ اللہ علیہ سے سنا تھا کہ میں اپنی زندگی میں ہزاروں علماء اور فقہاء سے ملا ہوں مگر مجھے ان تمام میں صرف تین چار حضرات صاحب علم و بصیرت ملے ان سب میں بلند پایہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپ کے سامنے تمام فقیہان علم طفل مکتب دکھائی دیتے ہیں۔ ان کا علم، فقہی بصیرت' زہد و تقویٰ سب پر حاوی تھا۔ آپ کے سامنے یہ تمام حضرات ہیچ (لاشئی) تھے۔

ابراہیم بن رستم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں علم کی تلاش میں ہزاروں علما کی مجالس میں پہنچا لیکن مجھے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا ایک بھی نہ ملا۔ ان کی علمی مسائل پر گہری نظر تھی' ان کی عقل بلند روشنی کا مینار تھی' وہ امام کامل تھے۔ خارجہ بن مصعب سرخس کے ائمہ کرام میں سے تھے اور فتویٰ میں اہل سرخس کے معتمد اور مستند تھے مگر آپ بھی علم حدیث میں حضرت امام ابوحنیفہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت لیا کرتے تھے۔ سارے خراسان میں انہی کی کوششوں سے فقہ امام ابوحنیفہ کو فروغ حاصل ہوا تھا۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنی تعلیم پر ایک لاکھ روپیہ صرف کیا تھا اور ایک لاکھ روپے علم سکھانے والے اساتذہ کو ہدیہ کیا۔ میرے والد بھی بہت بڑے عالم اور دولت مند تھے جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر میں معاونت کرتے ہوئے شہادت پائی تھی۔ انہوں نے حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور اصحاب بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے احادیث سنی تھیں۔ میں نے ان سے بھی احادیث سنیں مگر جس انداز سے مجھے ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احادیث کے مطالب بتائے اس سے میرے دل و دماغ روشن ہو گئے۔

ابراہیم بن رستم رحمۃ اللہ علیہ

ابراہیم بن رستم رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے جسے اپنی زندگی میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علم حاصل نہیں ہوا میرے نزدیک وہ جاہل ہے۔ اسی طرح ابوحمزہ السکری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریر پڑھ کر اتنی مسرت ہوئی کہ اگر مجھے ایک لاکھ دینار مل جاتا تو مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی، میں نے ان سے جو " روایات الفقہ " حاصل کیں اس کا تو کوئی مول ہی نہیں ہے۔ ابوحمزہ السکری " مرو " کے ائمہ کرام میں سے ہیں آپ نے ان مشائخ سے روایات سنی تھیں جنہوں نے بذات خود حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس میں حاضر ہو کر احادیث سنی تھیں۔ بایں ہمہ آپ خود ایک عرصہ تک امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس میں حاضر ہو کر آپ سے براہ راست احادیث سنتے رہے ہیں۔ آپ اکثر روایات امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے ہی بیان فرمایا کرتے تھے۔

عبداللہ بن المبارک رحمتہ اللہ علیہ سے لوگوں نے پوچھا ان دنوں زندہ علماء میں سے کس فقیہ کی پیروی کی جائے ؟ آپ نے فرمایا ابوحمزہ السکری رحمۃ اللہ علیہ کی، ابوحمزہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں "بیع فاسد " اور " نماز فاسد " کے متعلق کچھ معلوم نہیں تھا، یہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا احسان ہے کہ انہوں نے احادیث رسول ﷺ کی روشنی میں ان مسائل کو حل فرمایا اور ہمیں سمجھایا۔

سوید بن ابی سعید رحمۃ اللہ علیہ

بشر بن الولید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سوید بن ابی سعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امر محکم نہ ہوتا تو انہیں یہ توفیق حاصل نہ ہوتی جس سے سارا عالم اسلام سیراب ہوا۔ "روایۃ البلخی" میں لکھا ہے کہ ہم نے اپنے اور اللہ کے درمیان اپنے نفس پر نگرانی کرنے والا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا ہے۔

فضل بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

احمد بن یحییٰ الباهلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے الفضل بن موسیٰ سینانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ ہم لوگ مشائخ حجاز اور عراق کے پاس آتے جاتے تھے اور ان کی مجالس سے استفادہ کرتے تھے مگر ہم نے سب سے زیادہ علمی اور برکت والی مجلس امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پائی تھی۔ سینان مرو کی حدود میں ہے۔ امام فضل بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں احادیث کے حافظ اور عالم تھے، انہوں نے احادیث کا زیادہ ذخیرہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی حاصل کیا تھا' آپ دوسرے علماء اور مشائخ کے ساتھ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور کئی کئی روز قیام کرتے۔ آپ کو اس بات پر بڑا ناز تھا کہ وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں۔ وہ دوسرے لوگوں کو بھی حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کی ترغیب دیا کرتے تھے۔ الفضل بن موسیٰ کی اہلحدیث میں بڑی شہرت ہے۔ اس طبقہ میں ایک مستند اور معتمد عالم دین مانے جاتے تھے۔

عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بڑے علاقوں اور شہروں میں گیا، مجھے حلال و حرام کے اصول معلوم کرنے میں بڑی دشواری ہوئی، مگر جب سے مجھے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس نصیب ہوئی تو میرے لیئے یہ مسئلہ حل ہو گیا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تابعین کے ابتدائی دور میں ہوتے جب صحابہ کبار کی کثرت تھی۔

تو کئی تابعین بھی آپ کے علوم سے بہرہ ور ہوتے۔ آپ نے ایک مقام پر فرمایا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قیاس دراصل احادیث کی تفسیر و تشریح تھا۔ اگر آپ جید صحابہ کے زمانہ میں ہوتے تو ان کی احادیث منقول ہوتیں لیکن اس کے باوجود میں نے ان کی مثل کوئی دوسرا چہرہ یا فقیہ نہیں دیکھا جس طرح وہ احادیث بیان فرمایا کرتے تھے۔ اگر مجھے مبالغہ گو نہ کہا جائے تو میں کہہ سکتا ہوں کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کوئی دوسرا فقیہ نہیں تھا۔

ابن زمعہ رحمۃ اللہ علیہ

ابن زمعہ رحمتہ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ احادیث نبوی پر نہایت گہری نظر رکھتے تھے۔ وہ ایک ایک جزو پر غور و غوض رکھتے تھے۔ اسی طرح ابواسحاق طالقانی نے ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے فرمایا کرتے تھے کہ آج دنیائے اسلام کے تمام علمائے کرام کو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ضرورت ہے اور انہیں احادیث کی تفسیر و تشریح میں آپ کی راہنمائی نہایت ہی اہم ہے۔ حضرت ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے اگر میں کوفہ کے بیوقوف اور حاسد علماء کی باتوں پر عمل کرتا تو میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علمی فیضان سے محروم رہ جاتا اور میری محنت اور علم پر بے پناہ خرچ بیکار رہ جاتا۔ اگر میں آپ سے نہ ملتا اور آپ سے علم حاصل نہ کرتا تو میں علمی دنیا میں کنگال رہ جاتا۔ ایک مقام پر فرمایا میں صرف ایک نقال ہوتا۔

ایک دن عبداللہ بن المبارک رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس میں بعض حاسد علماء نے آپ کے متعلق سست گفتگو کی تو آپ نے فرمایا مجھے ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا کوئی دوسرا تو دکھاؤ' اگر تمہارے پاس اس کا ثانی کوئی نہیں تو محض حسد کی وجہ سے مجھے ایذا نہ دو۔ میں نے وقت کے اکابر اہل علم کو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محفل میں طفل مکتب کی طرح بیٹھے دیکھا ہے۔ وہ یوں دکھائی دیتے تھے جیسے علم سے خالی ہیں۔ آج اگر کوئی میرے سامنے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکایت کرتا ہے تو مجھے اس کی دانائی پر رحم آتا ہے اور مجھے ڈر لگتا ہے کہ یہ شخص اللہ کے ہاں سزا پائے گا۔ آپ فرمایا کرتے جسے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دسترخوان علم سے کچھ نہیں ملا وہ

محروم العلم ہے۔

ایک دن حضرت عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں کسی شخص نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف بات کی تو آپ نے غضبناک ہو کر فرمایا۔ اس سے تمہارا کیا مطلب ہے؟ دوبارہ فرمایا اس سے تمہارا کیا مطلب ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ بلند فرمائے وہ بلند تر ہوگا' جس پر اللہ کا فضل ہوتا ہے اس کا تم کیا بگاڑ سکتے ہو۔ آپ نے اس شخص کو بتایا کہ اگر تم نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کی ہوتی یا ان کی مجلس میں بیٹھے ہوتے تو کہہ اٹھتے کہ وہ امت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے اللہ کی رحمت ہیں۔ پھر آپ نے اہل مجلس کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اے لوگو! اگر تم امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ لیتے تو تم خوش نصیب ہوتے' جو آپ کی مجلس سے محروم رہا وہ علم و فضل سے محروم رہا اور علمی اعتبار سے ناقص ہے۔

حضرت عبداللہ بن المبارک رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذمت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا منہ سیاہ کر دے گا۔ بشر بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے ایک سوال اٹھایا' آپ نے طاؤس کے مسلک پر اس کا جواب دیا اور فرمایا مگر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے طاؤس کے خلاف ہے' وہ شخص کہنے لگا ہم طاؤس کے قول کو مانتے ہیں اور ابوحنیفہ کے قول کو دیوار پر مارتے ہیں۔ آپ نے فرمایا افسوس تم نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت نہیں کی ورنہ یہ بات زبان پر نہ لاتے۔ اگر تم انہیں پا لیتے تو ان کے اقوال کو دیوار پر مارنے کی بجائے اپنے سینے میں محفوظ کر لیتے۔

ایک دن علماء کرام نے عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ کو علماء میں سے کون سب سے اچھا لگتا ہے اور آپ کی آرزو کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ کاش میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا ہوتا۔ میرا طریقہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ جیسا ہوتا اور انداز بیان ابن عون رحمۃ اللہ علیہ جیسا ہوتا۔ عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اثر (حدیث) کو لازم پکڑو۔ حدیث کی تفسیر اور تشریح کے لیئے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اتباع کرو' حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ دیکھ لیا کرو حدیث کس سے حاصل کر رہے ہو کیونکہ حدیث ہی ہمارا دین ہے۔ عبداللہ بن المبارک

رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حدیث ثقہ کو اپنا دین بناؤ حدیث ثقہ کی تشریح امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قیاس سے ہی ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی ثقہ راوی امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث روایت کرے تو اسے حق تسلیم کرو۔

ابو عصمہ سعد بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب محدثین نے سنا کہ لوگ عبداللہ بن المبارک رحمتہ اللہ کو اپنا امام تسلیم کرتے ہیں مگر یہ لوگ عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ کے امام (ابوحنیفہ) کو امام تسلیم نہیں کرتے تو انہیں بڑا تعجب ہوا' ایسے لوگ کہتے ہیں کہ ہم عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ کو ہی اپنا امام تسلیم کریں گے۔ ہمارے نزدیک یہ لوگ شیعوں کی طرح ہیں جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو تو امام تسلیم کرتے ہیں مگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جن حضرات کو اپنا امام مانا تھا انہیں یہ لوگ امام تسلیم کرنے سے انکار کر دیتے ہیں۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنا مقتدا اور خلیفہ رسول مانا تھا۔ مگر شیعہ انہیں تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن المبارک رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ہر صبح و شام امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں جایا کرتا تھا۔ ایک دن آپ کی مجلس میں حیض کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ آپ نے اپنے تلامذہ اور شاگردوں کو فرمایا کہ تم لوگ اس مسئلہ کا حل دریافت کرو' تین دن گزر گئے مگر کسی شاگرد نے مسئلہ کا حل پیش نہ کیا مگر جب شام ہوئی تو سب نے اللہ اکبر کے نعرے بلند کیئے انہیں اپنے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسئلہ کا حل مل گیا۔

حضرت عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ کی عادت تھی کہ آپ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل اور کمالات کثرت سے بیان فرمایا کرتے تھے اور انہی کے مسائل بیان فرماتے۔ بعض مسائل براہ راست حاصل کیئے تھے بعض ثقہ راویوں کی وساطت سے' یہ آپ کا ایک معروف طریق کار تھا ایسے واسطے سے وہب الفزاری' اسحاق بن ابی الجعد' ابوسفیان نسائیخ' ابو جعفر الرازی' ابوحمزہ السکری' ابو عصمہ اور فضل بن موسیٰ وغیرھم ثقہ راوی تھے۔ اسی طرح حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردوں اور تلامذہ میں سے زفر' اسد بن عمر اور محمد ابن الحسن تھے۔

عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ایک شخص نے روایت کی۔ اس نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت لی۔ کچھ یوں فرماتے ہیں مجھے ایک دوسرے شخص نے روایت

کی، اس نے فلاں شخص سے روایت لی اور اس نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت لی۔ اس طرح آپ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایات کو ہی بیان فرماتے اور اپ کی روایات پر اعتماد فرماتے۔ آپ کو اس بات پر فخر تھا کہ آپ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایات کو بطور سند بیان فرماتے ہیں۔ وہ بلاجھجک فرماتے کہ یہ مسئلہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرح بیان فرمایا تھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں اگر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہ ملتا اور ان کی مجالس نہ پاتا تو میں بھی عام راویوں اور محدثین کی طرح ہوتا۔ آپ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے پناہ تعریف کرتے اور ان کے علم و کمالات کا برملا اعتراف فرماتے۔ آپ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخالفین کا مقابلہ کرتے آپ کے معاندین اور حاسدین کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے۔ امام صاحب پر وارد ہونے والے اعتراضات کا کھل کو جواب دیتے تھے۔

سہیل بن مزاحم رحمۃ اللہ علیہ

سہیل بن مزاحم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قاضی ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے بعض مسائل میں حضرت امام ابوحنیفہ کی مخالفت کی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض مسائل کو سمجھ نہ پاتے تھے اور انہیں ایسے مسائل سمجھنے کا وقت نہ ملا تھا۔ سہیل بن مزاحم "مرو" کے ائمہ میں سے ہیں۔ ایک عرصہ تک امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس میں رہے، آپ سے علمی مباحثے کیئے اور بہت کچھ حاصل کیا اور علوم فقہ کا وافر حصہ پایا، آپ خراسان کے عابدوں اور زاہدوں میں شمار ہوتے ہیں۔

خلیفہ مامون الرشید اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تحریریں

فتح بن عمرو الوراق فرماتے ہیں کہ نضر بن شمیل کے زمانہ میں مجھے اقتدار ملا، میں مرو میں تھا، حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخالفین نے فیصلہ کیا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریریں اور کتابیں دریا میں پھینک دی جائیں، بہت سی کتابیں جمع کی گئیں، لوگوں سے حاصل کر کے دریا میں ڈبونے کے لیئے جمع کر دی گیئں لیکن ان دنوں خالد بن صبیح مرو کے قاضی

تھے۔ آپ بذات خود اور اپنے اعزہ و اقارب میں سے چیدہ چیدہ افراد کو لے کر فضل بن سہل رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچے تاکہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتابوں اور تحریروں پر گفتگو کر سکیں۔ خالد بن صبیح کے ساتھ پچاس سے زائد ایسے ائمہ اور فقیہ تھے جو منصب خلافت کے لیے موزوں تھے' آپ کے اس وفد میں ابراہیم بن رستم' سہیل بن مزاحم بھی تھے تاکہ یہ لوگ فضل بن سہل کے ساتھ مل کر بات کر سکیں کہ خالد بن صبیح حضرت امام کی کتابیں کیوں دریا برد کرنے کا حکم دے رہے ہیں۔ خالد بن سہل نے برملا کہا کہ میں اس وقت تک اس فیصلے کو واپس نہ لوں گا جب تک مجھے خلیفہ مامون الرشید نہ روکیں۔ چنانچہ فضل بن سہل خلیفہ مامون الرشید کی خدمت میں حاضر ہوئے ساری صورت حال بیان کی خلیفہ نے پوچھا کہ کون کون لوگ اس کام پر آمادہ ہیں؟ آپ نے اسحاق بن راھویہ' ابراہیم بن رستہ' احمد بن زہیر اور چند دوسرے نوجوانوں کا نام لیا۔ ان میں نضر بن سہیل کا بھی نام لیا گیا۔ ان کے مقابل خالد بن صبیح' سہیل بن مزاحم ہیں مامون الرشید نے فرمایا ان حضرات کو کہیں رات آرام کریں صبح بات کریں گے۔ یہ لوگ بھی تیاری کر لیں رات کو تمام حضرات نے فیصلہ کیا کہ خلیفہ سے کون بات کرے گا۔ نضر بن شمیل تو علم کلام اور فقہ میں کمزور ہیں وہ بات نہیں کر سکیں گے' چنانچہ احمد بن زہیر کو منتخب کیا گیا کہ وہ مامون الرشید سے بات کرے گا۔ دوسرے دن مامون الرشید کا دربار لگا۔ مامون الرشید نے ان سب حضرات کو سلام کیا' بڑے اعزاز اور احترام سے اپنے دربار میں بٹھایا' پھر پوچھا کہ آپ لوگ ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتابوں کو کیوں دریا برد کرنا چاہتے ہیں؟ نضر تو خاموش رہا مگر احمد بن زہیر نے کہا یا امیرالمومنین اگر اجازت ہو تو میں کچھ بیان کروں' مامون الرشید نے کہا ہاں بات کریں' احمد بن زہیر نے کہا حضور ابوحنیفہ کی تمام کتابیں قرآن و احادیث کے خلاف ہیں' آپ کے سامنے خالد بیٹھے ہیں وہ امام ابوحنیفہ کے بڑے قریبی ہیں اور ہمارے مخالف ہیں آپ انہیں فرمائیے کہ وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کسی کتاب سے ایک مسئلہ بیان فرمائیں میں اس کا رد کروں گا۔ خالد نے ایک مسئلہ بیان کیا جسے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا تھا' احمد بن زہیر نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث پڑھ کر سنائی۔ مگر مامون الرشید نے حضور ﷺ کی ایک ایسی حدیث پڑھ کر سنائی جس کا جواب مجلس میں بیٹھے ہوئے علماء کے پاس نہ تھا اور یہ حدیث امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تائید میں تھی اس پر مخالفین بہت

شرمندہ بھی ہوئے اور مایوس بھی۔ پھر مامون الرشید نے فرمایا اگر آج میرے دربار میں بعض ایسے مقتدر علماء نہ ہوتے تو میں ان غلط بیان لوگوں کو ایسی سزا دیتا کہ وہ زندگی بھریاد کرتے۔ اب یہ لوگ نہایت رسوا ہو کر خلیفہ کے دربار سے باہر آگئے۔

اس دن کے بعد مامون الرشید نے ملک بھر کے علماء' آئمہ اور محدثین کو چن چن کو جمع کیا اور اپنے دربار میں اعلیٰ مراتب عطا کر کے انہیں اپنے قریب رکھا تاکہ کوئی فضول آدمی ان مسائل پر کوئی فتنہ نہ اٹھا سکے۔ اگر ان علماء میں سے کوئی فوت ہو جاتا تو دوسرے عالم کو اس منصب پر بٹھا دیا جاتا' اگرچہ مامون الرشید خود بھی بہت بڑا عالم تھا مگر وہ اہل علم کی قدر کرتا تھا۔

نضر بن شمیل رحمۃ اللہ علیہ

نضر بن شمیل فرمایا کرتے تھے لوگ خواب غفلت میں پڑے تھے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بیدار کر دیا۔ آپ بصرہ کے ائمہ میں سے تھے۔ فرمایا کرتے لوگو! امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسائل دریافت کرنے جایا کرو' میں یہاں بیٹھا ان کے مسائل سے آگاہ رہتا ہوں اور دریافت کرتا رہتا ہوں' نضر بن شمیل مرو کے بہت بڑے امام تھے' ادب عربی پر انہیں کمال حاصل تھا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معتقد تھے اور مسائل کو حل کرنے میں کمال رکھتے تھے' مامون الرشید جب کبھی مرو جاتا انہیں نہایت احترام و ادب سے اپنے دربار میں بلاتا۔ ان سے دینی مسائل پر گفتگو کرتا اور اس ملک میں مختلف شہروں میں جاتا تو آپ کو اپنے ساتھ رکھتا تھا' ان سے واقعات سنتا' مسائل سنتا اور محظوظ ہوتا۔ نضر بن شمیل کو خلیفہ مامون الرشید نے کئی بار امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلامذہ کے پاس لے جانا چاہا مگر وہ یہ کہہ کر ان سے ملنے سے انکار کر دیتا کہ یہ لوگ ابھی مسائل میں پختہ کار نہیں۔ بایں ہمہ نضر بن شمیل کو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد مناظرہ میں گھیر لیتے اور مسائل میں رسوا کرتے اس کے باوجود مامون الرشید ان کی عزت کرتا اور ان کے علم و فضل کی وجہ سے اپنے ساتھ رکھتا۔

ابراہیم بن فیروز رحمۃ اللہ علیہ

ابراہیم بن فیروز عبداللہ بن المبارک رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد تھے وہ فرماتے ہیں کہ میرے

والد مکرم نے بتایا کہ میں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسجد حرام میں بیٹھے دیکھا' آپ کے ارد گرد مشرق و مغرب کے علماء کرام حلقہ باندھے بیٹھے تھے' آپ انہیں فتویٰ جاری کرتے جاتے حالانکہ ان دنوں حرمین شریفین میں بڑے بڑے علمائے کرام اور فقہا موجود تھے مگر امام اعظم کا فتوی سب کے لیئے معتبر تھا۔

عبد العزیز بن ابی زرمہ رحمۃ اللہ علیہ

عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا وہ کہا کرتے تھے کہ سب سے بہترین رائے وہ ہوتی ہے جو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیتے۔ یہ عبدالعزیز امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد تھے اور آپ سے روایت کرتے اور اکابر محدثین میں شمار ہوتے تھے۔ مرو میں رہتے تھے اور وہاں آپ نے مسند تدریس اور فتویٰ بچھا رکھی تھی۔ خالد بن صبیح اور سہیل بن مزاحم کے بعد "مرو" میں آپ ہی مرجع خلائق تھے۔ آپ نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فقہ حاصل کی پھر ان کے وصال کے بعد قاضی ابویوسف اور امام زفر سے استفادہ کیا۔

یحییٰ بن اکثم رحمۃ اللہ علیہ

محمد بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن اکثم سے سنا آپ فرماتے تھے علم الحدیث میں امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت بڑے کامل محدث تھے' مگر رائے اور قیاس میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیادہ قابل تھے۔ آپ نے مزید بتایا کہ میرے والد فرمایا کرتے تھے کہ فقہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ یحییٰ بن اکثم کو بھی امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں حاضری کا موقعہ ملا تھا آپ سے ہی روایت کرتے ہیں کہ آپ کی وفات کے بعد امام زفر کی مجلس میں التزام کے ساتھ حاضر رہتے۔

معروف بن حسان رحمۃ اللہ علیہ

محمد بن سہیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے معروف بن حسان رحمۃ اللہ علیہ سے سنا تھا آپ فرماتے

تھے کہ میں نے فقہ، علم کلام، ورع اور دیانت میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا دوسرا کوئی نہیں پایا۔ معروف بن حسان سمرقند کے فخر اور مقتدر ائمہ کرام میں سے تھے۔ انہوں نے شریک بن مقاتل، نصرالانام، اسحاق بن ابراہیم سے حضرت امام ابوحنیفہ کے علم کو سمرقند کے علاوہ ماورا النہر میں پھیلایا تھا۔ یہ اپنے علاقہ میں صرف فقیہ ہی نہیں بلکہ ائمۃ الحدیث میں شمار ہوتے تھے۔ انہوں نے مشائخ ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت کی ہے۔

اسحاق الحنظلی رحمۃ اللہ علیہ

علی بن اسحاق بن ابراہیم حنظلی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد گرامی سے سنا تھا وہ فرماتے تھے کہ احکام شرعیہ اور قضایا میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کوئی عالم دین نہیں۔ سعید بن عروبہ نے بھی حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ایسا ہی بیان دیا تھا۔

مقاتل بن حیان رحمۃ اللہ علیہ

مقاتل بن حیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس میں بیٹھا کرتا تھا، آپ جیسا صاحب بصیرت اور امور شریعت پر غور و خوض کرنے والا دوسرا کوئی نہیں دیکھا۔ ابومقاتل نے صحیح کہا تھا بلکہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے بھی بڑھ کر ہیں جس انداز میں ہم آپ کو یاد کرتے ہیں۔ مقاتل بن حیان رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور مقام پر فرمایا تھا میں نے تابعین اور ان کے بعد اہل علم حضرات سے ملاقات کی ہے مگر مجھے ایسا کوئی شخص نہیں ملا جس کا ظاہر و باطن ایک ہو اور اس کی اجتہاد اور اپنی ذات کی نگہداشت پر گہری نظر ہو، یہ وصف صرف امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہی پایا جاتا تھا۔

امام ابومحمد رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مقاتل، عمر بن عبدالعزیز، حسن بصری، حضرت نافع جیسے مقتدر تابعین سے بھی ملتے رہے ہیں اور تابعین کی ایک بڑی جماعت سے ملاقات رہی ہے۔ خود بڑے جلیل القدر عالم دین تھے مگر جو استفادہ انہیں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس سے ملا اور جو علم آپ نے امام صاحب سے حاصل کیا اس کا برملا اعتراف کیا کرتے تھے، وہ بلخ کے

علاقہ کے امام تھے۔ صاحب وجاہت تھے' تمام لوگ امراء اور علماء آپ کو نہایت احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ آپ سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو آپ اس کا جواب دینے کے بعد فرماتے یہ امام کوفہ و شام حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے۔

مقاتل بن حیان رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور مقام پر فرمایا کہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا' انہوں نے مجھے دارالضیافت میں ٹھہرایا' مجھے ان سے ملاقات کا اس وقت موقع ملا جب ابھی تک وہ کسی سے ملاقات کے لیئے تیار نہ تھے بلکہ انہوں نے ابھی غسل واجب کرنا تھا۔ انہوں نے اپنے غلام کو گرم پانی لانے کو کہا' غلام نے کہا حضور گھر میں لکڑیاں نہیں ہیں' آپ نے فرمایا بازار سے ادھار لے آؤ۔ غلام نے لکڑیاں خریدیں اور دارالضیافت میں پانی گرم کر لیا اور آپ کی خدمت میں لے آیا' آپ نے پوچھا کہاں سے گرم کر کے لائے ہو' اس نے بتایا کہ دارالضیافت میں سے۔ میں ان دونوں کی باتیں سن رہا تھا' آپ نے اس غلام کو حکم دیا یہ پانی دارالضیافت والوں کے پاس لے جاؤ اور میرے لیئے نہر سے پانی لے آؤ' غلام نہر سے پانی لے آیا مگر وہ نہایت ٹھنڈا تھا آپ ٹھنڈا پانی جسم پر ڈال رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ یہ ٹھنڈا پانی جہنم کے کرۂ زمہریر سے لایا گیا ہے۔ مقاتل کہتے ہیں کہ میں یہ باتیں سن کر حیران رہ گیا کہ خلیفہ وقت ہو اور تقویٰ کا یہ عالم۔ (حضرت مقاتل رحمۃ اللہ علیہ نے عمر بن عبدالعزیز کا یہ واقعہ اس لیئے بیان کیا ہے کہ وہ اہل تقویٰ کا شعار اور معیار بتا سکیں مگر ان کے نزدیک حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تقویٰ اس سے بھی زیادہ تھا= مترجم) حضرت مقاتل امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہزاروں ایسے اوصاف بیان فرمایا کرتے جو کسی دوسرے میں نہیں پائے جاتے تھے اور یہ اوصاف صرف امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات سے ہی متصف تھے۔

یحییٰ بن اکثم رحمۃ اللہ علیہ

مقاتل بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن یحییٰ بن اکثم کے سامنے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر آگیا' آپ نے مجھ سے پوچھا آپ نے تو امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کی تھی' میں نے کہا ہاں! آپ نے پوچھا تم نے انہیں کیسا پایا؟ میں نے بتایا کہ جب حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ

علم کی تفسیر کرتے ہیں تو اتنی شافی اور وافی ہوتی کہ سننے والے کو دوسری بات کی گنجائش نہ رہتی تھی اور دینی امور میں بڑے ہی صحیح فیصلہ کرنے والے تھے۔ یحیٰی فرمانے لگے اللہ تعالیٰ ہمیں اور انہیں اور بہتر توفیق عطا فرمائے۔

مقاتل بن سلیمان بلخی الاصل تھے اور علم تفسیر میں صف اول کے امام تھے۔ آپ کی زبان پر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اکثر ذکر رہتا۔ آپ بڑی مدح و ثنا کرتے تھے' باوجودیکہ تابعین سماعت احادیث میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھی تھے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عطاء' نافع' محمد بن المکندر ابوالزبیر' ابن سیرین اور دوسرے کئی حضرات ایسے تھے جن سے امام ابوحنیفہ نے حدیث سماع فرمائی تھی۔ مقاتل بن سلیمان نے بھی ان حضرات سے حدیث سنی تھی مگر وہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف بیان کرتے تھے۔

سابقہ کتابوں پر بعض ائمہ اسلام کے نام

یہ بڑی تحقیقی مگر عجیب بات ہے کہ بعض محققین نے سابقہ الہامی کتابوں کا اس انداز سے نہایت گہرا مطالعہ کیا تھا کہ ان میں امت محمدیہ کے بعض مقتدر ائمہ کرام کے اسمائے گرامی بھی نظر آئے' مگر تین حضرات کے نام نمایاں تھے ان میں مقاتل بن سلیمان' وھب بن منبہ اور نعمان بن ثابت یہ تینوں حضرات ہمعصر ائمہ میں سے بلند رتبہ تھے۔ بعض حضرات نے کعب الاحبار کا نام بھی دیکھا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)۔

ابومعاذ بلخی رحمۃ اللہ علیہ

ابومعاذ بلخی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کوئی صاحب علم و بصیرت نہیں پایا۔ آپ فرمایا کرتے تھے جسے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میسر نہیں ہوئی وہ علم میں نامکمل رہا اور مفلس رہا۔ ابومعاذ بلخی کا اصل نام خالد بن سلیمان بلخی ہے۔ آپ بلخ کے علاقہ کے امام اور حافظ حدیث تھے۔ آپ نے امام سفیان ثوری سے احادیث سنی تھیں اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فقہ اور حدیث حاصل کی۔ بڑے زاہد اور علم و فضل

میں مضبوط بزرگ تھے۔ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کاش خراسان میں ان کی طرح ہمیں بھی تین اشخاص مل جاتے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے اعلیٰ مقام پایا اور اللہ کی رضا میں ہر قسم کی ملامت کو برداشت کیا اور کسی سے خائف نہ ہوئے۔ یہ تین بزرگ توبہ بن سعد' المتوکل اور ابومعاذ رحمتہ اللہ علیہم اجمعین تھے۔

حضرت سفیان ثوری سے کسی نے مسئلہ دریافت کیا' آپ نے پوچھا کہاں سے آئے ہو؟ بتایا کہ بلخ سے' آپ نے پوچھا ابومعاذ کا کیا حال ہے؟ عرض کی خیر و عافیت سے ہیں۔ آپ نے فرمایا ابومعاذ کے ہوتے ہوئے تمہیں کسی دوسرے کی ضرورت نہیں رہتی۔ جب حج کے لیئے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے تو ان دنوں حضرت ابومعاذ بھی حج پر آئے ہوئے تھے لوگوں نے معاذ کو سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہمسر پایا اور آپ جیسی ہی عزت کی۔

شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ

ہدیہ بن عبدالوب المروزی مکہ میں فرماتے ہیں کہ شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ جن دنوں ہمارے پاس "مرو" میں تشریف لائے ہم ان کی مجالس میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ آپ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بکثرت ذکر کرتے تھے اور ان کی تعریف میں رطب اللسان رہتے تھے۔ ہم نے عرض کی آپ ہمیں کوئی ایسی بات بتائیں جس سے ہمیں فائدہ پہنچے۔ حضرت شقیق نے فرمایا افسوس تم نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر کو فائدہ مند نہیں پایا' یاد رکھو امام ابوحنیفہ کا ذکر کرنا' ان کی تعریف کرنا افضل الاعمال ہے۔ اگر تم لوگ ان کی زیارت کر لیتے اور ان کی مجالس میں حاضری کی سعادت حاصل کر لیتے اور ان کا مشاہدہ کر لیتے تو تمہیں وہ کمی محسوس نہ ہوتی جس کا تم ذکر کر رہو۔ پھر آپ نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں ایک زبردست قصیدہ پڑھا جس کے چند اشعار یہ ہیں ؎

اذا ما الناس یومًا قایسونا
بآیدة من الفتیا طریقه

حضرت شقیق بلخی بن ابراہیم بلخی رحمتہ اللہ علیہ بڑے عابد اور زاہد بزرگ تھے اور اپنے زمانہ

کے بلند پایہ فقیہ بھی تھے۔ مورخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بلخ نے شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ جیسا دوسرا عالم پیدا نہیں کیا۔ ایک بار حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ بغداد میں تشریف لائے آپ نے درویشوں کی طرح ایک کمبلی اوڑھی ہوئی تھی اور درویشوں کی صورت میں گھوم پھر رہے تھے' امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو دیکھ لیا۔ امام ابویوسف اس وقت بڑی شان و شوکت سے ایک شاندار سواری پر براجمان نوکروں چاکروں کے مجمع میں جارہے تھے' آپ نے شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر فرمایا وجعلنا بعضکم لبعض فتنة اتصبرون ہم نے تمہارے بعض لوگوں کو دوسرے لوگوں کے لیئے ایسا بنایا ہے اس پر تم صبر کرو۔

حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے سن کر فرمایا ہاں ہم صبر کرتے ہیں' دو بار ایسے ہی فرمایا' اس کے بعد قاضی ابویوسف نے دوسری بار زیارت کی تو آپ اس حالت میں تھے۔ آپ نے فرمایا اے ابواسحاق (شقیق) آپ بھی اس حال میں ہیں اور اسی لباس میں ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں ! مجھے ابھی دوسرا لباس نہیں ملا یعنی اہل جنت کا لباس تاہنوز مجھے نہیں ملا۔ آپ نے جو لباس طلب کیا تھا وہ آپ کو اس لیئے مل گیا ہے کہ آپ کا دنیاوی لباس آئے دن بدلتا رہتا ہے۔ یہ بات ایک دوستانہ طنز تھی جسے ایک واقف حال صوفی واقف علم عالم دین کو کہہ سکتا ہے۔

خلف بن ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ

ایک دن لوگوں نے خلف بن ابی یوسف سے ایک مسئلہ پوچھا' آپ نے اس کا جواب دیا اور ساتھ ہی فرمایا یہی جواب ابویوسف کا ہے اور یہ جواب امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے مگر لوگوں نے کہا یہ تو ان دونوں کا مسلک ہے آپ کا اپنا کیا جواب ہے۔ فرمایا میں تم لوگوں کو دو پہاڑوں کی بات سناتا ہوں تم ایک ذرہ ناچیز کا جواب پوچھتے ہو' میری کیا حیثیت ہے۔ خلف بن ابی یوسف فرمایا کرتے تھے جو شخص امام ابوحنیفہ کی شان میں کمی کرتا ہے ہم اس سے بدظن ہیں لوگوں نے پوچھا۔ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کی کیا شان ہے آپ نے فرمایا امام ابوحنیفہ کی شان یہ ہے کہ یہ بات دل سے تسلیم کی جائے کہ آپ سے بڑھ کر کوئی بھی فقیہ اور عالم نہیں ہے۔ خلف بن یوسف فرمایا کرتے تھے کہ مجھے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو عادتیں بہت عجیب لگتی ہیں قران کی تفسیر کے درپے نہ ہونا'

دوسرے منصب قضاۃ قبول نہ کرنا باوجود انعام و اکرام کے آپ کو ڈرایا دھمکایا گیا اور کوڑے تک لگائے گئے اور پھر دنیاوی لالچ اور مال و منال پیش کیا گیا۔ خلف بن ایوب بلخ کے رہنے والے تھے مگر آپ ابویوسف سے بھی روایت کرتے ہیں اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی' وہ اپنے زمانہ کے بہت بڑے زاہد بھی تھے' جب آپ عبداللہ بن المبارک کے پاس آئے تو آپ نے اٹھ کر آپ کو گلے لگایا' جب آپ رخصت ہو گئے تو آپ نے فرمایا جنت کی نشانیاں اسی شخص میں پائی جاتی ہیں۔ جب آپ حماد بن ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث سننے آئے تو واپس جانے لگے تو آپ نے فرمایا آج تک اتنا عظیم انسان سارے خراسان سے ہمارے پاس کبھی نہیں آیا۔ آپ ۲۰۵ھ میں فوت ہوئے' آپ کا جنازہ اٹھا تو نوح بن اسد نے جو بلخ کا حاکم (گورنر) تھا کندھا دیا اور آپ کے گھر سے لے کر قبرستان تک مسلسل کندھا دیئے رکھا۔ جب نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد واپس آ رہے تھے تو غیب سے کسی نے آواز دی کہ اے نوح بن اسد آج تم نے بہترین انسان کی نماز جنازہ ادا کی ہے۔ اس طرح یہ حاکم وقت خلف بن ایوب کی نماز جنازہ پڑھنے پر اس غیبی انعام کا مستحق ٹھہرا تھا۔

شداد بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ

شداد بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے شاگردوں کی شکل میں اللہ تعالیٰ ہم پر انعامات نہ فرماتا تو ہم علمی طور پر مفلس اور محروم رہ جاتے' نہ ہم احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھ پاتے نہ دین کے مسائل سے واقف ہوتے۔ شداد بن حکیم اپنے وقت کے جلیل القدر ائمہ میں سے تھے' وہ نصیر بن یحییٰ کے استاد تھے۔ جب تک آپ کو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس میں حاضری نصیب نہ تھی تو آپ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کرتے تھے مگر حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس میں جانے کے بعد انہی کی روایات کی اشاعت کو ترجیح دی۔ پھر آپ کے تلامذہ ابویوسف اور امام زفر کی روایات بیان کرتے تھے۔ آپ اپنے وقت کے زاہد اور عابد تھے۔ ایک ظہر سے لے کر دوسری ظہر کی نماز ایک وضو سے ادا کرتے تھے۔ یہ سلسلہ کئی سال تک رہا' آپ کا وصال ۲۱۳ھ کو ہوا تھا۔

سعدان بن سعید الحلمی رحمۃ اللہ علیہ

سعدان بن سعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دین کے ایک ایسے طبیب تھے جن کی وجہ سے جہالت کی بیماریاں دور ہو گئیں' جہالت کی بیماریوں کا علاج علم ہے جو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھیلایا تھا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم کی ایسی ایسی موثر تشریح اور تفسیر فرمائی کہ جہالت کی بیماری بالکل مٹ گئی۔ یہ سعدان بلخ کے کئی علاقوں کے امام تھے۔ آپ نے ساری عمر حضرت سیدنا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کی تھی۔ آپ خود بلخ کی ایک بستی سخم کے رہنے والے تھے۔

کنانہ رحمۃ اللہ علیہ

کنانہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے ایسا کبھی کوئی لفظ نہیں سنا جس پر مواخذہ کیا جا سکتا ہو۔ کنانہ بن جلیلہ ہروی تھے اور ہرات کے علاقہ کے ائمہ میں شمار ہوتے تھے۔ آپ اکثر روایات امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لیتے۔ ہرات کے علاقے میں آپ کی وجہ سے فقہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بڑی اشاعت ہوئی تھی۔

ابن جیریر رحمۃ اللہ علیہ

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے مغیرہ بن قاسم نے کہا کہ تم امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس میں جایا کرو' خدا کی قسم آج امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاد الاستاد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ زندہ ہوتے تو وہ بھی ان مجالس سے استفادہ کرتے۔ حقیقت ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر حلال و حرام کے مسائل کو بیان کرنے والا دوسرا کوئی نہیں ہے۔

داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں جب حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر آتا تو فرماتے وہ ہدایت کا چمکتا ہوا ستارہ تھے۔ ان سے راہ ہدایت پر چلنے والا ہر شخص راہنمائی حاصل کر سکتا

ہے۔ ان کا علم وہ ہے جسے اہل ایمان کے قلوب قبول کرتے ہیں۔ ہر عالم سے علم حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ وہ اس کے حامل کے لیئے آزمائش ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی نے حلال و حرام کی حدود متعین فرمائی ہیں' اس کے عذاب سے نجات حاصل کرنے کے لیئے پوشیدہ پرہیزگاری بہترین ذریعہ ہے اور یہ پرہیزگاری امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے دائمی خدمت سے حاصل ہوتی ہے۔

شعبہ رحمۃ اللہ علیہ

نصر بن علی فرماتے ہیں کہ ہم ایک دن شعبہ کے پاس بیٹھے تھے' ہمیں خبر پہنچی کہ امام ابوحنیفہ کا وصال ہو گیا' انہوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور فرمایا افسوس کوفہ سے علم کی روشنی بجھ گئی۔ بہرحال اب ان جیسا کوئی پیدا نہ ہو گا۔ شعبہ ہمیشہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر اچھے الفاظ میں کیا کرتے تھے۔ جب بھی آپ کا نام سنتے تو دعاؤں سے یاد کرتے' کبھی کسی نے نہیں دیکھا کہ جب آپ کے سامنے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیا گیا ہو تو آپ نے مسرت کا اظہار نہ کیا ہو۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

ایک دن حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ اگر کسی شخص کے پاس صرف دو ہی کپڑے ہوں' ایک پاک ہو اور دوسرا ناپاک ہو مگر اسے یقین نہ ہو کہ کون سا کپڑا پاک ہے اور کون سا ناپاک' ادھر نماز کا وقت مختصر ہوتا جارہا ہو تو اسے کیا کرنا چاہیئے؟ آپ نے فرمایا تحری کرے یعنی سچی سوچ پر عمل کرے۔ اس شخص نے عرض کی کہ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے وہ فرماتے تھے ہر کپڑے کے ساتھ ایک بار نماز پڑھ لے۔ امام مالک رحمتہ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات زیادہ پسندیدہ ہے۔

سعید بن ابی عروبہ رحمۃ اللہ علیہ

ابن عیینہ نے فرمایا کہ میں سعید بن ابی عروبہ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ امام

ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہر کوفہ سے جتنے لوگ آتے ہیں وہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہترین عالم تصور کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ نے ابو حنیفہ کی وساطت سے علم کی روشنیاں لوگوں کے دلوں میں بھر دی ہیں۔ فقہ کا کوئی ایسا مسئلہ نہیں جسے آپ نے احادیث کی روشنی میں بیان نہ کیا ہو۔ سعید بن عروبہ نے امام حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کے بعد بصرہ میں احادیث و فقہ کے امام تھے۔

سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ

سفیان بن عیینہ فرمایا کرتے تھے کہ سب سے پہلے میری توجہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احادیث کی طرف دلائی۔ جب میں پہلی بار کوفہ میں گیا تو ان دنوں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو حدیث کے مسائل بیان فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے میرے متعلق لوگوں کو بتایا کہ میں عمرو بن دینار کو بہت زیادہ جانتا ہوں آپ کی یہ بات سن کر بہت سے علماء و مشائخ میرے حلقہ میں آنے لگے اور عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث سننے لگے۔

سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ جو مغازی کا علم جاننا چاہتا ہے اسے مدینہ پاک میں قیام کرنا چاہیے۔ اگر مسائل حج اور مناسک حج کی تربیت حاصل کرنا چاہتا ہو تو مکہ مکرمہ میں جائے' اگر فقہ کی تعلیم حاصل کرنی ہو تو کوفہ میں رہ کر امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس میں شرکت کرے۔ سفیان بن عیینہ اپنے وقت کے مقتدر علماء کرام میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ کے معاصرین میں حضرت ابن عباس' شعبی اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکردہ اہل علم و فضل تھے۔

عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ

عبداللہ بن المبارک رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا علم حدیث بے شک سیکھ مگر اس کی تشریح اور وضاحت کے لیئے فقہ اور قیاس کی روشنی کی ضرورت ہے اور یہ علم امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ آج علمائے کرام کو امام مالک' سفیان ثوری اور حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی رائے اور قیاس کی ضرورت ہے۔ ان میں سے نہایت احسن رائے' دقیق فکر' معانی پر گہرا غور و غوض صرف امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں ملتا ہے۔

زہیر بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ

خلاد سکونی نے فرمایا کہ میں ایک دن زہیر بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہاں سے آئے ہو؟ میں نے کہا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے آیا ہوں' آپ نے فرمایا ان کی ایک دن کی مجلس میرے ایک ماہ کی مجالس سے زیادہ مفید ہے۔

عبداللہ بن داود الخریبی رحمۃ اللہ علیہ

عبداللہ بن داوٗد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو شخص چاہتا ہو کہ وہ جہالت کے گڑھے سے نکل آئے' بے علمی کے اندھیروں سے باہر آجائے اور فقہ کی روشنیوں سے اپنی آنکھوں کو منور کرے وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریروں اور کتابوں کا مطالعہ کرے۔ علی بن الحسن الدرھمی فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن داود رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس حماد بن سلمہ' حماد بن زیب سے زیادہ نفع بخش ہیں۔

عاصم نبیل رحمۃ اللہ علیہ

نصر بن علی فرماتے ہیں کہ میں نے عاصم بن نبیل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ کے نزدیک امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقیہ تر ہیں یا حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ' فرمایا بخدا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ابن صرتح رحمۃ اللہ علیہ سے بھی زیادہ قابل ہیں۔ میری آنکھ نے آج تک فقہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کوئی نہیں دیکھا۔

یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ

کسی نے یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ سے کہا اے ابو خالد! آپ کے نزدیک امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے اور قیاس زیادہ پسندیدہ ہے یا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا؟ انہوں ے فرمایا احادیث تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے لکھ لیا کرو' وہ احادیث کو بڑے ستھرے انداز میں بیان کرتے ہیں مگر جب حدیث کی تفسیر و تشریح فقہ کی روشنی میں سمجھنی ہو تو پھر میں امام ابوحنیفہ رضہ اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کسی

کو نہیں دیکھا۔ فقہ کی بات یوں بیان کریں گے، اسی طرح آپ کے شاگرد فقہی مسائل اس انداز میں بیان کرتے ہیں کہ جیسے وہ اس فن کے لیئے پیدا ہوئے ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں چار فقہا ہیں، امام ابوحنیفہ، سفیان ثوری، حضرت مالک اور امام اوزاعی رحمتہ اللہ علیہم اجمعین ان سے پوچھا گیا کیا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ روایات کی ہیں ؟ فرمایا ہاں ! امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث اور فقہ میں ثقہ تھے، صدوق تھے، دین اللہ پر مامون تھے۔ سلیمان بن داؤد رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ فرمایا کرتے تھے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول عظیم ہے اور اسے کسی صورت میں ٹھکرایا نہیں جاسکتا۔ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک اور مقام پر فرمایا جسے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فقہ میں واقفیت نہیں وہ فقہ میں تبحر حاصل نہیں کر سکتا۔

امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد حرام میں بیٹھے تھے، اسی وقت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد حرام میں تشریف لائے، اگرچہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو نہیں دیکھا تھا مگر آپ سمجھ گئے کہ یہی امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ تعظیم کے لیئے آگے بڑھے اور عرض کی اے ابن رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر مجھے پہلے معلوم ہوتا کہ آپ تشریف لا رہے ہیں تو میں دیر تک کھڑا آپ کے استقبال کے لیئے تیار رہتا۔ اب آپ جب تک تشریف فرما رہیں گے میں تعظیما کھڑا رہوں گا۔ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو حکم دیا اب آپ بیٹھ جائیے اور لوگوں کے مسائل کا جواب دیجئے۔

رباح بن نصر رحمۃ اللہ علیہ

رباح بن نصر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمرو بن ذر رحمۃ اللہ علیہ

کو دیکھا تھا وہ جب ایک دوسرے کو ملتے تو ایک دوسرے کو گلے لگاتے۔ عمرو بن ذر رحمۃ اللہ علیہ جب ملتے تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دونوں ابروؤں کو درمیان سے چومتے۔

محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

محمد عبداللہ بصرہ کے قاضی تھی آپ نے فرمایا ہم اہل کوفہ کے انداز معاشرت کو خوب جانتے ہیں' لوگوں نے عرض کی حضرت علماء سے انصاف کی توقع ہوتی ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ طریقہ اور آداب معاشرہ وضع کیئے مگر آپ لوگ جہاں تھے وہاں ہی ہیں۔ اگرچہ آپ نے بہت اچھی عبارتیں لکھی مگر اہل کوفہ کے مقابلہ میں ان عبارتوں کی حیثیت ثانوی ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلامی روایات کی اشاعت میں جو اضافہ کیا تھا آپ اس کا جواب نہیں لا سکے۔ محمد بن عبداللہ خاموش ہو گئے اور فرمایا کہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حق تسلیم کرتا ہوں اوز حق تسلیم کرنا ہی بہتر ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آج دنیائے اسلام کے لوگ پانچ بزرگوں کے عیال ہیں۔ اگر کوئی شخص مغازی کا علم حاصل کرنا چاہے تو محمد بن اسحاق سے سیکھے' اگر فقہ حاصل کرنے کو آئے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سیکھے' اگر فن شاعری میں کمال حاصل کرنا چاہے تو زبیر کا شاگرد بنے' اگر تفسیر میں تجربہ حاصل کرنا چاہے تو وہ مقاتل بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کی مجالس میں حاضر ہو کر سیکھے' اگر نحو میں کمال حاصل کرنا ہو تو وہ کسائی کا عیال ہو گا۔

عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ

حضرت عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر آج کوئی شخص فقہ پر بات کرتا ہے تو اس کو اپنا مقتدا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنانا پڑے گا۔ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہت سی کتابیں نقل کی ہیں۔ بار بار نقل کی ہیں' ہر ایڈیشن میں مجھے عمدہ اضافے ملے ہیں' اگر

تمہیں کوئی ایسا شخص ملے جو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غیبت کر رہا ہے اور برائی سے باز نہیں آتا تو اس پر رزق کی تنگی ہو جائے گی۔ اس پر اعتبار نہیں کرنا چاہئے۔ حضرت عبداللہ المبارک رحمۃ اللہ علیہ جب بھی آپ کا ذکر کرتے تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے اور آپ کی داڑھی مبارک تر ہو جاتی۔ آپ نے ایک اور مقام پر فرمایا کہ میں نے اپنی زندگی میں ہزاروں علماء کرام سے ملاقات کی ہے مگر میں نے تین علماء جیسے کامل العلم نہیں دیکھے۔ راوی نے وضاحت طلب کی کہ وہ کون کون ہیں؟ آپ نے بتایا' ابن عون رحمۃ اللہ علیہ ورع اور تقویٰ میں بے مثال ہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقہ میں باکمال ہیں اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ تفسیر میں لاثانی ہیں۔ راوی نے کہا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتے ہیں آپ نے فرمایا افسوس صد افسوس اگر میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہ ملتا تو میں ان فلسفیوں سے ہوتا جو بغداد میں مال و زر اکٹھا کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ اگر میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہ ملتا تو میں بدعتی ہوتا۔

عطیہ بن اسباط عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ کے رشتہ دار تھے فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن المبارک جب کوفہ میں تشریف لاتے تو سب سے پہلے امام زفر رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتابیں لے کر مطالعہ کرتے' ان کو نقل کرتے اور ان کتابوں کو کئی بار لکھتے۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقیہ تر تھے یا امام مالک رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کہ ساری زمین امام مالک رحمتہ اللہ علیہ جیسے علماء سے بھر جائے پھر بھی امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فقیہی مقام کو نہیں پاسکتے۔ عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہم اپنے نفسوں میں اللہ تعالیٰ کی تکذیب نہیں کرتے' فقہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ منفرد ہیں۔ حدیث میں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اگر یہ دونوں حدیث اور فقہ میں متفق ہوتے تو آج کسی کو اختلاف کرنے کی جرات نہ ہوتی۔

وکیع بن الجراح رحمۃ اللہ علیہ

وکیع بن الجراح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں جتنے لوگوں سے ملا ہوں مجھے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلے بھاری نظر آئے ہیں۔

جعفر بن بدیع رحمۃ اللہ علیہ

جعفر بن بدیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس میں پانچ سال تک فقہ کے مسائل سنتا رہا' میں نے ان سے زیادہ خاموش طبع کسی کو نہیں دیکھا ہاں جب دینی مسائل بیان فرماتے تو ایک بہتا ہوا دریا معلوم ہوتے۔

محمد بن المروزی رحمۃ اللہ علیہ

محمد بن مروزی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رحم فرمائے ان کی زبان جب کھلتی ہے حق بولتی ہے۔

ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ

قاضی ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ تھے تو ہم ہزاروں خطائیں کرتے تھے' اب ہمیں اپنی خطائیں دکھائی نہیں دیتیں یوں محسوس ہوتا ہے کہ اب ہماری خطا اور غلطی کو پکڑنے والا کوئی نہیں۔ ہم جو کچھ کہہ دیتے ہیں لوگ اسے ہی سچ اور حق سمجھ لیتے ہیں۔

ابن سیار رحمۃ اللہ علیہ

ابن سیار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمام سیاسی بادشاہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عیال ہیں' فقہ میں تمام فقہا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عیال ہیں' تمام محدثین امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عیال ہیں' تمام بلغا اور فصحاء ابوعثمان رحمۃ اللہ علیہ کے عیال ہیں۔ آپ نے پھر فرمایا چار ایسے بزرگ ہیں کہ ان جیسا کوئی پیدا نہیں ہوا۔ ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقہ میں۔ خلیل ادب میں۔ حافظ تصنیف میں اور ابوتمام شاعری میں۔ اسی موضوع پر چند اشعار ملاحظہ فرمائیں ؎

شهدت نعمان الامام بسبقه فی العلم والتقوی بنو الایام
وتالبت و تظاهرت فی مدحه فرق الهدی وائمة الاسلام
اهل الحجاز مع العراق باسرهم مدحوه مثل مديح اهل الشام
بل اهل کل الارض قدمدهوا الرضا مدحًا بجد علی بلی الاعوام
نادوا بان ابا حنيفة للتقی والعلم صار امام کل امام
اخذ الامام من الشريعة والتقی ومن العبادة اوفر الاقسام
لله قد مدحوه اذلم تدعهم نحو المديح شوافع الارحام
عرفت ملوک الحق حق علومه
فثنوا اليه اغنة الاعظام

ترجمه: زمانے کے تمام اہل علم نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم و تقویٰ کو تسلیم کیا ہے۔ ہدایت کے تمام راہنماؤں اور اسلام کے ائمہ نے آپ کی مدح و تعریف کی۔ اہل عراق اور اہل حجاز نے آپ کی علمی برتری کو یکساں تسلیم کیا بلکہ یوں کہئے کہ تمام اہل زمین نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف و توصیف کی۔ پسندیدہ مدح جسے خواص اور عوام یکساں تسلیم کرتے ہیں میں پکار پکار کر کہہ رہا ہوں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام ائمہ کے امام ہیں۔ آپ شریعت' تقویٰ' عبادت اور اعمال میں سب سے اعلیٰ مرتبہ پر ہیں لہٰذا انہیں مدح کے لیئے نہ بلاؤں تو آپ کے بغیر مدح کیسے! آپ تو محمود زمانہ ہیں۔ تمام بادشاہ آپ کے علوم کا حق جانتے ہیں اور ہر صاحب علم نے آپ کی مدحت سرائی کی طرف باگیں موڑی تھیں۔

****

چوہترواں باب

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی قرات قرآن پاک

علی بن محسن التنوخی فرماتے ہیں کہ میں ابوالفضل محمد بن جعفر بن محمد خزاعی کے مدرسہ میں ۲۸۰ھ میں زیر تعلیم تھا۔ یہ اتوار کا دن تھا' آپ نے فرمایا الحمدللہ وحدہ صلی اللہ علی محمد النبی و آلہ وسلم ○ آج میں تمہارے استفسار پر بتانا چاہتا ہوں کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کونسی قرات ادا فرمایا کرتے تھے اور ان کی مروجہ قرات کیا تھی۔ میں ہر قرات کی تشریح اور وضاحت بھی کرنا چاہتا ہوں' میں تمہارے سوال کا جواب محض رضائے خداوندی کے لئے دے رہا ہوں' اگرچہ آج کے بعض نادان اور ناواقف لوگ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مختلف اعتراضات کر کے آپ کے علمی اور فقیہی مقام کو کمتر کرنے کی سعی بے حاصل کرتے رہتے ہیں اور بغض و حسد کی وجہ سے یہ مشہور کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تو قرآن مجید حفظ نہ تھا۔ اپنی روایتیں غلط بیان کرتے تھے حالانکہ آپ کے کمال علم کا ایک زمانہ گواہ ہے اور امت کے تمام انصاف پسند اہل علم اس بات پر متفق ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک باکمال فقیہ تھے۔ میں نے اپنے ماموں ابوالعباس احمد بن محمد سے سنا تھا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان میں ساٹھ قرآن پاک ختم کیا کرتے تھے۔ ایک دن کو ختم کرتے اور ایک رات کو۔ اسی طرح امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی روزانہ ایک قرآن مجید ختم کیا کرتے تھے۔ یہ بات کسی دلیل کی محتاج نہیں کہ آج خطہ زمین پر کوئی ایسا فقیہ اور عالم نہیں جو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقابلہ کر سکے بلکہ ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ آج بڑے سے بڑا امام بھی آپ کے دسترخوان علم کا فیض یافتہ ہے اور دنیا بھر کے اہل فضل و کمال آپ کی مدح سرائی کرتے ہیں۔

ایک حدیث : حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا اشراف امتی حملہ' القرآن اصحاب اللیل ○ میری امت

کے برگزیدہ وہ لوگ ہیں جو قرآن پاک کے حافظ اور شب بیدار ہیں۔ وہ شیخ جنہوں نے یہ روایت بیان کی ہے وہ احمد بن ابراہیم اسماعیلی حافظ قرآن اور صاحب الصحیح ہیں انہوں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث پڑھی تھی اور قرات قرآن سیکھی تھی۔ انہی میں محمد بن الحسن، ابویوسف اور ایک بہت بڑی جماعت تھی۔ ان حضرات نے آپ سے ایک ایک لفظ اور ایک ایک حرف کی قرآت سیکھی تھی اور یہ حضرات پورے اسناد سے قرات کے مختلف انداز کو بیان کرتے ہیں۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات بھر قرآن پاک کی قرات کے ساتھ تلاوت فرماتے۔ محمد بن الحسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کئی بار امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رمضان میں قرات پڑھتے سنا۔ وہ مختلف قرائتوں میں قرات پڑھتے اور اپنی پسندیدہ قراتوں کو ادا فرماتے۔ آپ نے وہ انداز اختیار کیا تھا جو صحابہ کرام اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے آپ تک پہنچا تھا۔

فاتحہ الکتاب

محمد بن الحسن شیبانی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملک یوم الدین ☆ یعنی بہ صیغہ فصل اور "یوم" کو مفعول بنا کر پڑھا کرتے تھے اسی طرح ابوحیوۃ بن شریح بن یزید اور دوسرے ائمہ قرات پڑھا کرتے تھے۔ ابوبکر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور یحییٰ بن عمر بھی ایسے ہی پڑھا کرتے تھے۔

سورۃ البقرہ

امام محمد کی روایت ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واذا قیل لھم کو (سما) سے پڑھتے تھے۔ ایسے ہی امام کسائی اور یعقوب حضرمی پڑھا کرتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ اویس بھی ایسے پڑھا کرتے تھے۔ یہ قول بواؤ مکسورۃ کے ساتھ ہے کیونکہ یہ قول سے مشتق ہے اس کے فعل کی عین کے بالمقابل وزن میں ورد ہے۔ اس پر کسرہ ثقیل ہے اسی لئے وہ قاف کو منتقل کر دی گئی۔ پھر واو سے تبدیل ہوئی، قاف کے کسرہ کی وجہ سے جیسے علم الصرف کا قاعدہ ہے۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واذا لاقوالذین الف کے ساتھ

بروزن فاعلوا پڑھا کرتے تھے اسی طرح حضرت زید بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعقوب حضرمی اور یمانی بھی پڑھا کرتے تھے۔

بعض قراء نے تشابهت علینا کو جمع اور ثقیل کر کے پڑھا' یہ قراۃ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے ایسے ہی امام زید بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پڑھا کرتے تھے' دراصل تشابة کی " تا "کو شین میں مدغم کردیا جاتا تھا۔

سورۂ آل عمران

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ ملاء الارض کو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ نے ہمزہ ترک کر کے پڑھا تھا۔ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے وقت کے امام قرات تھے بھی اسی انداز میں پڑھا کرتے تھے۔ اسی طرح دوسرے مشہور قاری قنبل ابن کثیر (ائمہ قرات) کی روایات ہیں۔

ابو زہیر عبدالرحمٰن بن معبد الدوسی فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اوالوالعلم قیما بالقسط ☆ (قیم) بہ تشدید یا بغیر الف پڑھا کرتے تھے۔ علقمہ بھی اسی طرح پڑھا کرتے تھے۔ امام احمد یحییٰ نحوی نے فرمایا کہ القیم بروزن جید ہے۔ بعض حضرات اسے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرات لکھتے ہیں۔

امام محمد بن الحسن کی روایت ہے کہ وللہ میراث السموات والارض ☆ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بکسر پڑھا میں نے بھی بعض قراء کے سامنے ایسے ہی پڑھا تھا۔ یہ قرات حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اختیار کی تھی اور اس سے مروی ہے زاد دو لفظوں کے درمیان یعنی امالہ و عدم امالہ کے ہے۔

سورۃ النساء

امام محمد بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان لم تکن کو "تا" کے ساتھ پڑھا ہے اس کی ضمیر "المودۃ" کی طرف راجح ہے' ایسے ہی ابن کثیر' یعقوب الحضرمی بھی پڑھا کرتے تھے۔ اولیس کی روایت بھی اسی طرح ہے۔ حفص نے عاصم سے بھی یہی روایت بیان

کی ہے۔

عبدالوارث کے طریق سے ابو عمر سے پڑھا ہے۔ ان یدعون من دونہ الا اثنا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرات ہے۔ یہی قرات عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تھی۔ "اثنا" "وثن" کی جمع ہے "اجوہ" کی طرح اس کی واو ہمزہ سے تبدیل ہوئی ہے۔ اثنا پڑھا گیا۔

سورۃ الانعام

امام محمد بن الحسن رحمتہ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فبھدیھم اقتدیہ پڑھا کرتے تھے۔ بکسر اور ابن عامر کی بھی یہی قراۃ ہے۔ ابن زکوان کی روایت میں بھی ایسے ہی ہے۔ ابوعلی الفارس کی بھی یہی قرات ہے' انہوں نے استدلال اس سے یہ کیا۔ مصدر مراد ہے' گویا کہا گیا ہے۔ اقتدا اقتداہ پھر بکسر ہا۔ اقتداء سے کنایہ ہے اور یہ حجت بہتر ہے۔ اس لیئے جب ہائے سکتہ سے زائل کیا گیا تو یہ کنایہ ہے اور کنایات ہا پر کسرہ پڑھنا جائز ہے۔

ابو زہیر دوسی فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا آپ نے پڑھا فمن ابصر فلنفسہ ومن اعمی فعلیھا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لا تنفع نفسا "تا" کے ساتھ نفس مرفوع مروی ہے۔ ابوالفضل نے فرمایا کہ یہ ضعیف روایت ہے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں فلہ عشر کی تنوین کے ساتھ امام ابوحنیفہ قرات کیا کرتے تھے۔ امثالھا عشر کی صفت لام کو رفع کر کے امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ قرات کیا کرتے تھے۔ یعقوب حضرمی وغیرہ کی قراۃ بھی یہی ہے۔

سورۃ الاعراف

روایت محمد بن حسن ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "معائش" ہمزہ اور مد کے ساتھ پڑھا ہے۔ عرج اور نافع کی قراۃ جیسا کہ خارجہ کی روایت میں ہے۔ المازنی نے فرمایا کہ ہمزہ سے پڑھنا خطا ہے اس لیئے کہ یہ عیش سے ہے اور جس نے معائیش پڑھا ہے تو اس کا مقصد لفظ پر ہے (یعنی یا کو ہمزہ سے تبدیل کرنا) یہ لفظ رسائل کے وزن پر ہوگا۔ "مسنی السوہ" کو امام

ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یا ساکن سے پڑھا ہے اور سلیم بھی اسی طرح روایت کرتے ہیں۔

سورۃ الانفال و توبہ

امام محمد بن الحسن کی روایت ہے کہ ولیجدوا فیکم غلظة بضم غین پڑھا گیا ہے۔ یہی قراۃ عاصم سے روایت ہے۔ ابو عمر بن العلاء سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ لغت میں کہا جاتا ہے غلظة غلظة و غلظة

سورۃ یونس

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے مطابق وآخر دعواهم ان الحمد للہ رب العالمین بہ فتح نون اور مشدد اور دال مضوبہ۔ ایسے ہی یعقوب الحضرمی نے پڑھا۔ یہ روایت حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاری ہوئی ہے۔ فالیوم 'ننجیک بابدانک لتکون لمن خلقک امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے خا و قاف اور فتح اللام سے پڑھا ہے اور ننجیک بھی پڑھا ہے۔ البربری کی قرات بھی یہی ہے۔ الکردری نے الیذدی سے لکھا ہے۔

سورۃ یوسف

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مالک لا تآمنا ادغام کے ساتھ پڑھا۔ اسی طرح بطریق ابن الواسطی ' حلوائی اور نافع کی قرات میں ہے۔ یہی ابو جعفر یزید بن القعقاع اور ابو عبد القاسم بن سلام کی قراۃ ہے۔ ابوالفضل نے ادغام بلا "شما" پڑھا اور قیاس کا تقاضا بھی یہی ہے اس لیئے ادغام اس وقت ہوتا ہے جب ساکن ہو۔ ابو عبید نے فرمایا اشما ضروری ہے لیکن نحویوں کے نزدیک یہ قراۃ مردود ہے۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجھے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم اس آیت کو کیسے پڑھتے ہو لا یا تیکما طعام ترزقناه میں عرض کی ترزقناه میں بکسر نون پڑھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا نہیں یہ بضم نون ہے۔ ابوالفضل نے فرمایا میں اس قرات کی تائید میں کسی قاری سے

آگاہ نہیں ہوا۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرات اختیار کرنے کے بے شمار طریقے استعمال کیئے گئے ہیں۔ یہ ایک نہایت ہی فنی طریقہ ہے جس کی تفصیلات کو بیان کرنا ضروری نہیں جانتے' چنانچہ ترجمہ کرتے وقت قارئین کرام سے معذرت کے ساتھ قرات کے مختصر طریقے لکھ دیئے گئے ہیں حالانکہ اس کتاب میں پچاس قراتوں کو بڑی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ بعض قرائتوں کے دو ہزار' بعض کے دو سو اور بعض کے نوے طریقے بیان کیئے گئے ہیں اور مولف علام نے بتایا ہے کہ میں نے اس کتاب کو صرف دو اماموں یعنی امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے طریقوں تک محدود رکھا ہے۔

مصنف علام فرماتے ہیں کہ قرات کی مشہور کتاب " الکامل " (جس سے ہم نے استفادہ کیا ہے) کے مولف نے بتایا ہے کہ جب میں اپنی بستی یشکرہ سے نکلا (یہ بستی وسط مغرب میں ہے) تو روش تک سفر کرتا گیا (روش وسط المشرق میں واقع ہے) تو میں ہر ایک شہر اور قریہ کی زیارت کرتا گیا۔ ہر شہر میں داخل ہوتا' وہاں کے تاتاریوں سے ملاقات کرتا' میں اس سفر میں اپنے راستے کے دائیں بائیں کی تمام بستیوں میں گیا اور وہاں کے تاتاریوں سے ملا۔ پھر سفر میں ارد گرد کے تمام میدانی اور پہاڑی علاقے دیکھے' آباد اور غیر آباد علاقے دیکھے۔ آباد اور غیر آباد بستیوں میں گیا اور کسی سے پڑھنے یا قرات کے قواعد اور روایات سیکھنے سے اجتناب نہیں کیا۔ مرد' عورت' چھوٹے' بڑے غرضیکہ ہر ایک سے اکتساب فیض کرتا گیا۔ میں ترتالیس سال اس مشن پر رہا اور اکثر سفر میں رہا۔ بھوک' پیاس' فقر و فاقہ کی کبھی پرواہ نہیں کی۔ رات دن اسی کام میں مصروف رہا۔ ہر قراہ سے پانچ چھ بلکہ بعض اساتذہ سے بیس تیس طریقے یاد کیئے اور اس طرح اپنی کتاب " الکامل " مرتب کی۔

یاد رہے کہ " الکامل " کے مصنف رحمتہ اللہ علیہ نابینا تھے۔ آپ نے اپنی شبانہ روز کاوش سے تمام قراتیں زبانی یاد رکھیں۔

" المناقب " کے مولف علام امام موفق رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اس کتاب کی اجازت مجھے صدر الحفاظ ابوالعلاء الحسن بن احمد ابن الحسن العطار الھمدانی رحمتہ اللہ علیہ نے دی۔ انہیں یہ اجازت اول سے آخر تک المقری ابوالعز الواسطی رحمتہ اللہ علیہ سے ملی تھی۔ انہوں نے مصنف

الیشکری (نابینا حافظ) سے پڑھی تھی یہ اس زمانے کی بات ہے جب "الکامل" کے مصنف گرامی بغداد میں تشریف فرما تھے۔ میرا ارادہ ہوا کہ میں صرف وہی قرات حاصل کروں جسے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے لیا گیا ہے چنانچہ میں نے آپ کی روایات کو بیان کرنے کو ترجیح دی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب پر اپنی ہزاروں رحمتیں نازل فرمائے۔ یہ چند اشعار ہدیہ قارئین ہیں۔

لابی حنیفة ذی الفخار قراة   مشهورة منخولة غراء
مرضت علی القراء فی ایامه   فتعجبت من حسنها القراء
للّٰه در ابی حنیفة انه   خضعت له القراء والفقهاء
خلف الصحابة کلهم فی علمه   فتضالت الجلاله الخلفاء
سلطان من فی الارض من فقهائها   وهم اذا افتوا له اصداء
ان المیاء کثیرة لکنه   فضل المیاه جمیعها صداء
وبرغم آنف حاسدیه ذکره   شرقًا و غربًا مسکة ذفراء

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرات واضح اور روشن ہے۔ ان کے دور میں میں نے اپنی قرات وقت کے قراء کے سامنے سنائی تو وہ حیران رہ گئے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بے پناہ انعامات ہوں کہ ان کے انداز قرات کے سامنے قاریوں اور فقہا کی گردنیں جھک گئیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے علوم سے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بڑا انعام عطا فرمایا تھا اور وہ صحابہ کرام کے نائب تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے علم کے آگے وقت کے امام اور خلفاء بھی دم نہ مار سکے۔ آپ ساری زمین پر فقہا کے سلطان ہیں۔ آپ جب فتویٰ دیتے ہیں تو تمام فیصلے ہیچ دکھائی دیتے ہیں۔ بیشک علم کے سمندر ٹھاٹھیں مار رہے ہیں مگر آپ کا علم تمام سمندروں سے زیادہ وسیع و عریض ہے۔ آج آپ کے حاسدوں کے ناک گھس گھس گئے ہیں اور آپ کا ذکر خیر شرقاً غرباً مشک خالص کی طرح پھیلا ہوا ہے اور ساری دنیا کو مہکا رہا ہے۔

✪✪✪

۴۲ واں باب

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ یادگار زمانہ بن گئے

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علمی کمالات کا ایک پہلو بڑا روشن ہے کہ آپ کے منہ سے جو لفظ نکلا وہ آنے والے اہل علم کے لیئے ایک سند بن گیا۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا تھا، آپ نے فرمایا میں نے گناہ میں ذلت دیکھی اس کے ترک سے مروت کو اختیار کیا تو وہ دیانت بن گئی۔

امام ابوالمحاسن المرغینانی نے فرمایا کہ جب میں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بات لوگوں تک پہنچائی تو انہوں نے نہایت غور و خوض کے بعد تسلیم کیا کہ واقعی امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ بے مثال ہیں۔

یروی الرواۃ لنا مقالا مرتضی ۔۔۔ لابی حنیفۃ کان فیہ محسنا
ان المعاصی نذلۃ فترکتھا ۔۔۔ لمروۃ حتیٰ یصیر تدینا

ترجمہ : ہمیں راویوں نے ایک پسندیدہ قول روایت کیا جو امام ابو حنیفہ کا مقولہ تھا اور وہ بہترین ہے وہ یہ کہ معاصی ذلت ہے اس کا ترک مروت ہے اور اس مروت کا نتیجہ دیانت ہے۔

امام ابو حنیفہ تابعی تھے

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلاشک و شبہ تابعی تھے آپ کو تیسرا دور (زمانہ) ملا اور اس زمانے کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیر و عدالت کی پیشین گوئی فرمائی تھی۔

امام ابوحنیفہ اس دور کے آخری حصہ میں تھے اور ان صحابہ کرام کی زیارت کی جو صحابہ کرام کی جماعت کے آخری دور کے تھے۔ آپ نے چھ سات صحابہ کرام کی زیارت کی تھی۔ یہ بات صحیح ترین روایات میں ملتی ہے۔ پھر آپ نے ان کی زبان سے احادیث نبوی بھی سنی تھیں۔ ہم ان حضرات کی تفصیل اس کتاب کے پہلے حصہ میں کر آئے ہیں۔

حضرت امام ابوحنیفہ نے قرن ثانی کے آخر اور قرن ثالث کی ابتداء میں تعلیم و تدریس کا کام شروع کر دیا تھا۔ اسی قرن ثالث میں آپ کا انتقال ہوا تھا۔ آپ مشهور لهٗ بالخیر والعدالت تھے۔ اس دور میں آپ جوان ہوئے، تعلیم حاصل کی پھر لوگوں تک مسائل دینیہ پہنچائے اور فتویٰ دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ آپ نے زندگی کا سارا حصہ رشد و ہدایت میں گزارا تھا۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نشو و نما اس دور میں ہوئی تھی جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خیر و عدالت کا زمانہ قرار دیا۔ "خیر القرون" کے بعد یہی بہترین دور تھا، اس کے بعد عالم اسلام میں سیاسی اور معاشرتی بے راہ روی کا آغاز ہوا۔ حضور ﷺ کے زمانے کے بعد جوں جوں وقت گزرتا گیا معاشرتی زندگی میں انحطاط آتا گیا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ روز بروز خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں، فقہ و دیانت میں وہ بات دکھائی نہیں دیتی جو پہلے زمانوں میں پائی جاتی تھی، صدق و امانت ختم ہوتی جارہی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان ادوار کے لیئے جو حدیث فرمائی اس کے لیئے تربیت کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ یہ تربیت کا زمانہ ہے، یعنی لفظ "ثم" لایا گیا ہے۔ قرآن پاک نے بھی اس دور کو اولم یروا انا ناتی الارض ننقصها من اطرافها ☆ اس آیت کریمہ کی مفسرین نے تفسیر فرماتے ہوئے لکھا ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ زمین سے بہتر اور اہل علم اٹھتے جائیں گے (یعنی اچھے لوگ فوت ہو جائیں گے) اسی لیئے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مسلمانوں کی معاشرت کی بنیاد عدالت پر ہے، یہ دوسری صفات پر غالب رہتی ہے، آپ کا دور بھی عدل و صدق کا زمانہ تھا۔

امام ابویوسف اور امام ابو محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حاکم یا قاضی اس وقت تک گواہ قبول نہ کرے جب تک گواہی دینے والے کی صداقت کی تصدیق نہ کی جائے، اگر مخالف اس کی گواہی پر اعتراض نہ بھی کرے پھر بھی گواہی دینے والے کی صداقت کی تصدیق کرنا ضروری ہے۔ ان

دنوں جھوٹ اور بددیانتی کا دور دورہ ہے۔ ان دونوں بزرگوں نے فرمایا اگر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آج کے لوگوں کو دیکھ لیتے تو وہ فتوے جاری نہ کرتے جو آپ نے جاری کیئے تھے۔ آپ کے زمانے کے لوگ سچے تھے' دیانتدار تھے' خود امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عدل و دیانت کے ستون تھے۔ آپ کی پرہیزگاری مثالی تھی۔ آپ کے سامنے دیانتدار لوگ مسائل لاتے تو آپ فتویٰ دیا کرتے تھے' آنے والے زمانوں میں ائمہ کرام اور قاضیوں کو لوگوں کی دروغ گوئی کے سامنے فیصلے کرتے بڑی دقت محسوس ہوئی۔ نبی پاک ﷺ کی شریعت کی حفاظت کس قدر مشکل تھی' اللہ تعالیٰ نے اس چیز کو اپنے ذمہ لگایا انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون ☆ "بیشک اللہ تعالیٰ نے اس کلام کو نازل فرمایا اور وہی اس کی حفاظت کرنے والا ہے۔"

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے فقہ کی تدوین کی تھی۔ آپ سے پہلے مسائل بیان کیئے جاتے تھے مگر جس ترتیب اور ضبط سے امام صاحب نے رواج دیا وہ آپ کو اولیت تھی۔ صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث اور عمل کی روشنی میں فیصلے فرمائے' مگر فقہ کو مرتب نہیں فرمایا اور نہ ہی ان قوانین کے متعلق کتابیں لکھیں' انہیں اپنی ذہانت اور یادداشت پر اعتماد تھا اور اس اعتماد کی روشنی میں فیصلے فرمایا کرتے تھے۔ ان کے فیصلے علم و فضل کے خزانے تھے' ان کے دماغ علم و فضل کے صندوق تھے' امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ کرام کے آخرین دور میں آئے' آپ نے دیکھا کہ علم منتشر ہوتا جارہا ہے' احادیث بیان کرنے والے ایک ایک کر کے رخصت ہو رہے ہیں' آپ نے سوچا کہ اگر یہی کیفیت رہی تو نااہل لوگ اسے اپنی مرضی کے مطابق لے جائیں گے اور یہ خزانہ ضائع ہو جائے گا۔ اس لیئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ "ایک وقت آنے والا ہے کہ علم قبض کر لیا جائے گا' لوگوں کے سینے علم سے خالی ہو جائیں گے' علماء کرام اور اہل علم مر جائیں گے تو علم اٹھ جائے گا اور مجھے ڈر ہے کہ لوگ گمراہ نہ ہونے لگیں۔" ان حالات میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احادیث پاک کو مرتب کیا۔ علم فقہ کی بنیاد رکھی' اس کی تدوین کے مختلف ابواب کو مرتب کیا اور اس پر کتابیں لکھیں اور دوسرے اہل علم سے لکھوائیں۔

یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ فقہ کا آغاز طہارت سے ہوتا ہے' اس کے بعد دوسری

عبادات ہوتی ہیں۔ اس کے بعد دینی معاملات کی خدمت ہوتی ہے اور فن میراث پر فقہ ختم ہو جاتی ہے۔ علم فقہ میں طہارت' عبادات کا سب سے پہلے اس لیئے اہتمام کیا گیا ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جو سوال ہو گا وہ عبادت یعنی نماز کا ہو گا اور نماز طہارت کے بغیر جائز نہیں ہو سکتی۔ نماز اخص العبادات ہے اور اہم ترین رکن اسلام ہے۔ معاملات عبادات کے بعد آتے ہیں اس کی تکمیل کے بعد وصایا اور مواریث کو مرتب کیا گیا' یہ فقہ کے آخری حصہ میں کیا گیا تاکہ انسان کی آخری زندگی بلکہ موت کے بعد کی زندگی کے معاملات شریعت کے مطابق درست طے پاتے جائیں۔ ہمارے نزدیک شریعت کی وضاحت کے لیئے فقہ نے کتنا خوبصورت آغاز کیا اور کس قدر اچھا اختتام کیا۔ یہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تدوین فقہ نہایت موثر اور اہم ثابت ہوئی اس لیئے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ "تمام علمائے کرام امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عیال ہیں۔"

ابن سریح رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے آپ کے ایک شاگرد نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذمت کی تو آپ نے براشفتہ ہو کر فرمایا یاد رکھو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ علوم شریعت کے تین چوتھائی پر واقف ہیں جبکہ دوسرے اہل علم کے حصہ میں علم کا صرف چوتھا حصہ آیا ہے۔ شاگرد نے وضاحت طلب کی تو آپ نے فرمایا علم تو سوال و جواب کا نام ہے اور سوالات کے درست جوابات دینے کا طریقہ سب سے پہلے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایجاد کیا۔ ان جوابات میں بعض نہایت مکمل اور اہم تھے' بعض جواب وضاحت طلب تھے' یہ طریقہ نصف العلم ہے۔ ہم اگر صحیح جوابات کو سامنے رکھیں تو ناقص جوابات کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہیں اور یہ محض چوتھا حصہ رہ جاتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے معاصرین علماء سے جو علمی بحثیں کی ہیں انہیں ادھورا نہیں چھوڑا بلکہ انہیں پورے دلائل سے قائل کیا اور راہ راست پر لائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کو آپ کی شریعت اور علوم کی حفاظت کی ضمانت دی تھی اس ضمانت کو بروئے تحقیق امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ نے اشاعت دی' علوم شریعت کو مرتب فرمایا اگر کسی کو کوئی خطا واقعہ ہوتی تو اس کا ایک طریقہ دیا گیا اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک یہ خطا یا غلطی اجتہادی غلطی قرار دی گئی اور یہ بات متفق علیہ ہے کہ اجتہادی غلطی غلطی نہیں ہوا کرتی اور اس پر کسی قسم کی گرفت نہیں ہوتی۔

علم فرائض کی تدوین

دنیائے اسلام میں سب سے پہلے فقیہہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جنھوں نے علم فرائض اور میراث کو مرتب فرمایا' اس پر کتابیں لکھیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شریعت میں سب سے اہم علم علم میراث ہے' اسے سیکھو تاکہ اسلام کا معاشرتی نظام درست رہے۔ یہ نصف العلم ہے' علم میراث کی شرائط میں سب سے پہلے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتاب لکھی ولا یاب کاتب ان یکتب کما علمہ اللّٰہ ☆ (البقرہ) کے مصداق قلم اٹھایا۔

اس آیت کریمہ سے یہ ثابت کرنا واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ خود تعلیم دینے والا ہے مگر اس علم کی شرائط کو مرتب کرنا علم کی بے پناہ خدمت ہے جسے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرانجام دیا۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام میں موجود تمام مذاہب اور افکار کا ذکر فرمایا تھا اس پر آپ نے مقالات لکھے۔ فقہ کی روشنی میں تمام مذاہب کے نظریات کو جمع کر کے ایک اصول مرتب فرمایا' آپ کا مقصد یہ تھا کہ کل قاضی یا حاکم اپنی مرضی سے فیصلے نہ کرتا پھرے بلکہ اس شریعت کی روشنی میں علم فقہ کے مرتبہ اصولوں پر کاربند رہ کر آگے بڑھنا ہوگا اور کوئی حاکم ان اصولوں کو توڑنے کی جرات نہ کرے اور اپنی مرضی سے فیصلے نہ کر سکے۔

آج بعض لوگ یہ کہتے ہوئے نہیں شرماتے کہ یہ مسائل تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے مرتب ہو چکے تھے' ہم انہیں گذارش کرتے ہیں کہ وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے کی ایک کتاب تو سامنے لائیں جس میں شریعت کے ان مسائل کو مرتب کیا گیا ہو' اس سلسلہ میں ہمیں نہ تو صحابہ کرام کی کوئی کتاب یا تحریر ملتی ہے نہ تابعین کی۔ آپ اس بات سے اتفاق کریں گے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے ایسی کوئی کوشش' کوئی کتاب سامنے نہیں آئی' یہی وجہ ہے کہ ایسے لوگ مبہوت ہو کر رہ جاتے ہیں اور انہیں تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ واقعی علم شریعت کو فقہی انداز میں مرتب کرنا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کا کام ہے۔

بعض محققین علم نے فرمایا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانچ لاکھ شرعی

مسائل کو مرتب فرمایا تھا۔ آپ کی کتابیں اور آپ کے شاگردوں کی کتابیں اس بات کی دلیل ہیں۔ آپ کے نظریات اتنے پختہ ہیں کہ آپ کے مخالف بھی ان مسائل سے استفادہ کرتے ہیں اور ایسے ایسے نکتے اور دقیقے تلاش کرتے ہیں جس سے وہ اپنے جوابات کو مستند بنا لیتے ہیں۔ ایسے مسائل کو اہل عرب نے لیا' پھر جرو مقابلہ علماء نے حاصل کیا۔

ابوبکر رازی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک تاثر

ابوبکر رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تالیف "جامع صغیر" میں لکھا ہے کہ میں "مدینۃ السلام" میں شرح "جامع کبیر" پڑھا کرتا تھا' اس میں مجھے علم نحو کے ماہرین کے بعض مسائل پڑھنا تھے' میرے استاد ابو علی الحسن بن عبدالغفار الفارسی تھے۔ آپ اس کتاب کو بڑے ماہرانہ انداز میں پڑھایا کرتے تھے۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ اس کتاب کے مصنف نے بہت سے مسائل امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسائل سے نقل کیئے ہیں اور فرمایا کرتے ایسے مسائل وہی شخص وضع کر سکتا ہے جو فن نحو میں خلیل اور سیبویہ کا ہم پلہ ہو۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مذہب کے بیان میں نحوی مسائل کو جس انداز سے حل کیا ہے۔ وہ ماہرین نحو سے بھی داد وصول کرتے ہیں۔ اس علم کی تمام جزئیات آپ کے ذہن میں تھیں' وہ علم کے امام تھے' علم کے بحر عمیق تھے' وہ سمندر کی گہرائیوں کے مالک تھے' ان کے علم کی بلندیاں پہاڑوں کو پست کر دیا کرتی تھیں' المتنبی نے کیا خوب کہا ؎

امام رست للعلم فی کنہ صدرہ
جبال جبال الارض فی جنبھا قف

ترجمہ : وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس کے سینے کی گہرائیوں میں علم موجزن تھا' وہ علم کا ایسا بلند و بالا پہاڑ تھے کہ دنیا کے تمام پہاڑ آپ کے سامنے پست دکھائی دیتے تھے۔

ہم دوسرے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ جس شخص نے کسی فن کو حاصل کیا وہ اپنے زمانہ میں اور اپنے بعد کے زمانہ میں بھی اپنی تمام قابلیت اور ترقی کے باوجود اس فن میں تشنگی محسوس کرے گا اور احساس کمتری کا شکار رہے گا مگر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے علوم پر اس قدر پختہ اور صائب الرائے ہیں کہ قیامت تک اس میں کسی قسم کی کمی محسوس نہیں کی جائے گی۔ ان

علوم و فنون کے ساتھ ساتھ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبادت و ریاضت میں باکمال شخصیت کے مالک تھے اور دیانت میں بے مثال تھے۔

آپ حج اور عمرہ کے لیئے سفر پر جاتے، روزہ اور افطار پر پابندی فرماتے۔ ہم آپ کی عبادات اور افطار کی تفصیل سابقہ صفحات میں کر آئے ہیں۔ ہم حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اس انداز کو کرامت کہہ سکتے ہیں، ورنہ ایک انسان کے بس کی یہ باتیں نہیں ہیں۔

شوافع کے استدال پر ایک نگاہ

بعض شافعی علماء نے امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کو علمی اعتبار سے بڑا مقام اور اہم قرار دیا ہے اور اس سلسلہ میں انہوں نے دلائل بھی دیئے ہیں، ہم ان کے بعض نظریات پیش کرتے ہیں۔

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث کہ الائمۃ من قریش کہ امامت اور سیادت صرف قریش کو ہی حاصل رہے گی۔

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قدموا قریش والا تقوموا قریش کو امامت اور قیادت دو ان کے آگے نہ بڑھو۔

(۳) تعلموا من قریش ولا تعلیمواھم قریش سے علم سیکھو خواہ مخواہ ان کے استاد نہ بنو۔

ان احادیث کی روشنی میں شافعی علماء دلیل قائم کرتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ قریش ہی امامت کریں، قریش ہی قیادت کریں، قریش ہی علم دیں گے اور قریش ہی راہنمائی کریں گے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ قریشی ہیں لہٰذا ان کے بغیر کسی شخص کو علمی قیادت یا سیاسی اقتدار کی اجازت نہیں ہے۔ امام شافعی ابن عم النبی اور آپ ان کی اولاد سے ہیں لہٰذا ان کے رتبہ کو کوئی دوسرا نہیں پا سکتا۔

ہم ان حضرات کے ان دلائل کے جوابات میں گذارش کرتے ہیں کہ نسب کو علم پر کوئی فوقیت نہیں، علم و فقہ کے مقابلہ میں نسب کی کوئی حیثیت نہیں۔ تفاسیر میں حضرت لقمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق لکھا ہے کہ وہ حبشی تھے، آپ کے ہونٹ بڑے بڑے تھے، پنڈلیاں خشک اور

کمزور تھیں اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے انہیں ولقد اتینا لقمان الحکمۃ☆ ہم نے ان تمام نقائص کے باوجود لقمان کو حکمت کی دولت سے نوازا تھا۔ حکمت معرفت الٰہیہ کی ایک شاخ ہے' لہٰذا علم و حکمت انسان کی جسمانی حیثیت کو نظر میں نہیں لاتے' نہ ہی نسب و ذات کو اہمیت دیتے ہیں۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ قرآن پاک میں جہاں جہاں بھی لفظ حکمت لایا گیا ہے اس سے مراد "علم فقہ" ہے۔ بعض نے حکمت سے مراد الاصاب فی القول لی ہے۔ وہ بات جو منتہی برصواب ہو وہ حکمت ہے۔ یعنی حضرت لقمان کو وہ حکمت دی گئی جو بنی آدم کو عطا ہوئی ہے' انہیں علم و خیر سے نوازا گیا۔

تاریخ اسلام میں ہم دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرام کے دور سے لے کر آج تک اکثر اہل علم اور شریعت سے واقف اکثر ائمہ قریش میں بلکہ ان میں سے اکثر موالی یعنی آزاد کردہ غلام ہیں۔ کیا تابعین میں علماء کرام کی اکثریت غیر قریش نہیں ہے۔ جو عربی نسل ائمہ ہوئے ہیں ان میں سے بھی اکثر غیر قریشی ہیں' وہ عرب کے مختلف علاقوں سے غلام بن کر آئے تھے۔

حضرت قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ غیر قریش تھے مگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ جیسے صحابہ کرام نے ان سے فتویٰ لیا اور اپنی خلافت میں قاضی مقرر فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم و فضل کے سمندر ہیں اور مرتبہ العلم کے بلند و بالا دروازے ہیں اس کے باوجود آپ قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ سے فتویٰ لیا کرتے تھے اور مسائل میں اکثر صحابہ کے فیصلوں پر آپ کی رائے پر اعتماد کرتے اور ترجیح دیا کرتے تھے۔ صحابہ کا اجماع اس وقت تک قبول نہ فرماتے جب تک قاضی شریح اپنا فیصلہ صادر نہ فرما دیا کرتے۔

حضرت علقمہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد تھے مگر وہ قریشی نہیں تھے۔ جب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت کی خبر سنی تو فرمایا آج علم فوت ہو گیا۔

عمرو بن شرجیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا علمی مقام اور مرتبہ مشہور ہے۔ اکثر شافعی ائمہ نے آپ کے مسائل کو محبت کے

طور پر تسلیم کیا ہے۔ صحابہ کرام میں اس مسئلہ پر بحث ہوئی کہ جس کی آنکھ کو تکلیف ہو اور وہ سر جھکانے سے قاصر ہو وہ نماز کیسے ادا کرے گا۔ حضرت عمرو بن شرجیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا وہ لیٹ کر نماز ادا کر سکتا ہے۔ عمرو بن شرجیل' عبداللہ ابن عباس نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے شاگردوں علقمہ' اسود اور مسروق سے فتوی پوچھا تھا تو آپ کو حضرت عمرو بن شرجیل کا جواب پسند آیا۔ جس شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فتویٰ پوچھا اور ان کے فتویٰ کو پسند فرمایا ان کے علم و جلالت میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنوہاشم کے قریش سے ہیں مگر جس سے فتویٰ لیا جارہا ہے وہ غیر قریش ہیں۔

حضرت اسود' حضرت مسروق' حضرت ابوعبدالرحمٰن سلیمی' زر بن حبیش' شفیق بن سلمہ' ابراہیم اور شعبی جیسے جلیل القدر شریعت کی علوم کے ماہر مانے گئے ہیں۔ شعبی اتنے مقتدر امام تھے کہ جب ابراہیم نخعی رحمتہ اللہ علیہ فوت ہوئے تو آپ نے فرمایا آج اہل کوفہ کا فقیہ اور امام فوت ہو گیا ہے۔ لوگوں نے شعبی سے کہا آپ ایسا کہہ رہے ہیں حالانکہ آپ خود بھی کوفہ کے فقیہ اور امام ہیں ! آپ نے فرمایا میں ابراہیم نخعی کو اہل کوفہ کا عظیم فقیہ تسلیم کرتا ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا آج اہل مکہ کا فقیہ ابراہیم فوت ہو گیا ہے۔ لوگوں نے تعجب سے پوچھا آپ کیا فرما رہے ہیں حالانکہ مکہ میں مجاہد و عطاء جیسے ائمہ موجود ہیں۔ آپ نے پھر فرمایا آج اہل مدینہ کا فقیہ فوت ہو گیا' لوگوں نے عرض کی مدینہ منورہ میں سالم بن عبداللہ' عروہ بن الزبیر موجود ہیں آپ نے یہ سنتے ہوئے بھی فرمایا آج دنیا کا فقیہ اعظم فوت ہو گیا ہے۔ غور فرمائیے کہ ابراہیم نخعی کے علم و فقہ کو کتنے اعتماد سے تسلیم کیا جارہا ہے حالانکہ یہ سب حضرات عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد تھے اور قریش نہیں تھے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد ایک بار کوفہ میں تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلامذہ مسجد میں مسند تدریس پر بیٹھے فقہ کا درس دے رہیں ہیں مسجد میں چار سو دواتیں پڑی ہیں اور لوگ ان کے درس کو لکھتے جارہے ہیں۔ آپ نے فرمایا ابن ام عبداللہ بن مسعود اس شہر میں ان حضرات کو چراغ بنا کر چھوڑ گئے ہیں۔

عبیدہ سلمانی، سعید بن جبیر، حسن بصری، ابن سیرین، ابوالعالیہ، ابوصالح، باذام ہانی یہ سب قریش نہیں تھے ام ہانی کے غلام تھے۔ ان حضرات کے علاوہ دنیائے اسلام کے مختلف شہروں میں ایسے ائمہ موجود تھے جو قریشی نہیں تھے۔ حجاز میں مجاہد، عطاء، طاؤس، عکرمہ، نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے مستند ائمہ تھے۔ یہ تمام کے تمام قریشی نہیں تھے۔ شام میں مکحول، عمرو بن دینار، یحییٰ ابن کثیر، تمام کے تمام موالی (آزاد شدہ غلام) تھے۔

نسب رسول ﷺ کا مقام و مرتبہ

شافعی حضرات کہتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اولاد رسول ﷺ سے تھے۔ قریشی النسب تھے۔ ہم اس کا جواب یہی دے سکتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا نسب حضور ﷺ کے خانوادہ سے عبد مناف سے ملتا ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے نانویں یا دسویں پشت سے ہیں یہ قاعدہ یکسر غلط ہے کہ جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دادا پردادا سے نسبت نسبی رکھتا ہو وہ بھی حضور ﷺ کی اولاد کہلائے گا۔ اس طرح تو تمام عرب قبائل حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ابن عم ہیں وہ کسی نہ کسی مقام پر قریش کی جد سے ملیں گے اس طرح سارا عرب ہی ابن جد رسول ہے اور حضور ﷺ کی اولاد سے کہلائے گا۔ عرب کے کئی قبائل ایسے ہیں جن کا نسب نضر سے ملتا ہے، کئی قبائل ہیں جن کا نسب حضرت اسماعیل علیہ السلام سے ملتا ہے، کیا یہ سارے قریش کہلائیں گے اور اولاد ابن جد رسول کا مقام حاصل کریں گے ؟

ائمہ من قریش کی حدیث پر ایک نظر

ائمہ قریش سے امام نماز مراد ہے یا علمی امام، پھر کیا قریش نماز کی امامت، علم کی مسند کے حقدار ہیں یا خلافت و حکومت کی قیادت کے بھی حقدار ہوں گے ؟ اگر قریش کو صرف نماز کا امام تسلیم کر لیا جائے تو شافعی علماء کرام کی دلیل میں کوئی جان نہیں رہ جاتی یہ بات قرآن، حدیث اور اجماع کے خلاف ہے کہ غیر قریش امامت کا حقدار نہیں ہو سکتا ہم نے کتاب اللہ سے حضرت لقمان کی حکمت اور علم کی فوقیت کو ثابت کیا ہے، آپ کو اللہ تعالیٰ نے حکمت اور علم کا امام قرار دیا ہے۔ آپ

کی اقتداء کی جاتی رہی ہے حالانکہ وہ قریش نہ تھے ایک حبشی غلام تھے۔ حضور ﷺ کی حدیث مبارکہ اصحابی کالنجوم وبایھم اقتدیتم اھتدیتم " میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں انہی کی اقتداء کرو تم ان سے ہدایت پاؤ گے۔" اس حدیث پاک میں ایسی کوئی تخصیص نہیں کی کہ صحابی صرف قریش سے ہی ہو۔

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب یمن کا قاضی بنا کر بھیجا گیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بذات خود کچھ راستہ آپ کو الوادع فرمانے کے لیئے گئے اور راستہ میں کچھ ارشادات فرماتے گئے اور انہیں یمن کا والی بناتے وقت ان مسائل پر دریافت کیا کہ وہ وہاں جا کر کس طرح فیصلے کیا کریں گے۔ یہ صحابی معاذ بن جبل قریشی نہیں تھے انصاری تھے۔ مگر حضور نے انہیں یمن کی سربراہی اور قضاۃ (فیصلے کرنے کا مختار) کے عہدے عنایت فرمائے۔

ان شواہد کی روشنی میں ہم شوافع کے نظریہ کا رد کرتے ہیں اور ان کی توجہ دلاتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے قریش کے جلیل القدر صحابہ کی موجودگی میں حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کا گورنر مقرر فرمایا تھا۔ شوافع کا یہ خیال اجماع امت اور اجماع صحابہ کے نزدیک بھی غلط ہے۔ مندرجہ بالا شواہد کے علاوہ دنیائے اسلام کے اکثر ائمہ موالی (غلام) ہوئے ہیں۔ یہ لوگ مختلف اقوام اور مختلف علاقوں سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت عبداللہ' ابوموسیٰ' حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم عراق میں تھے' زید بن ثابت اور حضرت ابوہریرہ حجاز میں تھے۔ معاذ' ابوامامہ شام میں تھے۔ ان ائمہ پر ساری امت کا اتفاق رہا ہے اور یہ حضرات حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ظاہری زندگی کے بعد والیان ممالک اسلامیہ تھے اور امامت و قیادت کے فرائض سرانجام دیتے رہے ہیں۔

اس کے علاوہ ساری امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جب کبھی شریعت کے مسائل کی وضاحت کی ضرورت پیش آئے اسے امت کے فقیہ ہی سلجھائیں گے اور جب کبھی بھی ایسا وقت آیا تو تمام ائمہ اور فقہاء نے اسلام کی خدمت کی ہے۔ ایسے موقعہ پر قریش یا غیرقریش کی تخصیص کبھی نہیں ہوئی بلکہ اسلامی سربراہ کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ مشاورتی امور میں وقت کے چند اہل علم فقہ کے ماہر اور ورع و تقویٰ رکھنے والے لوگوں کو منتخب کرے۔ ان کے اخراجات و ظائف بیت المال سے ادا کیئے جائیں تاکہ ان کے اہل و عیال معاشی طور پر فارغ البال ہو سکیں ایسے لوگوں میں قریش یا

غیر قریش کا امتیاز نہیں رکھا گیا۔

امام (خلیفہ وقت) جسے چاہے جس منصب پر چاہے مقرر کر سکتا ہے' اس میں قریشی یا دوسری قوم کی کوئی تخصیص نہیں۔ امام (خلیفہ وقت) کو اختیار ہے کہ وہ جسے چاہے ان ضروری امور کے لیئے کسی غیر قریشی کو قریشی پر ترجیح دے دے۔

آخری بحث

ہم نے مذکورہ بالا دلائل کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ امامت و قیادت میں قریش کی تخصیص نہیں ہے البتہ تاریخی اعتبار سے ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر (قریش) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے وقت بنو ثقیفہ کی اس تجویز پر کہ ایک خلیفہ انصار سے مقرر کیا جائے اور ایک قریش (مہاجرین) سے مقرر کیا جائے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امت کو انتشار سے بچانے کے لیئے فرمایا کہ میں قسم دے کر کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا الائمۃ من قریش "امام قریش سے ہوگا" سب انصار نے کہا ہاں یہ بات ہم نے بھی سنی اور درست ہے۔ پھر آپ نے فرمایا میں اس حدیث کی روشنی میں دو قریشیوں میں سے ایک کا انتخاب کرتا ہوں تاکہ امت کی یکجہتی میں فرق نہ آئے یا تو عمر بن خطاب یا ابوعبیدہ بن الجراح' یہ بات سن کر انصار میں سے ایک شخص اٹھا اس کا نام عویمر تھا۔ اگر یہ بات ہے تو ابوبکر آپ اپنا ہاتھ بڑھایئے میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کہا ابوبکر میں سب سے پہلے آپ کے ہاتھ پر بیعت کروں گا مجھ سے پہلے کوئی شخص بیعت کا شرف حاصل نہ کرے۔ اب تمام مہاجر' انصار' مکی و مدنی' قریش و غیر قریش اٹھے اور ایک ایک کر کے بیعت کرتے گئے۔ اس طرح بنو ثقیفہ کے مقام پر بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت ہو گئی۔

قدموا قریشاً

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا یہ فرمان کہ قدموا قریشاً "کہ قریش کو آگے بڑھاؤ" کے

متعلق ہم یوں وضاحت کریں گے اس حدیث پاک کو جلیل القدر صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حدیث تسلیم ہی نہیں کیا بلکہ یہ ایک عام قول ہے جو لوگوں میں مشہور ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی احادیث پاک میں اس کا کہیں ذکر نہیں۔ بایں ہمہ قرآن پاک کی آیات خود اس نظریئے کا رد کرتی ہیں۔ احادیث رد کرتی ہیں' اجماع امت اس کا رد کرتا ہے۔

قرآن پاک میں واذا اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتاب لتبیننه الناس ولا تکتمونه ☆ "جب اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے عہد لیا جنہیں کتاب اللہ عطا کی گئی تھی کہ اسے بیان کرتے رہیں اور لوگوں کو سناتے رہیں۔"

اسی طرح حدیث پاک میں ہے من علم علمًا ثم کتمه الجمد اللّٰه تعالیٰ بلجام من النار ○ "جس شخص نے علم حاصل کیا پھر اسے چھپاتا رہا قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی لگامیں چڑھا دی جائیں گی۔"

ایک اور حدیث میں فرمایا رضیت الامتی ما رضی لها ابن ام عبداللّٰه ○ "میں اپنی امت کے لیئے وہی پسند کرتا ہوں جو ابن ام عبداللہ (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے پسند کیا۔"

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سب میں بڑے عالم وہ ہیں علم فرائض (میراث) کے ماہر ہیں۔ وہ زید بن ثابت ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس حدیث پاک کی رو سے امام شافعی نے میراث کے تمام مسائل حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لیئے ہیں حالانکہ خلفائے اربعہ اور دوسرے صحابہ کی روایات بھی موجود تھیں۔ آپ نے حضور پاک ﷺ کی اس حدیث کی وجہ سے زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ترجیح دی اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک اور حدیث میں فرمایا تم میں سب سے بڑا قاری "ابی" ہے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یہی وجہ ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی قراۃ اور تفسیر کو اختیار کیا کرتے تھے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے شہزادوں امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو قرآن پاک کی قرات سیکھنے کے لیئے حضرت عبدالرحمٰن سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بٹھایا

تھا۔ یہ تمام اساتذہ غیر قریشی تھے جن سے تمام قریشی ہاشمیوں نے مختلف علوم حاصل کیئے۔

سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تمام علوم حاصل کیئے۔ ابو سلمہ عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی آپ سے علم لیا حالانکہ یہ دونوں حضرات اہل قریش میں سے تھے اور حضرت ابوہریرہ دوسی تھے۔

ایک الزامی جواب

ہم شافعی حضرات سے ایک سوال کرتے ہیں کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ تو بلاشبہ قریشی تھے انہوں نے قریشی استادوں کی بجائے غیر قریشی اساتذہ سے استفادہ کیا۔ امام مالک، محمد ابن الحسن، مسلم بن خالد الزنجی یہ تمام حضرات غیر قریشی ہوتے ہوئے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں سے تھے۔ اکثر تمام شافعی اس بات پر زور دیتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ قریشی تھے مگر وہ یہ بات بھول جاتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے علم کا منبع تو غیر قریشی تھے۔ یہ تسلیم بھی کرتے ہیں کہ آپ نے غیر قریشوں سے علم حاصل کیا تھا انہیں سارا علم غیر قریشوں سے ملا، ایک خاص قریشی غیر قریشیوں سے شریعت کے علوم حاصل کر رہا ہے مگر چند شافعی شور مچار رہے ہیں کہ ہم غیر قریشی علماء کو نہیں مانتے۔

ایک اور سوال

ہم شافعیوں سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے نزدیک اس امام مجتہد کی کیا حیثیت ہے جو غیر قریشی ہے حالانکہ اس غیر قریشی مجتہد کے سامنے تمام قریشی علماء زانوے ادب تہ کرتے ہیں اور کوئی قریشی انہیں اپنی طرف نہیں بلاتا۔ کیا قریشی علماء ان حضرات سے جان بوجھ کر علم چھپاتے رہے تھے؟ اگر یہ بات ہے تو علوم کو چھپانے والوں کے متعلق تمہارا کیا فیصلہ ہے؟ اگر تم یہ کہو کہ غیر قریشیوں سے علم حاصل نہیں کیا گیا تھا تو تم اپنی رائے کو تبدیل کر دو جس کی وجہ سے تم غیر قرشیوں کی اہلیت کو تسلیم نہیں کر رہے۔

شافعی حضرات کے اعتراض کا جواب

شافعی حضرات کہتے ہیں کہ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرب اللسان میں عربی النسل ہیں،

وہ لغت عرب کے عالم ہیں، ہم انہیں بتا دینا چاہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امام مالک، امام اوزاعی بھی بلاد عرب میں پیدا ہوئے تھے۔ عرب میں ہی پرورش پائی تھی اور جوان ہوئے تھے، پھر اسی ماحول میں عربی زبان پر عبور حاصل کیا۔

حضور اہل کوفہ تو خالص عرب ہیں، امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس سلسلہ میں کوئی انفرادیت نہیں ہے۔ اب جو شافعی حضرات کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مولی) آزاد کردہ غلام تھے اور امام شافعی خالص آزاد عرب قریش ہیں، ہم ان سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا آپ دینی مرتبہ کو سامنے رکھتے ہیں یا دنیاوی وجاہت کو، اگر آپ دنیاوی طور پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو بہتر قرار دیتے ہیں تو ہم آپ کو اپنے حال پر چھوڑ دیتے ہیں، اگر علمی اور اخروی مراتب کو سامنے رکھتے ہیں تو ہم برملا کہیں گے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علم، تقویٰ اور ورع میں کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے معاصرین میں اعلم تھے۔ اطاعت اور ریاضت میں سب سے بڑھ کر تھے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا ☆ "ہم نے اپنے بندوں میں جن کو کتاب کا وارث بنایا انہیں منتخب فرمایا۔"

تلک جنۃ التی اورثتموھا بما کنتم تعلون ☆ "یہ وہ جنت ہے کہ جس کے تم وارث کیئے گئے ہو یہ تمہارے اعمال کا بدلہ ہے۔" ان دونوں آیات میں نسب یا قبیلہ کو کوئی خصوصیت نہیں ہے۔

پھر فرمایا ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم ☆ "بیشک تمہارا اکرم تر وہ شخص ہے جو تم میں زیادہ متقی ہے۔" اس میں انسبکم نہیں ہے کہ تم میں وہ بہتر ہے جو بہتر نساب کا مالک ہو۔

پھر فرمایا لیس للانسان الا ما سعی "انسان کے لیئے کوشش اور جدوجہد ضروری ہے۔" اس میں نسب کو کوئی حیثیت نہیں دی گئی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اعلان فرمایا کہ عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں، معیار فضیلت صرف اور صرف تقویٰ ہے۔

پھر فرمایا "جس کے عمل میں کمی ہے اس کا نسب کوئی کام نہیں کرے گا۔" اللہ تعالیٰ نے

فرمایا انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء " بیشک اللہ کے بندوں میں سے علماء ہی اس سے ڈرتے ہیں۔" علماء کے لیئے ذوالانساب نہیں فرمایا۔

پھر فرمایا هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون ☆ "کیا علم والے اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں۔" یہاں بھی نسب کی کوئی حیثیت نہیں دی گئی۔ غرضیکہ قرآن پاک کی متعدد آیات صرف علم اور تقویٰ کو ہی امامت اور قرب خداوندی کا معیار قرار دیتی ہیں، لیکن نسب یا قوم کو معیار نہیں بنایا گیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا " اگر علم ثریا کی بلندیوں پر جا پہنچے تو فارس کے نوجوان اسے لانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔" یہ بات اہل علم میں تسلیم شدہ ہے کہ اس حدیث کا اشارہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف ہے۔ آپ نے زندگی میں شریعت کے علم کا وافر حصہ پایا۔ آپ کے معاصرین علمی طور پر اس مقام کو نہ پہنچ سکے جہاں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلوہ فرما تھے۔ تاریخی طور پر آج تک دنیائے اسلام میں ایسا کوئی شخص نہیں آیا جو آپ کا ہم پلہ ہو۔

بعض حضرات حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ " ہر شخص کی قدر و منزلت اس کے حسن پر ہے۔" اس قول کی بنیاد بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حدیث پاک ہے۔ اس قول سے بھی حسن جو انسانی اوصاف میں سے ایک صفت ہے کی اہمیت بتائی گئی ہے مگر نسب کے لحاظ سے اہمیت نہیں دی گئی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے یہ اشعار کیسے بر محل ہیں۔

الناس من جهة التمثال اکفاء ابوهم آدم و والام حواء
فان یکن لهم فی اصلهم شرف یفاخرون به فالطین والماء
ما الفخر الا لاهل العلم لنهم علی الهدی لمن استهدی ادلاء
و وزن کل امرء ما کان یحسنه والجاهلون لاهل العلم اعداء
لا تحقرن امرء من ان یکون له ام من الروم اوعجاء سوداء

فرب معربة ليست بمنجبة و ربما انجبت للفحل عجماء

ترجمہ : لوگ از روئے شکل ایک دوسرے کے ہم شکل ہیں حالانکہ ان کا باپ آدم ہے اور والدہ حواء ہیں' اگر انہیں اصل کی کوئی شرافت ہو تو کوئی ایک دوسرے پر فخر نہیں کر سکتا' ان کا اصل تو مٹی اور پانی ہے۔ فخر تو اہل علم کو کرنا چاہیے کیونکہ وہ ہدایت یافتہ انسان ہیں۔ جو ان سے ہدایت حاصل کرنے کے لیئے آگے بڑھے گا اسے فضیلت ملے گی' ہر مرد کا وزن اور قدر و منزلت اس کا حسن بڑھاتا ہے اور حسن علم کا دوسرا نام ہے۔ جہلا علم کے دشمن ہوتے ہیں۔ اس شخص کی تحقیر نہ کرو جس کی ماں رومی ہے یا عجمی ہے یا کالے رنگ کا ہے۔ بہت سی عربی عورتیں پاک باز نہیں ہوتی اور بہت سی عجمی عورتیں اخلاق کے اعلیٰ معیار پر اترتی ہیں۔ مرد ان کی پرورش سے نجیب بن جاتا ہے۔

علی مرغینانی کا ایک خط

ابوالمحاسن حسن بن علی مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے اپنے ایک خط میں لکھا تھا کہ رکن الدین ابوسعد مسعود بن الحسین اللشانی نے فرمایا ۔

فقلت لنفسى اذ تعلت و آثرت حظوظ هواها ماالذى انت صانع

لموتك اذياتى ببابك غفلة وقد فنى اللذات والعمر ضائع

فقالت نعم ضيعت عمرى وعدنى بانى للنعمان فى الدين تابع

ترجمہ : میں نے خود کو کہا' جب اس نے اپنے آپ کو برا سمجھا اپنی نفسانی خواہشات کو بڑا پسند کیا تو میں نے اسے کہا تم کیا کر رہے ہو' جس دن تمہارے دروازے پر عورت دستک دے گی تو یہ تمام چیزیں ختم کر دے گی' میرے نفس نے آواز دی واقعی میں نے تو تمام عمر برباد کر دی اس پر میں نے اسے کہا ۔

غدا مذهب النعمان خيرالمذاهب كذى القمر الوضاح خيرالكواكب

تفقه فی خیر القرون مع التقی فمذهبه لاشک خیر المذاهب
ولا عیب فیه غیران جمیعة خلا اذتخلی عن جمیع المعائب
الدعداه قدا قربحسنه واقراره بالحسن ضربة لازب
مناهب اهل الفقه عنه تقلصت فاین عن الرومی نسبح العناکب
وکان له صحب نور علومهم تجلی عن الاحکام سجف الغیاهب
ثلاثة آلاف والف شیوخه واصحابه مثل النجوم الثواقب

ترجمہ : امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب تمام مذاہب سے ایسے ہی بڑھ کر ہے جیسے چاند ستاروں میں زیادہ روشن ہے' انہوں نے خیر القرون میں تقویٰ اور پرہیزگاری کے ساتھ فقہ حاصل کی' اس لیئے بلاشک آپ کا مذہب تمام مذاہب سے اعلیٰ ہے' اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کے تمام حالات عیوب سے محفوظ ہیں' آپ کے سخت ترین جھگڑالو دشمن بھی آپ کے حسن علمی کے سامنے اعتراف کرتے ہیں اور آپ کے عملی حسن کا بھی اعتراف کرتے ہیں' ایک طرح سے لازم اور ضروری ہے کہ تمام اہل فقہ کے مذاہب کمزور پڑ جائیں اور ایک آدمی کی کیا حیثیت ہے کہ مکڑی جیسا جالا بن سکے' آپ کے شاگرد بھی ایسے تھے کہ ان کے علوم کے انوار احکام کے لیئے چمک اٹھے' جس سے اندھیرے چھٹ گئے' آپ کے چار ہزار شیوخ (اساتذہ) ہیں اور آپ کے تلانده ستاروں کی طرح درخشاں ہیں۔

۴۷ واں باب

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل

امام زفر بن الہذیل رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فضائے علم و فضل کے ایسے شہباز ہیں کہ ان کے پروں کی آواز سے علم کے دھارے چلتے ہیں اور آپ کے گھونسلے کا ہر ہر پرورش یافتہ (شاگرد) امت کا فقیہ ہے۔

حسن بن سلیمان رحمتہ اللہ علیہ نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کہ "قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک شریعت کے تمام علوم بندوں پر واضح نہ ہو جائیں گے۔" کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا اس سے مراد یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم فقہ کی جب تک تشہیر و اشاعت نہ ہو جائے گی قیامت نہیں آئے گی۔

اسماعیل بن حماد بن ابی سلیمان رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا میں "واسطہ" میں تھا اور اپنے والد کے ساتھ اہل علم کی محافل میں حاضر ہوتا' میرا چھوٹا بیٹا کوفہ میں تھا' میرے والد اس سے بہت پیار کرتے تھے' میں نے ایک دن والد سے پوچھا آپ کو سب سے زیادہ کس سے پیار ہے؟ میرے لیئے یا اپنے پوتے کے لیئے' آپ نے فرمایا تم دونوں پیارے ہو مگر ابو حنیفہ جیسا پیارا مجھے ساری دنیا میں کہیں نہیں ملا۔

ابو مسعر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جا رہا تھا گلی میں سے گزرتے ہوئے ایک بچہ کھیلتا کھیلتا ہمارے سامنے آگیا اس کے پاؤں پر حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پاؤں جا پڑا آپ آگے بڑھے تو بچے نے چلا کر کہا شیخ! قیامت کے دن قصاص کا خیال نہیں' بچے کی یہ بات سن کر حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کانپ اٹھے حتی کہ آپ زمین پر گر گئے' میں وہاں ہی کھڑا رہا' آپ ہوش میں آئے' آنکھیں کھولیں میں نے عرض کی حضور آپ ایک

نادان بچے کی بات پر اسقدر افسردہ خاطر ہو گئے ہیں' آپ نے فرمایا اس بچے نے مجھے تلقین کر کے اللہ کے خوف سے آگاہ کر دیا۔

ایک قصہ گو واعظ کی مجلس میں

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمر بن ذر کی محفل میں بھی جاتے تھے' یہ عمرو بن ذر ایک قصہ گو واعظ تھے جو اپنے پر کشش بیان سے لوگوں کو رلاتے اور مختلف قصے کہانیاں بیان فرماتے' آپ اس کی محفل میں اکثر رو پڑتے تھے' لوگ حضرت کے دل کی نرمی پر تعجب کرتے' دوسری طرف عمرو بن ذر رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کی مجالس میں حاضر ہوا کرتے تھے اور اس طرح دونوں ایک دوسرے کی قدر کرتے۔ عمرو بن ذر رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیئے دعا کیا کرتے تھے۔

محدثین حضرت امام کی خدمت میں حاضر ہوتے

امام زفر رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے دیکھا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں وقت کے بڑے بڑے اکابر محدثین حاضر ہوا کرتے تھے۔ ان میں زکریا بن ابی زائدہ' عبدالملک بن ابی سلیمان و اللیث بن ابی سلیم و مطرف بن ظریف و حصین ابن عبدالرحمٰن جیسے حضرات اکثر آتے اور مشکل مسائل پر گفتگو کرتے۔ کئی بار ان احادیث کے مشکل معانی اور مطالب حاصل کرتے جہاں جہاں انہیں مشکلات پیش آتی تھیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جا رہا تھا' ہم نے دیکھا کہ کوفہ کی پولیس ایک نوجوان کو گرفتار کر کے لے جا رہی ہے' آپ آگے بڑھے تاکہ اس نوجوان کو چھڑالیں مگر پولیس کا آدمی نہ مانا' وہ آپ کو جانتا ہی نہیں تھا' آپ نے پولیس والے کو ایک تھپڑ رسید کیا' اس طرح جھگڑا ہو گیا' لوگ جمع ہو گئے اور وہ نوجوان پولیس کی گرفت سے نکل گیا۔

ابو خباب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ منصور المعتمر اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیک وقت مسجد میں داخل ہوئے اور ایک کونے میں کھڑے کھڑے کافی دیر تک باتیں کرتے رہے' لوگوں نے

دونوں کو دیکھا کہ رو رہے ہیں۔ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا حضور یہ کیسی باتیں تھیں جن پر آپ دونوں رو رہے تھے' فرمایا ہم زمانہ حاضر کی سرکشیوں اور بے اعتدالیوں پر کڑتے تھے اور سابقہ ادوار کی رحمتوں اور خوشحالیوں کو یاد کر کے روتے تھے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ باطل نظریات کا غلبہ ہوتا جارہا ہے۔

ابواحمد غسانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں ابومعاذ نجوبی کے ہاں حاضر ہوا تاکہ ان سے حروف قرآن پر گفتگو کر سکوں' انہوں نے فرمایا عبدویہ نے یہ معلومات امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی تھیں اور امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ یہ باتیں سنتے ہی وہ لکھتے لکھتے رک گیا' وہ ابومعاذ کا بیان املا کیا کرتے تھے' آپ اس کی حرکت پر بڑے ناخوش ہوئے اور سخت ناراض ہو کر ایک واقعہ سنایا کہ ایک دن کلبی امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس کے نزدیک سے گذرا' کسی نے کہا حضور یہی کلبی ہے جو سوار ہو کر تیزی سے جا رہا ہے۔ امام صاحب نے فوراً ایک سواری لی اور سوار ہو کر اس کے پیچھے چلے گئے' اسے جالیا' آپ قرآن پاک کی آیات کی تفسیر پوچھتے' وہ بتاتا جاتا اور اپنی سواری پر چلتا جاتا تھا' مگر جب امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کلبی کی تفسیر اور تشریح پر بعض سوالات اٹھاتے تو اسے سخت تعجب ہوتا۔ آپ نے ایک اور آیت کی تفسیر پوچھی تو وہ سخت جھنجھلایا' آپ نے تیسری آیت کی تفسیر پوچھی تو کلبی کہنے لگا آپ کون ہیں؟ آپ نے بتایا میں ابوحنیفہ ہوں' کلبی کہنے لگا میں نے تفسیر بیان کی ہے تم ذہن نشین کر لو' ابومعاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس طرح کلبی بھی حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاذ استفادہ تھے۔

ایوب بن نعمان انصاری (امام ابویوسف کے چچازاد بھائی) نے فرمایا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلمہ بن کہیل' زبید' ابوقیس اودی کو دور سے آتے دیکھا تو آگے بڑھ کر ان کا استقبال کیا اور ان کے اجلال و احترام کے پیش نظر بڑی خدمت کی اور ساتھ ساتھ تیزی سے چلتے جاتے تھے۔ انہوں نے حضرت امام کو فرمایا آپ فکر نہ کریں آرام سے چلیں' آپ جیسے فقیہ کی ہمارے دلوں میں بے پناہ قدر ہے' یہ حضرات دیر تک کھڑے رہے اور حضرت امام سے باتیں کرتے رہے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان جیسے حضرات سے بھی استفادہ کیا۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اپنی مسند تدریس پر جلوہ فرما ہوتے تو آپ کے

اردگرد آپ کے شاگردوں کا ایک حلقہ ہوتا جن میں قاسم بن معن' عافیہ بن یزید' داؤد طائی اور زفر بن الہذیل جیسے جلیل القدر اہل علم جمع ہوتے۔ ان میں وقت کے آئمہ' فقیہ بھی ہوتے تھے' اگر یہ حضرات آپس میں کسی مسئلہ پر گفتگو کرتے تو بعض دفعہ بلند آواز ہو جاتے اور جھگڑا بڑھ جاتا لیکن جب حضرت امام گفتگو شروع کرتے تو سب طرف خاموشی چھا جاتی' جب تک آپ گفتگو کرتے رہتے تمام ادب سے بیٹھے رہتے اور سنتے رہتے' جب آپ کا سلسلہ کلام ختم ہو جاتا تو یہ تمام لوگ آپ کی تقریر کو یاد کر لیا کرتے تھے' جب یہ مسائل یاد ہوتے تو ان پر بحث کرتے۔ (یہ انداز تدریس و تفہیم امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس میں رائج تھا)۔

عبداللہ بن نمیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کوفہ کے فقہا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے بیٹھتے تو یوں معلوم ہوتا کہ وہ طفل مکتب ہیں جو مودب ہو کر بیٹھے ہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گفتگو فرماتے تو اپنے اپنے ذوق کے مطابق یہ لوگ مسائل کی گہرائی تک پہنچتے۔ عبداللہ بن نمیر' ابوہشام ہمدانی کوفہ کے زبردست فقیہ تھے' آپ نے بھی حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تعلیم حاصل کی تھی۔

خدیج بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ جب امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کرتے تو نہایت عظمت اور احترام سے آپ کا ذکر کرتے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے ایک دن ان سے پوچھا آپ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اتنی تعریف کیوں کرتے ہیں؟ حالانکہ آپ دوسرے لوگوں کا بھی ذکر کرتے ہیں مگر ان کی اتنی عزت نہیں کرتے' آپ نے فرمایا یہ سب لوگ قابل صد احترام ہیں مگر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام ان تمام سے بہت بلند ہے۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بے شمار لوگوں نے علمی استفادہ کیا جن میں اکثر وقت کے جلیل القدر ائمہ اور اہل علم و فضل تھے۔ میں چند حضرات کا تذکرہ کرنا ضروری خیال کرتا ہوں تا کہ آپ کی عظمت واضح ہو جائے۔ یہ خدیج بھی اہل کوفہ کے زبردست امام تھے اور حدیث و فقہ میں بڑے ماہر تھے۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے میری زبان پر کبھی کسی کی مذمت یا برائی نہیں آئی' نہ کسی پر لعنت بھیجی' نہ کسی مسلمان پر ظلم کیا' نہ کسی ذمی کو ڈانٹا' نہ کسی کو دھوکا دیا' نہ کسی سے

فریب کیا۔ صمانی فرمایا کرتے تھے میں ہزاروں لوگوں سے ملا ہوں مگر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کسی کو نہیں پایا' نہ ہی ان جیسا ورع و تقویٰ میں کسی کو دیکھا۔

عثمان ابن شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے اپنے باپ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ کی مسجد میں فلاں جگہ بیٹھ کر مسائل بیان فرمایا کرتے تھے' میں خود ان سے گفتگو کرتا' وہ علم و فضل کے درس دیتے تھے۔ مجھے ایک شخص نے کہا چھوڑو امام ابوحنیفہ کی باتیں تو دریائے دجلہ سے بھی گزر جاتی ہیں یعنی حد سے تجاوز کرتی جاتی ہیں' ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی شہرت سارے عالم اسلام میں پہنچنے لگی اور دور دراز سے چل کر لوگ آپ کے پاس آنے لگے' میں نے اس دوست کو کہا دیکھو اب تو امام کی شہرت دجلہ سے کہیں پار چلی گئی ہے۔

امام ابویوسف رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے ہم ایک بات کرتے تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے برخلاف بات کرتے اور تلامذہ بحث و تمحیص کے بعد اسی بات پر اتفاق کرتے۔ یہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک انداز تھا۔ پھر ایک وقت آیا کہ کوفہ کے بڑے بڑے مشائخ مل کر احادیث کے مطالب سمجھنے آپ کے پاس آتے' مجھے صحابہ کے آثار یا احادیث سے دو چار باتیں مل جاتیں تو میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیان کرتا' آپ بعض کو قبول فرما لیتے اور بعض کو دلائل کے ساتھ رد فرما دیا کرتے تھے اور فرماتے یہ حدیث صحیح نہیں ہے یا یہ حدیث غیر معروف ہے اور جس حدیث کو آپ صحیح قرار دیتے وہ سب کے لیئے سند بن جاتی۔ ہم لوگ آپ سے پوچھا کرتے' آپ کو صحیح حدیث کا کس طرح علم ہو جاتا ہے؟ آپ فرماتے میں اہل کوفہ کے علم کو خوب جانتا ہوں' میری نگاہ احادیث کے اس ذخیرہ پر ہے جو صحیح ہیں اور وہ احادیث جو لوگ بلا سند پھیلا دیتے ہیں ان پر بھی میری نظر ہوتی ہے۔

ابو عصمہ رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ صرف اہل کوفہ کے فقیہ اور عالم تھے بلکہ اس وقت عالم اسلام کے تمام آئمہ اور علماء کے راہنما تھے۔ اہل کوفہ کے علاوہ دوسرے شہروں کے علما پر بھی آپ کی نگاہ تھی' وہ صحابہ کرام کی روایت کردہ احادیث کو اپنی کتابوں میں لکھ رکھتے تھے' آپ کی ہر کتاب ابواب الفقہ ہوتی' آپ کی کتاب "الصلوٰۃ" اہل علم

کے سامنے ہے' اس میں وضو کے متعلق ہی علمی نکات پر نگاہ ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ایک ایک مسئلہ کو احادیث کی روشنی میں مرتب کیا اور اسے "مجمع العلوم" بنا دیا۔ اسی طرح آپ دوسرے موضوعات پر قیاس کریں کہ آپ نے ان مسائل کو احادیث کی روشنی میں کس قدر مرتب فرمایا تھا' آپ کے بیان کردہ تمام مسائل احادیث صحابہ اور اسلاف کے عمل کے عین مطابق ہیں۔ آپ نے ہمیشہ ہی آثار صحابہ سامنے رکھا۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شب و روز

امام زفر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بیس سال سے زیادہ بیٹھنے کا موقعہ ملا' میں ایک ایک لمحہ آپ سے استفادہ کرتا رہا' میں نے دیکھا کہ آپ سے بڑھ کر مخلوق خدا کا کوئی بھی خیرخواہ نہیں تھا' آپ لوگوں پر شفقت فرماتے اور اہل علم کو تو دل و جان سے چاہتے' آپ کے شب و روز اللہ تعالیٰ کی یاد میں گزرتے مگر سارا دن تحقیق مسائل۔اور تدریس فقہ میں گزر جاتا' باہر سے آنے والے استفتاء کا جواب لکھتے' ذاتی طور پر مسائل پوچھنے والوں کو مطمئن فرماتے' مجلس میں بیٹھتے تو شاگردوں کے مجمع میں بیٹھتے اور باہر نکلتے تو مریضوں کی عیادت کرتے اور اگر کوئی مرجاتا تو اس کے جنازہ میں شرکت فرماتے۔ فقیر اور مساکین دروازے پر آتے تو رو سوال کی بجائے آپ ان کی خدمت کرتے۔ اپنے رشتہ داروں کی خبرگیری ضرور کرتے اور کوشش کرتے کہ ہر آنے والے کا مقصد پورا ہو۔ رات عبادت میں گذارتے اور اس خوبصورتی سے قرات قرآن پاک ادا کرتے کہ دل کھل اٹھتا' یہی معمولات زندگی بھر قائم رہے' یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا۔

محمد بن فضیل نے خصیف بن عبدالرحمٰن سے حضرت امام اعظم کی ایک ملاقات کا تذکرہ کیا ہے۔ خصیف الجزائر کے امام اور فقیہ تھے۔ بڑے جاہ و جلال کے مالک تھے' کسی کو نظر میں نہیں لاتے تھے' جب امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پاس گئے تو آپ نے امام صاحب کو دور سے آتے دیکھا' ہمارا خیال تھا وہ اٹھ کر امام صاحب کا استقبال کریں گے مگر انہوں نے غالباً دیکھنے کے باوجود پرواہ نہ کی' حضرت امام نے بھی اپنے شاگردوں کو اشارہ کیا کہ نہایت ادب سے آگے بڑھیں' جب حضرت

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے بالکل قریب پہنچ گئے تو انہوں نے حضرت امام کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ کر ایک ایسا سوال کیا جو حیا کے بھی خلاف تھا اور تقریر کے بھی قابل نہ تھا' امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا ہاتھ ان سے چھڑا لیا' خصیف نے آپ کو اپنے قریب بٹھانے کی کوشش کی مگر آپ ساتھ بیٹھنے کی بجائے سامنے بیٹھے اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث شترمرغ پوچھی' خصیف کہنے لگے مجھے ابوعبید بن عبداللہ نے یہ حدیث سنائی تھی' انہوں نے خود عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنی تھی' حدیث شترمرغ میں اس کے ثمن میں قدر کے متعلق بات کی تھی' خصیف الجزائر کے ان محدثین میں سے تھے جو جلالت شان میں مشہور تھے مگر حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے باوجود ایک حدیث سننے کے لیئے سب کچھ برداشت کیا۔

سعید بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا' میں نے دیکھا کہ آپ جب زبان کھولتے تو یوں محسوس ہوتا کہ سمندر کی تہہ سے نکالنے والے غوطہ خور نے لوگوں کے سامنے موتیوں کے ڈھیر سجا دیئے ہیں۔ سعید بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اہل دمشق کے امام تھے اور ان کی منفرد حیثیت تھی' ان کی ذات پر اہل دمشق کو بڑا فخر تھا۔ آپ کے ایک اور ہمعصر جو دمشق کے امام تھے احوص بن حکیم آپ نے بھی امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے احادیث سنیں اور انہیں محفوظ کیا۔ آپ نے کئی صحابہ کرام کو دیکھا تھا اور ان سے بھی احادیث جمع کی تھیں۔

ضمرہ بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم میں اتنا انہماک تھا کہ کوئی دوسرا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ آپ بلا اختلاف زبان میں مضبوط تھے' جو بات کہتے پتھر کی طرح مضبوط ہوتی' آپ کی زبان سے میں نے کبھی کسی کی برائی نہیں سنی۔

حکم بن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے ایک دن امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا آپ کے تمام فتوے مبنی برصواب ہیں آپ نے فرمایا کیا معلوم بعض انہیں مبنی برخطاء خیال کرتے ہوں۔

لیث بن سعد رحمتہ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ مجھے معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج کے لیئے روانہ ہو رہے ہیں' میں نے بھی ارادہ کر لیا کہ اس سال حج کروں' چنانچہ رخت سفر

باندھا اور چل پڑا اور امام صاحب کو مکہ مکرمہ جا ملا۔ میں آپ سے مختلف مسائل دریافت کرتا گیا' آپ جواب دیتے گئے' اب میں نے مسائل جنایات' قصاص' قتل بالخطا' شہید عمد جیسے مسائل پر گفتگو کی' آپ نے فرمایا میں نے تمہارے سامنے جو مسائل بیان کیئے ہیں ان میں سے بعض ایسے ہیں جنہیں تم کوہ ابو قیس پر دے مارو' میں نے عرض کیا میں انہیں ابو قیس پر ضرور دے ماروں گا۔

حج کے مناسک مکمل کیئے تو اب ہم واپسی کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے اور کوفہ واپس آ گئے دوسرے سال مجھے پتہ چلا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سال بھی حج کو جا رہے ہیں چنانچہ میں بھی تیار ہو گیا۔ مکہ مکرمہ میں آپ کو ملا اور دل میں خیال کیا کہ اب پھر کچھ مسائل پوچھوں گا مگر میں پوچھتا پوچھتا رک گیا' آپ نے خود ہی نادر کلمات اور مسائل بیان کرنے شروع کر دیئے جس سے میں مبہوت ہو کر رہ گیا' پھر آپ نے حج کے مسائل بیان کرنے شروع کیئے تو میرا دل باغ باغ ہو گیا۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعض مسائل بیان فرماتے فرماتے فرمایا کرتے تھے کہ ممکن ہے ممکن ہے اس میں آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا تبتع کیا کرتے تھے اور بعض اوقات لفظ خطاء کا استعمال فرمایا کرتے' اہلسنت لکھتے ہیں کہ عرب کا ایک قبیلہ لفظ خطاء سے یہ مراد لیا کرتا تھا کہ بظاہر اگرچہ لفظ خطاء بولا جائے گا مگر حقیقت میں ان کے نزدیک یہ کلمہ منقبت ہوتا ہے' اس لیئے آپ سے عمر بھر سوائے اس کے کسی نے یہ کلمہ نہیں سنا تھا۔

لیث بن سعد رحمتہ اللہ علیہ اہل مصر کے امام تھے اور علم حدیث اور فقہ میں مصریوں کے امام تھے۔ ایک بار خلیفہ ہارون الرشید نے آپ سے ملنے کی خواہش کی تو آپ بغداد تشریف لے گئے۔ ہارون الرشید نے آپ کو بڑے اعزاز اور انعامات سے نوازا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے مجھے کبھی کسی پر رشک نہیں آیا سوائے لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کے' افسوس میں نے ان کا زمانہ نہ پایا اور ان سے ملاقات نہ کر سکا' یہ حسرت میرے دل میں ہمیشہ رہی۔

عبداللہ بن عبیداللہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد کو مسجد حرام میں دیکھا ان کے اردگرد لوگوں کا زبردست ہجوم تھا' آپ کسی مسافر سے مناظرہ کر رہے تھے اور بڑے دقیق اور مشکل مسائل پر گفتگو فرما رہے تھے۔ میرے والد نے اس مسافر سے پوچھا کہ آپ کہاں سے تشریف

لائے ہیں؟ فرمایا اقصائے مغرب میں ایک شہر طنجہ ہے اس کے اگے کا سارا علاقہ کفرستان ہے، بھی تک اسلام آگے نہیں پہنچا' یہ شہر مکہ مکرمہ سے تقریباً پینتالیس سو میل دور تھا۔ میرے والد نے پوچھا آپ کے پاس اتنے دقیق اور مشکل مسائل کس طرح پہنچ گئے اور تم نے کس سے یہ مسائل حاصل کیئے ہیں؟ فرمایا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریروں اور کتابوں سے۔ پوچھا' آپ کے پاس امام مالک اور امام اوزاعی کی تحریریں بھی پہنچی ہوں گی؟ انہوں نے فرمایا ہاں' مگر یہ تمام تحریریں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف ہیں۔ جو گہرائی اور عمق امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں پایا جاتا ہے اس کا کوئی دوسرا شخص مقابلہ نہیں کر سکتا اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علوم کی روشنیاں آج طنجہ کے در و دیوار کو روشن کر رہی ہیں۔

اعمش نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اگر علم صرف طلب اور ملاقات سے ہوتا تو میں آپ سے زیادہ فقیہ ہوتا' مگر فقہ تو اللہ کی عطاء ہے جسے چاہے دے۔

حارث بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن مسائل کو ایک دن میں بیان فرماتے دوسرے آئمہ ان مسائل پر عمریں بسر کر دیا کرتے تھے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علوم سے تمام لوگ مستفیض ہوا کرتے تھے جبکہ دوسرے آئمہ کے علوم مخصوص طبقوں سے تعلق رکھتے تھے۔ ہارون بن مغیرہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے علماء کرام سے سنا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ان کی نظیر نہیں ملتی تھی۔

بکیر بن معروف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی کہ کئی لوگ آپ کا گلہ کرتے ہیں' غیبت کرتے رہتے ہیں مگر میں نے آپ کی زبان سے کسی کی غیبت نہیں سنی۔ امام صاحب نے فرمایا' اللہ تعالیٰ جسے صبر عنایت فرماتا ہے اسے کسی کی غیبت کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بکیرین معروف رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر میں نے کسی دوسرے شخص کو نہیں دیکھا۔ بکیر بن معروف رحمۃ اللہ علیہ دامغان کے امام تھے۔ آپ ایک عرصہ تک امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہے اور آپ سے بعض علوم حاصل کیئے اور اپنے علاقہ میں پھیلاتے رہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فارسی میں بھی بات کرتے تھے

محمد بن عمران رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے میں نے توبہ بن سعد سے پوچھا کہ کیا امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فارسی زبان سے واقف تھے؟ آپ نے فرمایا ہاں، نہ صرف آپ واقف تھے بلکہ اس زبان کے ماہر تھے اور بڑی روانی سے گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ ایک شیعہ آپ کی خدمت میں آتا تھا وہ ہمیشہ عربی میں گفتگو کیا کرتا تھا، ایک دفعہ اس نے آپ کو سلام کیا جس کا دوسرا معنی بددعا نکلتا تھا، آپ نے اس کی اس شرارت کو بھانپ لیا اور مجھے مخاطب کر کے فرمایا این بدمرد نسیت آپ نے تو مجھے سمجھایا مگر شیعہ یہ سمجھا کہ آپ نے میری تعریف کی ہے کہنے لگا جزاک اللہ یا ابی حنیفہ!

توبہ بن سعد مرو کے امام تھے اور مرو کی قضاء بھی آپ کی سپرد تھی۔ حسن سیرت کے مالک تھے، حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں رہ کر فقہ پر عبور حاصل کیا تھا۔ جب فوت ہوئے تو عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت نے ہماری ہڈیاں توڑ دیں کیونکہ امام ابو حفص توبہ بن سعد رحمۃ اللہ علیہ تو ہمارے بہت بڑے امور کے لیئے کفایت فرمایا کرتے تھے، وہ مشکل وقت میں ہماری ڈھال بن جایا کرتے تھے، وہ اللہ کی راہ میں کسی قسم کی ملامت اور تکلیف سے گھبرایا نہیں کرتے تھے، اب مجھے نظر نہیں آتا کہ ان کا کوئی قائم مقام ہوگا۔ وہ بڑی برکت والے بزرگ تھے، ہمارا عیش و آرام چھینا گیا، اب ہم ان کے بعد کس سے امید رکھیں گے، اپنی التجائیں کس کے پاس لے جایا کریں گے، ان کی موت کے صدمہ سے حضرت عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ماہ تک پڑھنا پڑھانا چھوڑ دیا تھا، بے پناہ مغموم اور محزون رہنے لگے تھے۔

محمد بن مزاحم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پہچان یوں ہوئی کہ میرا بھائی، ابوبشر سہل کی مسجد میں ایک دن نماز پڑھنے گیا، اچانک ایک شخص آیا تو میرے بھائی نے جگہ چھوڑ دی، وہ شخص آپ کی جگہ کھڑا ہو گیا، مجھے یقین ہو گیا کہ یہی امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ نضر بن شمیل فرماتے تھے کہ تمام وہ باتیں جو تم امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف کہتے ہو نہ لکھا کرو، ہم لوگ غصہ میں بعض ایسی باتیں بھی کہہ دیتے ہیں جو ان میں سے نہیں ہیں۔

نضر بن شمیل رحمۃ اللہ علیہ اصحاب الاحادیث میں سے ایک بلند پایا عالم تھے اور ان کی طرف داری بھی کرتے تھے' وہ خلیفہ عباسی مامون الرشید سے امداد اور منفعت حاصل کیا کرتے تھے یہاں تک کہ انہوں نے مامون الرشید سے کہا کہ آپ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردوں کو عہدہ قضاۃ سے ہٹا دیں' مامون الرشید تو خاموش رہے اسے معلوم تھا کہ سارے خراساں میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردوں کا بڑا اثر ہے اور حکومت ایسا اقدام کرتے ہوئے گھراتی تھی۔

نضر بن شمیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرا ایک بار ارادہ ہوا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغداد میں آئے ہوئے ہیں میں ان سے ملاقات کروں تو بہت اچھا ہوگا اسی اثنا میں مجھے معلوم ہوا کہ ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ بھی بغداد آئے ہوئے ہیں' میں نے سوچا کہ ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ کو چھوڑ کر ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملنا بڑا ہی غیر مناسب ہے چانچہ میں ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف چلا گیا' انہوں نے مجھے تقریباً دس احادیث سنائیں' مجھے ایک دوست نے اسی مجلس میں کہا یہ تمہارا پاگل پن ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھوڑ کر ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چلے آئے ہو اسی دوران ایک مسئلہ سامنے آیا ایک شخص نے بتایا کہ اس مسئلہ میں امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاد امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول بیان کیا ہے۔ نضر بن شمیل کہنے لگے مریض نے مریض سے روایت کی ہے' وہاں قاسم بن شعبہ بھی بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے فرمایا نضر یوں نہ کہو! تمہیں یاد ہے کہ جب تم قاضی تھے تو تم مجھ سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتابیں مانگ کر پڑھا کرتے تھے اور مقدمات کے فیصلہ انہی تحریروں کی روشنی میں کیا کرتے تھے' نضر یہ بات سن کر سخت شرمندہ ہوا اور ندامت سے اس کے چہرے کا رنگ اتر گیا۔

فضل بن عبدالجبار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے کسی نے بتایا کہ نصر بن شمیل ایک دن خالد بن صبیح کے پاس گئے' وہ "مرو" کے قاضی اور مفتی تھے اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلامذہ میں سے تھے' نضر نے آپ کو سلام کیا تو خالد اس کے لیئے تعظیماً" کھڑا ہو گیا اور نہایت احترام و اعزاز سے بٹھایا' انہوں نے اپنے دوستوں کو تعارف کراتے ہوئے فرمایا کہ آج ابوالحسن فضل بن عبدالجبار ہمارے پاس تشریف لائے ہیں' آپ لوگ ان سے استفادہ کریں' خالد کے شاگرد اور احباب

ان سے مختلف سوالات کرتے رہے' وہ انہیں جواب دیتے رہے' اس کے بعد ان مسائل کی باریکیوں پر گفتگو ہونے لگی تو نضر بن شمیل حیران رہ گئے کہ یہ لوگ کتنی گہرائی سے مسائل حل کر رہے ہیں نضر سنتے رہے مگر اٹھ کر چلے گئے' چند دنوں بعد وہ فضل بن سہل ذوا الریاستین کے پاس آیا اور کہنے لگا آپ مجھے کوئی ایسا ضابطہ تحریر کر دیں کہ زمانہ بھر کے لوگ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوئی قول بیان نہ کریں اور نہ اس پر عمل کریں' فضل بن سہل نے اپنے اہل علم و فضل احباب کو بلا کر مشورہ کیا تو انہوں نے بیک زبان کہا ایسا تو ممکن نہیں بلکہ سارا عالم اسلام تمہاری خدمت کرے گا جس شخص نے آپ کو یہ بات کہی ہے وہ فاطر العقل معلوم ہوتا ہے۔ فضل بن سہل نے نضر سے کہا کہ اگر تمہاری تجویز خلیفہ وقت نے سن لی تو تمہیں سزا دے گا' میں خود بہت سخت ہوں' مگر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کے سامنے مجبوراً سر تسلیم کرنا پڑتا ہے۔

اسحاق بن بشر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات خلیفہ مامون الرشید کے پاس بیٹھا ہوا تھا' فضل بن سہل نے مجھے اپنے خواص سے بنا رکھا تھا' مجھے اپنے قریب بٹھایا اور مجھے بڑا اعزاز دیا۔ میں بسا اوقات آپ کے خلوت کدے میں بھی چلا جایا کرتا تھا اور رات کے وقت اکثر میں اس کے ہاں وقت گزارا کرتا تھا' ایک رات نضر بن شمیل بھی مامون الرشید کے دربار میں ایک دعوت میں شریک تھا ہم لوگ کھانا کھا کر فارغ ہوئے تو مامون الرشید نے کہا اب کچھ علمی باتیں بھی ہو جائیں' آپ لوگ صاحب علم ہیں میں بھی استفادہ کروں گا۔ ابوحذیفہ نے کہا کہ میں نے نضر سے پوچھا آپ ایمان کے متعلق کیا خیال رکھتے ہیں؟ اس نے کہا کہ میں ان شاء اللہ مومن ہوں' میں نے سوال کیا تمہارے پاس قرآن پاک سے کوئی ایسی دلیل ہے کہ آپ اپنے ایمان کے متعلق ان شاء اللہ کہہ رہے ہو؟ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے فرمایا ہے لتدخلن المسجد الحرام ان شاء اللہ آمنین ☆ میں نے کہا جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں داخل ہو چکے تھے یا باہر تھے؟ نضر کہنے لگے ابھی آپ ﷺ مسجد کے باہر ہی تھے۔ میں نے نضر سے کہا کہ اگر اب تک تم ایمان سے باہر ہو تو ضرور کہو ان شاء اللہ' میں مسلمان ہوں۔ میری بات سن کر مامون الرشید ہنس پڑا اور نضر کو دیکھا تو وہ شرمندگی سے پانی پانی ہو چکا تھا۔

خالد بن صبیح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بار بغداد کے چند سادات گھرانوں میں جھگڑا ہو گیا' وہ

میرے پاس آئے تاکہ میں فیصلہ کروں' دونوں فریق بحث کرتے رہے اور معاملہ طول پکڑ گیا' میں نے مدعیوں کو حکم دیا کہ گواہ پیش کرو' وہ گواہ لے کر آگئے' میں نے نہ تو گواہوں کی صفائی کا مطالبہ کیا اور نہ گواہوں سے گواہی لی' میرا خیال تھا کہ یہ حضرات چند دنوں میں خود بخود ہی صلح کر لیں گے مگر وہ اپنے اپنے موقف پر اڑے رہے' اب مدعیوں نے گواہوں کو پیش کرتے ہوئے اصرار کیا کہ آپ اپنا حکم نافذ کریں' میں نے گواہوں کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے ان کی صفائی ثابت کر دی' میں نے ان کے حق میں فیصلہ دے دیا۔

اس دوران مامون الرشید مرو کے دورے پر آیا ہوا تھا' مدعا علیہم مامون الرشید کے پاس جا پہنچے اور میری شکایت کی کہ میں نے بلا تحقیق فیصلہ دے دیا ہے' مامون الرشید نے مجھے طلب کر لیا اور ساری بات سن کر فرمایا کہ آپ کو اتنی کیا جلدی تھی کہ فیصلہ کر دیا میں نے بتایا کہ میں تو ٹالتا رہا انہوں نے گواہ پیش کیئے میں پھر بھی ٹالتا گیا' میرا خیال تھا کہ یہ لوگ صلح کر لیں گے مگر صلح نہ ہو سکی تو انہوں نے عدالت سے فیصلہ لینے پر اصرار کیا' میں نے گواہوں کی چھان بین کرنے کے بعد فیصلہ دے دیا۔ مامون الرشید نے پوچھا کہ آپ نے کس کے فتویٰ کی روشنی میں فیصلہ کیا؟ میں نے بتایا میرے سامنے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ بھی تھا مگر امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ بھی موجود تھا' امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے فیصلے میں نرمی تھی' میں نے بھی نرمی اختیار کر کے فیصلہ دے دیا۔ مامون الرشید نے کہا کہ احتیاط اور نجات کا یہی راستہ ہے کہ تمام امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلہ کے مطابق فیصلہ کیا کرو' جب تمہیں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول مل جائے تو پھر اس سے تجاوز نہ کیا کرو۔

خالد بن صبیح رحمۃ اللہ علیہ ایک عرصہ تک امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں رہے اور آپ سے استفادہ کیا اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فقہ کو سارے خراسان میں پھیلایا۔ عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ جیسے جلیل القدر امام بھی آپ کی عزت و توقیر کیا کرتے تھے اور جب موقع ملتا استفادہ بھی کیا کرتے تھے۔ رافع بن اشرس فرماتے ہیں کہ خالد بن صبیح خراسان کے فخر اور اہل مرو کے خاص بزرگوں میں شمار ہوتے تھے آپ کو فقہ امام ابو حنیفہ پر بڑا کمال حاصل تھا اور دین کی معرفت اور امانت پر بڑا عبور تھا۔ بڑے باحیا تھے' یوں معلوم ہوتا کہ ایک کنواری لڑکی ہے جو ہمیشہ پردے میں

رہتی ہے' مگر جب فقہ پر بات کرتے تو یوں معلوم ہوتا کہ علم و فضل کا چشمہ ابل رہا ہے۔

خالد بن صبیح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے بہترین شاگردوں میں جو علم فقہ حاصل کرتے ہیں مگر فتویٰ دینے میں اجتناب کرتے ہیں۔ اس کے بعد وہ لوگ ہیں جو فتویٰ اس لیئے دیتے ہیں کہ لوگوں کی دینی معاملات میں آسانی ہو جائے۔ مگر خسیس ترین لوگ وہ ہیں جو قاضی بن کر فیصلے کرتے جاتے ہیں اور لوگوں پر حاکم بن کر حکم چلاتے ہیں۔

فضل بن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ ایک دن امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ نے ان سے پوچھا تمہارا بیٹا کیسے لوگوں کے پاس آیا جایا کرتا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ محدثین کے پاس جا کر احادیث لکھتا رہتا ہے۔ آپ نے فرمایا اسے کبھی میرے پاس لانا تاکہ دیکھوں کہ وہ کس حال میں ہے۔ فضل بن عطیہ ایک دن اپنے بیٹے کو آپ کے پاس لے آئے' امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے نہایت شفقت سے اپنے پاس بیٹھا لیا اور پوچھا تم کن کن لوگوں کے پاس آتے جاتے ہو اور وہاں کیا لکھتے رہتے ہو؟ اس نے عرض کی محدثین کے پاس جا کر احادیث لکھتا رہتا ہوں' اس لڑکے کے ہاتھوں میں کچھ کاغذات بھی تھے' حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ کاغذات لے کر پڑھنا شروع کیئے تو پہلی حدیث پر نظر پڑی وہ یہ تھی۔

عن النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان ولد الزنا شر الثلاثۃ "کہ ولدالزنا تین سے زیادہ برا ہے" حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا اس حدیث سے کیا مطلب لیتے ہو؟ اس نے بتایا' حضور جیسے الفاظ تھے میں نے ویسے ہی لکھ لیئے ہیں۔ آپ نے فرمایا اناللہ و انا الیہ راجعون تم ایک حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے منسوب کر کے ایسا حکم لگاتے ہو جو جائز نہیں اور حلال بھی نہیں' یہ تو کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بات ہے۔ قرآن مجید میں ہے :

☆ کل نفس بما کسبت رھنیۃ ☆

☆ پھر فرمایا لیجزی الذین اساوا بما عملوا ☆

☆ پھر فرمایا وان لیس للانسان الا ما سعی ☆

☆ پھر فرمایا ولا تجزون الا ماکنتم تعلمون ☆

☆ اور فرمایا و وجدوا ما عملوا حاضرا ☆

☆ اور فرمایا ولا یظلم ربک احدا ☆

☆ اور فرمایا وما ربک بظلام للعبید ☆

☆ اور فرمایا ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ ☆

☆ اور فرمایا ونضع الموازین القسط لیوم القیٰمۃ فلا تظلم نفس شیئا ☆

☆ اور فرمایا وما ظلمناھم ولکن کانوا ھم الظالمین ☆

☆ اور فرمایا لھا ماکسبت وعلیھا ما اکتسبت ☆

☆ اور فرمایا ان احسنتم احسنتم لانفسکم وان اسأتم فلھا ☆

☆ اور پھر فرمایا ولا تزر وازرۃ وزر اخری ☆

آپ نے اور بھی بہت سی آیات کریمہ پڑھ کر اس سے پوچھا اب بتاؤ جس نے تمہیں یہ حدیث لکھوائی ہے اس نے کیا کیا؟ اس نے عرض کی اس نے قرآن پاک کی آیات کریمہ کے خلاف بات کی ہے اور اس گناہ سے اپنے اوپر عذاب واجب کر رہا ہے اور ظلم و ستم کی بات کر رہا ہے۔

فضل بن عطیہ نے یہ گفتگو سن کر حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کی اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے آپ اس حدیث کا صحیح مطلب بتا دیں' آپ نے فرمایا ہمارے نزدیک یہ حکم خاص قسم کے "ولدالزنا" کے لیئے ہے' ایسا ولدالزنا جو بڑا ہو کر اپنے ماں باپ جیسا عمل کرتا ہے' زنا کا ارتکاب کرتا ہے' دوسرے برے اعمال کا مرتکب ہوتا ہے' قتل چوری ڈاکہ اختیار کرتا ہے' اس لیئے کہا گیا کہ ایسا "ولدالزنا" تین سے زیادہ برا ہے' اس کے ماں باپ تو صرف زنا کے مرتکب ہوئے تھے کفر نہیں کیا تھا مگر اس کا عمل کفر بھی ہے ایسا کفر جو زنا سے بھی برا ہے اور یہی تین میں سے زیادہ برا ہے۔

فضل بن عطیہ نے اپنے بیٹے کو مخاطب کر کے کہا بیٹا علم یہ ہے جو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس نوجوان کو کہا کہ جو شخص صرف حدیث کا طالب ہے مگر اس کا مطلب اور تشریح سے ناواقف ہے وہ دین کو حاصل کرنے میں کوشاں تو ضرور ہے مگر اسے کچھ حاصل نہیں ہوگا اس کی کوشش رائیگاں جائے گی بلکہ بعض اوقات ایسا علم اس کے لیئے وبال جان بن جاتا ہے۔ اس دن کے بعد وہ نوجوان (محمد بن فضل) حضرت امام

ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس میں آنے لگا۔

محمد بن فضل رحمۃ اللہ علیہ

محمد بن الفضل قبیلہ بنو اسد سے تھے' آپ بہت عرصہ بخارا کے علاقہ خشابین میں رہے اور وہاں ہی فوت ہوئے اور " دارالمرضی " کے پاس دفن کردیئے گئے۔

(مترجم کا نوٹ) ہم کتاب کے قارئین سے معذرت کے ساتھ چند گذارشات کرنا چاہتے ہیں کہ دین کی فضیلت اور احادیث کا مطالعہ کرنے میں کسی کو کلام نہیں' مگر علم دین کو صحیح طور پر جاننے کے لیئے ایک " شعبہ علم الفقہ " بھی ہے اور اس علم کے جاننے والے کو فقیہ کہتے ہیں۔ احادیث پاک کا جمع کرنا' ان کا حفظ کرنا بلاشک و شعبہ ایک اہم کام ہے مگر احادیث کا صحیح صحیح مطلب جاننا فقہا کا ہی کام ہے۔ حضرت سیدنا امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ حافظ احادیث تھے' تدوین احادیث میں ان کا نہایت اہم مقام ہے' وہ امام المحدثین ہیں' ورع و تقویٰ میں اپنے زمانے میں بے مثال تھے مگر جب آپ نے احادیث کی روشنی میں فتویٰ دینے کی کوشش کی تو اس میں کامیاب نہ ہو سکے۔ یہ بات حقیقت پر مبنی ہے کہ حضرت امام الائمہ محمد بن احمد ابی سہل السرخسی (متوفی ۲۸۳ھ) نے اس واقعہ کو اپنی "مبسوط" میں لکھا ہے کہ حضرت امام محمد اسماعیل بخاری رحمتہ اللہ علیہ چارپایہ کے دودھ کی حرمت رضاع کے قائل تھے۔ بخارا میں تشریف لائے تو اسی پر فتویٰ دینے لگے' یہ زمانہ ابو حفص رحمتہ اللہ علیہ کا تھا' آپ نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو ایسا فتویٰ دینے سے منع فرمایا اور متنبہ کیا کہ فتویٰ دینا آپ کے بس کا روگ نہیں ہے مگر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی نصیحت کی پرواہ نہ کی بالآخر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے فتویٰ پوچھا گیا کہ دو بچے اگر ایک ہی بکری کا دودھ پی لیں تو کیا وہ بہن بھائی بن جائیں گے؟ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً فتویٰ دے دیا کہ ان پر حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی۔ ان کے اس فتویٰ پر علمائے کرام نے بڑا احتجاج کیا اور تلخی یہاں تک کہ بڑھی کہ آپ کو بخارا سے نکال دیا گیا۔

یہ واقعہ چار نادرالوجو آئمہ کرام کی معتبر اور مشہور کتابوں میں موجود ہے۔ آج کوئی صاحب علم اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ ہم اس واقعہ سے صرف یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ احادیث پاک کا صرف جمع کرلینا' حفظ کرلینا یا نقل کافی نہیں ہے' احادیث کی روایت کرنا بھی نہایت اہم کام ہے' مگر

ان احادیث سے مسائل کا انبساط کرنا اور ان احادیث سے صحیح مسئلہ دریافت کرنا صرف فقیہ کا ہی کام ہے اور فقہ علوم احادیث اور علوم تفسیر پر جامع ہے۔ ہم ایک مثال پیش کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کئی مومنوں کو جہاد میں جانے سے منع فرمایا اور ایسے لوگوں کے لیئے علم فقہ کے حصول اورر دوسری ضروریات کو سرانجام دینے کی ذمہ داری عائد کی ہے۔ سورۃ توبہ میں ارشاد فرمایا :

و ما کان المومنون لینغروا کافة فلو لا نفر من کل عرفة منهم طایفة یفقهو فی الدین ☆ فقہ میں سب کے سب مومنوں کو میدان جہاد میں جانے کی اجازت نہیں دی' ایک گروہ ایسا بھی محفوظ ہونا چاہیئے جو علم فقہ حاصل کریں اور لوگوں کے مسائل حل کریں' اس آیت کریمہ سے علم فقہ کا حاصل کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے' یہی وجہ ہے کہ مفسر فی فقہ نے احکام دین کو مرتب کیا اور اس کے مسائل کو صحیح صحیح بیان فرمایا یہ دونوں فرائض ہیں' جہاد پر جانا فرض ہے مگر دونوں کو فرض عین کی بجائے فرض کفایہ قرار دیا گیا ہے۔ عبادت صوم و صلوٰۃ فرض عین ہیں مگر جہاد' تجارت' سفارت اور عدالت کے معاملات فرض کفایہ ہیں ایک شخص اتنا علم حاصل کرتا ہے کہ اسے اجتہاد کی صلاحیت حاصل ہو جاتی ہے تو وہ میدان جنگ میں جانے کی بجائے احکام اسلام کے نفاذ کا فریضہ سرانجام دے گا۔ اگر پورے شہر میں ایک شخص بھی اس مقام کو حاصل کر لیتا ہے تو معاشرے میں فرضیت پوری ہو جاتی ہے اور اس طرح فرض کفایہ کی ادائیگی سے سارے شہر کی طرف سے فرضیت پوری ہو جاتی ہے۔

ایسے جلیل القدر علم کو حاصل کرنا' اسے پھیلانا' حکم ربانی ہے۔ ایک فقیہ کے لیئے اس سے بڑھ کر اور کونسی فضیلت ہو سکتی ہے وہ اسلامی احکامات کو صحیح انداز میں پیش کرتا ہے آج دنیائے اسلام پر نگاہ ڈالیں' عرب و عجم سے نکل کر برصغیر پاک و ہند کے علاوہ یورپ اور روس کے مختلف ممالک امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فقاہت اور دینی راہنمائی سے مستفیض ہو رہے ہیں۔ پوری امت کا تیسرا حصہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فقہ کی روشنیوں میں اپنے مسائل حل کر رہا ہے۔ آپ کے پیروکاروں میں بڑے بڑے ائمہ' اولیاء اللہ اور اہل علم و دانش موجود ہیں۔ ہمارے نزدیک امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوسرے مقتدا اماموں سے علم فقہ کی وجہ سے برتری حاصل ہے اور یہی وجہ ہے کہ آپ کو دنیائے علم میں سب سے اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ آج امام ابوحنیفہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کی پیروی کرنے والوں میں لاتعداد محدثین، متکلمین، صوفیا، زہاد، اولیاء اللہ، اہل طریقت، فقہاحتی کہ سربراہان مملکت اور حکمران موجود ہیں۔ دنیائے اسلام کے اکثر حکمران امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فقہ کے مقلد تھے۔ احادیث میں قیامت کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی علیہ السلام کا جس شریعت پر عمل ہوگا وہ بلاشبہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فقہ ہوگی۔ یہ ایک غیر معمولی شرف اور فضیلت ہے۔ (تمت حاشیہ من مترجم)

مکی بن ابراہیم رحمتہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں تجارت کیا کرتا تھا، ایک دفعہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے فرمایا مکی تم تاجر آدمی ہو اگر علم کے بغیر تجارت کی جائے تو وہ وبال جان بن جاتی ہے بلکہ ایک جاہل تاجر بہت سی خرابیاں پیدا کرتا جاتا ہے، تمہیں پہلے علم حاصل کرنا چاہئے خصوصاً علم فقہ کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے تحصیل علم کے لیئے ترغیب دیتے رہے حتیٰ کہ میں نے علم حاصل کرنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے علم سے وافر حصہ عطا فرما دیا، میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس احسان کا زندگی بھر ممنوں رہوں گا، ہر نماز کے بعد میں ان کے لیئے دعا کرتا ہوں اور ان کا جب بھی ذکر آتا ہے تو مجھے نہایت ہی مسرت اور راحت نصیب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی برکت سے مجھ پر علم کے دروازے کھول دیئے ہیں۔

ابوسلیمان جوزجانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک شان یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے علوم کی دولت سے نوازا تھا۔ ان کے تلامذہ اکٹھے ہو کر کسی مسئلہ پر گفتگو کرتے تو بعض اوقات بحث و تمحیص میں ان کی آوازیں بلند ہونے لگتیں۔ وہ مختلف موضوعات کو موضوع سخن بناتے مگر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت ہی خاموشی سے ان کی گفتگو سنتے رہتے یوں محسوس ہوتا آپ مجلس میں تشریف فرما نہیں ہیں حالانکہ اس مجلس میں وقت کے جلیل القدر فقیہ اور ائمہ بیٹھے ہوتے تھے۔ ایک دن امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی مسئلہ پر گفتگو فرما رہے تھے اور یہ سب حضرات خاموش بیٹھے سنتے جا رہے تھے، ایک شخص نے کہا "پاک وہ ذات ہے جس نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیئے ان حضرات کو خاموش کرایا۔"

ابوسلیمان رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمانہ بھر کے ایک نابغہ

ہیں۔ آپ کی گفتگو سے صرف وہی شخص روگردانی کرتا ہے جسے ان مسائل سے دلچسپی نہیں ہوتی تھی۔

ابو سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف

ابو سلیمان امام ابویوسف اور امام محمد رحمتہ اللہ علیہما کے شاگرد تھے۔ عبادت و ریاضت میں مشہور تھے۔ ورع و تقویٰ میں بے مثال تھے۔ ایک دن وہ عباسی دربار میں مامون الرشید کے پاس بیٹھے تھے تو خلیفہ نے فرمایا اگر اسلام میں کسی نے اہل الشراء کے راہب کو دیکھنا ہو تو وہ ابو سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھے۔ مامون الرشید نے آپ کو ایک بار عہدہ قضاۃ سونپنا چاہا تو آپ نے انکار کر دیا اور فرمایا اس سلسلہ میں میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیروی کرتا ہوں۔ کچھ عرصہ کے بعد مامون الرشید نے آپ کو دوبارہ عہدہ قضاۃ سپرد کرنا چاہا تو آپ نے سات دن کی مہلت مانگی' مگر آپ نے پھر انکار کر دیا' مامون الرشید نے کہا تم جانتے ہو کہ اس انکار سے تم قید خانہ میں چلے جاؤ گے' آپ نے کہا اے امیرالمومنین! آپ کو یاد ہو گا کہ میرے دو نیک بخت صاحب علم بھائی ہیں ایک سہیل بن مزاحم ہیں' جب آپ مرو کے دورے پر گئے تھے تو آپ نے انہیں عہدہ قضاہ پیش کیا مگر انہوں نے انکار کر دیا آپ نے انہیں سزا دی۔ آپ نے اس حکم پر نادم ہو کر کہا تھا کہ میں آئندہ کسی کو اس عہدہ کو قبول کرنے پر مجبور نہیں کروں گا' اس لیئے آپ کے عہد کے مطابق مجھے امید ہے کہ آپ مجھے مجبور نہیں کریں گے۔ ماموں الرشید تھوڑی دیر سوچتا رہا پھر کہنے لگا آپ جائیے۔

یحییٰ بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دن میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا تھا' آپ کا صاحبزادہ حماد دوڑا دوڑا آیا اور کہنے لگا ابا جی سخت گرمی ہے' ناشتہ تیار ہے' آپ کے یہ مہمان بھی گرمی کی شدت سے پہلے پہلے ناشتہ کر لیں تو اچھا ہے' آپ نے اپنے بیٹے کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے فرمایا بیٹا اب رات میں کمی آگئی ہے یہ گرمی شاید اسی وجہ سے ہے۔

عمر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ابو خزیمہ کے سامنے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہوا تو کہنے لگے وہ بہترین فقیہ اور فاضل بزرگ ہیں' تم نے ان کا ذکر کر کے خوش کر دیا۔

محمد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہم بصرہ گئے ہماری خواہش تھی کہ بصرہ کے محدثین سے احادیث

نقل کریں۔ ہم ایک شیخ کی مجالس میں پہنچے' انہوں نے کاغذات نکالے اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ احادیث لکھوانے لگے' ایک بے ذوق شخص جو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مخالف تھا احادیث لکھنے سے انکار کرنے لگا' محمد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی اس بے ذوقی کے پیش نظر اس سے احادیث لکھوانا بند کر دیں اور فرمایا میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں فلاں فلاں جلیل القدر فقیہ کو دیکھا تو آپ بات کرتے جاتے اور روتے جاتے جب امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسے ایسے بلند پایہ لوگ احادیث نقل کرتے تھے تو آج کے یہ لوگ کون ہوتے ہیں جو انکار کر رہے ہیں۔ ہم سب نے آپ کی منت سماجت کی' آپ کے آنسو تھمے' تب آپ نے احادیث لکھوانا شروع کیں اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہی احادیث لکھواتے گئے۔ جس سے ایک کم نصیب نے انکار کر دیا تھا۔

امام ابواسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ان لوگوں پر ترس آتا ہے جو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے علم کا حصہ لینے سے محروم رہے اور ابن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے حازم مجتہد سے سنا انہوں نے فرمایا میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زہد' تقویٰ' عبادت' یقین' توکل اور اجتہاد کے بارے میں وضاحت طلب کی تو انہوں نے ہر موضوع پر علیحدہ علیحدہ تفسیر بیان فرمائی' ہر ایک کی واضح تعریف کرتے گئے' ایک دوسرے سے ممتاز بتاتے گئے' مجھے یوں محسوس ہوا کہ آپ ہر موضوع پر بہت بڑے عالم' صاحب علم و فضل' فقیہ اور زاہد اصحاب یقین اور مجتہد ہیں اور آپ تمام امور پر کامل عبور رکھتے ہیں۔

جعفر بن محمد علی حمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے باپ نے اپنے دادا سے سنا تھا کہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کی کتابیں انہی سے پڑھا کرتا تھا۔ میں کوشش کیا کرتا تھا کہ ان کی تحریروں میں کسی دوسرے کی تحریر کی ملاوٹ نہ ہونے پائے۔ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتابوں کو ہی سامنے رکھتے تھے مگر بعض مقامات پر اپنی تحقیقات' تعلیقات و حواشی لکھ دیا کرتے تھے۔ میں ایسی کتابیں پڑھتا تو ان حواشی اور تعلیقات کو نظرانداز کر دیتا' ایک دن غلطی سے میں نے آپ کی کتاب میں کسی دوسرے کا قول بھی نقل کر لیا' آپ نے دیکھتے ہی فرمایا یہ تم نے کس کا قول نقل کر لیا یہ تو میرا نہیں' میں نے تسلیم کیا واقعی مجھ سے غلطی ہوئی ہے آئندہ محتاط

رہوں گا۔ آئندہ مجھے بھی امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے حواشی ملتے تو میں ان پر سرخ نشان لگا دیا کرتا تھا کہ ملاوٹ میرے مطالعہ میں نہ آئے۔

ابن دراوردی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسجد نبوی میں نماز عشاء کے بعد دیکھا وہ علمی گفتگو کر رہے تھے ایک امام بات کرتا تو دوسرا نہایت ادب اور خاموشی سے بات سنتا' دوسرا کرتا تو اس پر اعتراض یا انکار نہ ہوتا' یہ سلسلہ صبح کی نماز کی اذان تک جاری رہا اور میں بھی اس مجلس میں ساری رات خاموش بیٹھا سنتا رہا۔

سعید بن ابی عروبہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب میں کوفہ میں آیا تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا' ایک مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا حضرت عثمان رحمتہ اللہ علیہ نے یوں فرمایا ہے' میں حیران تھا کہ سارے کوفے میں کسی نے عثمان رحمتہ اللہ علیہ نہیں کہا سب لوگ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں' مجھے معلوم ہوا کہ آپ حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر نہیں کر رہے تھے بلکہ عثمان البتی رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر تھا۔ لوگ اسی عثمان کو معتزلہ کے طبقہ میں شمار کرتے تھے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ اِن کے مذہب سے واقف تھے اس لیئے انہیں رحمتہ اللہ علیہ کہہ کر لوگوں کی غلط فہمی کو دور کر دیا۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کرتے وقت رحمتہ اللہ علیہ کہا کرتے تھے تا کہ شیعہ لوگ آپ کی روایت سن کر بدک نہ جائیں اور احادیث سے محروم نہ رہیں (واللہ اعلم باالصواب)

امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شیخین کے متعلق عقیدہ

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک بار مدینہ منورہ میں حاضر تھا۔ حضرت امام ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا اے میرے عراقی بھائی! میرے قریب آؤ' میں آپ کے قریب ہو گیا اور عرض کی حضور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے متعلق کیا خیال رکھتے ہیں' لوگ کہتے ہیں کہ آپ ان سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں؟ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے معاذاللہ مجھے رب کعبہ کی

قسم ہے یہ لوگ جھوٹے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں۔ اے ابوحنیفہ! تمہیں معلوم نہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی لخت جگر بیٹی ام کلثوم بنت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں دیا تھا' کیا تمہیں معلوم نہیں ام کلثوم کون تھیں؟ جن کی دادی خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں' حضرت خدیجہ تو تمام امت کی عورتوں کی سردار ہیں کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ام کلثوم کے نانا سید الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے' اسی ام کلثوم کے بھائی حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے جو جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ اگر سیدنا عمر ام کلثوم کے نکاح کے اہل نہ ہوتے تو یہ سارے حضرات کبھی اس بات پر راضی نہ ہوتے۔ میں نے عرض کی یہی آپ کا دین ہے' جو لوگ آپ کے خلاف باتیں بناتے ہیں وہ غلط گو اور جھوٹے ہیں۔ میں نے گذارش کی کہ آپ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ مجھے لکھ دیں تاکہ جو لوگ آپ پر بہتان باندھتے ہیں انہیں دکھا سکوں' آپ نے فرمایا وہ لوگ قلبی طور پر سیاہ ہیں' وہ میرے لکھے ہوئے کو بھی نہیں مانیں گے' میں آپ سے بالمشافہ بات کر رہا رہوں' میں نے تمہیں کہا تھا کہ میرے نزدیک نہ بیٹھو مگر تم بیٹھ گئے اور باتیں بھی کرتے رہے' جب تم میرے سامنے میری بات نہیں مانتے تو کوفے کے وہ لوگ میری تحریر کو کب مانیں گے۔ (یہ بات آپ نے مزاحاً" کہی تھی تاکہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ سے تحریر کا اصرار نہ کریں۔)

بشر بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں عیسیٰ بن یونس کے ہاں بیٹھا تھا' وہاں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیا گیا' انہوں نے امام صاحب کے لیئے دعا کی اور فرمایا کہ آپ ہمیشہ اللہ کی نافرمانی سے بچا کرتے تھے اور اللہ کے احکامات' شریعت پر کاربند رہا کرتے تھے۔

ایک وقت ایسا آیا کہ عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھوڑ دیا اور آپ سے قطع تعلق کر لیا۔ ابواسحاق (راوی) فرماتے ہیں کہ مجھے اس بات پر بڑا دکھ ہوا کیونکہ عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات مجھے بڑی ناگوار لگی' میں ابراہیم بن شماس کے پاس آیا' میرا دل بھرا ہوا تھا' دماغ میں غصہ تھا' میں نے انہیں کہا مجھے یہ خبر آئی ہے کہ عبداللہ بن المبارک نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قطع تعلق کر لیا ہے۔ انہوں نے فرمایا معاذاللہ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا' تم کیا کہہ رہے ہو' ابواسحاق کی رائے تھی کہ میری اس بات پر ابراہیم بن شماس انہیں ایک تھپڑ مار

دیتا۔

یہ بات مختصر سی ہے کہ مگر اس واقعہ کے بعد یوں ہوا کہ احمد بن مردویہ سے بھی کہا گیا کہ ابراہیم بن شماس کہہ رہا ہے کہ عبداللہ بن المبارک نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھوڑ دیا ہے' آپ نے سن کر غصہ میں کہا کہ ابراہیم بن شماس کو جا کر کہہ دو کہ عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ کی تینتیس (۳۳) کتابیں تمہارے اس الزام کی تردید کرتی ہیں اور تمہاری اس عبارت کی تردید کرتی ہیں۔

ابوعبداللہ بن ابی حفص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں بعض حاسدوں اور طعنہ زنوں نے یہ بات بے پر اڑادی تھی کہ عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھوڑ دیا ہے' اس پراپیگنڈے میں حضرت عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ کے بعض شاگردوں کا بھی ہاتھ تھا' مگر حقیقت میں ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا کہ عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لمحے کے لیئے بھی اپنے استاد امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھوڑا ہو۔

میں نے جب یہ واقعہ عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ کے ایک شاگرد حسن بن ربیع سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا یہ لوگ عبداللہ بن المبارک پر بہتان باندھتے ہیں' میں نے عبداللہ بن المبارک کے وصال سے تین دن پہلے تک انہیں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کرتے سنا تھا اور امام صاحب کے مسائل بیان فرمایا کرتے تھے۔ پھر فرمایا جس نے آپ کو یہ خبر دی ہے اس کی تصدیق نہ کرنا وہ کذاب ہے۔

سلیم بن سالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم مسعر کے حلقہ درس میں بیٹھے ہوئے تھے' ان کا حلقہ درس امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلقہ درس سے بہت قریب تھا ہم ان سے سوال کرتے تو مسعر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسائل سے بات شروع کرتے۔ مجلس میں سے ایک شخص نے کہا مسعر ہم آپ سے اللہ اور رسول کا سوال کرتے ہیں تو آپ ان بدعتیوں کی باتیں شروع کر دیتے ہیں۔ مسعر اس شخص سے نہایت ناراض ہوئے اور فرمایا تمہاری اس بے ہودہ بات کا صرف یہی جواب ہے کہ تم میری مجلس سے اٹھ کر چلے جاؤ' تمہیں معلوم نہیں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک چھوٹا سا شاگرد موسم حج میں کعبتہ اللہ میں کھڑا ہو جائے تو سارے عالم اسلام کے علماء اسے

سنتے ہی رہیں۔ اس کے بعد امام مسعر نے یہ دعا پڑھی۔

اللھم آتانی القرب الیک بدعائی لابی حنیفة ☆ "اے اللہ میں تیرا قرب حاصل کرنا چاہتا ہوں اور میں اس کے لیئے امام ابو حنیفہ کا وسیلہ لایا ہوں۔"

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ دنیا میں مجھ پر کسی کا کوئی حق نہیں سوائے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کیونکہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اتنا بھی گوارا نہ تھا کہ ان کے کسی شاگرد کے چہرے پر مکھی تک بیٹھے۔

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اپنے شاگردوں پر شفقت

ایک شخص امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس کا چہرہ متغیر تھا' آپ نے پوچھا کیا بات ہے ؟ اس نے بتایا کہ فلاں شخص کے گھر کی چھت گر گئی تو اس کی گردن ٹوٹ گئی ہے' آپ نے یہ بات سنی تو آپ کی چیخ نکل گئی۔ سارے لوگوں نے آپ کی چیخ کی آواز سنی' آپ نے اسے اپنے پاس بلایا' واقعہ کی تفصیل دریافت کی' آپ گبھرا گئے' اسی وقت اٹھے اور ننگے پاؤں اس شاگرد کے گھر کی طرف دوڑے' فرمانے لگے کاش مجھے یہ قدرت ہوتی تو میں اس کی مصیبت اپنے اوپر لے لیتا' اس دن کے بعد آپ ہر روز اس کے گھر جاتے' اس کی تیمارداری فرماتے' ضروریات کا خیال رکھتے حتی کہ وہ تندرست ہو گیا۔

عبداللہ بن عون رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ ابراہیم کی طرف ایک نفیس ریشمی کپڑا بھیجا اور کہلا بھیجا کہ یہ ہدیہ ہے۔ آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا' میں نے دوبارہ بھیجا اور کہا اسے چار سو درہم میں خرید لیجئے' انہوں نے کہا اگر میرے پاس چار سو درہم ہوتے تو میں شادی نہ کر لیتا۔ میں نے دریافت کیا' اے ابو عمر! کیا تمہاری بیوی نہیں ہے۔ مذاقاً آپ نے فرمایا ہے تو سہی مگر جب وہ حائضہ ہوتی ہے تو میں بھی حیض کے ایام سے گذرتا ہوں۔

ابو رجاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ لطیفہ حضرت امام حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنایا' آپ نے فرمایا میں نے یزید بن کمیت سے سنا ہے انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے' آپ نے فرمایا ایک بیوی والا سرور میں ہوتا ہے' دو بیویوں والا شرور میں ہوتا ہے اور

اگر کوئی شخص میری اس بات کو مذاق سمجھتا ہے تو اسے لکھ دو کہ ایک وقت آئے گا کہ اس کو اس کی صداقت پر یقین آجائے گا اور وہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات کی داد دے گا۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہمارے معاشرے کی عورتیں اس حدیث کی صداقت پر گواہ ہیں، شاید ابراہیم نے ایسی ہی عورتوں کو دیکھ کر دوسری شادی کی آرزو نہیں کی تھی۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر ایک سے زیادہ عورتوں سے نکاح کرنا ہو تو اس طرح انصاف کرو جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا تھا ورنہ اجتناب کرو۔ حضور ﷺ نے اپنی ازدواج سے جو عدل اور حسن سلوک کیا ہے اگر ایسا نہیں کر سکتے تو دوسری شادی کرنا ظلم ہے۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کرتے ہوئے کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایک سے زائد بیوی رکھے گا اور انصاف نہیں کرے گا وہ قیامت کے دن دیکھے گا کہ اس کے جسم کا ایک حصہ پھرا ہوا ہوگا۔ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت سے نکاح کرنے میں سلامتی ہے، دوسرے نکاح کرنے میں عدل کرنا بڑا مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ سے سلامتی کی توفیق مانگنی چاہیئے کہ ہر شخص کو گھر میں سکون اور عزت ملے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہاری عورتیں تمہاری مددگار ہیں۔

ان باتوں کے علاوہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عورتوں سے انصاف کرنے کے متعلق بہت سی باتیں بتائیں۔ حضرت عبداللہ بن عون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باتوں سے بہت کچھ سیکھا تھا۔ آپ نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ اشعار کہے ۔

ائمة هذه الدنيا جميعًا بلاريب عيال ابی حنيفه
وظائف ليله واليوم شئی تهجده وقتياه الطريقه
بنوا الايام ماكانت جميعا لتحمل من وظائفه اوظيفه
وكفة فقهه ثقلت عياناً

وکفة فقهه ثقلت عياناً وكفة فقههم جات خفيفه

ترجمہ : اس دنیا کے تمام آئمہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عیال ہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات اور دن کے وقت مختلف وظائف پڑھا کرتے تھے۔ تہجد کبھی قضا نہ کرتے اور فتویٰ دینے میں کبھی غفلت نہ کرتے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فقہ کے سمندر سے ایک چلو تمام فقہا پر بھاری ہے اور تمام فقہا کے علوم کا پلڑا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت ہی ہلکا ہے۔

یہ اشعار میں نے (صاحب کتاب امام موفق) امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں کہے ہیں۔

مالنعمان فی الانام نظير دوح فتياه ذوثمار نضير
ورع صادق و خلق جميل وندى فائض و علم غزير
وتقى عاصم و صوت جهير وذرى مخصب وصيت شهير
ان يكن فی الورى امير بحق فهولو تعلمون ذاک الامير
وله من جهاه اهدى وزير لاتقل للامير اين الوزير
فی سرير العلم اضحى وَ امسى و سرير العلوم نعم البسرير
عالم العالمين شرقاً و غرباً جند نعمان و هو جند خطير
كل ذي امرة اسير هواه وهواه له اسير اسير
علم فتواه والتهجد سرا فی لياليه روضة والغدير

فی جواب البسوال برق خطوف
واذا عضت الدواهی ثبير

ترجمہ : لوگوں میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ وہ فتاویٰ کا بہت بڑا تناور اور پھل دار درخت ہیں۔ ان کی پرہیزگاری سچی ہے اور شکل و صورت میں نہایت حسین و جمیل

ہیں۔ وہ سخاوت کا بہتا ہوا دریا ہیں' وہ علم کا چشمہ ہیں' وہ متقی ہیں' صاحب عصمت ہیں' ان کی آرزوئیں بہت بلند ہیں اور ان کے علم و فضل کے کھیت ہمیشہ سرسبز و شاداب ہیں' ان کے علم کا تخت ہر صبح و شام بچھتا ہے۔ آپ علوم کے تخت پر کتنی شان سے جلوہ فرما ہوتے ہیں' مشرق و مغرب کے تمام علماء اور ائمہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لشکر ہیں۔ وہ خود خطیرہ قدرت کے لشکر میں سے ہیں' ہر عقلمند انسان خواہشات کا قیدی ہوتا ہے مگر دنیا کی تمام خواہشات امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیدی ہیں۔ وہ دن کی روشنی میں فتویٰ دیتے ہیں' رات کے اندھیروں میں عبادت کرتے ہیں' سحری کے وقت تہجد ادا کرتے ہیں' وہ چشمہ رحمت ہیں اور باغ لطف و کرم ہیں' آپ کے پاس ہر سوال کا جواب چمکتی ہوئی تلوار کی طرح ہر وقت موجود ہوتا ہے۔

تیئس واں باب

جیل میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کی رات

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ عباسی منصور کے سامنے جیل سے باہر تشریف لائے تو اس نے حکم دیا کہ حضرت امام کو ستوں پیش کیئے جائے مگر آپ نے ستوں پینے سے انکار کر دیا' اس نے غصہ سے کہا آپ کو یہ ستوں پینے ہوں گے' مگر آپ نے پھر انکار کر دیا' اس پر حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دربار سے اٹھے اور باہر جانے لگے' منصور غصے میں کانپ رہا تھا' پوچھا کہاں جارہے ہو' آپ نے فرمایا جہاں سے آیا ہوں (یعنی جیل) کہتے ہیں آپ جیل واپس گئے تو اسی رات فوت ہو گئے۔

ابو جعفر منصور نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عہدہ قضاۃ قبول کرنے پر مجبور کیا اور ساتھ ہی انعامات و اکرام کا لالچ دیا اور حکم دیا کہ آج سے تمام عالم اسلام کے قاضی آپ کے تحت ہوں گے اور اسلامی ممالک کے تمام دینی امور آپ کے حکم سے طے پائیں گے' اس پر بھی حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ نے انکار کر دیا۔ اب منصور نے سخت قسم کی قسم کھا کر کہا اگر آپ نہ مانیں گے تو آپ کو جیل جانا ہو گا آپ نے پھر انکار کر دیا تو اس نے حکم دیا کہ آپ کو قید خانہ میں ڈال دیا جائے۔ اب ہر روز آپ کو پیغام پہنچاتا کہ آپ عہدہ قضاۃ قبول کر لیں مگر آپ ہر بار انکار کر دیتے۔ ادھر آپ کے مخالف درباری اہلکار خلیفہ کو بھڑکاتے کہ یہ تو سخت آپ کی توہین ہے' اب منصور نے آپ کو دنیا کے مال و منال کی پیش کش کرنا شروع کی' انعام و کرام کا لالچ دیا مگر آپ نے اپنا ارادہ نہ بدلا اور حکم دیا کہ جیل کے سخت حصہ میں بھیجا جائے اور ہر روز جیل خانہ سے باہر لاکر عوام کے سامنے کوڑے لگائے جائیں چنانچہ یہ سزا دی جاتی رہی۔ ہر روز آپ کو جیل سے باہر لایا جاتا اور کوڑے مارے جاتے' اب منصور نے حکم دیا کہ آپ کے سر پر کوڑے مارے جائیں' آپ شدید درد سے ایک دن رو پڑے اور اللہ کی بارگاہ میں نہایت زاری سے دعا کی' کہتے ہیں کہ اسی رات آپ کا انتقال ہو گیا۔ آپ کا جنازہ

جیل سے اٹھایا گیا تو سارا بغداد اٹد آیا اور لوگ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ نماز جنازہ پڑھنے کے بعد آپ کو خیزران کے میدان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ پچاس ہزار لوگوں نے پڑھا

نعیم بن یحییٰ نے فرمایا کہ ایک بزرگ آدمی حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غیبت کیا کرتا تھا اسے کئی لوگوں نے کہا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس زمانے کی بلند پایہ امام اور فقیہ ہیں تم اس کام سے باز آجاؤ مگر وہ پھر بھی غیبت کرتا رہتا' جب آپ کا وصال ہوا تو آپ کی نماز جنازہ پر پچاس ہزار سے زیادہ آدمی آئے تو وہ حیرت زدہ ہو گیا کہ جس شخص کی میں غیبت کرتا رہا ہوں اس کا یہ مقام ہے۔ اس نے توبہ کی اور اپنے سابقہ گناہوں کی معافی مانگی۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ کی وفات اگرچہ جیل میں ہوئی تھی مگر یہ زہر خورانی کا نتیجہ تھی' اب غیبت کرنے والے کا جب جنازہ اٹھا تو صرف دس آدمی وہ بھی اس کے رشتہ دار موجود تھے۔

ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ کو صدمہ

روح بن عبادہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں ۱۵۰ھ میں امام ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا' امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کی خبر آئی' امام جریج رحمۃ اللہ علیہ نے اناللہ وانا الیہ راجعون کہا اور نہایت اندھوگیں ہو کر فرمایا افسوس آج عالم اسلام سے علم اٹھ گیا' فقہ کا آفتاب غروب ہو گیا۔ ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ بھی چند دنوں بعد اسی سال فوت ہو گئے۔ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب فوت ہوئے تو آپ کی عمر ستر سال تھی اور آپ ۱۵۰ھ میں فوت ہوئے تھے۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غسل

محمد بن الحسین نے فرمایا کہ جب حسن بن عمارہ نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غسل دیا تو فراغت کے بعد فرمانے لگے کہ اے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ پر اللہ کی رحمت نازل ہو' آپ ہمارے فقیہ اعظم تھے۔ عبادت گذار تھے اور زہد و تقویٰ میں بے مثال تھے' فضائل خیر کے

جامع تھے۔ اے اللہ ! ان کی قبر خیر و برکت سے بھر دے۔ اے امام ! آپ کے جانے کے بعد ہمیں مسائل دینیہ کے حل کرنے میں بے پناہ مشکلات آئیں گی اور ہمارے علماء کرام مسائل کے جواب میں شرمسار اور پریشان رہیں گے۔ یاد رہے کہ حسن بن عمارہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شیوخ اساتذہ میں سے تھے اور اہلحدیث کے فقہا اور اکابر میں شمار ہوتے تھے۔

احمد بن بدیل فرماتے ہیں کہ میرے والد نے فرمایا کہ جب ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیل میں تھے تو دربار عباسی کی طرف سے بار بار پیغامات آتے کہ آپ عہدہ قاضی القضاء قبول فرمالیں مگر آپ ہمیشہ انکار کر دیتے' جیل سے باہر لا کر آپ پر کوڑے برسائے جاتے' اس طرح آپ کو ایک سو دس کوڑے مارے گئے' اس کے باوجود آپ نے یہ عہدہ جلیلہ قبول نہ کیا۔ منصور نے ایک بار حکم دیا کہ آپ کو جیل کے دروازے پر بٹھا دیا جائے' آپ کو بٹھا دیا گیا اور منصور نے حکم دیا کہ منصب قضاہ پر نہیں جاتے تو یہاں سے ہی فتویٰ جاری کر دیا کریں' جتنے فتوے آئیں یہاں سے جاری کر دیا کریں۔ آپ کے پاس حکام فتاویٰ اور فیصلے بھیجتے مگر آپ ان کا جواب لکھنے سے انکار فرماتے اور کہتے کسی کے حکم سے فتویٰ نویسی نہیں کی جائے گی۔ منصور اس پر بھی آتش زیرپا ہوا اور کہا جیل میں لے جا کر زیادہ سختی کی جائے' بڑی سختیاں کی جانے لگیں مگر آپ نے خلیفہ کی بات نہ مانی۔ دربار کے امراء اور علماء نے منصور کو مشورہ دیا کہ اب آپ کو رہا کر دینا چاہئے اور انہیں اپنے مکان میں مقید کر کے فتویٰ نویسی کا حکم دیا جائے' چنانچہ آپ کو گھر میں مقید کر دیا مگر اعلان ہوا کہ کوئی شخص آپ سے نہ مسائل پوچھے نہ فتویٰ صرف سرکاری کاغذات بھیجے جاتے مگر آپ ان پر فتویٰ صادر نہ فرماتے' چنانچہ اسی حالت میں آپ کا وصال ہو گیا۔ ابو نعیم فرماتے ہیں کہ آپ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۵۰ھ میں وصال ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر ستر سال تھی۔

ابن شقیق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دو عقابوی (ٹکٹکیوں) کے درمیان لٹکا کر دس کوڑے لگائے گئے اور کہا گیا کہ قضاۃ قبول کر لو مگر آپ نے انکار کر دیا۔ سلیمان التیمی کے سامنے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہوا تو آپ کے بارے میں لوگوں نے سست گفتگو کی' آپ نے انہیں ڈانٹ کر کہا تم اس شخص کے کردار کو جانتے نہیں کہ ابن ھبیرہ نے آپ کو دس کوڑے مار کر قضاۃ کا عہدہ قبول کرنے پر مجبور کیا تھا مگر آپ نے صاف انکار کر دیا۔

سلیمان بن طرخان بصرہ کے ایک عظیم امام اور زہد و تقویٰ میں مشہور تھے۔

داؤد بن راشد الواسطی رحمتہ اللہ علیہ نے بتایا کہ میں عینی شاہد ہوں کہ جب امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوڑے مارے جاتے تھے اور انہیں مجبور کیا جاتا تھا کہ آپ عہدہ قضاۃ قبول کر لیں' میرے سامنے آپ کو دس کوڑے روزانہ مارے جاتے مگر آپ انکار ہی کرتے رہے۔ جب یہ مسلسل سزا دی جانے لگی تو آپ ایک دن رو پڑے' اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں قضاۃ کے صلاحیت نہیں رکھتا' مگر یہ لوگ باز نہیں آتے' اب آپ کو مسلسل انکار پر جیل کے باہر لایا جاتا اور لوگوں کے سامنے کوڑے مارے جاتے۔ اس طرح ایک سو دس کوڑے مارے گے مگر آپ نے قضاہ قبول کرنے سے ہمیشہ انکار کیا۔ یہی داؤد بن راشد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خفیہ طور پر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگا کرتے تھے اللھم ادفع عنی شرھم "اے اللہ مجھے ان کے شر سے محفوظ رکھ" بہرحال جب آپ نے منصب قضاۃ قبول کرنے سے انکار کر دیا تو اور تکالیف کے علاوہ آپ پر کھانے پینے کی اشیاء میں بھی کمی کر دی گئی اور قیدخانہ کی سختیاں بڑھا دی گئی اور حکومت عباسیہ کو آپ کے ارادہ کو تبدیل کرنے کے لیئے کوئی چارہ کار نہ رہا تو آپ کو جیل میں زہر دیا جانے لگا اور اس طرح آپ کی شہادت ظاہری اور خفیہ طریقوں سے واقع ہوئی۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن منصور کے دربار میں بیٹھے تھے تو ایک درباری شخص نے آکر پوچھا کیا جب خلیفہ وقت مجھے کسی آدمی کے قتل کا حکم دے تو میں اسے قتل کر دوں اور یہ اتباع شرعی طور کیا حیثیت رکھتی ہے؟ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص سے پوچھا کہ کیا امیرالمومنین ناحق قتل کا حکم بھی دیا کرتے ہیں اس نے کہا نہیں ایسا کبھی نہیں ہوا' آپ نے فرمایا اگر حق پر قتل کرنے کا حکم ہوتا ہے تو ضرور بجا لاؤ' اسی دوران حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ایک پانی کا پیالہ پیش کیا گیا جس میں زہر ملا ہوا تھا خلیفہ نے حکم دیا کہ آپ اسے پی لیں مگر آپ نے انکار کر دیا' بار بار حکم دیا گیا مگر آپ انکار کرتے رہے اور فرمایا میں خودکشی پر نہ اعانت کرتا ہوں' نہ حکم مانتا ہوں' آپ کو اس جبر و اکراہ کے بعد واپس بھیج دیا گیا اور جیل کے اسی کمرے میں محبوس کر دیا گیا۔ تھوڑے دنوں بعد آپ جیل میں ہی فوت ہو گئے۔ آپ کی نماز جنازہ کے لیئے سارا بغداد امنڈ آیا اور لاکھوں لوگوں نے شرکت کی۔ بغداد میں ہی آپ کو دفن کر دیا گیا۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ اٹھا

ابورجاء الھروی (یعنی عبداللہ بن واقد رحمۃ اللہ علیہ) اہل "ہرات" کے امام تھے' آپ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حسن بن عمارہ نے غسل دیا تھا میں بدن مبارک پر پانی ڈالتا جاتا تھا' میں نے دیکھا کہ آپ کا جسم نہایت نفیس اور نازک ہے' ایسا معلوم ہوتا تھا کہ عبادت و ریاضت نے آپ کے جسم کو نہایت کمزور کر دیا تھا۔ حسن بن عمارہ غسل دے چکے تو حضرت امام کی بے حد تعریف کی اور آپ کے بعض واقعات زندگی کا تذکرہ کرتے رہے۔ حسن بن عمارہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے متعلق ایسی گفتگو فرمائی کہ سننے والے لوگ دھاڑیں مار کر رو دیئے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ اٹھایا گیا تو بغداد کے لوگوں کا سمندر تھا جن میں اکثر دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔ ہم سابقہ صفحات میں حسن بن عمارہ رحمۃ اللہ علیہ کی گفتگو جو حضرت امام ابوحنیفہ کی عبادات و ریاضت پر مشتمل تھیں لکھ آئے ہیں۔

حسن بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ بغداد کے ایک نہایت صالح اور عبادت گذار آدمی تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازے پر اس قدر لوگ آئے کہ آپ کی نماز جنازہ چھ بار پڑھنا پڑی۔ ہر بار اتنا بڑا ہجوم ہوتا کہ دور دور تک صفیں کھڑی نظر آتیں' آخری بار نماز جنازہ آپ کے بیٹے حماد بن ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی۔

منصور بن صبیح رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ بغداد کے بڑے بڑے بازاروں میں سے گذارا گیا اور بازاروں کے دونوں طرف مرد و زن کھڑے آپ کے جنازے کا جلوس دیکھتے رہے۔ ہر شخص کی زبان پر تھا کہ امام رحمۃ اللہ علیہ کو صرف اس لیئے شہید کیا گیا کہ آپ نے عہدہ قضاہ (چیف جسٹس) قبول نہیں فرمایا تھا۔

علی بن عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک شخص نے بتایا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ کی مارکیٹ میں کپڑے کے بیوپاری تھے' آپ ریشمی کپڑوں کا بیوپار کرتے تھے' دن کو کاروبار کرتے' مگر ساری رات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کھڑے رہتے۔ دن کو آپ کے شاگرد حدیث و فقہ کی تعلیم حاصل کرتے تھے' اگر کوئی عام آدمی آتا تو آپ نہایت نرمی اور شائستگی سے بات کرتے تھے' کسی

پر نہ غصہ نہ کرتے، نہ جھگڑا، آپ کی گفتگو کا دلوں پر اثر ہوتا، اس کے باوجود کوفہ کے گورنر ابن ہبیرہ نے عہدہ قضاۃ قبول کرنے سے انکار کرنے پر سخت سزائیں دیں۔ یہ بات کرنے والا بغداد کا ایک عام شہری تھا، وہ بھی ان واقعات کو بیان کرنے کے بعد سوال کرتا ہے کہ کیا آپ لوگوں نے اسلامی تاریخی میں کبھی ایک بھی شخص کا نام سنا ہے جسے چیف جسٹس کا عہدہ دیا گیا ہو تو اس نے انکار کر دیا ہو اور انکار پر اتنا اصرار کیا کہ کوڑے تک کھائے ہوں، امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے تلامذہ شاگردوں اور عام لوگوں پر احسان فرمایا کرتے تھے، ان کی ضروریات کو یوں پورا کرتے اور فرمایا کرتے تھے کہ جہنم اور مقاتل دونوں فاسق ہیں، میں ان دونوں کے نظریات سے بیزاری کا اعلان کرتا ہوں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امت محمدیہ کے متکلم تھے۔ حلال و حرام کی تمیز رکھتے تھے، اس پر عمل کرتے تھے، جب آپ حدیث بیان فرماتے تو لوگ یہ نہیں کہا کرتے تھے کہ ابراہیم کا قول ہے بلکہ اسے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول یا فتویٰ جان کر قبول کیا کرتے تھے۔

حکم بن ہشام فرماتے ہیں کہ میں حلب گیا تو ایک شخص میرے پاس آکر کہنے لگا مجھے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ سنائیں، میرے پاس ایک ایسا شخص بھی آیا جو بدبخت ہمیشہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقائص بیان کرتا تھا، میں نے پہلے شخص کے سامنے آپ کے اوصاف بیان کیئے اور بتایا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کو کافر نہیں کہا کرتے تھے تاوقتیکہ وہ شخص خود دائرہ اسلام سے باہر نہ چلا جاتا، آپ اپنے ہر محب کی خیرخواہی چاہتے تھے۔ وہ عظم الامانت تھے، جب آپ کا وصال ہوا تو آپ کے پاس بے شمار امانتیں موجود تھیں جو لوگوں کو لوٹا دی گئیں۔ آپ کی امانت داری کی وجہ سے بادشاہ وقت نے آپ کو بیت المال اور سرکاری امانت خانوں کی چابیاں سپرد کیں مگر آپ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ان امانتوں پر میرا اختیار نہیں ہے۔ آپ کو امانت کے متعلق آخرت کے عذاب کا پورا پورا علم تھا۔ میں نے یہ واقعہ "مناقب صمیری" سے مختصر بیان کیا ہے لیکن آخر میں اس شخص نے کہا تھا کہ جیسے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف بیان کیئے گئے ہیں میں نے ان سے بہتر کہیں نہیں سنے تھے۔

عہدہ قضاۃ کی قبولیت کے لیئے خلیفہ کی کوشش

ابوجعفر منصور سلطنت عباسیہ کے حکمران تھے، اس نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کو کوفہ سے بغداد طلب فرمایا اور عہدہ قضاۃ (چیف جسٹس) کی پیش کش کی مگر آپ نے پیہم اصرار کے باوجود انکار کر دیا۔ خلیفہ منصور کبھی تو آپ کو انعامات و احوال پر گفتگو کر کے آمادہ کرنے کی کوشش کرتا تھا کبھی نہایت نرمی اور انکساری سے آمادہ کرتا مگر حضرت امام اس کی ہر ادا کو ٹال جاتے۔ اب اس نے ایک تدبیر نکالی اور حکم دیا کہ آپ دربار عباسیہ کے دروازہ پر اپنا علیحدہ دفتر بنا لیں اور لوگوں کے دینی مسائل کے جوابات دیتے رہیں' آپ ایک عرصہ تک دفتر میں بیٹھے رہے مگر آپ نے ایک بھی سوال کا جواب نہ دیا۔ آپ کی اس بات پر بھی خلیفہ سخت ناراض ہوا' خلیفہ نے آپ کو واپس کوفہ نہ جانے دیا اور طرح طرح کی سزائیں دے کر شہید کر دیا۔

منصور (خلیفہ عباسیہ) نے ایک نیا شہر آباد کیا اس میں اپنا دارالخلافہ بنایا اور اپنے بیٹے مہدی کے لیئے مسجد رصافہ بنائی۔ اب امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا گیا اور اس عظیم الشان مسجد کی امامت کے لیئے کہا گیا مگر آپ نے اس امامت سے بھی انکار کر دیا' اس نے آپ کو دھمکی دی کہ اگر نہ مانو گے تو کوڑے ماروں گا' آپ نے پوچھا واقعی آپ سچ کہتے ہیں' آپ چند دنوں تک مسجد میں رہے مگر کوئی مسئلہ پوچھنے نہ آیا آخر ایک دن ایک ٹھٹھیار ایک شخص کو پکڑ لایا اس نے آکر کہا اس شخص کے ذمہ میرے دو درہم اور چار دانگ ہیں' اس نے مجھ سے برتن بنوایا تھا' اس کی مزدوری اس کے ذمہ ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا خدا کا خوف کرو اس ٹھٹھیار کی مزدوری کے پیسے دے دو۔ اس نے کہا یہ جھوٹ کہتا ہے' میرے ذمہ اس کا کوئی روپیہ پیسہ نہیں' آپ نے صفار (ٹھٹھیار) سے پوچھا تو اس نے کہا کہ یہ قسم کھا لے' امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ مدعا علیہ یوں قسم کھائے کہ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ شخص قسم کھانے کو بھی تیار ہو گیا' جب حضرت امام نے دیکھا وہ تو قسم پر پوری طرح آمادہ ہے تو آپ نے اس کی گردن پر زور سے تھپڑ مارا اور ایک تھیلی گری جس میں دو درہم نکلے آپ نے یہ دو درہم ٹھٹھیار کو دے دیئے اور فرمایا یہ دو درہم تیرے ہیں جس کا تو نے مطالبہ کیا تھا' ٹھٹھیار تو دو درہم لے کر چلا گیا امام صاحب کو اس چھوٹے سے واقعہ کے بعد بخار ہو گیا آپ پھر چھ دنوں بعد فوت ہو گئے۔

عباس دھوری نے اس واقعہ پر اتنا اضافہ کیا ہے کہ **ابوالفضل عباس** نے فرمایا کہ "مقابر خیزران" میں آپ کا مزار بنایا گیا یعنی جب باب القطانین سے داخل ہوں تو دو یا تین قبریں چھوڑ کر

بائیں ہاتھ امام صاحب کی قبر بنائی گئی (یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ کا وصال ہوا تھا اب تو الحمدللہ آپ کا شاندار مزار بنایا گیا ہے' ایک بلند و بالا گنبد ہے اور ساتھ ہی ایک عالیشان مسجد اور مدرسہ قائم ہے اور زیارت گاہ عوام و خواص ہے۔ مترجم)

بہت سے تذکرہ نگار اس بات میں اختلاف کرتے ہیں کہ آیا آپ کی موت کوڑوں سے ہوئی تھی یا زہر خورانی کا نتیجہ تھی۔ عبداللہ بن مطیع کہتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے بتایا کہ میں نے ایک جنازہ ابو جعفر کے محلات کے طاقچوں میں جو باب خراسان سے نزدیک تھے آتے دیکھا اسے چار آدمی اٹھا کر لے جا رہے تھے اور صرف ایک آدمی اس جنازے کے پیچھے پیچھے آ رہا تھا میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کس کا جنازہ ہے' اس کا کیا نام ہے' لوگوں نے مجھے بتایا کہ یہ ابوحنیفہ کا جنازہ ہے جسے قیدخانہ میں کوڑوں کی ضرب سے مار دیا گیا۔ ہم باب الخراسان کے باہر آئے تو ایک منادی نے سارے شہر میں اعلان کیا' لوگو ابوحنیفہ! کا جنازہ ہے آؤ جنازہ پڑھ لو۔ یہ آواز سنتے ہی سارا بغداد امنڈ آیا ہر طرف سے لوگ دوڑے دوڑے آنے لگے' ابھی جنازہ باب الخیزراں تک پہنچا تھا تو لوگوں کا ایک سمندر تھا جو جنازہ کے اردگرد جمع ہو گیا تھا' نماز جنازہ پڑھی گئی مگر لوگ مزید پہنچتے رہے حتیٰ کہ دوسری بار جنازہ پڑھایا گیا' ابھی چند لمحے گزرے تھے کہ ایک بہت بڑا ہجوم جمع ہو گیا اس طرح آپ کا تیسری بار جنازہ پڑھا گیا' دفن کرنے میں دشواری تھی جنازہ کو دور دراز لے جایا گیا' میں نے لوگوں سے پوچھا کہ آپ کو اتنی دور کیوں دفنایا جا رہا ہے تو مجھے بتایا گیا کہ خلیفہ کے محلات کے اردگرد لوگوں کی غصب شدہ زمین ہے یہاں امام کو نہیں دفنایا جائے گا اور مقبرہ خیزراں جو وقف شدہ زمین تھی اور پاکیزہ اور طیب تھی آپ کو دفن کر دیا گیا۔

خلیفہ منصور نے قیدخانہ میں ہی آپ کو زہر دلوایا تھا جس کی تفصیلات سابقہ صفحات میں گذر چکی ہیں لیکن منصور نے احساس ندامت کو کم کرنے کے لیئے بیس دن گذرنے کے بعد آپ کے مزار پر آکر نماز جنازہ ادا کی تھی' جب اسے بتایا گیا کہ آپ کو ان کی وصیت کے پیش نظر مقبرہ خیزراں میں دفن کیا گیا ہے تو منصور نے کہا ابوحنیفہ اللہ تجھ پر رحم فرمائے تو نے زندگی میں بھی مجھے شکست دی اور موت کے بعد بھی مجھے شرمندہ کیا ہے۔

"مناقب صمیری" میں یہ واقعہ لکھنے کے بعد لکھا ہے کہ باب الخیزران تک آپ کا جنازہ۔

پہنچا تو ایک ناواقف نے آگے بڑھ کر آپ کی نماز جنازہ پڑھائی میں نے پوچھا کہ وہ کون شخص ہے لوگوں نے بتایا بنو تمیم کا ایک آدمی ہے' امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قبیلے کے موالی تھے' پھر آپ کو مقبرہ خیزران میں دفنایا گیا۔

عہدۂ قضاۃ کے حکم نامے جاری کر دیئے گئے

عبید بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ خلیفہ عباسی منصور نے تین علمائے وقت کو بغداد میں اپنے دربار میں طلب فرمایا یہ حضرات امام ابوحنیفہ' سفیان ثوری اور شریک بن عبداللہ تھے۔ تینوں کے نام عہدہ قضاۃ کا حکم نامہ پہلے سے ہی تیار تھا۔ منصور نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو حکم نامہ دیتے ہوئے کہا' آپ بغداد کی قضاہ پر مقرر کیئے گئے ہیں' وہاں چلے جائیں اور فوراً کام شروع کر دیں۔ شریک رحمۃ اللہ علیہ کو بلا کر کہا یہ ہے آپ کا حکم نامہ آپ کو کوفہ کا قاضی مقرر کیا گیا ہے آپ فوراً کوفہ پہنچیے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا یہ ہے آپ کا حکم نامہ آپ قاضی القضاہ کے منصب پر فائز کیئے گئے ہیں اور آپ بغداد اور اس کے تمام مضافات کے فیصلے کیا کریں گے۔ پھر منصور نے اپنے حاجب (پرائیویٹ سیکرٹری) کو بلا کر کہا آپ ان حضرات کو سرکاری سہولتوں کے ساتھ اپنے اپنے منصب تک پہنچائیں۔ شریک نے تو اپنا حکم نامہ لیا اور کوفہ کو روانہ ہو گئے۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے عون (حاجب دربار) کو بلایا اور خلیفہ منصور کو کہا انہیں میرے ساتھ بھیجئے' یہ مجھے میرے گھر تک پہنچا آئیں' عون کو ساتھ لیا اور گھر پہنچے اور اپنے گھر کے طاقچے میں شاہی حکم نامہ پھینکا اور خود گھر چھوڑ کر بھاگ نکلے اور یمن جا پہنچے۔ وہاں آپ نے احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سنانا شروع کر دیں' آپ نے یمن میں اس قدر محنت اور انہماک سے احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان فرمایا کہ بعض اوقات سارا سارا دن ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر احادیث بیان فرماتے جاتے۔ ہشام بن یوسف اور عبدالرزاق رحمتہ اللہ علیہما نے اس زمانہ میں آپ سے روایات سنیں اور ازبر کی تھیں' اس طرح آپ نے چار ہزار احادیث سنائیں۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عباسی دربار میں کھڑے تھے' خلیفہ کا حکم نامہ اٹھایا اور برملا عہدہ قضاہ سے انکار کر دیا۔ منصور اس حکم عدولی پر سیخ پا ہو گیا اور جلاد کو حکم دیا کہ امام ابوحنیفہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کو باہر لے جا کر سو کوڑا مارا جائے اور انہیں قیدخانہ میں بند کر دیا جائے۔ آپ ایک عرصہ جیل میں رہے' سزائیں جھیلتے رہے' کوڑے کھاتے رہے' آخرکار موت کے دروازے پر پہنچ گئے۔

یحییٰ بن نضر نے کہا کہ کوڑوں کی سزا کے باوجود امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثابت قدم رہے مگر آخری دنوں میں آپ کو زہر دے دیا گیا جس سے آپ کی موت واقع ہو گی۔

حضرت ابراہیم بن عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ نے جن دنوں دعویٰ خلافت کیا اور خلیفہ عباسی کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا' آپ ان دنوں بصرہ میں تھے' خلیفہ منصور عباسی کو معلوم ہوا کہ اعمش اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابراہیم بن عبداللہ کی حمایت کرتے ہیں اس کی وجہ یہ تھی کہ ابراہیم بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک خط لکھا تو آپ نے خط کھولے بغیر اسے چوما تو جاسوسوں نے خلیفہ کو اطلاع دی کہ امام ابوحنیفہ تو ابرہیم بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مل گئے ہیں۔ منصور نے فیصلہ کر لیا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ختم کر دیا جائے چنانچہ انہی دنوں آپ کو زہر دیا گیا' وفات کے بعد آپ کے چہرے پر زہر کے سبز نشانات ظاہر ہو گئے تھے' وفات کے بعد آپ کے گھر کو دیکھا گیا تو قرآن حکیم کے علاوہ کوئی چیز آپ کے گھر سے برآمد نہ ہوئی۔

عبدالعزیز بن عصام نیشاپور میں آیا جایا کرتے تھے انہوں نے فرمایا میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کی تھی آپ نے حضرت سے دریافت کیا کہ آپ نے عہدہ قضاہ سے کیوں انکار کر دیا' آپ نے بتایا کہ جب مجھے منصور نے عہدہ قضاۃ کے لیئے حکم دیا تو میں نے کہا میں اس منصب کی صلاحیت نہیں رکھتا' منصور کہنے لگا آپ اس لائق ہیں' آپ جھوٹ کہہ رہے ہیں' حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے ایک جھوٹا شخص چیف جسٹس کیسے مقرر کیا جاسکتا ہے۔ آپ کا جواب سن کر منصور سٹ پٹا اٹھا اور آپ کو قیدخانہ میں بھیج کر کوڑے مارنے کی سزا دی۔ منصور نے امام صاحب کو کہا آپ نے تو مجھے لاجواب کر دیا' اب سزا کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

راوی نے عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا' کیا آپ نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوڑے کھاتے دیکھا تھا؟ تو انہوں نے فرمایا ہاں' میرے سامنے آپ پر کوڑے برسائے گئے

تھے۔ میں نے آپ کو خلیفہ منصور کے سامنے مار کھاتے دیکھا تھا' میرے سوا وہاں کوئی نہیں جاسکتا تھا' میں نے دیکھا کہ آپ کو ننگے بدن کوڑے مارے گئے اور جیل سے باہر لا کر عام لوگوں کے سامنے سزا دی گئی' میں نے کوڑوں کے نشانات آپ کے بدن پر اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے اور ان سے خون رس رہا تھا۔

ابھی تھوڑی دیر گزری تھی کہ عبدالصمد بن علی بن عبداللہ بن عباس دربار میں آپہنچے' عبدالصمد ابو جعفر منصور کے چچا تھے' وہ جلدی سے ابو جعفر کے پاس پہنچے اور کہنے لگے منصور یہ تم نے کیا کیا تم نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوڑے نہیں مارے اپنے آپ پر ایک لاکھ تلواریں ماری ہیں' یہ تو اہل عراق کے بہت بڑے فقیہ ہیں بلکہ دنیائے اسلام کے امام ہیں۔ انہوں نے منصور پر اتنا دباؤ ڈالا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے گھر لے آیا' نیا لباس پہنایا اور بڑے اعزاز سے آپ کو گھر بھیجا۔

عبدالرحمٰن روایت کرتے ہیں کہ خلیفہ نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب قید کا حکم دیا تو قید کے دوران اکثر آپ کو اپنے پاس بلالیا کرتا تھا اور آپ کو کہتا آپ عہدہ قضاۃ قبول کرلیں آپ کو رہا کردیا جائے مگر آپ نہ مانتے تھے' پھر آپ کو انعام و اکرام کی لالچ دی مگر آپ انکار کرتے گئے' جب انتہا ہوگئی تو خلیفہ نے کہا کہ اب آپ کو ہر روز قیدخانہ سے باہر لے کر جا کوڑے مارے جایا کریں گے' کئی دنوں تک مسلسل کوڑے لگائے گئے' آپ کئی بار اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے حتیٰ کہ آپ کا آخری وقت آگیا۔ آپ کا جنازہ اٹھایا گیا تو سارا بغداد امڈا آیا اور لوگ دھاڑیں مار کر روتے تھے' آپ کی کئی بار نماز جنازہ پڑھی گئی اور آپ کو خیزراں کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

امام ابویوسف رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ ۱۵ شوال ۱۵۰ھ کو فوت ہوئے تھے' ہم سابقہ صفحات پر بعض روایات کی روشنی میں لکھ آئے ہیں کہ آپ کا وصال رجب ۱۵۰ھ کو ہوا تھا' اکثر روایات میں آپ کا وصال رجب ۱۵۰ھ میں ہی ملتا ہے۔ یہ روایت اہلحدیث کے امام ابوبکر خطیب بغدادی نے بھی لکھی ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات رجب ۱۵۱ھ میں ہوئی تھی مگر ہمارے نزدیک یہ روایت صحیح نہیں اور اس کی کہیں دوسرے ذرائع سے سند نہیں ملی۔

محمود بن عمر الزمخشری نے لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ کی وفات رجب یا شعبان ۱۵۰ھ میں بغداد

کے شہر میں واقع ہوئی تھی' اس وقت آپ کی عمر ۷۰ سال تھی۔ بعض تذکرہ نگاروں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے اسباب لکھتے ہوئے لکھا ہے کہ منصور کے دربار کا ایک بہت بڑا امیر حسن بن قحطبہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور عرض کی آپ میرے کردار سے بخوبی واقف ہیں کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے' آپ نے فرمایا کیوں نہیں' اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی چیز کی کمی نہیں مگر ایک شرط ہے کہ جس چیز سے توبہ کرو آئندہ کے لیئے کچھ بھی ہو جائے اس پر قائم رہو' اس نے کہا حضور میں نے حکومت وقت کے حکم پر کئی بے گناہوں کو قتل کیا ہے' میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ آئندہ اس گناہ میں ملوث نہ ہوں گا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر تم نے یہ عہد نبھایا تو اللہ تعالیٰ تیری توبہ قبول کرے گا۔

حسن بن قحطبہ یہ معاہدہ یا عہد کر کے چلا گیا' انہی دنوں حضرت ابراہیم بن عبداللہ (اہلسنّت میں سے تھے) نے علم بغاوت بلند کیا اور عباسی حکومت کے خلاف آواز اٹھائی' خلیفہ منصور نے حسن بن قحطبہ کو حکم دیا کہ جاؤ اور ابراہیم بن عبداللہ کا سر قلم کر کے میرے پاس لاؤ۔ اب حسن بن قحطبہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ ابوجعفر منصور خلیفہ عباسی نے مجھے سخت حکم دیا ہے کہ میں ابراہیم بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کو قتل کروں' امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اب تمہارے عہد اور توبہ کی آزمائش کا وقت آگیا ہے اگر تم اپنے عہد پر قائم رہے تو توبہ قبول ورنہ تم اسی سابقہ گناہ پر قائم رہو گئے۔

یہ سن کر حسن بن قحطبہ نے فیصلہ کر لیا کہ وہ ابراہیم بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کو قتل نہیں کرے گا اور اس کے لیئے دربار کی طرف سے ہر سزا قبول کر لے گا' اس نے وصیت کر دی میں خود قتل ہونا پسند کروں گا مگر کسی بے گناہ کو قتل نہیں کروں گا' چنانچہ حسن بن قحطبہ نے منصور کے سامنے اپنا استعفیٰ پیش کر دیا اور انہیں بتایا کہ چونکہ میں نے توبہ کر لی ہے اس لیئے میرا استعفیٰ قبول فرمایئے میں ابراہیم بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف تلوار نہیں اٹھا سکتا' میں اپنی سابقہ خدمات سے بھی توبہ کرتا ہوں' اس بات پر جعفر غصے میں بھڑک اٹھا اس پر اس کے بھائی حمید نے آگے بڑھ کر خلیفہ جعفر کو کہا۔ امیرالمومنین میں دیکھ رہا ہوں کہ حسن کئی دنوں سے بدلے بدلے ہیں اس لیئے انہیں کچھ نہ کہیں میں ابراہیم بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کو قتل کروں گا اور آپ دیکھیں گے کہ میں اس مہم میں کامیاب رہوں گا

چنانچہ خلیفہ کے حکم سے حمید لشکر لے کر چلے گئے' دوسری طرف جعفر نے حسن بن قحطبہ کی نگرانی کے لیئے اپنے ایک خاص جاسوس کو مقرر کیا اور حکم دیا کہ دیکھو یہ شخص میرے کن کن مخالفین کے پاس آتا جاتا ہے' کن کن علماء کی باتوں کو سنتا ہے اور کون کون اس کے پاس آتے ہیں۔

حسن بن قحطبہ قید خانہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا جایا کرتا تھا' خلیفہ ابوجعفر منصور نے جب امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زہر خوارنی کا حکم دیا تو اس نے یہ بھی حکم دیا کہ حسن بن قحطبہ کو بھی زہر دے دیا جائے تاکہ اس واردات کا کوئی گواہ زندہ نہ رہے' حسن اتفاق حسن بن قحطبہ کو اس زہر خورانی کا بروقت علم ہو گیا اس نے علاج کرایا تو اس کی جان بچ گئی۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ موت کے دروازے پر

ابوحسان زیادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قیدخانے میں جب امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو موت سامنے نظر آتی دکھائی دی تو آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ میں گر پڑے ابھی انہوں نے سجدہ سے سر نہیں اٹھایا تھا کہ روح پرواز کر گئی "اناللہ وانا الیہ راجعون" یہ بات نہایت مستند اور جوہر کی طرح خالص ہے اور اس کی صحت سے کسی کو انکار نہیں ہے اس کے راوی حنفی نہیں شافعی ہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں بڑے متعصب بزرگ ہیں' ان کے ہاں یہ ایسی حدیث ہے جو حنفیوں کی کتابوں میں بھی نہیں ملتی۔ یہ ان حق پسند شوافع کی دیانت کی دلیل ہے' اللہ تعالیٰ ایسے سچے لوگوں پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سن وفات

خلیفہ بن خیاط صاحب الطبقات المعروف بشبابہ نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنو تمیم بن ثعلبہ کے موالی میں سے تھے۔ آپ ۱۵۰ھ میں فوت ہوئے تھے۔ محمد بن سعد کاتب الواقدی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ۱۵۰ھ میں ہوا تھا اور آپ بنو تمیم بن ثعلبہ بن وائل کے موالی میں سے تھے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حماد رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے والد ستر سال کی عمر میں فوت ہوئے تھے۔ ابونعیم کی

روایت میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی تھی۔ ابونعیم اور دوسرے علماء تاریخ نے کہا ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جب وصال ہوا تو آپ کی عمر ستر سال تھی، آپ کی نرینہ اولاد میں سے صرف حماد بن ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہی تھے۔ ان کے علاوہ آپ کا کوئی بیٹا نہیں تھا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ بغداد میں فوت ہوئے اور خیزران میں سپردخاک کیئے گئے۔ آپ کی نماز جنازہ حسن بن عمارہ رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی تھی۔ بشر بن ولید نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات جیل میں ہوئی تھی۔ ابوجعفر منصور خلیفہ عباسی آپ کو خلافت عباسیہ کا چیف جسٹس مقرر کرنا چاہتا تھا مگر آپ نے انکار کر دیا، اس نے آپ کی تقرری کی قسم کھالی مگر آپ نہ مانے، آپ نے فرمایا کہ خلیفہ کے لیئے قسم کا کفارہ ادا کرنا آسان ہے، خلیفہ نے آپ کے انکار کو توہین خلافت تصور کرتے ہوئے جیل میں بھیج دیا۔ آپ وہاں فوت ہو گئے، ہم اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل قصیدہ پیش کرتے ہیں ۔

عزالشریعة اذمضی کشافها — وطهیرها النعمان نحو جنانه

عمرالتقی والشرع اکثر عصره — بالا صغرین لسانه و جنانه

فجنانه معنی الشریعة ماهد — ولسانه رطب بحسن بیانه

فالفقه یشکویتمه وضیاعه — ومتی سلو الفقه عن نعمانه

لانفقد الانسان طرفة عینه — فی طرفه ان یخل عن انسانه

عجابا لقبر فیه بحر زاخر — عجبا لبحر لف فی اکفانه

ان راح فقه خالص فهوالذی — سبکته شعلة فکره فی خانه

اوفاح ورد تهجد قد زانه — طل الثقاة فذاک من بستانه

اوطار منشورالعلوم الی الوری — فهوالذی کتبوه فی دیوانه

اوراق تفاح القیاس بنشره و بطعمه فاعرفه من لبنانه
اوعجبت صلة سماحة حاتم فتوسموها من طراز بنانه
اوسرذا فقر جمان فائق عندالسوال فناجمان عمانه
اواذ رایتم روض فقه ناضرا بالبحث یسقی فهو من سعدانه
نصبت موائد طعمهن فوائد فی کل مصر وهی فضل خوانه
قدجاء اهل زمانه بزبورهم فمحاه بالآیات من فرقانه
قدشد ایوان القیاس بکده وقد استراح الخلق فی ایوانه
قدسه المنصور سما مزعفا لیعیش مامونًا علی سلطانه
مضیا الی لحذ یهما هذا الی سخط الاله وذا الی رضوانه

حسانه انا مرتج فی مدحه
حسنی شفاعته الی حسانه

ترجمه : آج شرعی امور کے حل کرنے میں مشکلات پیش آ رہی ہیں کیونکہ ان کے حل کرنے والا دنیا سے رخصت ہو گیا ہے۔ آج اس کا کوئی مددگار نہیں رہا یعنی حضرت نعمان (ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جو داخل جنت ہو گئے ہیں ان کی ساری عمر تقویٰ میں گذری اور شریعت کی پاسداری کرتے رہے۔ زبان اور قلب کے لحاظ سے آپ نے عوام الناس میں زندگی بسر کی۔ آپ کا دل شریعت کی گہرائیوں سے مالامال تھا۔ آپ کی زبان شریعت کے بیان میں رطب اللسان رہتی تھی۔ آج فقہ یتیم ہو گیا' وہ اپنی یتیمی پر قائم رہا ہے۔ حضرت نعمان کے بغیر کون اسے تسلی دے سکتا ہے۔ ہم اپنی آنکھ کی پتلی کو آنکھ سے جدا نہیں کر سکتے۔ اسی طرح امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنیائے علم سے جدا ہوئے تو علم کی روشنیاں ماند پڑ گئیں۔ اس قبر پر تعجب آتا ہے جس پر علم و فضل کا اتنا بڑا سمندر محو خواب ہے۔ اس سمندر پر تعجب آتا ہے جو ایک کفن میں لپیٹا ہوا ہے۔ اگر فقہ کا باغ خوشبو سے مہکا تو صرف امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فقہ سے مہکے گا۔ تہجد کا ورد مہکا تو آپ کے

نوافل سے اسے زینت بخشی آج لاکھوں فقیہ آپ کے باغ سے سیراب ہو رہے ہیں۔ آج دنیا میں علوم کے دفتر لوگوں تک پہنچ رہے ہیں۔ تو یہ دفتر وہی ہیں جنہیں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرتب کیا تھا۔ قیاس کا سبب آپ کی ذہانت اور خطابت سے بارونق ہوا۔ آپ نے اس نفیس پھل کو چکھا پھر اسے دنیا میں پھیلا دیا۔ تم حاتم طائی کی سخاوت پر تعجب کرتے ہو' وہ تو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انگلیوں کے پوروں کا صدقہ ہے۔ کیا یہ چمک دار موتی تمام خزانوں کو جگمگا رہے ہیں جب کہیں اچھائی کا سوال اٹھتا ہے تو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمان کے خزانے کا موتی بن کر نمایاں ہوتے ہیں۔ دنیا میں فقہ کا باغ اگر پررونق ہے تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چشمہ علم و فضل سے سیراب ہو کر ہوا ہے۔ آپ کے دسترخوان پر طرح طرح کی لذیذ اشیاء سجی ہوئی ہیں۔ سارا جہاں آپ کا پس خوردہ کھا رہا ہے سارا زمانہ اپنے علم و فضل کی کتابیں لایا مگر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فقہ کے فرمان کی آیات نے انہیں منسوخ کر کے رکھ دیا۔ آپ نے قیاس کا ایک مضبوط محل تیار کیا جہاں سے تمام مخلوق نے اپنا ایمان مضبوط کیا۔ آپ کو منصور نے زہر دیا' منصور کا خیال تھا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے گا اور اس کی سلطنت کو زوال نہیں آئے گا دونوں اپنی اپنی قبروں میں اتر گئے۔ منصور اللہ کے غضب میں ہے اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رضوان الٰہی کے باغوں میں آرام فرما رہے ہیں۔ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا احسان مند ہوں' ان کی مدح لکھ رہا ہوں' اللہ اس کے احسان کو بہتر شفاعت عنایت فرمائے۔ آمین
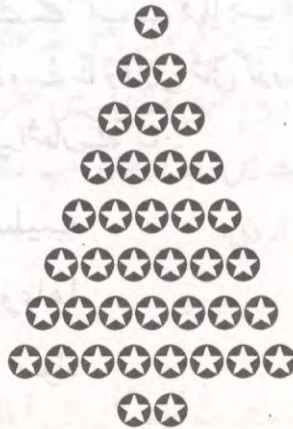
امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح میں کہے گئے چند اشعار

کنا من الذین قبل الیوم فی سعة حتی بلینا باصحاب المقابیس

قوم اذا اجتمعوا صاحوا کانهم ثعالب صیحت بین النواویس

قاموا من السوق اذقلت مکاسبهم فاستعملوا الرای عندالفقرو البوس

اما الغریب فامسوا لاعطاء لهم وفی الموالی علامات المغالیس

ترجمہ : آج سے پہلے ہمارے سامنے دین کی وسعتیں تھیں' ہم اصحاب قیاس کو ملے ہیں۔ آج لوگ جمع ہو کر رو رہے ہیں۔ وہ بے بس ہیں' ان کے کاروبار ٹھپ ہو گئے ہیں' وہ فقرو فاقہ کی زندگی بسر کرنے لگے ہیں' آج لوگ ایسے مسافر بن گئے ہیں جن کے پاس کوئی سامان نہیں' کوئی زاد نہیں' ایک موالی میں ہی قیاس کی دولت تھی۔

یہ اشعار حمیری نے کہے تھے' آپ نے فرمایا جب ان اشعار کو زندگی میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے تلامذہ نے سنا تو انہیں شاق گذرے' یہ مایوس کن صورتحال بیان کی گئی تھی' مگرس کے بعد حمیری نے یہ اشعار کہے ۔

اتیناهم بمقیاس صلیب مصیب من طراز ابی حنیفه

اذ اسمع الفقیه بهاوعاها واثبتها بحبر فی صحیفه

یاآثار اتته عن سواة من الماضیبن مسندة غریفه

فاوضح للخلایق مشکلات　　　نوازل کن قد ترکت وقیفه

ترجمہ : آج لوگ ہمیں طعن و تشنیع سے مغموم کر رہے ہیں' ہمارے عجیب و غریب فتاویٰ ان کے سامنے آرہے ہیں' ہم ان کے سامنے ایک مضبوط قیاس اور میزان لے آئے ہیں جو مبنی برصواب ہے۔ ہم امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریق کار کو لے سند پیش کرتے ہیں۔ جب آپ کی فقہ سنائی جاتی ہے تو لوگ اسے یاد کر لیتے ہیں بلکہ اسے اہل علم و دانش صحیفہ دل پر نقش کر لیتے ہیں۔ آپ نے وہ آثار جمع کیئے جسے اسلاف نے مرتب کیا تھا اور بہترین سندات کے ساتھ بیان کیا تھا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دین کے مشکل مسائل کو لوگوں کے لیئے آسان کر دیا تھا۔ ایسے مسائل جنہیں امام نے موقوف کر کے چھوڑ دیا تھا آج تک حل نہیں ہو سکے۔

یہ اشعار جب امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچے تو آپ کو بڑی خوشی ہوئی۔ مساور وراق کہتے ہیں کہ ہمیں ایک دن کوفہ سے دعوت ولیمہ آئی' یہ سخت گرمی کا موسم تھا' بے پناہ گرمی پڑ رہی تھی' مجلس میں پہنچے تو ہجوم کی وجہ سے کوئی جگہ نہ ملتی تھی جہاں بیٹھ سکیں' امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں ایک صدر کی حیثیت سے جلوہ فرما تھے' مجھے دیکھتے ہی فرمانے لگے ساور آپ ادھر آجائیں اور میرے پاس بیٹھیں' یہ بڑی وسیع جگہ ہے' یہاں ٹھنڈک ہے' میں آپ کے پاس جا بیٹھا تو مجھے محسوس ہوا کہ میرے اشعار میرے کام آگئے ہیں۔

سفیان کہتے ہیں کہ جب ہم اٹھ کر چلے گئے تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ساور کو روک لیا' بعد میں ساور نے مجھے بتایا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے کہے گئے اشعار پر بڑی مسرت کا اظہار کیا اور تین سو درہم انعام عطا کیا۔ میں حضرت امام کی اس محبت اور شفقت کو زندگی بھر نہیں بھولا' ایک اور روایت میں ہے کہ ساور آپ کے اخلاق سے اس قدر گرویدہ ہوا کہ ساری زندگی آپ کی خدمت میں گزار دی۔

عبداللہ بن المبارک

حضرت عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مجلس میں فرمایا اگر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نہ ہوتے تو ہم دوسرے لوگوں کی طرح شریعت کے مسائل سے ناواقف ہی رہتے۔ پھر آپ نے اشعار پڑھے ۔

فهمت مقالكم فاجبت عنه جوابا فى مديح ابى حنيفه
لان ابا حنيفه كان برا نقيا عابداً لا مثل جيفه
روى آثاره فاجاب فيها كطيران الصقور من المنبفه
ولم يک بالعراق له نظير ولا بالمشرقين ولا بكوفه

ترجمہ : اے دوست میں نے تیری گفتگو سنی، یہ گفتگو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح میں تھی، میں اس کے جواب میں یہ اشعار کہہ رہا ہوں، امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے محسن تھے، صاف ستھرے تھے، عابد تھے اور بے مثال تھے، آپ نے آثار نبوی کی روایات سے مسائل حل کیئے، آپ کی مسائل اس پرندے کی سی ہے جو اپنے گھونسلہ کو ہر طرح مضبوط بنا لیتا ہے، عراق میں ان جیسا کوئی عالم دین نہیں ہے، مشرقین ان کی مثال نہیں لاسکتے، کوفہ میں ان کے مقابلہ کا کوئی اہل علم نہیں ہے۔

حارثی کہتے ہیں کہ مجھے بعض حضرات نے بتایا کہ یہ اشعار بھی عبداللہ ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ہی کہے تھے۔

لقد زان الباد ومن عليها امام المسلمين ابوحنيفه
بآثار وفقه فى حديث كآيات الزبور على الصحيفه
فما ان بالعراق له نظير ولا بالمشرقين ولا بكوفه

ترجمہ : آج دنیائے اسلام کے شہروں اور ان میں بسنے والوں کو امام المسلمین حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم نے زینت بخشی ہے، آثار احادیث اور قرآنی آیات کو صحیح صحیح پیش کیا اور فقہ سے ہمارے دماغ روشن کر دیئے۔ ان کی مثال سارے عراق میں نہیں ملتی ان کی نظیر مشرقین میں نہیں ملتی، ان کی مثال سارے کوفے میں نہیں ملتی۔

کیا قرآن مخلوق ہے؟

ابو مقاتل حفص بن سلم رحمۃ اللہ علیہ سے ایک سوال کیا گیا (آپ اہل سمرقند کے امام تھے) یعقوب بلخی کے والد گرامی کہتے ہیں کہ میں اس مجلس میں موجود تھا۔ یہ سوال تھا کہ کیا کلام اللہ غیر مخلوق ہے ؟ امام حفص رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو ایسا کہتا ہے وہ کافر ہے' آپ کو آپ کے بیٹے نے کہا آپ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نظریہ پیش کریں وہ کیا فرماتے تھے' انہوں نے فرمایا ہاں مجھے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ اگر اس مسئلہ کو صحیح پیش نہ کر سکو تو وعدہ کرو اسے بیان نہیں کرو گے' میں اچھی طرح یاد رکھتا ہوں کہ آپ نے ایسا ہی کہا تھا۔ آپ اپنے زمانہ میں فقہ' علم' ورع کے امام تھے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بات کی ضمانت تھے کہ ان سے اہل بدعت اور اہلسنّت کی پہچان ہو۔

نوٹ : آج ہمارے زمانہ میں امام اہلسنّت احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ اہل بدعت کے مقابلہ میں اہلسنّت کی پہچان ہیں۔ مترجم

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم پر کوڑے برسائے گئے یہ بیان کرتے ہوئے امام حفص رحمۃ اللہ علیہ نے یہ اشعار پڑھے ۔

اذا ماالناس یومًا قایسونا	بآبدة من الفتیا طریقه
اتیناهم بمقیاس عتید	مبین من طراز ابی حنیفه
طرازلیس من غنم وقطن	وکتان یحاک ولا قطیفه
تنل له المقائس حین تبنی	و تدحض عنده الجحج الضعیفه
لا ن اباحنیفة کان بحراً	بعید الغور فرضته نظیفه
روی الآثار عن نبل ثقات	غزار العلم مشیخه حصیفه

فقاس مقائسًا اعیت قضاة　　بمنظرة وتبصرة لطیفه
ولم یقس الامور علی هواه　　ولکن قاسها بتقی وخیفه
فاوضح للخلائق مشکلات　　نوازل کن قدترکت وقیفه
بآثار اتته عن سراة　　من الماضین مسندة عریفه
فمن یحکم حکومته یوفق　　لقصد غیر جائرة مجبفه
وقول الناقضین علیه فیها
کهبط قطابا جنحة نشیفه

ترجمہ : جب لوگوں نے دینی مسائل پر فتویٰ دینے پر مجبور کیا تو ہم نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایات کو بطور مقیاس اور میزان پیش کیا۔ آپ نے فقہ کا جو کپڑا تیار تھا وہ نہ تو بکریوں کے بالوں سے بنایا گیا تھا نہ روئی سے تیار ہوا تھا' نہ ریشم کے تاروں سے بنایا گیا تھا اور نہ ہی اون سے۔ ان کی فقہ کے سامنے تمام قیاس سرنگوں ہو گئے اور عجز کا اعتراف کرنے لگے' ان کی کمزور دلیلیں بے کار ہو کر رہ گئیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ایک سمندر تھے جو انتہائی گہرا اور صاف ستھرا تھا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فقہ روایات بیان کی تھیں۔ آپ نے آثار صحابہ کو پیش کیا تھا' دنیا بھر کے علماء کرام نے آپ کی بزرگی کو تسلیم کیا تھا۔ آپ گہری نگاہ اور لطیف شرعی بصیرت سے اہل علم و فضل کو حیران کر دیا کرتے تھے۔ آپ نے اپنی نفسانی خواہشات پر قیاس نہیں کیا۔ ہاں آپ کا قیاس تقویٰ اور اللہ کے خوف پر تھا۔ آپ خلق خدا کی مشکلات دور فرمایا کرتے تھے۔ ایسے ایسے حوادث آسان فرما دیتے جن کا کوئی حل نظر نہیں آتا تھا۔ آپ کے پاس سابقہ حضرات کے جو آثار پہنچے آپ نے انہیں نہایت مستند طور پر پیش کیا۔ آج جو حکومتیں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلوں کی روشنی میں چلیں گی وہ کامیاب رہیں گی۔ ایسی حکومتوں کو کوئی ڈر اور خطرہ نہیں ہوگا۔ آپ کے مخالفین کی باتیں ایسی ہی ہیں جیسے قطا (ایک پرندہ) پر ٹوٹنے پر گر جاتا ہے۔

عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ کے یہ اشعار کئی جگہ لکھے پائے گئے ۔

وجدت اباحنیفة کل یوم بزید نبالة و یزید خیرا

وینطق بالصواب و یصطفیه اذا ماقال اهل الجور جورا

بمقیاس یقائسه باب فمن ذا تعلمون له نظیرا

کفانا موت حماد و کانت مصیبته لناامرا کبیرا

ورد شماتة الاعداء عنا وافشی بعده عملاً کثیرا

رایت اباحنیفة حین یؤتی ویطلب علمه بحرا غزیرا

اذا ما المعضلات تدا فعتها

رجال القوم کان بها بصیرا

ترجمہ : میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یوں پایا کہ ہر روز ان کی بزرگی اور برتری میں اضافہ ہوتا گیا۔ وہ ہمیشہ صواب کی بات کرتے' صواب کا انتخاب فرماتے' جب کہ ظلم والے ظلم کی باتیں کرتے تھے۔ وہ اپنی عقل سے ایسا قیاس کرتے تھے جیسے انہوں نے ایک مقیاس اور میزان رکھا ہوا ہو۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے استاد حماد رحمۃ اللہ علیہ کی موت پر اتنا ملال کیا کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ حماد رحمۃ اللہ علیہ کی موت ہم سب کے لیئے ایک مصیبت تھی۔ آپ نے اعداء کی گالیوں کے اثرات زائل کر دیئے تھے' یہ لوگ بہت بڑھ چڑھ گئے تھے' میرے نزدیک امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بحر بیکراں تھے۔ آپ سے جو علم کے موتی حاصل کرتا یہ موتی قیمتی اور طیب ہوتے تھے۔ وہ مشکل مسائل جنہیں بڑے بڑے علماء اور ائمہ نے مشکل جان کر نظرانداز کر دیئے تھے وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فقہی بصیرت نے حل کر دیئے۔

علی بن الحسین بن الاسود طوسی فرماتے ہیں ۔

الفقه منا ان اردت تفقها و الجود والمعروف للمنتاب

طاوس منا و ابن سیرین الذی جمع التقی والعلم بالاحساب

واخوهم مکحول یعرف فقهه وعطامنا لیس بالکذاب

اتیناهم بمقیاس صلیب مصیب من طراز ابی حنیفه

اذا سمع الفقیه بهاوعاها واثبتها بحبر فی صحیفه

بآثار اتته عن سراة من الماضین مسندة غریفه

فاوضح للخلایق مشکلات

نوازل کن قد ترکت وقیفه

ترجمہ : تم لوگ ہم سے فقہ چاہتے ہو پھر جود و سخا بھی اور نیکی اور محنت بھی' ہمارے درمیان طاؤس اور ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ جیسے جلیل القدر علمائے دین موجود ہیں' ان کے بھائی مکحول ہیں جن کی فقاہت بہت مشہور ہے۔ پھر عطاء ہیں جن کی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی ہے۔ اس بات میں کوئی جھوٹ نہیں بصرہ میں ایک جید عالم حسن بصری ہیں وہ بھی ہمارے محسن ہیں۔ تفتیش کرلیں انہوں نے ہر عالم سے بڑھ کر کتابیں لکھی ہیں مگر اس کے باوجود اگر آپ لوگ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کریں گے تو تمام گردنیں جھک جائیں گی۔ لوگوں نے ہزاروں علماء کی فقاہت پر اعتماد کیا اور یوم القضاء کو ان علماء کا جواب نہیں وہ لوگ مسئلہ قضاہ پر صاحب تفسیر اور صاحب عقول تھے مگر ان تمام کے مقابلہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک درخشندہ آفتاب تھے۔

ابو سعید رازی اہل کوفہ کی ہمیشہ تحقیر کیا کرتے تھے۔ وہ اہل مدینہ کو اہل کوفہ سے بہتر جانتے تھے۔ ایک کوفی نے (جس کا لقب شرشیر تھا) نے اہل مدینہ کی مذمت میں شعر لکھے ۔

عندی مسائل لا شرشیر یحسنها ان سیل عنها ولا اصحاب شرشیر

ولیس یعرف هذا الدین یعلمه الا حنیفة کوفیة الدور

لا تسئالن مدینیاً فیکفره الا عن الیم والمثنی والزیر

ترجمہ : میرے پاس چند مسائل ہیں' نہ انہیں شرشیر اچھا سمجھتا ہے' نہ اس کے دوست اچھا سمجھتے ہیں' اس دین کو کوئی نہیں جانتا' ہاں اگر کوئی جانتا ہے تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانتے ہیں' وہ

گوہر کے ایک گوہر نایاب ہیں' اہل مدینہ سے کوئی سوال نہ کرو' اگر کرو گے تو مجبوراً انہیں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔

ابو سعید کہتے ہیں کہ جب یہ اشعار مدینہ منورہ کے علماء کے سامنے پیش کیئے گئے اور یہ بھی بتایا گیا کہ ان اشعار میں جس تمہاری توہین کا پہلو نکلتا ہے اس کو جواب دینا چاہیئے تو ان میں سے ایک نے یوں کہا ۔

لقد عجبت لغاوساقه قدر وكل امرا ذاماحم مقدور
قال المدينة ارض لايكون بها الا الغناوا لالبم والزير
لقد كنبت لعمرالله ان بها قبر النبى وخيرالناس مقبور

ترجمہ : مجھے اس گمراہ شاعر کے کلام پر تعجب ہوتا ہے جسے تقدیر یہاں تک کھینچ لائی ہے۔ یہ بات ضروری نہیں کہ ہم جس بات کا ارادہ کرلیں وہ ہمارے اختیار اور قدرت میں بھی ہو۔ اس نے یہ کہا ہے کہ مدینہ پاک وہ زمین ہے جس میں کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ تو اس نے سخت جھوٹ بولا ہے۔ بخدا مدینہ پاک وہ شہر ہے جس میں نبی پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام فرما رہے ہیں یہ بات تمام فضائل پر فضیلت رکھتی ہے۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار کا گنبد

ابوالحسن علی بن ھبۃ اللہ بن عبداللہ بن عبدالسلام الکاتب بغدادی نے کہا کہ جب ابو سعید المستوفی نے امام ابو حنیفہ رض اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر گنبد بنایا تو شہر بغداد اس کے قریب تھا۔ یہ گنبد سارے شہر میں نمایاں نظر آتا تھا۔ میں نے جب اسے پہلی بار دیکھا تو دوڑا دوڑا گیا' قصبہ میں داخل ہوا امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار نوربار کی زیارت کی۔ اس وقت ہمارے ساتھ سید ابو جعفر مسعود بن الحسن عباسی بھی تھے۔ انہوں نے اسی وقت یہ اشعار کہے ۔

الم تر ان العلم كان مضيعاً فجمعه هذا المغيب فى اللحد

کذلک کانت ہذہ الا رض میتۃ فانشرھا جود العمید ابی سعد

ترجمہ : کیا تم نہیں دیکھ رہے علم ضائع ہو گیا' زمانے میں علم کی خزانوں کو اس قبر میں رکھ دیا ہے۔ یہ علاقہ ویران تھا مگر آج سردار ابو سعد کی سخاوت اور نفاست نے اسے آباد کر دیا ہے۔

سارو وراق نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح میں یوں کہا ہے ؎

وما ارضی لذی ادب و دین بان یهدی الاذی لابی حنیفه

وکیف یحل ان یوذی فقیه له فی الدین آثاراً شریفه

اقذا دعوا القضاة لوجه امر وضافوا بالمسائلة الغیفه

فقولوا مابدا لکم وخوضوا ففی ایدی صحابته القطیفه

قضاة الناس والفقهاء منهم
واهل العلم والسیر العفیفه

ترجمہ : میں اس شخص سے کبھی راضی نہیں جو امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر فقیہ کو ایذا پہنچائے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایسے فقیہ کو اذیت دی جائے جس کا دین آثار صحابہ پر قائم ہے۔ جب قاضیوں کو کسی مسئلہ کے حل کے لیئے طلب کیا گیا تو سب کے سب خاموش رہ گئے۔ صرف امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسئلہ حل کیا مگر یہ لوگ تو صرف قضاہ کا عہدہ چاہتے تھے۔ جسے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پاؤں کے تلے روند چکے تھے۔ ان قاضیوں سے کہا گیا کہ جو کچھ تمہیں معلوم ہے بیان کرو۔ وہ سب کے سب چپ رہے آج عوام کے قاضی' فقہا اور اہل علم اچھی شہرت کے مالک ہیں مگر امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثال نہیں ملتی۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کی فضیلت

قبر الامام ابی حنیفة روضة من جنة الخلد المنیرة ناضره

منا ینابیع العلوم غزیرة من تحته المکرمات النادره

فعلیه من رب الانام سلامه سلاح نجم فی السماء الزاهره

ترجمہ : امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار جنت الخلد کا ایک روشن اور بارونق باغ ہے۔ اس میں علوم کے چشمے ابل رہے ہیں۔ اس کے نیچے ایک نادر اور قیمتی شخصیت آرام فرما ہے۔ اس کے رب الانام کا اس پر سلام ہو اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے جب تک آسمانوں پر ستارے چمک رہے ہیں۔

شیخ الاسلام امام خراساں ابوالمفاخر محمد بن منصور السرخسی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "النظم النبیه فی التنبیه علی بطلان التشبه" میں مندرجہ ذیل اشعار لکھے ہیں' یہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بہترین قصیدہ ہے' اس میں تیس اشعار ہیں' ہم صرف چند اشعار لکھنے پر اکتفا کرتے ہیں ۔

درسوا علوم صحایف مدروسة فتجددت فی اظهر البرهان

متمسکین بسنة و شریعة منکبین مناهج الاذهان

وشاهم النعمان سیفاً ظاهرا سبق الجواد البحر یوم رهان

ما الروض فاح غداة غب سمائه بالاقحوان الغض والحوذان

فرعت بلابله منارز برجد فتصیح من طرب صباح اذان

یاغض من کتب سقاها ماطر من خاطر الحبو الرضی النعمان

قد زانها بحقائق و دقائق تنسیک حسن شقائق النعمان

لابی حنیفة فی العلوم بدائع وصنائع تزری بوشی عمان

وله اذ ادجت العویصة حجة تفری فری العضب وهویمانی

ومسائل قد صاغها بدلائل تلهيک عن درد بسلک جمان

لله در عصابة نشا وابه فی العلم واقتبسوا علی الازمان

وشاهم يعقوب ثمة بعده داود ذاک العالم الربانی

وحوی فروع اصوله وفصولها حبر الشريعة ذاالفتی الشيبانی

فبنی سماء للعلوم رفيعة فاقت مناط الوهم والحسبان

فثوی بهار صد ترامی حجة مستصرين مواقع الحسبان

فاتوا بفقه واضح مستنبط يعری الی حجج تنير متان

قاموا لابلاء العلوم وانما قد کان يخباهم له الملوان

من کل حو ظاهر اعرافه يابی تدنس عرضه الابوان

من آية متلوة اوسنة

مروية صينت عن للبهتان

ترجمہ : آپ نے ایسے صحائف سے علوم حاصل کیئے تھے جو اہل علم و فضل زندگی بھر پڑھتے آئے تھے۔ انہیں اپنے دل و دماغ میں نئی زندگی ملی' انہوں نے ہمیشہ سنت رسول اور شریعت سے ہی تمسک کیا۔ وہ تمام طریقوں پر خوب جھک پڑے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تلوار (علم) کو ظاہری طور پر سنوارا۔ میدان کارزار میں ان کا گھوڑا ہمیشہ اپنی تیز رفتاری سے سبقت لے جاتا رہا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم و فضل کا باغ کتنا مہکا ہوا ہے۔ اس کی خوشبو زمینوں کو معطر کرتی ہوئی آسمان کی بلندیوں تک پہنچ گئی ہے۔ اس کی نورانی شعاعوں سے جیسے زبرجد کی روشنیاں پھیلتی گئیں۔ اذان کی آواز سے یہ روشنیاں مزید دلکش ہوتی گئیں۔ وہ کتابیں جو دنیا بھر میں مقبول و محبوب ہوئیں وہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیضان سے حصہ لے کر سامنے آئی تھیں۔

محمد بن ثابت الخجندی شافعی رحمۃ اللہ علیہ مدرس نظامیہ نے یہ اشعار پڑھے تو فرمایا۔ "کہ میرے

والد امام ثابت خجندی رحمۃ اللہ علیہ نے ائمہ کرام کے قصائید لکھے ہیں جو بہت ہی طویل ہیں۔ (ہم ان اشعار کو قارئین کرام سے معذرت کے ساتھ ترک کر رہے ہیں۔ مترجم

✪✪✪✪✪✪✪✪✪✪✪✪✪✪✪✪✪

پچیسواں باب

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر دعاؤں کی قبولیت

یونس بن داود کشی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق معلوم ہوا کہ آپ مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام تھے۔ وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت رکھتے تھے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالیاں دے رہا ہے۔ انہوں نے دعا کی اے اللہ ! آج کوئی ایسا کرشمہ دکھا کہ یہ شخص زمین میں دھنس جائے۔ دیکھتے ہی دیکھتے خواب میں ہی وہ شخص زمین میں دھنس گیا۔ انہیں اس خواب سے بڑی وحشت ہوئی مگر خیال آیا کہ کیوں نہ اسے اپنے پاؤں سے روند کر مزید زمین میں دھنسا دوں' وہ شخص ان سے چمٹ گیا اور کہنے لگا ٹھہر جاؤ' ٹھہرے تو دیکھا تو اس مردے کو زمین نے باہر پھینک دیا ہے۔ اس کے ماتھے پر سیاسی کا ایک داغ تھا' اس کے بعد انہیں بادل کا ایک ٹکڑا دکھائی دیا اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جھنڈا اٹھائے ہوئے ہزاروں لوگوں کے آگے آگے تشریف لے جا رہے ہیں۔

حفص بن غیاث رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد میں نے آپ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا معاملہ کیا؟ فرمایا مجھے بخش دیا گیا' میں نے پوچھا آپ کے قیاس (رائے) کا کیا بنا؟ فرمایا میرا قیاس عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا نکلا' میں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی خوش و خرم پایا۔

امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وصال کے بعد امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خواب میں ملاقات کا شرف حاصل ہوا' دیکھا کہ آپ ایک بہت بڑے وسیع محل میں جلوہ فرما ہیں' آپ کے اردگرد آپ کے شاگردوں کا بہت بڑا حلقہ بنا ہوا ہے' آپ نے فرمایا کاغذ' قلم اور دوات لاؤ۔ میں اٹھ کر قلم دوات لے آیا' آپ نے کاغذ پر کچھ لکھنا شروع کیا' میں نے عرض کی حضور ! آپ کیا لکھنا

چاہتے ہیں ؟ فرمانے لگے میں اپنے ان شاگردوں کے نام لکھنا چاہتا ہوں جنہیں اللہ تعالیٰ نے جنت عطا فرمائی ہے۔ میں نے بڑھ کر عرض کی حضور میرا بھی نام لکھ دیں، آپ نے فرمایا تمہارا نام بھی لکھ لیا ہے۔

عبداللہ بن المبارک رحمتہ اللہ علیہ جب بغداد میں آئے تو آپ نے لوگوں کو کہا مجھے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر لے چلو، ہم وہاں پہنچے تو میں نے بلند آواز سے کہا، اے استاد من! ابراہیم (نخفی) فوت ہو گئے ہیں۔ انہوں نے اپنی مسند پر اپنا جانشین بٹھایا، آپ کے استاد حماد بن سلمان فوت ہوئے تو انہوں نے اپنی مسند پر اپنا جانشین بٹھایا، مگر آپ فوت ہوئے تو مجھے بتائیے آپ نے اپنا جانشین کیوں نہیں چھوڑا؟ یہ کہہ کر عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ بہت روئے اور روتے روتے گر پڑے۔

ابومعاذ فضل بن خالد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ایک عورت ہمیشہ میرے اعصاب پر چھائی رہی اور میں اس کے لیئے دکھ اٹھاتا رہا، ایک رات مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی، اپنی تکلیف کا اظہار کیا اور شکایت کی کہ وہ غالب ہے اور مجھے دکھ پہنچاتی ہے فرمایا کہ سرکہ ثقیل پینا اور اس میں پانی نہ ملانا خالی سرکہ پینا۔ ابومعاذ بن فضل بن خالد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے پانی ملائے بغیر سرکہ پیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا بخش دی، آپ فرماتے ہیں کہ خواب میں مجھے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یاد آئے تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم کے متعلق آپ کا کیا ارشاد ہے ؟ آپ نے فرمایا اس کے علم کے تو تمام لوگ محتاج ہوں گے۔

ابوسعید سمعانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اگر حیا مانع نہ ہوتا تو میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار کے قریب اپنا گھر بناتا اور ساری زندگی بسر کرتا لیکن اب میں نے آپ کے ذکر خیر اور دعا پر زندگی وقف کر دی ہے۔

مقاتل بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ میں اپنے معاصرین میں تفسیر کے امام تھے۔ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، کہنے لگا اے ابوالحسن! میں نے گذشتہ رات خواب میں دیکھا ہے کہ ایک شخص سفید براق پوشاک پہنے آسمان سے اتر رہا ہے وہ بغداد کے مسیب مینارہ پر اترا جو بغداد کی

تمام عمارتوں اور میناروں سے اونچا ہے۔ اس کے بعد سارے شہر میں اعلان ہونے لگا کہ لوگو! آؤ زیارت کرو۔ مقاتل بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تم نے یہ خواب دیکھا ہے تو آج دنیائے اسلام کا سب سے بڑا عالم رخصت ہو گیا ہو گا۔ صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ گذشتہ روز امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ یہ خبر سنتے ہی مقاتل خوب روے اور کہنے لگے آج وہ رخصت ہو گیا جو امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مشکلات آسان کیا کرتا تھا۔

ایسی ہی ایک دوسری روایت ہے کہ عبدالحکیم بن میسرۃ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم امام مقاتل کے پاس بیٹھے تھے' اس وقت آپ کی مجلس میں پانچ ہزار لوگ موجود تھے' آپ نے دائیں بائیں دیکھا مجمع میں ایک شخص اٹھا اور اعلان کیا لوگو! اگر تم مجھے اچھا آدمی سمجھتے ہو تو مقاتل کے سامنے میری گواہی دو۔ سب نے کہا حضور یہ شخص ایک نیک سیرت اور پسندیدہ خصائل انسان ہے۔ جائز اشتہادہ' مقبول القول اور سچے اطوار کا مالک ہے۔ اب اس شخص نے جناب مقاتل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اب آپ میرا ایک خواب سنئے اس نے مذکورہ بالا خواب سنایا۔

هیاج بن بسطام اہل ہرات کے امام اور مقتداء تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں بارہ سال رہا ہوں' میں نے آپ سے بڑھ کر کوئی شخص عبادت گذار اور فقیہ نہیں دیکھا۔ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہے' امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بلند جگہ جھنڈا لیئے کھڑے ہیں' میں نے پوچھا حضرت آپ کیوں کھڑے ہیں؟ فرمایا میں اپنے ساتھیوں کا انتظار کر رہا ہوں تاکہ انہیں ساتھ لے کر میدان حشر میں چلوں' میرے دیکھتے ہی لاکھوں لوگ جمع ہو گئے اور آپ انہیں لے کر چل پڑے' آپ کا جھنڈا بلندیوں پر لہرا رہا تھا' ہم بھی پیچھے پیچھے ہو لیئے۔ یہ خواب میں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنایا تو زار و قطار رونے لگے اور فرمانے لگے اللہ تعالیٰ ہماری عاقبت خیر کرے۔

امام ازہر رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کی سعادت حاصل ہوئی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے دو شخص کھڑے تھے' میں ان دنوں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم و فضل پر اعتراض کیا کرتا تھا' میں نے غور سے دیکھا دونوں (حضرت ابو بکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ہیں میں نے آگے بڑھ کر ان دونوں سے پوچھا کیا

میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک بات پوچھ سکتا ہوں؟ انہوں نے فرمایا پوچھو، مگر خبردار آواز اونچی نہ ہونے پائے۔ میں آگے بڑھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا امام ابوحنیفہ کے علم کے بارے میں آپ کا کیا ارشاد ہے؟ فرمایا انہیں تو "علم خضر علیہ السلام" حاصل ہے۔ میں صبح اٹھتے ہی اپنے سابقہ خیالات سے تائب ہو گیا۔

ابی طیب صحابی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے تین ستارے زمین پر آرہے ہیں، چند دنوں میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امام مسعر رحمۃ اللہ علیہ اور امام سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ میں نے یہ خواب امام مقاتل کو سنایا تو آپ نے رو کر فرمایا واقعی یہ علماء آسمان و زمین کے ستارے تھے۔

عبدالحکیم بن میسرہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں حماد بن ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا ان کے پاس ایک حدیث محفوظ تھی جسے میں حاصل کرنا چاہتا تھا، میں نے اس حدیث کے بیان کرنے کی استدعا کی، بڑی خوشامد کی مگر آپ نے فرمایا میں نے حدیث سنانی ختم کر دی ہے۔ میں نے خواب میں اپنے والد گرامی امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا اور پوچھا کہ آپ سے اللہ تعالیٰ نے کیا سلوک فرمایا تو آپ نے کہا افسوس! افسوس! جاؤ احادیث نہ سنایا کرو، احادیث کی روشنی میں قیاس اختیار کرو، یہ بات مجھے تین بار کہی گئی۔ حافظ ابوعبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ (حکیم) حاکم نیشاپوری "مستدرک" کے مصنف ہیں۔

ازالہ وہم

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے حماد کو بعض احادیث کو ترک کرنے کا کہا تھا۔ یہ ان احادیث کے بارے میں تھا جو قرآن پاک کے فرامین سے ہٹ کر بعض لوگوں نے احادیث کے نام منسوب کر دی تھی۔ یہ احادیث موضوع تھیں، جھوٹی تھیں، امام صاحب نے اپنے بیٹے کو ایسی احادیث کی بجائے قیاس اور رائے اختیار کرنے کا حکم دیا تھا۔

مسعر بن عبدالرحمٰن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں کعبتہ اللہ میں رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان والی جگہ میں سو رہا تھا، میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا

تم اس جگہ سو رہے ہو جہاں سے دعا کی جائے تو اللہ سے کوئی حجاب نہیں ہے' میں یہ خواب دیکھ کر گھبراہٹ میں اٹھ بیٹھا اور جلدی جلدی دعا کرنے لگا اور عرض کی یااللہ اہل ایمان کی خیر ہو۔ اہل اسلام کی خیر ہو۔ یہ کہتے کہتے مجھے دوبارہ نیند نے آدبوچا اور بے بس ہو کر دوبارہ سو رہا۔ خواب میں مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی' آپ میرے قریب جلوہ فرما تھے' میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا میں کوفہ میں ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے علم حاصل کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا تم ان سے علم حاصل کرو' اس پر عمل کرو' وہ بہت اچھے فقیہ ہیں' میں یہ بات سنتے ہی جاگ اٹھا تو موذن فجر کی اذان دے رہا تھا' وضو کیا' نماز کی تیاری کرنے لگا' میں اس سے پہلے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہایت ہی برے الفاظ میں یاد کیا کرتا تھا مگر آج کی خواب کے بعد مجھے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ محبوب ترین نظر آنے لگے' میں نے اپنی سابقہ گستاخیوں کی معافی مانگی اور استغفار کی۔

صالح بن خلیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے خواب میں نبی پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی' دیکھا کہ آپ کے ساتھ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی کھڑے ہیں' اسی اثنا میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے' حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آگے بڑھ کر آپ کی بے حد تعظیم کی' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس منظر کو دیکھ کر بہت خوش ہو رہے تھے۔

یعقوب بن ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس رات نوفل بن حیان فوت ہوئے تھے میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے تمام مخلوق خدا کھڑی ہے' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی چادر رحمت اوڑھے تشریف لا رہے ہیں' آپ حوض کوثر کے کنارے کھڑے ہیں' دور دور تک صحابہ کرام اور مشائخ عظام کھڑے ہیں' ہر ایک کا چہرہ نور سے جگمگا رہا ہے' میں نے دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بائیں ہاتھ ایک سفید ریش بوڑھا جس کا جسم برف کی طرح سفید اور صاف ہے کھڑا ہے' وہ آگے بڑھا' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا چہرہ اپنے نورانی چہرے کے قریب فرمایا' میں بھی آگے بڑھا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہوتا گیا۔ میں نوفل کو دیکھنا چاہتا تھا' وہ میرا ہمسایہ تھا میں دائیں بائیں نظر دوڑا رہا تھا' دیکھا تو نوفل حوض کے قریب کھڑا ہے' اس کے ہاتھ میں

دو برتن ہیں جو پانی سے بھرے ہوئے ہیں' اس نے جونہی مجھے دیکھا تو آگے بڑھا' مجھے دیکھ کر مسکرایا' میں نے آگے بڑھ کر سلام عرض کیا' اس نے سلام کا جواب نہایت محبت اور شفقت سے دیا۔ میں نے پانی مانگا' فرمانے لگے آج تو پانی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت سے ہی مل سکتا ہے' میں نے دیکھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انگلی کے اشارے سے مجھے پانی دینے کا حکم دے رہے ہیں' اس نے مجھے ایک پیالہ پانی دیا' میں نے خود پیا اور جب خوب سیر ہو گیا تو اپنے شاگردوں کو دیا' وہ بھی پیتے گئے' میں حیران رہ گیا کہ پیالہ میں سے پانی کا ایک قطرہ بھی کم نہ ہوا' وہ پانی دودھ سے زیادہ لذیذ' سفید اور برف سے زیادہ ٹھنڈا' شہد سے زیادہ میٹھا تھا۔ میں نے نوفل سے پوچھا وہ کون بزرگ ہیں جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائیں ہاتھ کھڑے ہیں' فرمایا یہ خلیل اللہ علیہ السلام ہیں۔ میں نے کہا وہ کون ہیں جو ان کے قریب کھڑے ہیں ؟ حضرت نوفل رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ میں مختلف حضرات کے متعلق پوچھتا گیا' مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشرہ مبشرہ کی زیارت کرادی گئی' میں ان سب بزرگوں کے نام انگلیوں پر گنتا رہا' آنکھ کھل گئی تو میں سترہ حضرات کو شمار کر چکا تھا اور میری انگلی وہاں آکر رکی جہاں سترہ پورے ہوئے۔

احمد بن ابی الحوارای رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک شخص نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا' آپ ایک خوبصورت مسجد میں تشریف فرما ہیں۔ یہ مسجد فضا میں میں معلق ہے' ہزاروں لوگ آپ کے اردگرد جمع ہو کر آپ کو دیکھ رہے ہیں' آپ نے مسجد سے سر باہر نکال کر فرمایا لوگو! اپنے اللہ سے ڈرو' احمد بن ابی الحواری رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ واقعہ ابوسلیمان رحمۃ اللہ علیہ کو سنایا تو وہ بے حد خوش ہوئے۔

اسی طرح کی ایک اور حکایت کی روایت کی گی ہے کہ ایک شخص نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا' آپ ایک تخت پر جلوہ فرما ہیں' آپ کے پاس ایک بہت بڑا رجسٹر رکھا ہوا ہے' اس پر آپ بعض لوگوں کے نام اور ان کے لیئے انعامات لکھتے جارہے ہیں' اس شخص نے دریافت کیا حضور اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا معاملہ کیا اور یہ رجسٹر کیسا ہے ؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے عمل اور میرے مسلک کو قبولیت عطا فرمائی ہے اور مجھے بخش دیا ہے' پھر امت رسول اللہ

ﷺ کے لیئے میری دعائیں اور شفاعت بھی قبول فرمائی ہے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کتنے علم والے کے نام لکھ رہے ہیں ؟ آپ نے فرمایا جسے اتنا علم ہو کہ راکھ سے تیمم ناجائز ہے تو اس کا نام بھی لکھ لیتا ہوں۔

میں نے یہ اشعار آپ کی ہی شان میں کہے ہیں ۔

رات الهداة مبشرات منامها — لابی حنیفة خبرها و امامها

ولقد رای النعمان روضة احمد — داعی الغواة الی بمی اسلامها

فانتاب روضة بهجة نبوية — نهرية تحوى عظام عظامها

عبرو اكراه بان سجنی جاهداً — فی الارض روضة دينه بثمامها

للّٰه نفس بالشريعة برة — كشافة لحلالها و حرامها

احيت لياليها بقلب شاغلی — للشرع حتٰی عاش فی ايامها

ان الائمة فاخرته وهل ترى — يوما كهام البيض مثل حسامها

وحطام دنیاهم علی هاماتهم
قد باض اذلم يرن نحو حطامها

نوٹ : یہ ترجمہ مولانا محمد فیض احمد اویسی بہاولپوری مدظلہ العالی نے یکم ذوالحجہ ۱۴۱۷ھ کو حرم شریف میں مکمل کیا تھا۔

چوبیسواں باب

امام ابو حنیفہ کے منہ سے نکلے الفاظ عربوں کے محاورے بن گئے

تاج الاسلام ابو سعد السمعانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے بعض عبارات میں نقائص کو دیکھا تو انہیں متروک قرار دے دیا اور ان کی جگہ ایسے الفاظ اور جملے استعمال کیئے جو اہل عرب کی فصاحت کے آئینہ دار تھے۔

یوسف بن خالد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بارہا حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ شعر پڑھتے سنا ۔

کفی حزنا ان لا حیاۃ ھنیتہ
ولا عمل یرضیٰ بہ اللہ صالح

(ترجمہ) انسان کو غم کے لیئے اتنا کافی ہے کہ اس کی زندگی خوشگوار نہ گذرے اور اس کا کوئی عمل ایسا نہ ہو جس سے اللہ خوش نہ ہو۔

زفر بن الہذیل رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس کا علم انسان کو محارم الٰہی سے نہیں روکتا وہ ہمیشہ خسارے میں رہے گا۔ ایسے نافرمانوں کا اللہ کے ہاں کوئی مقام نہیں ہے۔

فضیل بن دکین رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر دنیا میں فقہا اور علماء میں سے کوئی ولی اللہ نہیں تو پھر دنیا میں کوئی ولی اللہ نہیں ہے۔

یحییٰ بن زیاد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے

فرمایا اے بصرہ والو! تم ہم سے زیادہ پرہیزگار ہو، مگر ہم تم سے زیادہ فقیہ ہیں۔ اسی لیئے لوگوں میں مشہور ہے کہ اہل کوفہ فقہ کی زیادہ روایات بیان کرتے ہیں۔ مگر بصرہ والے گریہ زیادہ کرتے ہیں۔ میں نے اپنے ایک قصیدہ میں اسی طرف اشارہ کیا ہے اور وہ قصیدہ میرے بچپن کے زمانہ کا ہے، اس کا ایک شعر یہ ہے۔

الفقه كوفى النجار مهذب
والنحو بصرى فتم تمامى

"فقہ کوفی انجار اور مہذب ہے، اور علم نحو بصری ہے۔"

بچپن کے زمانہ میں، میں نے خوارزم میں چند خطبات لکھے تھے جنہیں بلاد شام میں خوب رواج ملا اور بار بار پڑھا جاتا تھا۔ ابو سعید صنعائی فرماتے ہیں کہ انہوں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت لینا کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ ثقہ ہیں، میں ان سے روایت لیتا ہوں، میں صرف ان روایات کو ترک کرتا ہوں جس کی انہوں نے سند ابو اسحاق اور حارث سے لی ہے۔ پھر وہ احادیث جو انہوں نے جعفر جعفی سے روایت کی ہیں۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جعفر جعفی کذاب ہے۔ زید ابو عیاش بھی کذاب ہے۔

امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے مناقب میں فرمایا گیا ہے کہ میں نے سفیان بن عینیہ سے سنا تھا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے جعفر جعفی سے ایک ایسی انوکھی بات سنی جس سے مجھے خطرہ ہوا کہ کہیں ہم پر مکان کی چھت نہ گر جائے۔ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ شخص جعفر جعفی کا عقیدہ رکھتا تھا۔ عیسیٰ بن شاذان فرماتے ہیں کہ میں نے ڈیڑھ سو ایسی احادیث جمع کی ہیں جنہیں جعفر جعفی نے اپنے اسانید کے ساتھ بیان کیا تھا اور ان میں اکثر اضافے کر دیئے تھے اور کئی جھوٹی باتیں ملا دیں تھیں۔

ابو قطن فرماتے ہیں کہ مجھے شعبہ نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف خط دے کر بھیجا تاکہ میں ان سے احادیث سن سکوں۔ میں حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے خط پڑھا اور آفرین و تحسین فرمائی اور فرمایا یعم خشوا المصر شعبہ "شعبہ نے

مصر کو بھرپور فرما دیا ہے" "مناقب حمیری" میں یہ واقعہ لکھنے کے بعد لکھا ہے کہ اس جملہ سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نامعلوم شعبہ کی تعریف کی ہے یا مذمت (کیونکہ "خشو" کا معنی فرقہ خشویہ کے اثر و رسوخ پر بھی اشارہ کرتا ہے۔)

ابراہیم بن مکی فرماتے ہیں کہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور الحسن بن عمارہ رحمۃ اللہ علیہ قرات کے امام تھے اور فن قرات کو برابر سمجھتے تھے۔ حسن بن زیاد نے فرمایا کہ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جن لوگوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جنگ کی وہ حق پر نہیں تھے، حق حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تھا۔ اگر اس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کا مقابلہ نہ کرتے تو لوگوں کو حق و باطل میں تمیز کرنا مشکل ہو جاتا۔

محمد بن زید بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیغام بھیجا کہ آپ اپنی جنگ میں لوگوں سے مدد مانگیں اور آپ اس حالت میں کمزور لوگوں کو جمع کر کے مضبوط کریں، اس حالت میں دوسروں سے مدد مانگنا ضروری ہے اس طرح آپ کے کمزور ساتھیوں کی امداد ہوگی۔

ابو جعفر رواسی فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا تھا کہ میں چالیس سال تک ہر نماز کے بعد ۸۰ بار استغفار کرتا رہا کہ مجھ سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں جو کوتاہیاں ہوئی ہیں اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے۔

ابراہیم بن سوید النجفی فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا تھا (کیونکہ ابراہیم بن عبداللہ بن الحسن نے خاندان عباسیہ کے خلاف مزاحمت کی اور علم جہاد بلند کیا تو میرے نزدیک امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کوئی مکرم نہیں تھا) کیا اس زمانہ جہاد میں آپ کے نزدیک حج کی فرضیت زیادہ ہے یا جہاد کی؟ آپ کیوں شریک جہاد نہیں ہوتے؟ آپ نے فرمایا حج کے بعد ابراہیم بن عبداللہ بن الحسن کے ساتھ مل کر جہاد کرنا پچاس حجوں سے افضل ہے۔

حسن بن زیاد فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ بیشک حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس وقت

جنگ کی تھی جب انہوں نے آپ سے بیعت بھی کی' حلف بھی اٹھایا اور پھر خلاف ہو گئے۔ ہمارے نزدیک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر تھے۔

حضرت حسن بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو آپ امام محمد بن عبداللہ بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لے کر روتے تھے' آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے' آپ اہل بیت کی محبت میں سرشار تھے اور خلافت عباسیہ کو غلط سمجھتے تھے۔

حسین بن ارجی فرماتے ہیں کہ ایک عورت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئی' یہ وہ زمانہ تھا جب امام ابراہیم نے خلیفہ عباسی کے خلاف علم جہاد بلند کیا تھا۔ اس عورت نے عرض کی میرا بیٹا لشکر ابراہیم میں شامل ہو کر میدان جہاد میں جانا چاہتا ہے' مگر میں اسے روک رہی ہوں۔ آپ نے فرمایا اسے مت روکو۔ حماد بن ایمن فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے لشکر میں شریک ہونے کی ترغیب دیتے تھے۔

جعفر الاحمر نے فرمایا کہ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک مسئلہ پوچھا' آپ نے اس کا جواب دیا' میں نے کہا یہ شہر سدا آباد رہے جب تک آپ یہاں مقیم ہیں' اس پر کوئی آفت نہیں آسکتی۔ آپ نے اس کے جواب میں یہ شعر کہا ۔

خلت الدار فسدت غیر سود
ومن الشفاء تفردی باسودو

(ترجمہ) "دیار خالی ہو گیا' سرداروں کے بغیر شہر ویران ہو گئے' یہ اس شہر کی بدقسمتی ہے کہ سرداروں سے خالی ہو گیا۔"

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے استاد حماد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے ہمیں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے زیادہ محبت ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنگ جمل کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس جنگ میں عدل و انصاف کا مظاہرہ کیا تھا۔ اہل اسلام ہمیشہ

باغیوں کے خلاف تلوار اٹھاتے ہیں۔ عبداللہ بن حبیب کلبی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی میں یہ اشعار اکثر سنا کرتا تھا ۔

عطاء ذی العرش خیر من عطایک
وسیبه واسع یرمی و ینظر

انتم یکدر ماتعطون منکم
واللّه یعطی فلا من والکدر

(ترجمہ) " عرش والے کی نعمتیں تمہارے انعامات سے بدرجہا زیادہ ہیں۔ اس کی عطاء بہت وسیع ہے' اس کی امید بھی ہے اور اس کا انتظار بھی' بخلاف اہل دنیا کے انعامات و اکرام کے' تم لوگ جب کچھ دیتے ہو تو دل بوجھل اور میلا کر لیتے ہو' اللہ تعالیٰ بے شمار انعامات دیتا ہے' مگر نہ اسے جتاتا ہے اور نہ ناگواری کا اظہار فرماتا ہے۔

عبدالعزیز بن رواد نے ایک دن امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی کہ آپ کو خلیفتہ المسلمین (بادشاہ وقت) نے دعوت دی ہے مگر آپ نہیں گئے' اب اس نے مجھے دعوت دی ہے' جب میں اس کے ہاں جاؤں تو میں اوامرو نواہی کا حق ادا کروں گا۔ آپ میری راہنمائی فرمائیں تا کہ میں ثابت قدم رہ سکوں' لیکن آپ مجھے جو کلمات سکھائیں ان میں امن و سلامتی کا پیغام ہو' گستاخی اور بغاوت کی بو نہ آئے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب تم خلیفہ کے پاس جاؤ تو پہلے السلام علیکم کہو' پھر خاموشی سے کھڑے رہو کیونکہ اب بات کرنا خلیفہ کا حق ہے۔ جب وہ آپ سے کوئی سوال کرے تو اگر آپ کو اس کا جواب آتا ہو تو احسن طریقے سے بیان کرو' اگر جواب نہ آتا ہو تو کہنا اے امیرالمومنین ! آپ دنیا کو چار وجوہات سے طلب کرتے ہیں۔ شرافت اور بزرگی کے لیئے مگر آپ کو اس کی ضرورت نہیں کیونکہ آپ شریف النسب خاندان سے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اعلیٰ نسل سے ہیں' عم رسول کی اولاد سے ہیں' اگر آپ مزید ملک کے طالب ہیں تو میرا خیال ہے اب آپ کو چنداں ضرورت نہیں کیونکہ آپ کی مملکت کی سرحدیں عرب و عجم تک پھیلی ہوئی ہیں۔ اگر آپ مال جمع کرتے ہیں تو اب آپ کو اس کی

بھی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ آپ کے خزانے مال و زر سے بھرے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتنا دیا کہ حد و شمار سے باہر ہے۔ اب صرف ایک بات رہ جاتی ہے کہ آپ اللہ سے ڈریں، اعمال صالح پر مزید کام کریں، اپنی نیکیوں کی نہریں جاری کریں، جن امور سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو روکا ہے ہر قیمت پر رک جائیں، جن کا حکم دیا ہے اس میں دیر نہ کریں، اللہ تعالیٰ آپ کو دین دنیا میں کامیاب و کامران فرمائے گا اور آخرت میں خوشحال فرمائے گا۔ محمد بن علی رحمتہ اللہ علیہ نے یہ تقریر لکھ لی۔

عبدالعزیز بن رواده فرمایا کرتے تھے "اصحاب الرائے" سنت رسول کے دشمن ہیں۔ فرمایا حدوریہ (خارجی لوگ) اور اہل ہوا (بدعتی اور بدمذہب) سے اجتناب کرو۔ یٰسین زیات اصحاب الحدیث کے فقہا میں سے تھے، وہ فرماتے ہیں کہ اصحاب الحدیث کے نزدیک "اصحاب الرائے" سنت (احادیث) کے دشمن ہیں۔ "اصحاب الرائے" اہل ہوا (بدعتی اور بدمذہب) ہوتے ہیں۔ ہاں! امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اصحاب السنت تھے، وہ اپنے تمام فیصلے احادیث و سنت کی روشنی میں کیا کرتے تھے۔

ابن عینیہ فرماتے ہیں میں ایک دن حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس کے نزدیک سے گذرا، آپ اس وقت کوفہ کی جامع مسجد میں اپنے شاگردوں کے حلقہ میں جلوہ فرما تھے۔ آپ کے شاگرد مسجد میں زور زور سے بول رہے تھے، میں نے آگے بڑھ کر کہا، ابوحنیفہ! یہ مسجد ہے اس میں آپ کے شاگردوں کا شور اچھا نہیں لگتا۔ آپ نے فرمایا، انہیں چھوڑیئے یہ اس وقت تک مسائل نہیں سمجھتے جب تک اونچی آواز سے انہیں بار بار تکرار نہ کرلیں۔ (یعنی مسجد میں دینی مسائل میں گفتگو کرنے کی ممانعت نہیں)

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اپنے استاد امام حماد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں رات کے وقت حاضر ہوتے اور اپنے رفقاء کے ساتھ فقہ فہمی کے لیئے اپنے استاد مکرم سے گفتگو کیا کرتے تھے۔ شفیق استاد بھی کافی رات گئے تک بیدار رہتے، استاد نے اپنے گھر میں ایک مرغا پال رکھا تھا جو رات کے اول حصے میں اذان دیتا، امام حماد رحمۃ اللہ علیہ کی عادت تھی جونہی مرغا اذان دیتا تو آپ تمام کام چھوڑ کر گھر چلے جاتے۔ ایک دن امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے مرغے! خدا تجھے رسوا کرے تو ہماری تعلیم (فقہ) کو منقطع کر دیتا ہے۔ اے منحوس مرغے! تو نے رات کے اول حصہ میں ہی بولنا

ہوتا ہے، ہم تیری آواز سے علم کی روشنیوں سے محروم ہو جاتے ہیں۔

ہشیم بن عدی طائی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں، امام ابوحنیفہ اور ابوبکر شبلی کوفہ میں ایک قاری کی بیمار پرسی کے لیئے اس کے گھر گئے ان کا گھر شہر سے ذرا فاصلے پر تھا۔ ہمارے ایک ساتھی نے کہا جب ہم ان کے سامنے جائیں تو ان کے سامنے صبح کا ناشتہ کریں گے، ہم ان کے پاس بیٹھے ہی تھے کہ ہمارے ایک ساتھی نے قرآن پاک کی ایک آیت پڑھی ولنبلونکم بشی من الخوف والجوع ونقص من الاموال یہ آیت سن کر مریض نے سر اٹھایا اور یہ آیت پڑھی لیس علی الضعفا وعلی المرض وعلی الذین لایجدون ماتنفقون تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اٹھو! ہمارا یہ مریض کچھ نہیں کھلائے گا بلکہ مریض ہوتے ہوئے بھی کھانے کی خواہش رکھتا ہے۔ اگرچہ یہ ایک لطیف گفتگو تھی مگر مریض قاری نے ان احباب کو کچھ درہم دیئے اور معذرت کرتے ہوئے کہا یہ کچھ کھالینا۔

مفضل کوفی نے کہا کہ ہم کوفہ کے ایک محلے میں نکاح کی ایک مجلس میں شریک ہوئے، ہمارے ساتھ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ شریک کے علاوہ چند اور احباب بھی تھے۔ شرکائے مجلس میں سے کسی نے بھوک کا گلہ کرتے ہوئے اہل خانہ کو پوچھا کھانے میں کیا دیر ہے، انہوں نے بتایا کہ ہم امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتظار کر رہے ہیں، آدمی بھیجا ہے بس آہی رہے ہوں گے۔ مزید وقت گذر گیا، بھوک نے پھر دستک دی، اب سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اٹھے اور فرمایا تاحال ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں آئے، اس نے کہا نہیں! سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی ناگواری کا اظہار کیا۔ اہل خانہ نے کہا آپ ہی خطبہ نکاح پڑھ دیں، سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے شریک کو کہا، اس نے کہا نہیں، آپ اس کام کا زیادہ حق رکھتے ہیں۔ یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا لو وہ آگئے، اب وہی نکاح اور خطبہ ارشاد فرمائیں گے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی بیٹھے ہی تھے کہ صاحب خانہ نے نکاح پڑھانے اور خطبہ ارشاد فرمانے کا کہا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ کی حمد و ثناء کی اور فرمایا حضرات کلام کثیر ہے مگر اس کا حکم مختصر ہے۔ کلام اس وقت تک ختم نہیں ہوتی جب تک اسے خود ختم نہ کیا جائے لیکن بہترین کلام وہ ہوتا ہے جس میں رضائے الٰہی ہو اور سب سے برا کلام وہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو۔ یہ کہہ

کر آپ نے عقد نکاح کیا' ایجاب و قبول کے کلمات کہے۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے شریک سے کہا یہ کام یوں سرانجام دینا ابوحنیفہ کا ہی حصہ ہے۔

لوگوں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت معاویہ اور صفین کے مقتولین کے بارے میں سوال کیا' آپ نے فرمایا میں اللہ سے ڈرتا ہوں میری زبان سے کوئی ایسی بات نہ نکل جائے جس میں اللہ کی رضا نہ ہو اور قیامت کے دن مجھے جواب دینا پڑے۔ میں ان معاملات میں شریک نہیں تھا اور مجھے ان معاملات کی جوابدہی کے لیئے مکلف نہیں بنایا گیا۔ میں تو صرف ان معاملات کا جواب دے سکتا ہوں جن کا مجھے مکلف بنایا گیا ہے۔

ایک بدمذہب پر تنقید

عبدالرحمٰن بن اصنع فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا ہے کہ جعفر جعفی ایک کذاب اور بدمذہب آدمی ہے' اس نے اپنے آپ کو ہلاک کر لیا ہے' وہ اپنی خواہش نفسانی کا اظہار کرتا رہتا ہے' میرے نزدیک سارے کوفہ میں اس سے بڑا کوئی امیر بھی نہیں اور اس سے بڑھ کر کذاب بھی نہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے شاگردوں اور دوسرے احباب کو جعفر جعفی کے پاس جانے سے روک دیا تھا۔ آپ ایسے بدمذہب علماء کی صحبت سے بھی لوگوں کو محفوظ رکھتے تھے۔

یحییٰ بن عینیہ نے فرمایا کہ میں نے ملک غور کے سعدی سے سنا تھا کہ انہوں نے چند تحائف حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجے تھے' آپ نے چند دن بعد میرے تحائف سے دگنے تحائف مجھے بھیج دیئے' میں نے کہا اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ آپ یوں جواب دیں گے تو میں تحفہ نہ بھیجتا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی اس بات کا برا نہ منایا اور فرمایا ایک دوسرے کی بڑھ چڑھ کر خدمت کرو' اللہ تعالیٰ محبین کو دگنا اجر دیتا ہے۔ ابتداء کرنے والے سے سبقت لے جانے والا زیادہ اجر پاتا ہے۔

حضرت ابوصالح فرماتے ہیں کہ مجھے نبی پاک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث یاد ہے کہ آپ نے فرمایا جو تمہارے لیئے بھلائی کرے اس کا بدلہ دو' اگر بدلہ نہ دے سکو

تو اس کی تعریف کرو، اس کا شکریہ ادا کرو۔ میں نے کہا حضور یہ حدیث مجھے میری تمام دنیاوی دولت سے قیمتی ہے۔

عبدالعزیز بن مسلم فرمایا کرتے تھے میں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ پیدل ہی کہیں جا رہے ہیں، میں نے آگے بڑھ کر سلام عرض کیا اور عرض کی حضور مجھے قیس بن مسلم کی وہ حدیث سنائیں جس میں گائے کے دودھ کا بیان ہے۔ آپ نے فرمایا سبحان اللہ! اور کہا افسوس ہے کہ تمہیں حدیث سننے کا شوق تو ہے مگر ادب کا خیال نہیں۔ (یعنی راہ چلتے چلتے حضور ﷺ کی پاک حدیث کا پوچھنا ادب کے خلاف ہے) ان لوگوں کو یہ خیال نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی احادیث میں اپنے جلال اور جمال کے پہلو رکھے ہیں۔ اہل علم کو چاہئے کہ ادب، ورع اور وقار سے رہیں اور احادیث کے لیئے ادب برقرار رکھیں۔ اب تم جاؤ کل آکر حدیث سن لینا۔ میں اس حدیث کو سنے بغیر ہی واپس آگیا۔

محمد بن ابراہیم بصری روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک دن امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مغموم اور فکرمند پایا۔ میں نے پوچھا حضرت خیر تو ہے آج آپ متفکر اور مغموم ہیں۔ آپ نے فرمایا مطلوب سامنے ہے۔ اسی طرح ایک دن میں آپ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا امام نے جب یہ پڑھا ولاتحسبن اللہ غافلا عما یعمل الظالمون ☆ تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کانپ اٹھے آپ کا کندھا ہلنے لگا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

عبداللہ بن المبارک رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے جس نے اقتدار اور منصب بلا وقت طلب کیا وہ زندگی میں ذلیل و خوار ہو گا۔ سہیل بن مزاحم نے فرمایا کہ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے سنا تھا آپ اپنے تلامذہ کو مخاطب کر کے فرما رہے تھے اگر تم علم سے بھلائی طلب نہ کرو گے تو توفیق ایزدی سے محروم ہو جاؤ گے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک اور مجلس میں فرمایا کہ مجھے اس قوم پر تعجب ہے جو ظن اور گمان سے بات کرتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وساطت سے یقینی علوم عنایت فرمائے ہیں۔

سہیل بن مزاحم نے بتایا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ

میرے ہزاروں شاگردوں میں سے بااعتماد شاگرد تیس ہیں۔ ان میں سے دس تو مقتدر فقہا ہیں' بعض صلحاء ہیں جو فتویٰ دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں' دس قضاۃ ہیں' یہ حضرات قاضی بن کر شریعت کے مطابق فیصلہ کرنے کی اہلیت کے مالک ہیں اور یہی میرے بہترین رفقاء ہیں۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ابویوسف سے زیادہ قابلیت کے مالک ہیں۔ پھر امام زفر بھی عہدہ قضاۃ کے لائق ہیں۔ سہیل بن مزاحم فرمایا کرتے تھے آج ان دونوں کے علاوہ دوسرے تمام شاگرد فوت ہو چکے ہیں۔ سہیل بن مزاحم "مرو" کے کبائر آئمہ میں سے تھے۔ انہیں فقہ حنفی پر بڑا عبور حاصل تھا' وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس سے فیض یافتہ تھے۔ وہ سارے خراساں کے عباد اور زہاد میں شمار ہوتے تھے۔

عبدربہ فرمایا کرتے تھے جو شخص محض دنیا کے مفاد کے لیئے علم حاصل کرتا ہے وہ علم کی روحانی برکات سے محروم ہو جاتا ہے۔ جو شخص دل میں علم کی چاشنی نہیں لیتا وہ ساری عمر محروم العلم رہتا ہے' ہاں جو شخص علم دین کی اشاعت کے لیئے پڑھے گا اللہ اسے دین اور دنیا کے اسباب سے مالامال کردے گا۔

نوح بن دراج فرماتے ہیں کہ مجھے ایک دن حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھ کر فرمایا نوح میں دیکھ رہا ہوں تم ابواب الفقہاء کے لیئے بڑے حریص دکھائی دیتے ہو۔ مجھے تمہارے فہم و فراست پر تعجب آتا ہے۔ مگر یاد رکھو تمہاری یہ سعی ایک دن تمہارے لیئے فساد کا باعث ہو گی۔ راوی کہتا ہے کہ نوح بغداد کا قاضی مقرر ہوا آخری عمر میں آنکھوں کی بصارت سے محروم ہو گیا' نابینا ہونے کے باوجود تین سال تک عہدہ قضاۃ پر فائز رہا۔ لوگوں کو معلوم نہ ہوتا تھا کہ وہ معذور ہے یا نابینا ہے۔ وہ ظرافت طبعی اور حیلہ کی وجہ سے ہر موقعہ پر اپنی علمیت کا لوہا منوا لیتا تھا۔ بخارا کا رہنے والا تھا مگر اس کی پیدائش اور تعلیم کوفہ میں ہوئی تھی' اس نے ساری عمر بخارا میں گذاری۔

ابومقاتل نے بتایا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جو شخص قاضی بنا دیا گیا وہ گہرے دریا میں غرق کر دیا گیا خواہ وہ کتنا تیراک ہو' کتنا زیرک ہو' دریا سے باہر نہیں آسکے گا۔

حسن بن بلخی اہل بلخ کے امام ہو گزرے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا تھا کہ سب سے بڑی اطاعت یہ ہے کہ اللہ پر ایمان ہو اور سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ اس سے کفر کیا جائے۔ جو اللہ کی اطاعت کرتا ہے وہ بڑی نعمت کا مالک ہوتا ہے اور بہت بڑے گناہوں سے بچ جاتا ہے۔ جس سے کفر اور ایمان کے درمیان نادانستہ طور پر غلطیاں ہوں گی اللہ اسے بخش دے گا۔

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ہمر بن ذر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ایک شخص روتا ہوا آیا، وہ اپنے بیٹے کی موت پر زار زار رو رہا تھا، اسے کہا گیا تم تین بار انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھو، اس نے پڑھا، اٹھ کر بیٹے کی تجہیز و تکفین میں مصروف ہو گیا۔ دفنانے سے پہلے وہ دوبارہ آیا، ہم تمام اٹھے اور اس کی نماز جنازہ میں شریک ہوئے، جب اسے قبر میں اتارا گیا تو اس کے باپ نے یہ دعا کی۔

اللھم ھذا ابنی ذر متعنی بہ مامتعنی فی الدنیا و فتیہ اجلہ ورزقہ ولم تظلمہ اللھم فماد عوتنی من الاجر فی مصیبتی ھذا فقد دھبت جمیع ذالک لہ فھب لی عذابہ ولا تعذبہ ☆

(ترجمہ) اے اللہ ! یہ میرا بیٹا ذر ہے اسے جتنا عرصہ دنیا میں مجھے نفع پہنچانے کے لیئے رکھا، اس میں جتنا رزق پورا دیا ہے اس میں کوئی کمی نہیں کی۔ اے اللہ ! تو نے اجر کا وعدہ فرمایا ہے، تو آج اسے پورا کر۔ اس لیئے مجھے اس خدمت کی وجہ سے اس عذاب سے بچا اور عذاب اخرت سے دور رکھ۔ اس کی یہ دعا سن کر تمام لوگ رو پڑے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آج تک ایسا کوئی زندہ آدمی نہیں دیکھا جس کی دعا اتنی جلد قبول ہوئی ہو اور میں نے ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا جو اس بچے پر نہ رویا ہو، اور جسے آخرت کے خوف سے اجر ضائع ہونے کا ڈر ہو، یہ صرف اس شخص سے ہو سکتا ہے جو زندگی میں اللہ سے ڈرتا رہا ہو۔

شفیق بن ابراہیم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا اے ابراہیم ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو عبادت صالح ادا کرنے کا بڑا موقعہ دیا تھا کاش ! آپ دینی علوم سے بھی حصہ پا لیتے، کیونکہ علم ہی " راس العبادت " ہے اور اس علم پر ہی تمام امور کا قوام ہے۔ امام ابراہیم نے اپنی ابتدائی زندگی میں حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے درس میں بیٹھ کر احادیث سنی تھیں۔ اعمش، محمد بن زیاد جیسے بزرگوں سے بھی علمی فوائد حاصل کیئے تھے۔

ابو رجاء ہروی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا جو حدیث کا طالب ہے احادیث کو یاد کرتا ہے مگر فقہ نہیں سیکھتا تو وہ ایسے پنساری کی طرح ہے جو ادویات تو جمع کر لیتا ہے مگر ان کے استعمال کو نہیں جانتا، اسے کوئی کامل طبیب آکر بتاتا ہے کہ یہ دوائی اس بیماری کے لیئے مفید ہے۔ طالب الحدیث احادیث کا مطلب نہیں جانتا اور اسے فقیہ ہی آکر بتاتا ہے کہ اس حدیث سے یہ راہنمائی ملتی ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا گیا کہ فلاں مسجد میں لوگ فقہ کے مسائل پر غور و خوض کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ان کی کوئی راہنمائی کرتا ہے، کیا وہاں کوئی ماہر فقہ بھی ہوتا ہے؟ لوگوں نے بتایا نہیں، آپ نے فرمایا پھر وہ کیا سمجھیں گے۔

سہل بن مزاحم فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بات سنی تھی کہ قاضی فیصلہ کرتے وقت سنت رسول کو سامنے رکھے اسے ترک نہ کرے، اگر اسے سنت رسول سے راہنمائی نہ ملے تو دوبارہ غور کرے اور جب تک سنت رسول تک رسائی نہ ہو اس کا فیصلہ نامکمل ہو گا۔

حضرت امام ابویوسف رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے علقمہ اور اسود کا تذکرہ ہوا اور پوچھا گیا ان میں کون افضل ہے۔ آپ نے فرمایا بخدا میں جب ان کا تذکرہ سنتا ہوں تو دونوں کو دعا دیتا ہوں اور ان کے لیئے استغفار کرتا ہوں۔ یہ ان کی بزرگی کی وجہ سے ہے، میں دونوں میں سے کسے افضل کہوں، اس لیئے جو شخص علم سے گفتگو کرتا ہے اور اسے یہ گمان نہ ہو کہ اس سے اللہ سوال نہیں کرے گا اور یہ نہیں پوچھے گا کہ تم نے کتنے فتوے دیئے ہیں، کتنے فیصلے کیئے ہیں تو اس کے لیئے آسانی ہو جاتی ہے۔ امام ابویوسف رحمتہ اللہ علیہ فرماتے کرتے تھے کہ میرے استاد امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلاف کے بہترین خلف ہیں۔ افسوس اب ان کا کوئی خلف نہیں۔ ان کی علمی عظمت کو کوئی دوسرا نہیں پہنچ سکا، بخدا ان کی مثال روئے زمین پر نہیں ملتی۔

خلیفہ ابو منصور (عباسی) نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا آپ ہمارے دربار میں کیوں تشریف نہیں لاتے' آپ نے فرمایا جب میں آپ کے قریب ہو جاؤں گا تو بڑے فتنہ میں پڑ جاؤں گا' جب مجھے آپ سے دوری ہو گی تو میں غمزدہ اور معذرو ہو جاؤں گا' مجھے آپ کے دربار میں کوئی کام نہیں جسے کرانے کے لیئے میں امید لے کر آؤں۔ میرے پاس آپ کی کوئی چیز نہیں جس کا مجھے ڈر ہو' آپ کے پاس تو وہ لوگ آئیں گے جنہیں آپ کے سوا کوئی نہیں ملتا اور مجھے آپ کی دولت کی ضرورت ہی نہیں۔

بعض تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کلمات عیسیٰ بن موسیٰ کو کہے تھے جب وہ کوفہ کا گورنر تھا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس موقعہ پر یہ دو شعر پڑھے ۔

کسر جزو وقعب ماء
وسحق ثوب مع اسلامه

خير من العيش فی نعيم
يكون من بعدها ندامه

(ترجمہ) روٹی کا ایک ٹکڑا اور پانی کا ایک پیالہ اور پھٹا پرانا کپڑا ہو تو انسان سلامتی میں رہتا ہے۔ عیش کی زندگی میں نعمتیں جتنی بڑھتی جائیں گی اس میں ندامت زیادہ ہوتی جائے گی۔

وکیع بن جراح کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھ رہا تھا کہ آپ نے سب سے زیادہ علمی استفادہ کس سے کیا ہے اور فقہ میں کس سے زیادہ استقامت لی ہے۔ آپ نے فرمایا " قطع تعلقات " سے۔ آپ نے وضاحت فرمائی' ضرورت کی چیز لینے سے ہاتھ کھینچ لیا اور سوالات کے لیئے کبھی ہاتھ نہ پھیلایا نہ بڑھایا۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص فقہ اور اس کے جاننے والوں کی قدر نہیں کرتا وہ ثقیل المحاسبہ ہے۔ وہ لوگوں سے نشست و برخاست تو کرتا ہے مگر نہ کچھ حاصل کرتا ہے نہ کسی کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ آپ نے یہ اشعار پڑھے ۔

علامنا ثقال الناس فی کل بلدۃ
فیارب لاتغفر لکل ثقیل

(ترجمہ) ہم نے ہر شہر کے تمام لوگوں سے نشست و برخاست ختم کر ڈالی ہے۔ اے اللہ! اسے نہ بخش جو کثرت سے نشست و برخاست کا رویہ اختیار کرتا رہتا ہے۔

لوگوں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صبح کی نماز کے بعد چند مسائل پوچھے' آپ نے ان کے جوابات دیئے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ دوسرے علماء تو اس وقت گفتگو کرنے یا مسائل بتانے کو مکروہ کہتے ہیں ایسا کیوں ہے؟ آپ نے فرمایا اس سے بڑھ کر اور کیا نیکی ہو سکتی ہے کہ بلاتوقف حلال و حرام کی تمیز کر دی جائے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرتے ہیں اور اس کی مخلوق کو ان کے معاصی سے بچاتے اور ڈراتے ہیں اس لیئے کہ کشکول جب سامان سے خالی ہو جاتی ہے تو صاحب کشکول بھوکا رہ جاتا ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے جو شخص مجھے غصہ دلاتا ہے میں اس کے لیئے یہ دعا کرتا ہوں یااللہ اسے مفتی بنا دے' یہ ایک انسان کو مصیبت میں مبتلا کرنے کی سخت دعا ہے بلکہ بددعا ہے۔ یہ ایک مشکل ترین کام میں پھنسنے کی دعا ہے۔

امام ابویوسف رحمتہ اللہ علیہ کا یہ معمول تھا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسائل کے مقابل میں اپنی عبارات بھی لکھ لیتے تاکہ ان سے موازنہ کیا جا سکے۔ ایک دن حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان تحریروں کو دیکھا تو فرمایا کون میرے مسائل کے سامنے اپنی تحقیقات لکھتا رہتا ہے' عرض کی گئی ابویوسف' آپ نے فرمایا اے قصہ گو! اپنے مسائل کو میرے مسائل کے سامنے لکھ کر اچھی طرح غور کر تاکہ تجھے قدر و منزلت معلوم ہو جائے۔ ابو مطیع فرماتے ہیں کہ جب ہم امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محفل سے فارغ ہو کر باہر آئے تو مجھے امام زفر نے پکار کر فرمایا اے ابو مطیع "صناد" کو نہ بھولنا۔

اسحاق بن الحسین فرماتے ہیں کہ کپڑے کے ایک بیوپاری نے بازار میں آکر امام ابوحنیفہ کی دکان کا پتہ پوچھا اور کہا کہ یہاں ایک فقیہ کپڑے کا کاروبار کرتا ہے۔ آپ نے سن کر فرمایا فقیہ نہ کہو وہ تو ایک مفتی ہے اور وہ بھی زبردستی مفتی بن گیا ہے۔ (یہ امام اعظم کی کسر نفسی تھی) اصل اور

حقیقی مفتی بننا دور کی بات ہے۔

عیسیٰ بن زید رحمتہ اللہ علیہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ادباً آپ کے سامنے کھڑے ہو گئے' آپ نے عیسیٰ بن زید کو اٹھ کر اپنے پاس بٹھالیا اور فرمایا آپ کے جدامجد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو یہ بات ناگوار تھی کہ کوئی کھڑا ہو کر کسی کا ادب بجالائے۔ صرف تین مقامات پر کھڑا ہونا جائز ہے' امیرالمومنین صاحب سلطنت کے لیئے' صاحب علم کے لیئے اور ذو شرافت کے لئے۔ یہ سلطنت' علم اور شرافت کا احترام ہے۔

یزید بن الحکمت رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ایک شخص آپ سے مناظرہ کر رہا تھا۔ اس نے غصے میں آکر حضرت امام کو کہا "خدا کا خوف کیجئے" یہ سن کر حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سہم گئے' آپ کا رنگ فق ہو گیا' چہرہ زرد ہو گیا اور خوف الٰہی سے سر جھکا لیا اور فرمایا میرے بھائی اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر دے اس سے بڑھ کر اللہ کا محتاج کون ہو گا جسے عجائب وقت کی نصیحت حاصل ہو جبکہ لوگوں کی زبانوں پر اس کے علم کا چرچا ہو اور وہ کسر نفسی سے نگوں سار ہو کر اللہ کی رضا طلب کرے۔ حضرت امام نے فرمایا میں تو ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے سلامتی طلب کرتا ہوں اور یاد رکھو میں اس وقت تک علمی بات کرتا ہوں جب مجھے یقین ہوتا ہے کہ میں سچا ہوں۔

حضرت امام کے تقویٰ کی ایک مثال

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن فرمایا جب کوئی عورت اٹھ کر چلی جائے تو اس کی خالی جگہ پر نہ بیٹھو جب تک وہ جگہ ٹھنڈی نہ ہو جائے۔ عورت کے جوتے کا تذکرہ نہ کرو اس کے چھوٹے بڑے جوتے کا بھی ذکر نہ کرو کیونکہ اس بات سے اس کے پاؤں اور ایڑیوں کا تصور سامنے آئے گا اور اس کے حسن و رعنائی کی طرف خیال جائے گا۔ اس طرح انسان فسق اور غلط سوچ کی طرف مائل ہوتا جائے گا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس راستہ سے گزرتے آپ کبھی دائیں یا بائیں نہ جھانکتے' آپ کو یہ معلوم بھی نہ ہوتا کہ ان کے دائیں بائیں عورت جا رہی ہے یا مرد۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے کبھی یہ جرات نہیں کی کہ اپنے آپ کو فقیہ یا مفتی کہوں یا کہلاؤں۔

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اگر کوئی شخص آتا اور کہتا یہ بات یوں ہے اور یہ بات یوں ہے' ادھر ادھر کی باتیں کرتا تو آپ فرماتے ادھر ادھر کی باتوں کو چھوڑو بسا اوقات اس کی بات کو کاٹ کر فرماتے جن باتوں سے لوگ ناخوش ہوں ان کے بیان سے بچو خواہ وہ گفتگو کتنی ہی اچھی ہو۔ اللہ اس شخص کو معاف فرمائے جو ہمارے پاس ناگوار بات کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو ہمارے سامنے صرف دین کی بات کرتا ہے۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مناجات

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ مناجات کیا کرتے تھے۔

○.... اے اللہ ! اگرچہ میرے اعمال تیری اطاعت کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے لیکن میری آرزوئیں تیری رحمت کے مقابلہ میں بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔

○.... اے اللہ ! میں خائب اور خاسر ہو کر تیرے دروازے سے کیسے محروم جاسکتا ہوں' مجھے یقین ہے کہ تیرے جود و کرم سے محروم نہیں رہوں گا۔

○.... اے اللہ ! اگر میری رائے اس بات سے پوشیدہ ہے کہ کونسا امر میرے لیئے مفید ہے تو میری اصلاح فرما لیکن میرے یقین اور ایمان سے پوشیدہ نہیں کہ کوئی امر ایسا ہو گا جو مجھے نفع پہنچائے گا۔

○.... اے اللہ ! تو نے میرے نفس کو ایمان کی دولت بخشی ہے' میرے نفس کو دوزخ کی آگ میں ڈال کر ذلیل نہ کرنا۔

○.... اے اللہ ! جب ہم تیرے کلام میں تیرے سخت عذاب کی باتیں پڑھتے ہیں اور پھر تجھے اسی کتاب (کلام اللہ) میں "غفور الرحیم" دیکھتے ہیں تو ہمیں امید ہو جاتی ہے کہ تو ہم پر رحم فرمائے گا اور عذاب سے نجات دے گا' اگرچہ ہماری کوشش ہماری آرزوئیں تیری رحمت سے بہت کم ہیں لیکن تو اپنے کرم اور اپنی رحمت کو ہم پر نازل فرما۔ بے شک تو زندگی بھر مجھ پر رحم فرماتا رہا' احسان کرتا رہا' اب میرے مرنے کے بعد بھی اپنی رحمتوں اور احسانات کے دروازے کھلے رکھ۔

○.... اے اللہ! اگر تو بخش دے تو تیرا فضل ہو گا' اگر تو عذاب کرے تو تیرا عدل ہو گا' تیرے عدل سے ہمیں خوف آتا ہے مگر تیرے فضل سے ہماری امیدیں ہری ہو جاتی ہیں' تیرے انعامات شاہد ہیں کہ تیرا فضل و کرم زیادہ ہے۔

○.... اے اللہ! میں جس رحمت کا امیدوار ہوں اگر میں اس کا اہل نہیں تو تو اپنے فضل سے میری جان پر جود و کرم فرما کر در گذار فرما۔

○.... اے اللہ! تو نے ہمیشہ نیکی کا حکم دیا ہے۔ مامورین میں تو ہی حق رکھتا ہے اگرچہ تو نے ہمیں التجائیں کرنے کی اجازت دی ہے مگر تو التجا سے بڑھ کر ہم پر فضل کرتا ہے۔

○.... اے اللہ! تو نے دنیا میں میرے عیوب چھپائے ہیں' آخرت میں مجھے اس کی زیادہ ضرورت ہے کہ تو انہیں پوشیدہ رکھے۔ مجھے بر سر میدان حشر رسوا نہ ہونے دینا۔

○.... اے اللہ! جس طلب میں میں نے اپنی زندگی گذار دی ہے اس پر مجھے رد نہ فرمانا۔

○.... اے اللہ! مجھے خالص توبہ کی توفیق عطا فرما' اس کی حلاوت مجھے چکھا بلکہ اپنی رحمت کی ٹھنڈک میرے دل میں پہنچا دے۔

○.... اے اللہ! میں دنیا میں تیرا ہی مجیب ہوں' تیرا ہی عبد ضعیف ہوں' میرا قلب حزین ہے' میری جان ناتواں ہے' میں نے ساری زندگی گریہ و دعا میں بسر کی ہے۔

○.... اے اللہ! جو کسی کے پاس حاجت ہوتی ہے وہ اس کی طلب کرتا ہے' تیری ذات سے کئی بھروسے ہوتے ہیں' مجھے تو تیری ذات کا ہی بھروسہ ہے' میں اپنی حاجتیں تیرے پاس ہی پیش کرتا ہوں اور صرف تجھ سے ہی اپنی حاجت کا طالب ہوں۔

○.... اے اللہ! میری حاجت پوری فرما تو ہی حاجتیں پوری کرنے والا ہے' مجھے اپنی رحمت سے بخش دے' دوزخ سے آزاد فرما دے' مجھے صبح و شام کے گناہوں کی آلائش سے محفوظ رکھ' میری غلطیاں معاف فرما۔

عیسیٰ بن عمرو نحوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جن دنوں میں کوفہ آیا تو لوگوں نے مجھے بتایا کہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دنوں اہل علم و فضل کا مرجع ہیں' میں آپ کی مجلس

میں حاضر ہوا' آپ سے ایک شخص مسئلہ پوچھ رہا تھا' آپ اس کا جواب دے رہے تھے۔ آپ نے جواب میں غلطی کی تو میرے دل میں خیال آیا کہ یہ شخص امام ابوحنیفہ نہیں ہو سکتا یہ کوئی اور ہے' آپ نے مجھے غور سے دیکھا اور محسوس کیا کہ میں ان کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔ آپ نے دوبارہ اسی مسئلہ کو بیان فرمایا اور اب کچھ بہتر طریقے سے بیان کیا اور میرے خیالات کی اصلاح فرماتے ہوئے کہا آج آپ میری دعوت قبول فرمائیں' میں نے ہاں کر دی' آپ مجھے اپنے دسترخوان پر لے گئے' جب ہم کھانا کھا کر فارغ ہوئے تو میں نے دیکھا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روٹی کے دو چھوٹے ٹکڑے اٹھا رہے ہیں جو کھانا کھاتے گرے تھے' میرے دیکھتے ہی دیکھتے آپ نے یہ ٹکڑے کھا لیئے' پھر ایک سوکھے درخت سے تنکا کاٹ کر خلال کرتے ہوئے فرمایا اکل الوغم والف الفغم "وہ شے جس میں بدبو نہ ہو وہ حلال ہیں" اس کا مطلب یہ تھا کہ غم کھاؤ' فغم چھوڑ دو۔ ہمارے خیال میں راوی نے یہ الفاظ لکھتے ہوئے غلطی کی ہے اصل الفاظ یوں ہیں اکل الفغم ودع الوغم یعنی "طعام کا بقایا کھالو یہ " فغم " وہ ہے جو کھانے کے بعد دانتوں میں رہ جائے اسے کھالو اور " وغم " وہ ہے جو خلال سے نکالا جائے۔ فقہا کا یہی جواب ہے کہ خلال سے نکلنے والے ٹکڑے کھانے جائز ہیں مگر ایسے ٹکڑے جو حلول کر جائیں یا ان کا مزہ بدل جائے اسے باہر پھینک دینا چاہیئے۔

حسن بن زیاد رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کسی محدث سے حدیث سننا " سماع " کہلاتا ہے' یعنی اس کے منہ سے کہتے ہوئے سننا۔ پھر فرمایا تم نے نہیں دیکھا کہ اگر کسی سے یہ سوال کرو کہ تم نے صبح کا کھانا کھایا ہے تو وہ کہے گا ہاں! کیا اسے یوں کہنا چاہیئے کہ میں نے فلاں سے سنا ہے کہ میں نے صبح کا کھانا کھایا ہے' کیا یہ بات زیادہ درست ہے یا پہلی ؟

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے' وہ امام المدینہ تھے' وہ اپنے وقت کے تمام فقہا کے امام تھے' مطرف بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں سترہ سال گذارے تھے' میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے اپنی کتاب " موطا امام مالک " کسی کے سامنے پڑھ کر سنائی ہو۔ وہ اس بات سے انکار کرتے تھے کوئی کہتا کہ حدیث کی سماع کافی نہیں جب تک کہ محدث کے منہ سے نہ سنے' صرف لکھا ہوا پڑھنا سماع میں نہیں آتا۔ قرآن پاک کافی ہے تو حدیث بھی کافی ہے' قرآن

بذات خود حدیث ہے مگر قرآن پاک صحابہ کرام نے لکھ کر نہیں پڑھا بلکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زبان مبارک سے سماع کیا تھا' لکھے ہوئے اوراق تو بعد میں سامنے آئے تھے۔

ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے انہوں نے فرمایا کہ ابن شبرمہ نے ایک دن امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا کاش آپ ابن ھبیرہ (گورنر کوفہ) سے کوئی منصب قبول کر لیتے اور دو باتوں سے تم قید و بند سے نجات پا لیتے۔ یہ مصائب ختم ہو جاتے' کوڑے نہ کھاتے اور دوسری سزائیں نہ پاتے۔ کیا تم نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات نہیں سنی کہ دو الفاظ ایسے ہیں جن سے تمام مصائب ٹل جاتے اور کوڑے دفع ہو جاتے ہیں' جب تم سے اب سوال کیا جائے تو اس پر ہاں کر دو۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن شبرمہ کی یہ نصیحت آمیز گفتگو سنی تو آپ نے فرمایا میں تو عذاب الٰہی سے آخرت میں نجات چاہتا ہوں' مجھے اس دنیاوی عذاب اور مصائب کی کوئی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے' جسے اپنے نفس کی عزت درکار ہوتی ہے اسے دنیا اور دنیا کی تمام چیزیں آسان ہوتی ہیں۔

امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال ہوا کہ ایک شخص روزہ کی حالت میں طلوع فجر تک کھاتا پیتا' جماع کرتا رہے اور اسے کوئی سمجھ دار انسان کہے کہ آدھی رات کو طلوع فجر ہو گئی ہے' امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا خاموش تم بڑی عقل کے مالک ہو لنگڑی عقل کی سوچ سے بات نہ بنایا کرو۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ تمام لوگ اگر عبد (غلام) ہوتے تو میں تمام کے تمام کو آزاد کر دیتا اور ان پر کوئی احسان نہ جتاتا۔ ایک اور مقام پر فرمایا اگر تمام گھاس کھانے والے جانور میرے قبضہ میں ہوتے تو میں انہیں صدقہ کر دیتا' ایک اور جگہ فرمایا کہ ذنوب (گناہ) دوستوں کے لیئے جمع نہ کرو اور دنیا کا مال و دولت مبغوض لوگوں کے لیئے جمع نہ کیا کرو' یہاں دوست سے مراد اپنا نفس ہے اور مبغوض سے مراد اپنا ورثہ ہے' میں نے آپ کی شان میں چند اشعار کہے ہیں۔ (ترجمہ)

۱۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقوال بلاشبہ بے مثال ہوتے ہیں مگر اپنے حسن کی وجہ

سے مثال بن جاتے ہیں۔

۲۔ اقوال میں آپ فرید الرھر تھے اور افعال میں آپ وحید العصر تھے۔

۳۔ تمام آئمہ نے اپنے قیاس کے قیدی آزاد کر دیئے مگر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے وہ غلاموں کی طرح نظر آتے ہیں۔

۴۔ ہاں! ہاں! انہوں نے اپنے قیاس کو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قیاس پر ڈھالا' وہ ان کی نصیحت اور علماء کے غلام ہیں۔

۵۔ تالہ بند شہروں کے علوم کو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیئے کھول دیا گیا تھا آپ "فاتح الاقفال" ہیں' آپ نے علم کے دروازے کھول دیئے تھے۔

۶۔ لوگوں کے علوم کے ٹیلے پست ہیں' انہوں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علمی پہاڑوں سے حصہ لیا تھا۔

۷۔ وہ اپنے فتاویٰ کے اظہار کی وجہ سے شیر غاب ہیں۔ آپ کے شاگرد شیر اور دوسرے آئمہ آپ کے سامنے شیر کے چھوٹے چھوٹے بچے نظر آتے ہیں۔

✪✪✪✪✪✪✪✪✪✪✪✪✪✪✪✪✪

پچیسواں باب

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اپنے شاگردوں کو وصیتیں

حضرت امام ابویوسف رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں' ایک دن ہم چند افراد حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر جمع ہوئے تھے۔ باہر زوردار بارش ہو رہی تھی' ہم سارے آپ کے شاگرد ہی تھے۔ ان میں داؤد طائی' عافیت الاودی' قاسم بن معن المسعود' خفص بن غیاث الجعفی' وکیع بن الجراح' مالک بن مغول' زفر بن الہذیل کے نام قابل ذکر ہیں (رحمتہ اللہ علیہم)۔ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ نے ہم سب کو مخاطب کر کے فرمایا تم سب میرے دل کا سرور ہو' آنکھوں کی ٹھنڈک ہو' حزن و ملال کی جلاء ہو' میں نے تمہارے لیئے فقہ کی سواری تیاری کی' اسے سجایا اور اس کی لگام تمہارے ہاتھ میں پکڑا دی' ایک وقت آنے والا ہے کہ وقت کے بڑے بڑے اہل علم تمہارے فیصلے سنا کیا کریں گے' تمہارے سامنے غلام بن کر آئیں گے' تم میں سے ہر ایک عہدہ قضاۃ کے لائق ہے۔ میرے لائق شاگردوں میں سے دس تو ایسے ہیں جو قاضی بنیں گے اور ملک کے قاضیوں کے سردار ہوں گے۔ آج میں تمہیں اللہ کے نام پر چند سوال کرنا چاہتا ہوں اور اس کا وسیلہ تلاش کر کے تمہیں چند نصیحتیں کرنا چاہتا ہوں' اللہ تعالیٰ نے آج تمہیں علمی جلالت سے نوازا ہے۔ یاد رکھو منصب قضاۃ پر فائز ہو کر اپنے آپ کو حکمرانی کے تصور کی ذلت سے بچانا۔ صرف لوگوں کے مسائل حل کرنا۔ ان کا حکمران نہ بننا۔ اگر تمہیں قاضی بنا دیا جائے تو لوگوں کو انصاف مہیا کرنا۔ اگر حالات میں کوئی خرابی محسوس کرو تو فوراً منصب قضاہ سے علیحدہ ہو جانا اور تنخواہ اور دولت کی لالچ میں اس منصب سے چمٹے نہیں رہنا۔ ہاں! اگر ظاہر و باطن ایک ہوں تو پھر قضاۃ کے منصب پر قائم رہ کر اللہ کی مخلوق کی امداد کرنا۔ ایسے لوگ جو تمام امور دنیا سے علیحدہ ہو کر محض اللہ کے رضا کے لیئے عہدہ قضاۃ قبول کرتے ہیں ان پر تنخواہ حلال ہے۔ لوگوں سے سامنے پردے نہ لگا دینا۔ ان کے لیئے اپنی عدالتوں کے

دروازے کھلے رکھنا' پانچ وقت کی نماز جامع مسجد میں حاضر ہو کر ادا کرنا اور نماز کے بعد اعلان کرنا کہ جسے انصاف کی ضرورت ہو اس کے لیئے عدالت کے دروازے کھلے ہیں۔ عشاء کی نماز کے بعد تین بار اعلان کرنا۔ اگر بیمار ہو جاؤ اور عدالت میں نہ جاسکو تو اتنے دنوں کی تنخواہ نہ لینا۔

یاد رکھو انصاف نہ کرنے والے قاضی کی امامت باطل ہوتی ہے۔ ایسے قاضی کا فیصلہ بھی درست نہیں ہے۔ اگر کوئی گناہ یا جرم کرے تو قاضی کا فرض ہے کہ اس کو روکے یا سزا دے۔

حسن بن بجلی المرغینانی نے آپ کی وصتیں لکھ کر اپنا ایک نوٹ لکھا ہے کہ اگر امام (خلیفہ) اللہ تعالیٰ اور اس کے درمیان کوئی ایسا گناہ کرتا ہے جس پر سزا لازم آتی ہو اس پر حد لگائی جائے' کوئی حاکم ظلم کرے یا رعایا کے کسی فرد سے زیادتی کرے تو قاضی کا فرض ہے کہ اس کے خلاف فیصلہ سنائے۔

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصیت نامہ

(یوسف بن خالد ستی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک وصیت نامہ ترتیب دیا تھا جو برصغیر پاک و ہند میں اردو ترجمہ کے ساتھ کئی بار طبع ہو چکا ہے' ہم قارئین سے معذرت کے ساتھ اسے شریک کتاب نہیں کر رہے۔)

نوح بن ابراہیم نے فرمایا کہ میں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چند احادیث کے معانی پوچھے ہیں' آپ ان کی تفسیر و تشریح بیان فرماتے۔ بعض مقامات پر ایسے دقیق نکات آتے اور ان سے جو فقہی مسائل آتے آپ ان پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالتے۔ میں نے قضاہ و حکام کے متعلق سوالات کیئے تو آپ نے فرمایا نوح کیا تم قضاہ کے منصب کا دروازہ کھٹکھٹانا چاہتے ہو۔ میں "مرو" پہنچا اور تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ خلافت عباسیہ کی طرف سے مجھے قاضی بنا دیا گیا۔ ان دنوں ابھی امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ تھے میں نے آپ کو خط لکھا کہ مجھے مجبوراً قاضی کا منصب قبول

کرنا پڑا ہے' میں آپ سے معذرت چاہتا ہوں' آپ اس منصب سے کبیدہ خاطر ہوا کرتے تھے مگر میں نے مجبوراً اس عہدے کو قبول کیا ہے۔

حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ نے میرے خط کا جواب براہ راست تو نہ دیا میرے ایک دوست کو خط لکھا کہ مجھے نوح کا خط بھی ملا اور اس کے عہدہ قضاۃ پر تقرر کا پیغام بھی ملا' وہ ایک بہت بڑے عظیم امتحان میں پھنس گئے ہیں۔ اس کام میں تو بڑے بڑے اکابر عہدہ برآں نہیں ہو سکے۔ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ نوح کو باندھ کر دریا میں پھینک دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اس مصیبت سے نجات دے۔ میں اس کے لیئے دعا مانگ رہا ہوں کہ وہ تقویٰ کا دامن تھامے رکھے کیونکہ ان تمام امور کا دارومدار تقویٰ پر ہے اور قیامت کے دن صرف تقویٰ سے ہی نجات ہوگی۔ اس سے تمام مصائب دور رہتے ہیں اور تمام امور اس سے خاتمہ بالخیر پر پہنچتے ہیں۔

قضاۃ کے مختلف امور کا ادراک ناممکن ہے' اسے صرف وہ فقیہ اور علماء سرانجام دے سکتے ہیں جنہیں احادیث پر پوری پوری نظر ہو۔ مسائل کے مطابق حقائق جانتے ہوں' اصول علم کو کتاب و سنت کی روشنی میں حاصل کرتے ہوں۔ اقوال صحابہ ذہن نشین ہوں۔ پھر بصیرت علمی سے ان کے نفاذ اور اطلاق میں مہارت رکھتے ہوں۔ جب کوئی ایسا مسئلہ سامنے آئے کہ اس کا حل عام حالات میں مشکل ہو تو کتاب و سنت و افعال آثار صحابہ و اقوال صحابہ پھر اجماع کتاب و سنت' اجماع صحابہ سے بات بن جائے تو بہتر ورنہ ان کی روشنی میں قریب تر رہ کر فیصلہ کرتے ہوں ۔ ان اصولوں پر شواہد قائم کر کے فیصلہ کرنے کی صلاحیت ہو' مگر یہ اصول وہی ہوں جو قرآن و سنت یا اقوال و آثار صحابہ سے متعلق کیئے ہیں۔ اس کاوش کے باوجود اہل بصیرت اور اہل معرفت سے مشورہ کرلینا ضروری ہے کیونکہ "راسخون فی العلم" سے مشورہ لینا ارباب بصیرت کا وطیرہ رہا ہے۔ مالا یدرک لہ کے اندھیرے مقامات سے گزرنے کے لیئے ایسی روشنی کی ضرورت ہوتی ہے۔

قاضی کے لیئے فیصلہ کرنے کا طریقہ

فقہ میں یہ اصول مقرر کیا گیا ہے کہ جب آپ کے سامنے دونوں فریق (مدعی اور مدعا علیہ) آجائیں تو کمزور اور طاقتور' اعلیٰ اور ادنیٰ دونوں کو ایک جیسی جگہ دی جائے گی' انہیں مخاطب کرنے یا

انہیں بات کرنے کا ایک جیسا موقعہ دیا جائے۔ ان سے کوئی ایسی بات نہیں کرنا چاہیئے جس سے طاقتور امیر آدمی کی حوصلہ افزائی ہو' غریب اور کمزور کی دل شکنی ہو' جب دونوں عدالت میں موجود ہوں تو انہیں علیحدہ علیحدہ ایک جیسی جگہ دی جائے' ان کی بات سنتے وقت نہایت نرمی اختیار کی جانی چاہیے' انہیں بلاخوف و خطر اپنی بات کرنے کا موقعہ دیا جانا چاہیئے' وہ اپنی بات کو آرام سے مکمل کرلیں۔ اگر درمیان میں کوئی بات دریافت کرنا ضروری ہو یا اس کی وضاحت مطلوب ہو تو نہایت نرمی سے دونوں کو یکساں موقعہ دیں' اگر ان میں سے کوئی اپنی فضیلت یا حیثیت کا رعب ڈالے تو اسے روک دیا جائے اور اسے سمجھا دیں کہ عدالت میں مساوات اور یگانگی سے بات کی جائے گی۔ جب دونوں اپنے معاملات بیان کر چکیں تو فیصلہ کرتے وقت کسی قسم کا غضب غصہ یا گرمی کا اظہار نہیں ہونا چاہیئے' فیصلہ کرتے وقت قاضی کو بھوک کی وجہ سے نکاہت نہیں ہونی چاہیے' نہ ہی اسے زیادہ کھانے کا بوجھ ہونا چاہیئے' اسے حاضر دماغی اور صحت قلبی کے ساتھ فیصلہ کرنا چاہیے۔

اگر کوئی ایسا مقدمہ سامنے آئے جس میں قاضی کے رشتہ دار بھی شریک ہوں تو اس مقدمہ کا فیصلہ کرتے وقت عجلت سے کام نہیں لینا چاہیئے بلکہ کئی کئی بار سوچنا چاہیئے' فریقین کو موقعہ دیں کہ وہ عدالتی فیصلہ سے پہلے اگر آپس میں صلح کر سکتے ہوں تو کرلیں۔ اس سلسلہ میں اگر انہیں تاریخیں بھی دینا پڑیں تو کوئی حرج نہیں۔ اگر وہ کسی صورت صلح نہیں کرتے تو پھر عدالت کا فیصلہ آنا چاہیئے' کوئی ایسا فیصلہ نہ دیا جائے جب تک دونوں طرف سے بیانات گواہ یا دستاویزات کو سامنے نہ لایا جائے۔ کسی گواہ کو تلقین نہ کی جائے' مجلس میں کوئی ایسی بات نہ کی جائے جس سے ایک فریق کی حوصلہ افزائی اور دوسرے کی تذلیل کا پہلو نکلتا ہو۔ اپنے رشتہ داروں کے معاملات میں زیادہ محتاط ہونا چاہیئے۔ فریقین میں سے کسی کی دعوت قبول نہیں کرنی چاہیئے۔ اس سے دوسرے کو الزام تراشی کا موقعہ ملتا ہے۔ عدالت میں کوئی ایسی بات نہ چھیڑیں جس سے ایک فریق کی حوصلہ افزائی ہوتی ہو۔ اللہ کی رضا اور تقویٰ کو سامنے رکھا جانا چاہیئے اور اس سے ہی مدد مانگنی چاہیئے۔ اس میں سلامتی ہے اور اللہ کی رحمت برستی ہے۔

امام نوح بن ابی مریم

ہم سابقہ صفحات پر عدالتی فیصلوں کے سلسلہ میں امام نوح بن ابن مریم کا ذکر کر آئے ہیں

امام نوح بن ابی مریم رحمتہ اللہ علیہ اہل "مرو" کے امام تھے۔ آپ چار امور میں بڑے ماہر تھے اور آپ کا لقب "الجامع" تھا۔ فن مناظرہ' درس الفقہ' مذاکراۃ الحدیث' مغازی کی معرفت اور تحقیق۔ مجلس القرآن والادب و النحو۔ ان امور کی مہارت کا یہ نتیجہ تھا کہ بہت سے اہل علم جمعہ کے دن آپ کی ان مجالس میں حاضر ہوتے اور علم و فضل سے اپنا اپنا حصہ لیتے۔

حضرت نوح رحمتہ اللہ علیہ کا لقب "الجامع" اس لیئے پڑا تھا کہ آپ مجالس کے جامع تھے۔ مجالس الاثر' اقاویل الاحادیث (امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحقیقات کی روشنی میں) مجلس النحو اور مجالس الاثر کی وجہ سے آپ اپنے وقت کے آئمہ کبار میں شمار ہوتے تھے۔ مشرقی ایشیاء کے وسیع علاقہ میں آپ کی وجہ سے فقہ حنفی کی اشاعت و ترویج ہوئی تھی۔ وہ جلالت القدر عالم دین تھے۔ آپ سے شعبہ اور ابن صریج نے روایت کی ہے۔ اس جلالت اور بزرگی کے باوجود آپ ہمیشہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فقہی تحقیقات کو مشعل راہ بناتے تھے اور ان سے بہت سی روایات کو آگے بیان کیا کرتے تھے۔ جب فوت ہوئے تو عبداللہ ابن المبارک رحمتہ اللہ علیہ جیسے عظیم الشان محدث تعزیت کے لیئے پہنچے۔ دور دراز سفر کر کے ان کے گھر گئے اور تین دن تک تعزیت کی مجالس میں شرکت کرتے رہے۔

توبہ بن سعد رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ راستہ چلتے چلتے کوئی مسئلہ نہ پوچھا کرو اور نہ ہی اس وقت مسئلہ پوچھا کرو جب میں مجلس میں دوسرے افراد سے مصروف گفتگو ہوا کروں۔ پھر ایسے موقعہ پر مسئلہ نہ پوچھو جب میں جانے کے لیئے کھڑا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں ایک دن میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ کسی کام کے لیئے گھر سے نکلے ہی تھے کہ میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ راستہ میں آپ سے ایک مسئلہ پر گفتگو شروع کر دی۔ میرے پاس نوٹ بک تھی' میں آپ کی بات سن کر اس میں نوٹ کرتا جاتا۔ میں دوسرے دن آپ کی مجلس میں حاضر ہوا تو آپ اپنے تلامذہ کے ایک حلقہ میں بیٹھے سبق پڑھا رہا تھے۔ میں نے دیکھا کہ آپ وہی سوالات وضاحت سے بیان فرما رہے تھے جنہیں میں نے ایک دن پہلے دریافت کیا تھا۔ میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ آپ کل کے جوابات کے برعکس بیان فرما رہے تھے۔ میں نے عرض کی کل تو آپ نے مجھے ان سوالات کے یوں جوابات لکھوائے تھے آج کیا بات ہے آپ ان کے

بالکل برعکس جواب دے رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں نے تجھے روکا تھا کہ راستہ چلتے ہوئے نہ سوال کیا کرو، نہ جواب لکھا کرو۔ آپ نے یہ بھی فرمایا جب میں تکیہ لگائے آرام کر رہا ہوں اس وقت بھی سوالات نہ کیا کرو۔ ایسے مواقع پر صحیح جوابات نہیں ہوتے کیونکہ انسان سست اور آرام کی حالت میں ہوتا ہے اور دماغ کی توانائیاں کمزور پڑ جاتی ہیں۔ آئندہ کے لیئے احتیاط سے سوالات کریں اور نہایت محنت سے جوابات سپرد قلم کیا کریں۔

(نوٹ) کتاب کے اس مقام پر امام ابویوسف رحمتہ اللہ علیہ کا ایک وصیت نامہ لکھا ہوا ہے، اس کا اردو ترجمہ کئی دفعہ چھپ چکا ہے، ہم قارئین سے معذرت کے ساتھ اسے نظرانداز کر رہے ہیں۔
(اصل کتاب کا صفحہ ۱۱۲ دیکھیں)

مذاہب اسلام پر مذہب امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی برتری

حضرت امام ابویوسف رحمتہ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ جب کوئی شخص آپ سے کوئی مسئلہ دریافت کرتا تو آپ فرماتے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کا یوں جواب دیا کرتے تھے۔ جس نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وسیلہ بنایا وہ دین اسلام میں کامیاب ہو گا۔

حضرت امام ابوبکر عتیق بن داؤد الیمانی فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی شخص پوچھے کہ تم حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب کو دوسرے مذاہب پر کیوں فوقیت دیتے ہو تو آپ فرماتے میں تو امام رحمۃ اللہ علیہ کے ہی مذہب کو فوقیت دوں گا کیونکہ وہ اقدم اور اقوم ہے' وہ سبق' ردق' احصر' اجمع' اسہل' امیع' افرض' امحض' احصب' اعرب اور اوضح ہے۔ وہ کتاب اللہ کو اپنی بنیاد بناتا ہے' وہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا راہنما بناتا ہے' وہ صحابہ کرام کی اتباع کرتا ہے' وہ سلف صالحین کے نظریہ کو قائم رکھتا ہے' وہ اسلاف کے اقوال کو اہمیت دیتا ہے۔ وہ اخلاف کی طرف رجوع کرتا ہے' وہ اصحاب علم کے لیئے اعلم ہے اور مسائل کے لیئے اقویٰ ہے۔ اس پر جو لوگ عمل کرتے ہیں وہ اچھے نتائج پر پہنچتے ہیں اور بلندی افکار کے مالک بنتے ہیں اور ادق اور مشکل معاملات کو حل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ وہ قیاس میں مضبوط اور مسائل کے اثبات میں مستند ہے۔ جو لوگ آپ کے نقش قدم پر چلیں گے وہ معاملات دینیہ میں پکے اور اعلیٰ داعی الی الخیر ثابت ہوں گے۔ وہ کھانے پینے میں اطیب اور پاکیزہ چیزوں کا استعمال کریں گے۔ خرید و فروخت میں عادل اور امین ہوں گے۔ وہ لوگوں کے اموال کو باطل طریقے سے حاصل کرنے کا تصور تک بھی نہیں کریں گے۔ کھیتی باڑی کے معاملات میں احکام شریعت کو سامنے رکھیں گے اور ادائیگی صلوٰۃ میں سرگرم عمل ہوں گے' اس میں سستی یا کوتاہی نہیں کریں گے' وہ صلہ رحمی میں اپنی مثال آپ ہوں گے۔ احکام شریعت کے اجراء میں مشاق اور عادل ہوں گے' وہ اپنی زبان کو فضولیات سے محفوظ رکھیں گے۔ اقتداء کرتے وقت بہترین مقتدی ہوں گے

اور امامت کے وقت بہترین امام ہوں گے۔ ان کے دسترخوان مساکین کے لیئے کھلے ہوں گے' ان کے ہاتھ سے کسی حیوان یا مویشی کو بھی اذیت نہیں پہنچے گی۔ وہ بے شوہر مستورات کو نکاح کرنے کی ترغیب دیں گے اور یتیموں کے احوال کی نگرانی اور انصاف کریں گے۔ وہ قرآن پاک کی قرات نہایت صاف اور خوش الحانی سے کریں گے اور جب ان کے سامنے قرآن مجید پڑھا جائے گا تو وہ نہایت ادب اور خاموشی سے سنیں گے۔ وہ اپنے امام سے بہت کم سوال کریں گے۔ تضمین میں احسن اور تدوین میں مستعد ہوں گے۔ نماز کے بعد دعاؤں میں افضل ہوں گے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دین پر چلنے والے اپنے وعدے پر پکے ہوں گے اور یمین میں اوفی (وفا کرنے والے) ہوں گے۔ وہ اپنے ایمان پر یقین سے قائم ہوں گے۔ طلاق کے معاملات میں فقہ کی باریکیوں کو نگاہ میں رکھیں گے۔ قیدیوں پر سختی نہیں کریں گے۔ وہ دشمن کو قتل کرنے کی بجائے قید کرنے کو ترجیح دیں گے۔ وہ عوام پر اخراجات کرنے میں اولیت کریں گے۔ شادی بیاہ اور ولیمہ کی تقریبات میں اسلام کے احکام کو سامنے رکھیں گے۔ اس میں ہوشیار بھی ہوں گے اور خراج دل مگر اسراف اور بیجا رسوم سے اجتناب کریں گے۔ وہ اکثر ایسے کام کریں گے جو مساکین کی فلاح اور بہبود پر مشتمل ہوں۔ وہ خرچ کرنے میں سخی بھی ہوں گے اور محتاط بھی ہوں گے' ادائیگی حج میں مستعد رہیں گے' سفرحج کو خوشی خوشی طے کریں گے۔ وہ عبادت کے اوقات کو مدنظر رکھیں گے۔ وہ شاہد فی القال پر جرح کا خوب خوب جواب دیں گے۔ مالی معاملات میں انصاف سے احسن فیصلے کریں گے' اگر نذر مانیں گے تو اسے پورا کرنے میں دیر نہیں لگائیں گے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بذاب خود عقلا کو عقلی گفتگو کر کے مطمئن کرتے ہیں اور عورتوں کو مہر دلانے کے فیصلوں میں تاخیر سے کام نہیں لیتے۔ وہ رات کو وتر ادا کرنے میں سنت نبوی کو سامنے رکھتے ہیں اور عیدالضحیٰ کے واجبات کو ادا کرنے میں فرصت اول میں اقدام کرتے ہیں' اپنے وعدوں کو پورا کرنا' انہیں وقت پر ایفا کرنا' آپ کی زندگی کا معمول رہا ہے۔ حدود کو نافذ کرنے میں بڑی احتیاط سے فیصلہ کرتے تھے۔ تلاوت قرآن کو نہایت نفیس طریقے سے ادا فرماتے تھے۔ وہ سب سے پہلے نماز میں کھڑے ہوتے اور سب سے آخر میں فارغ ہوتے تھے۔ وہ لوگوں پر حسن ظن رکھتے تھے اور عقلمند اور باتمیز احباب کے ایمانی قوتوں کو اجاگر کرتے تھے۔ ادائیگی زکوۃ میں

اولین فرصت میں ادا کرتے' جانور کو ذبح کرنے میں نہایت احتیاط فرماتے تھے اور مستعمل چیز سے کراہت کرتے تھے۔ نماز کو اتنے خلوص سے ادا کرتے جیسے وہ اللہ کو دیکھ کر عبادت کر رہے ہوں۔ اگر کسی واقف خاندان سے مرد غائب ہو جائے یا لاپتہ ہو جائے تو اس خاندان کا خیال رکھتے مگر اس کے گھر نہ جاتے تھے۔ لوگوں کے عیوب کو بیان کرنے کی بجائے اس پر پردہ ڈالتے اور دکھ درد میں شریک ہوتے' تنگ دست اور مغلوب کا عذر قبول کرنے میں دیر نہ کرتے تھے۔ اولاد کو انعام و اکرام دینے میں بڑے کشادہ دست تھے۔ وہ نمازوں کو فوت ہونے یا قضا ہونے سے پہلے ادا کرتے۔

وہ ادائیگی حج میں اکمل' قربانی دینے میں اول' لبیک پکارنے میں بلند آواز' قربانی کے ہدی میں کثرت اور عمدگی کا خیال رکھتے تھے۔ طواف کعبہ اور سعی میں بڑی تیزی فرماتے تھے' اگر کوئی معاملہ سخت یا ناقابل حل آتا تو قرعہ اندازی میں تاخیر نہ کرتے۔ علم ارحام میں اللہ تعالیٰ کے قوانین کی روشنی میں گفتگو فرماتے تھے۔ وہ اپنے وقت کے باتوقیر امام تھے۔

وہ دارالحرب اور دارالسلام کی حدیں متعین کرنے میں نہایت دیانت سے کام لیتے۔ ماہ صیام میں زوال عذر میں بڑے محتاط تھے۔ عورتوں کے قتل کرنے حتیٰ کہ ان پر حدود نافذ کرنے میں بڑا تامل فرماتے تھے۔ نابالغ بچوں کو نماز کی اقتداء میں رکھتے تھے۔ قربانی کے جانوروں کو زیادہ سے زیادہ قربان کرتے تھے۔ دیہات اور شہروں کے معاملات کو ان کے حالات کی روشنی میں حل فرماتے۔ جادوگروں اور کاہنوں کو سزا دینے میں تاخیر نہ کرتے۔ صوفیائے خام سے دور رہتے۔ عجز و نیاز کرنے والے اہل علم کی قربت حاصل کرتے تھے۔ غنا و سماع کی محافل سے دور رہتے تھے۔ عبادت گزار اور متقی لوگوں سے دوستی رکھتے تھے۔ لہو و لعب کی محافل سے دور رہتے۔ شطرنج اور دوسری مجلسی کھیلوں کے عادی لوگوں کی شہادت قبول نہ کرتے تھے۔ بلاعذر روزہ نہ رکھنے والوں کو سزا دلواتے۔ اعتقادی معاملات میں شک و شبہ سے بالاتر رہتے تھے۔

دشمن کے لیئے شدت اور سختی کرتے۔ بری تدبیر کرنے والوں سے نہایت سختی سے نپٹتے۔ باغی لوگوں سے قتال و جدال میں دیر نہ کرتے تھے۔ زمین میں فساد کرنے والوں کا کوئی لحاظ نہ کرتے تھے۔ صدقات کی ادائیگی میں پہل کرتے۔ فقرا اور مساکین کو سب سے پہلے صدقہ دیتے تھے۔ سفر کے فاصلوں کو طے کرنے میں جلدی کرتے۔ عورتوں کی عدت کے معاملہ میں نہایت احتیاط فرماتے۔

فقیر اور غنی کے درمیان فرق رکھتے تھے۔ صغیرہ و کبیرہ گناہ میں فرق فرماتے۔ بینا اور نابینا کے حالات کو سامنے رکھ کر فیصلے کرتے۔ چوروں کے ہاتھ کاٹنے میں فوری عمل کرتے۔ مسلمانوں کو بیت المال میں مال جمع کرنے کی ترغیب دیتے۔ معذور اور تندرست کے فرق کو سامنے رکھتے۔ ولدالشبہ اور ولدالمغرور میں فرق رکھتے۔ حجت شرعی قائم کرنے میں مضبوط' کسی دوسرے کی ملکیت سے فائدہ اٹھانے سے اجتناب کرتے تھے۔ فدیہ و قضاء میں بہتر اقوال پر عمل کرتے تھے۔ بیع سلم میں جہالت کی روایات کو علیحدہ کرتے' عرب و عجم کے معروضی حالات کو سامنے رکھتے۔ عورت کو بلامحرم سفر کی اجازت نہ دیتے۔ آپ خاندانوں کی عظمت برقرار رکھنے کے لیئے ہاشمی اور ابو مطلبی کے خاندانوں کے درمیان فرق رکھتے تھے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو بڑی احتیاط سے سرانجام دیتے تھے۔ زندہ اور مردہ میں فرق رکھتے۔

تراویح کو سختی سے ادا کرتے اور کراتے۔ پیدا شدہ بچے اور جنبین کے مسائل کو نہایت احتیاط سے حل فرماتے تھے۔ طلاق بدعۃ اور طلاق سئیہ کے دوران عورتوں کو نفقہ دلانے میں زور دیتے۔ دولت مندوں کو صدقہ نہ دینے پر ہدایت فرماتے۔ زندیقوں و سزا دلانے میں کوتاہی نہ کرتے تھے۔ اعتکاف کے دوران تقویٰ اور احتیاط کو سامنے رکھتے۔ ہمسایوں کے حقوق کا خیال رکھتے۔ کنیزوں اور غلاموں کے حقوق کو سختی سے نافذ فرماتے۔ وصیت میں عجیب تر اقوال پر عمل فرماتے۔ مسئلہ عریہ میں احسن تاویل پر عمل کرتے۔ بیع و شرا میں جہاں سود کا احتمال ہوتا اس سے دور رہتے۔ ضعیفوں پر رحم کرتے اور مساکین پر لطف کرم فرماتے تھے۔ اقارب کی وراثت میں بڑی سمجھ داری سے فیصلے کرتے تھے۔

ہم نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معمولات اور اوصاف بیان کرنے میں کسی قسم کا مبالغہ نہیں کیا اور نہ ہی ہمیں دوسرے ائمہ کرام سے برتری کا اظہار مقصود ہے۔ تمام آئمہ اسلام اپنے اپنے دائرہ اختیار میں نہایت ہی برگزیدہ تھے اور شریعت کے احکام کے نفاذ میں درست فیصلے کیا کرتے تھے' مگر ہم امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ترجیحات کو بیان کر رہے ہیں۔ اگر علم کو ایک شخصیت میں مرکوز کر لیا جائے تو ہم امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک مثالی شخصیت قرار دیں گے اور ہم واضح کریں گے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب تمام ائمہ

کرام سے فضیلت رکھتا ہے۔ وہ ایک روشنی کا مینار ہے' وہ ہر آنکھ کو نظر آنے والا ہے' جس طرح انگلیوں میں انگوٹھا نمایاں ہے اسی طرح آپ کا مذہب تمام ائمہ کے مذاہب میں نمایاں ہے۔ وہ زبان کو نوک کی طرح اور دل کو گراہیوں کی طرح نمایاں ہے۔ جس طرح دائیں ہاتھ کو بائیں پر فوقیت ہے اسی طرح امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب کو دوسرے مذاہب پر فوقیت ہے۔ وہ الفاظ میں معانی بیان کرتے جاتے ہیں اور ان میں کوئی ابہام نہیں رہتا۔ ہم تمام دوسرے مذاہب اور اہل علم کو آپ کے مذہب کا طفیلی تصور کرتے ہیں۔

آپ علمی معانی کو نہایت عمدگی سے لوگوں کی راہنمائی کے لیئے بیان فرماتے ہیں۔ ہم نے جس انداز سے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معمولات کو بیان کیا ہے ہر صاحب علم و ورع کے لیئے لازم ہے کہ ان پر غور کرے اور تسلیم کرے۔ میں نے جو کچھ بیان کیا وہ سچائی اور حقیقت پر مبنی ہے۔ اس میں بے جا غور یا بلاوجہ تعریف نہیں بلکہ حقائق کا مرقع ہے۔ ہر صاحب علم پر دوسرا صاحب علم موجود ہوتا ہے مگر انصاف کے تقاضے پورے کرنے والوں کو چاہیئے کہ نہایت غور سے فیصلہ کرے۔ میں نے خالصتاً" امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم پر روشنی ڈالی ہے اور جو کچھ بیان کیا ہے وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت کو سامنے رکھ کر کیا ہے۔ اب اہل علم و بصیرت کا کام ہے کہ اس معیار کو سامنے رکھیں۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد کئی ائمہ اسلام آئے مگر ہم امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات کو "مقدام الائمہ" قرار دیتے ہیں۔ وہ حبر ہیں' وہ مفخم ہیں' وہ عظیم الشان ہیں' وہ ربانی العلم ہیں' وہ معدن الفہم ہیں' وہ دوحتہ العلم ہیں' وہ فقہ کا اصل اور خاصہ ہیں' وہ امام الائمہ ہیں' وہ سراج الامت ہیں' علم دین کی تدوین و تشریح میں صف اول میں کھڑے ہیں۔ آپ نے علم شریعت کو سب سے زیادہ پھیلایا' اسے محفوظ و مضبوط کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی تائید و توفیق سے نوازا' ان کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساری امت کی راہنمائی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا جامع کمالات بنایا کہ آپ کے بعد آپ کا ہم پایہ کوئی پیدا نہیں ہوا۔ آپ کے معاصرین میں بھی کوئی دوسرا آپ کا ہم پایہ نہیں تھا' اگرچہ یہ لوگ علم و فضل میں یکتائے روزگار تھے اور بے مثال تھے مگر حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آفتاب علم و فضل کے سامنے وہ ستارے

تھے۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلامذہ پر ایک نظر

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں سے تجاوز کرتی ہے مگر ہم یہاں چند سربر آوردۂ روزگار تلامذہ کا ذکر کرتے ہیں۔

(۱) امام ابویوسف یعقوب بن ابراہیم الانصاری رحمتہ اللہ علیہ

(۲) حضرت امام محمد بن الحسن الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ (ذوالفہم والبیان' ماہر الفقہ و علم اللسان)

(۳) امام زفر بن الہذیل تمیمی رحمۃ اللہ علیہ (عالم الباہر والعلم الزاہر فقیہ الماہر)

(۴) امام حسن بن زیاد اللولوئی رحمۃ اللہ علیہ (بیدار مغز' فہیم و فقیہ' صاحب ورع و تقویٰ)

(۵) امام وکیع بن الجراح رحمۃ اللہ علیہ (فقیہ' بصیر' صاحب علم التفسیر مخیر فی الدین)

(۶) عبداللہ بن المبارک المروزی رحمۃ اللہ علیہ (آپ زاہد ابن زاہد' قادر الکلام' فقیہ ذواللسان' قائم علی السنن النبویہ)

(۷) بشر بن غیاث المریسی رحمۃ اللہ علیہ (فقیہ اعظم' ماہر علم الکلام)۔

(۸) عاینہ بن یزید الاودوسی رحمتہ اللہ علیہ

(۹) حضرت داود طائی رحمتہ اللہ علیہ

ہم نے ان چند جلیل العلم و القدر شاگردوں کا ذکر کیا ہے یہ اپنے زمانے میں شریعت کے جسم کی آنکھ تھے اور دنیائے اسلام میں نہایت ارفع اور اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ وہ ذوفہم و بصیرت اور ارباب فقہ و علم الکلام تھے۔ وہ علوم حدیث اور سیرت میں کمال رکھتے تھے۔ وہ قرآن کی تفسیر کو نہایت قابلیت سے بیان فرمایا کرتے تھے۔ وہ علوم نحو و لغت میں ماہر تھے۔ وہ معدن الفقہ والعلم تھے۔ وہ قادر الکلام تھے اور علوم شریعت کے باکمال ائمہ تھے۔

ایک اعلان

آج دنیائے علم و فضل میں کوئی ایسا امام نہیں ہے جس کے شاگردوں میں ایسے لوگ ملتے

ہوں جس طرح امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ ان ائمہ کے مقابلہ میں کسی مذہب میں ایسی بلند پایہ شخصیتیں نہیں ملتیں۔ ہم یہاں مشہور شاعر فردق کا ایک شعر نقل کرتے ہیں جو اس نے جریر کے متعلق کہا تھا۔

اولئیک اصحابی فجئی بمثلهم
اذا جمعتنا یاجریر المجامع

(ترجمہ) یہ ہمارے اصحاب ہیں ان کی مثل کوئی دوسرا لاؤ اے جریر! جب وہ مجمع ہوتا ہے تو ان کے مثال دوسرا نہیں ملتا)۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس شوریٰ

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اپنے مذہب کی بنیاد رکھی تو آپ کے یہ جلیل القدر ساتھی آپ کی مجلس شوریٰ کے اراکین تھے۔ آپ ان کے مشورے سے مسئلہ کو طے فرماتے تھے۔ ان سے مشورہ لیتے' ان کی تائید حاصل کرتے تھے۔ یہ تمام حضرات احکام شریعت کی اشاعت میں اجتہاد کرتے اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تائید کرتے تھے۔ یہ لوگ تمام عالم اسلام کی بہتری کے لیئے کام کرتے رہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا کہ کوئی اجتہادی مسئلہ طے کرتے تو ان حضرات سے مشورہ ضرور لیتے تھے۔ یہ حضرات جو اعتراض اٹھاتے آپ اس پر اپنی رائے دیتے اور جب تک یہ تمام اصحاب متفق نہ ہو جاتے آپ اس مسئلہ کا فیصلہ نہ کرتے تھے۔

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد آپ کے شاگرد امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ نے بھی یہی طریق کار اپنایا' یہی وجہ ہے کہ ہم اس اصول مشاورت کو دوسرے مذاہب سے اعلیٰ اور برتر قرار دیتے ہیں۔ امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ نے فقہ کے اصول مرتب کیئے' جب یہ مذہب اصولی طور پر قرآن و احادیث کی بنیادوں پر اجتہادی اور شورائی انداز سے استوار ہوا تو اسے تمام مذاہب پر فوقیت ملی۔ اس میں حقانیت ہے' اصول پرستی ہے اور دل و دماغ اس کے نظریات کو قبول کرتے ہیں۔ اس طرح یہ طریقہ مذہب حنفی مستقل اصولوں پر کام کرتا رہا اور عالم اسلام میں آپ کی مقبولیت اور اہمیت بڑھتی گئی۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے طریق کار واضح کرنے میں اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال رہی۔ اس میں مختلف اقوال ہی نہیں رکھے گئے بلکہ یہ متفقہ اقوال پر مرتب ہوا اور ہر مسئلہ پر ایک اصول مرتب کیا گیا تاکہ لوگوں کو آسانی بھی ہو اور صحیح راہنمائی بھی مل سکے۔ اس میں مختلف وجوہات' مختلف اختلافات اور مختلف اقوال کو نہیں رکھا گیا بلکہ اس میں صواب ہی صواب ہے۔ ہر مسئلہ کا قطعی جواب ہے جو "خیرالقرون قرنی" میں مرتب ہوا ہے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب العہد نبوی زمانہ کی یادگار ہے جس میں کئی جلیل القدر صحابہ کرام کے اقوال اور اکثر تابعین کے علمی افکار ہیں۔ جوں جوں زمانہ اصحاب نبوی سے دور ہوتا گیا اس میں کئی روایات اور اقوال غیر معتبر آتے گئے' انسان گواہی کی طلب سے پہلے گواہی دینے لگا۔ قسم کی ضرورت سے پہلے قسمیں دینے لگا۔ اس طرح انسانی خواہشات کو ترجیح دینے لگا اور دین کو آہستہ آہستہ ثانوی حیثیت ملنے لگی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا ہے کہ شریعت' صداقت اور عدالت میرے زمانے میں مستحکم ہے۔ اس کے بعد دوسرا زمانہ آئے گا' پھر تیسرا زمانہ آئے گا' پھر چوتھا' اس کے بعد لوگوں میں صداقت کی بجائے کذب آنے لگے گا اور لوگ کھلے بندوں جھوٹ بولنے لگیں گے۔ صدق کی کمی ہو جائے گی۔ یکثر فیھم السمن " ان میں موٹاپا زیادہ ہو جائے گا" یعنی انسان دنیا کے کاروبار کو دین پر ترجیح دینے لگے گا۔ اس کے اندر دنیا کی دولت جمع کرنے کی خواہش بڑھ جائے گی۔ وہ ساری دنیا کو اپنی داڑھوں کے نیچے دبانے کی کوشش کرے گا۔ وہ جانوروں کی طرح اپنا پیٹ بھرنے اور اپنی ذات کے متعلق سب کچھ سمیٹنے کی کوشش کرے گا۔ دل کمزور ہو جائیں گے' خواہشات بڑھ جائیں گی اور روح مرتی جائے گی۔ جسم موٹے ہو جائیں گے۔

یہی مقام ہے جب حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ جب تمہیں حاجات دنیا مجبور کریں تو ان سے کنارہ کش ہو جاؤ' انہیں پورا نہ کرو' یہاں تک کہ تمہاری خواہشیں خود بخود دم توڑ دیں۔ زیادہ کھانے سے عقل زائل ہو جاتی ہے' حکمت تو خالی پیٹ ہی پرورش پاتی ہے۔ ہم اس موضوع پر باب چوبیس (۲۴) میں تفصیل سے ذکر کر آئے ہیں' چنانچہ وہ قرن (زمانہ) جس میں نبی کریم صاحب کوثر و تسنیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود تھے عدالت کی گواہی سچی ہوتی

تھی۔ آپ کے بعد کے ادوار میں اس گواہی کی صداقت میں کمی آتی گئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ کے لوگ کھاتے ضرور تھے مگر اتنا کھاتے کہ جسمانی قوت برقرار رہ سکے' اس سے زیادہ کھانا حیوانات کے لیئے تھا۔ یہ کھانا اور جسمانی قوت و بحال رکھنا بھی صرف عبادت الٰہی کے لیئے ہوتا' چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب سچی گواہی اور عدل و انصاف پر قائم ہے۔ آپ نے صحابہ کرام کا زمانہ دیکھا تھا' تابعین کے زمانہ میں رہے تھے' تبع تابعین کو ترتبت دی۔ آپ نے صحیح روایات کی روشنی میں فیصلے کیئے۔ انہیں ہی مشعل راہ بنایا' صحابہ کرام سے براہ راست احادیث سنیں تھیں۔ قرن ثانی کے آخر اور قرن ثالث کے ابتدائی ایام کو دیکھا تھا' پھر آپ اسی زمانہ میں فوت ہوئے۔ آپ نے قرن ثانی میں ساری زندگی گذاری' اسی میں تعلیم حاصل کی' اسی میں فتاویٰ جاری کیئے' آپ اندازہ لگائیں ایسا مبارک زمانہ کسی دوسرے امام کو کب ملا ہے۔

معاندین امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک گذارش

ہم امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معترضین سے سوال کرتے ہیں کہ آپ لوگ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب کو اولیت نہیں دیتے' اعلیٰ و افضل نہیں مانتے' آخر کیوں؟ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جلیل قدر صحابہ کا مشاہدہ کیا' یہ قرون اولیٰ کا ایک حصہ ہے۔ قرون ثانی کا شباب ہے' فقہ اسلامی کی بنیاد رکھی جارہی ہے' دیانت ہے' عدالت ہے' پرہیزگاری ہے اور جس ترتیب سے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے زمانوں کی ترتیب و تقسیم فرمائی تھی اس میں سے آپ کو وافر حصہ ملا تھا۔

اس زمانہ کی فضیلت محتاج بیان نہیں۔ قرآن پاک اور احادیث گواہی دیتے ہیں اولم یروا انا مافی الارض تنقصھا من اطرافھا ☆ مفسرین اس آیت کی تفسیر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس سے مراد علماء کرام کی موت ہے' برگزیدہ لوگوں کی رحلت ہے۔ اس لیئے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اسلام کی اصل عدالت ہے' اس پر جب غیر مصدقہ انداز چھا جائے گا تو انصاف میں نقص آجائے گا۔ آپ نے یہ اس لیئے فرمایا کہ آپ صدق و عدل کے زمانہ میں پیدا ہوئے' اس زمانہ من نشو و نما پائی' امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ قاضی اس وقت تک گواہی قبول نہ

کرے جب تک اسے یقین نہ ہو جائے کہ گواہ عادل اور صادق ہے۔ اگر مدعی گواہ کی دیانت پر اعتراض نہ بھی کرے پھر بھی قاضی کو گواہی لیتے وقت گواہ کی صداقت کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ ہمارے دور میں کذب اور خیانت کا دور دورہ رہا ہے۔ ہم فتویٰ دیتے ہیں مگر گواہی کا خیال نہیں کرتے' یہی وجہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ "خیر القرون" میں سے ہے اور اس کی فضیلت دوسرے امامان مذاہب سے ہر حالت میں زیادہ ہے۔

وہ زمانہ عدالت اور دیانت کا زمانہ تھا' وہ اس دور کا واحد امام تھا جسے تاریخ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے یاد کرتی ہے۔ آپ نے اس دور کے صدق و صفا کے سامنے جو فیصلے کیئے' جو فتوے دیئے وہ اہمیت کے حامل ہیں اور ہر صاحب علم شخص مانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی شریعت کی خود حفاظت کرنی ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ' لحافظون ☆ یہ ذکر صرف قرآن پاک ہی نہیں اللہ کا قانون اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت بھی ہے، جو اللہ کی حفاظت میں رہیں گے۔

شریعت کی تدوین میں اولیت

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے امام ہیں جنہوں نے شریعت کی تدوین فرمائی تھی۔ آپ سے پہلے روایات موجود تھیں' احادیث موجود تھیں مگر تدوین شریعت نہ ہوئی تھی۔ وہ اصول مرتب نہیں ہوئے تھے' وہ قاعدے وضع نہیں ہوئے تھے جس سے شریعت سامنے آئے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اکابر تابعین کو جہاد و اسفار سے فرصت نہ مل سکی کہ وہ تدوین شریعت کی طرف توجہ دیتے' وہ شریعت کے قوانین کو مرتب نہ کر سکے' وہ کتابیں نہ لکھ سکے' وہ قرآن پاک و احادیث کی روشنی میں اجتہادی نتائج کو ترتیب نہ دے سکے' وہ قوت حافظہ پر اعتماد رکھتے تھے اور اپنے مشاہدہ اور سماعت پر فیصلے کیا کرتے تھے۔ ان کے دل اور دماغ علوم کے صندوق تھے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شریعت لائے تو اسلامی سلطنت مستحکم بنیادوں پر قائم ہو چکی تھی۔ اسلامی معاشرہ ترتیب دیا جارہا تھا' صحابہ کرام کی رحلت اور اہل علم و فضل کا مختلف ممالک میں پھیل جانے سے علم دین بکھر رہا تھا۔ آپ نے یہ خطرہ محسوس کیا کہ اگر یہی صورتحال رہی اور کوئی کام نہ

ہوا تو مستقبل میں آنے والے لوگ اپنی مرضی کی شریعت بناتے جائیں گے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ لوگوں سے علم نہیں چھینا جائے گا بلکہ علماء کرام اور اہل علم کی موت سے ختم ہو جائے گا۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شریعت کو مرتب کرنے کا آغاز کیا۔ سب سے پہلے طہارت کے مسائل کو سامنے رکھا' پھر نماز کے مسائل کو مرتب فرمایا' پھر عبادت کے مختلف طریقوں کو ترتیب دیا' انسانی معاملات کو مرتب کیا' وصایا اور وراثت کو ترتیب دی اور ان کو آخر میں رکھا گیا کیونکہ یہ انسانی زندگی کے آخری حصے کے مسائل ہیں۔ حضرت کی ترتیب اور تدوین شریعت کتنی شاندار ہے' یہ کام وہی کر سکتا ہے جسے شریعت کے تمام علوم و فنون پر ماہرانہ دسترس ہو اور یہ وہی شخص کر سکتا ہے جو شریعت کے احکام میں نہایت بصیرت اور ذہانت کے ساتھ معاملہ کرنے کی اہلیت رکھتا ہو۔ آپ کے بعد میں آنے والے ائمہ نے آپ کی ان بنیادوں کو بلند کیا' آپ کے مسائل کو بنیاد بنا کر اجتہاد کیا اور شرعی فیصلے کیئے۔ آج اگر غور کیا جائے تو تمام مذاہب حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روشنیوں کو پھیلانے میں مصروف نظر آتے ہیں۔ ان کی ساری کتابیں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ترتیب پر تیار کی گئیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جیسے امام فرمایا کرتے تھے کہ تمام ائمہ کرام امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عیال ہیں۔

امام جریج رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ایک شخص امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گلہ کر رہا تھا' آپ نے فرمایا عزیز من! اسے چھوڑو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس علوم شریعت کے تین حصے ہیں اور دوسرے ائمہ کے پاس صرف ایک حصہ ہے۔ اس نے پوچھا کیسے؟ آپ نے فرمایا علم سوال و جواب کا دوسرا نام ہے اور اس سوال و جواب سے علم کی اشاعت اور تدریس ہوتی ہے۔ اس فن میں سب سے زیادہ کام امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا ہے اور ہزاروں اہل علم کے سوالات کے جوابات دیئے ہیں۔ یہ آدھا علم ہے' اب حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسے سوالات کے جوابات بھی دیئے ہیں جن میں سے نصف مخطی تھے۔ اس طرح ثواب کو خطا کے مقابلہ میں دیکھا جائے تو مزید علم سامنے آتا ہے۔ اس طرح بعض سوالات پر بعض علماء کرام نے اختلاف کیا مگر بعض نے اتفاق کیا۔ اس طرح چوتھائی علم ایسا تھا جس سے اہل علم مطمئن نہ ہوئے مگر بعض ایسے

سوالات تھے جن کے جوابات آپ نے دینا پسند نہ فرمائے حالانکہ آپ کو جوابات آتے تھے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا میری شریعت کی حفاظت کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ شریعت کی سب سے پہلی تدوین امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی تھی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم کو اپنی حفاظت میں لیا ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیگر موضوعات سے پہلے "علم میراث" کے مسائل کو مرتب فرمایا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ علم الفرائض اور علم میراث نصف علم ہے۔ تعلموا الفرائض ماھنا من دینکم وانھا نصف العلم "علم الفرائض سیکھو یہ دین کا نصف علم ہے۔" امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے جو کتاب لکھی وہ شروط پر تھی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولا یاب کاتب ان یکتب کما علم اللہ ☆ "لکھنے والا لکھوانے والے سے انکار نہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے علم دیا ہے۔"

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ معلم شریعت ہیں۔ شروط وہ شعبہ علمیہ ہے جو علم کی انتہا پر مشتمل ہوتا ہے۔ مذاہب العلماء اور ان کے مقالات سے آگاہ ہونا ہی شروط ہے۔ اس لیئے کہ علم شروط فقہ کی تمام کتابوں پر حاوی ہے اور اس کے ذریعہ جملہ مذاہب میں دخل ہوتا ہے تاکہ کوئی فقی یا حاکم نقص یا فسخ کی غلطی نہ کھائے' علم شروط وضع ہو چکا ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس کاوش سے آنے والے قاضی اور منصف غلطی نہیں کریں گے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ اس علم شروط کی تدوین امام ابوحنیفہ رض اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے ہو چکی تھی تو ہم اس پر تعجب کریں گے۔ اس علم کی تدوین امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے کسی نے نہیں کی تھی۔ کوئی کتاب کوئی کوئی تحریری دستاویز آج تک ہمارے سامنے نہیں آئی جس سے معاندین کا یہ دعویٰ ثابت ہو سکے۔ صحابہ کرام میں سے یا تابعین میں سے ایک شخص ایسا سامنے لائیں جس نے یہ کام کیا ہو۔

یہ پہلی دلیل ہے جو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعال عنہ کو تمام ائمہ سے ممتاز فی العالم کرتی ہے اور آپ کا دین افضل المذاہب ہے۔ آپ نے نہ صرف شروط کو وضع کیا بلکہ نہایت دقیق مسائل کا حل پیش کیا' جن مسائل کا استخراج ناممکن تھا۔ ان مسائل کو بھی آپ نے حل کر دکھایا۔

جبر و مقابلہ کے علوم کی تدوین

امام ابوبکر رازی رحمتہ اللہ علیہ نے "شرح جامع کبیر" میں فرمایا ہے کہ میں نے جامع کبیر کے بعض مسائل ایسے بزرگ کے سامنے پیش کیئے جو ان علوم پر حاوی تھے اور ماہر مانے جاتے تھے۔ وہ مدینۃ السلام میں رہتے تھے۔ ان کا اسم گرامی ابوالحسن بن عبدالغفار تھا۔ وہ سن کر دنگ رہ گئے اور فرمانے لگے میں نے اس سے پہلے یہ مسائل کہیں نہیں دیکھے اور فرمایا آپ نے نحو پر عجیب و غریب مسائل بیان کیئے ہیں۔ جب انہیں بتایا گیا کہ یہ مسائل حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریروں سے لیئے گئے ہیں تو آپ فرمانے لگے انہیں تو وہی شخص وضع کر سکتا ہے جو سیبوہ اور خلیل جیسے ائمہ کا ہم پایہ ہو۔ بخدا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ان علوم پر بھی استاد کامل ہیں۔ متبنی کا یہ شعر آپ پر کتنا موزوں آتا ہے ؎

امام رست للعلم فی کنه صدره
جبال الجبال الارض فی جنبها

(ترجمہ) جس امام کو اس علم پر مہارت ہے وہ انتہائی نکتہ تک پہنچا ہے۔ وہ اتنا بڑا کوہ علم ہے کہ زمین کے تمام پہاڑ اس کے سامنے مٹی کا ڈھیر دکھائی دیتے ہیں۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوئی ہمعصر آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ اگر کوئی دعویٰ بھی کرتا ہے تو اپنے عجز کا اظہار کرے گا۔ اسے آپ کے سامنے شرمسار ہونا پڑے گا۔ ان علوم کے باوجود آپ ریاضت اور عبادت میں بے مثال تھے۔ آپ کثرت عبادت میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ نے عمر عزیز کا زیادہ حصہ حج و عمرہ میں وقف کر دیا تھا۔

شوافع کے تاثرات

امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے ماننے والوں کا دعویٰ ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب سب سے اعلیٰ اور اقدم ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ قریشی الاصل تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قریش سے علم حاصل کرو اور انہیں علم سکھاؤ۔ وہ کہتے ہیں کہ آئمہ مذاہب میں صرف

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہی قریشی ہیں' آپ ابن عم رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

ہم ایسے حضرات کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ علم کا معیار نام و نسب اور قبیلے پر نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی علم کسی خانوادے کی میراث ہے۔ علم فقہ کے مقابلہ میں نسب کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ قرآن پاک کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ لقمان حکیم ایک حبشی غلام تھے' ان کے ہونٹ موٹے' بدن سیاہ اور کمزور تھا۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے انہیں ولقد آتینا لقمان الحکمة ☆ "ہم نے لقمان کو حکمت عطا فرمائی" الحکمة معرف باللام بنا کر انہیں تمام علوم حکمت کا ماہر قرار دیا۔ یہ استغراقی اور عہدی دونوں لحاظ سے اعلیٰ و حکمت کے مالک تھے۔ اہل علم نے حکمت کو علم فقہ قرار دیا ہے۔ مفسرین قرآن نے لکھا ہے کہ قرآن مجید میں جہاں جہاں حکم اور حکمت کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اس سے مراد فقہ ہی ہے۔ یہ حکمت بنی آدم کو عطا فرمائی گئی ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خیراعلم و افضل سے نوازا گیا تھا۔ اگر ہم علوم کی تمام صفات کو سامنے رکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ علم شریعت صحابہ کرام سے لے کر آج تک مختلف حضرات میں رہا ہے اور اس میں ہزارہا غیر قریش بھی ملتے ہیں' ان میں اکثر غلام ہیں' موالی ہیں' تابعین میں سے علم شرح کا ماہر ایک بھی قریشی الاصل نہیں۔ عرب کے مختلف قبائل کے لوگ اور آزاد شدہ غلام علم شریعت کے ماہر نظر آتے ہیں۔ قاضی شریح غلام تھے' انہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے اصلی اور اعلیٰ قریش نے مسند علم پر بیٹھایا تھا۔ اپنے وقت کا قاضی تسلیم کیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو آپ سے شریعت کے مسائل دریافت کرنے سے بھی ہچکچاتے نہیں تھے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینة العلم کے دروازے ہیں۔ آپ صحابہ کرام کے ہوتے ہوئے بھی قاضی شریح (غیر قریش) کو ترجیح دیا کرتے تھے۔ قاضی شریح کے بغیر صحابہ کا اجماع بھی تسلیم نہ کیا جاتا تھا۔ علقمہ بن قیس حضرت عبداللہ کے شاگرد تھے' قریش نہیں تھے۔ جب عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو آپ کی وفات کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا افسوس آج "ربانی العلم" فوت ہو گیا۔ حضرت عمر بن شرجیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریشی نہیں تھے ان کا علمی مقام صحابہ کرام نے تسلیم کیا ہے۔

امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ اکثر جن اصحاب سے مشورہ لیتے تھے ان میں حضرت عبداللہ ابن

عباس، عبداللہ بن مسعود، علقمہ، اسود اور مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے صحابہ تھے۔ آپ کا یہ فتویٰ بھی غیر قریشی سے اخذ کیا گیا ہے کہ جسے آنکھ کی تکلیف ہو وہ لیٹ کر نماز ادا کر سکتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن میں سے اکثر قریش نہیں تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان سے فتویٰ لیتے تھے باوجودیکہ وہ صاحب علم اور جلیل القدر افراد تھے۔

حضرت اسود، حضرت مسروق، حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی، شقیق بن سلمہ، ابراہیم و شعبی رحمتہ اللہ علیہم تمام کے تمام موالی تھے، غلام تھے۔ جب ابراہیم نخعی رحمتہ اللہ علیہ فوت ہوئے تو شعبی نے کہا کہ کوفہ کا سب سے بڑا فقیہ فوت ہو گیا ہے۔ انہیں کہا گیا آپ بھی ایسا کہتے ہیں حالانکہ آپ سے بڑھ کر آج فقہ میں کوئی نہیں، فرمانے لگے واقعی اہل مکہ کا سب بڑا فقیہ فوت ہو گیا۔ یہ بات درست ہے کہ آج مکہ مکرمہ میں مجاہد و عطا جیسے فقیہ موجود ہیں مگر ابراہیم واقعی سب سے بڑا فقیہ تھا۔ آپ نے مزید کہا آج مدینہ کا سب سے بڑا فقیہ چلا گیا۔ عرض کی گئی آپ کیا فرما رہے ہیں مدینہ منورہ میں سالم بن عبداللہ جیسے فقیہ موجود ہیں۔ عروہ ہیں، زبیر ہیں، آپ نے فرمایا عالم اسلام کا سب سے بڑا فقیہ فوت ہو گیا۔ یہ سب لوگ عبداللہ کے شاگرد ضرور تھے مگر قریشی نہیں تھے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ جب کوفہ میں تشریف لائے تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفات پا چکے تھے۔ اس وقت ابن مسعود کے تلامذہ مسجد کوفہ میں لوگوں کو فقہ پڑھا رہے تھے۔ اس وقت مسجد میں چار سو قلمدان پڑے تھے جن سے یہ حضرات علمی باتیں لکھا کرتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ابن مسعود ان لوگوں کو اس شہر کے چراغ بنا کر چھوڑ گئے ہیں۔ ان غلاموں میں جنہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کوفہ شہر کا چراغ کہا تھا عبیدہ سلمانی، سعید بن جبیر، حسن بصری، ابن سیرین، ابوالعالیہ، ابوصالح، باذام، (ام ہانی کے غلام) تمام کے تمام کے غلام تھے۔ دوسری طرف مجاہد، عطاء، طاوس، عکرمہ، نافع اہل حجاز کے جلیل القدر فقیہ تمام غلام تھے۔ مکحول، عمر بن دینار، یحییٰ بن ابی کثیر تمام غلام تھے، ان غلاموں نے فقہ کو آسمان کی بلندیوں تک پہنچا دیا مگر شافعی حضرات صرف اہل قریش کی فضیلت کو تلاش کر رہے ہیں۔

ایک اور غلط فہمی

شافعی حضرات امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت اس لیئے بھی ثابت کرتے ہیں کہ آپ ابن عم رسول کی اولاد میں سے تھے۔ یہ حقیقت ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا نسب واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتا ہے، عبد مناف کے بعد دسواں یا نواں جد ہے۔ یہ تو کوئی قائدہ مسلم نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نسب ملنے پر افضلیت دی جائے اور ہر نسب کی نسبت کو ابن عم رسول کہہ کر افضل قرار دیا جائے۔ اگر اس بات کو تسلیم کرلیا جائے تو سارا عرب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابن عم ہیں۔ ہر ایک کو کسی نہ کسی طرح سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبت ہے۔ کسی کا نسب نفر سے ملے گا کسی کا ملاکہ سے کسی کا حضرت اسماعیل علیہ السلام سے۔

شافعی حضرات کا ایک اور اعتراض

شافعی حضرات کہتے ہیں کہ ائمہ قریش سے ہی ہوں گے، یہ ایک مہمل دلیل ہے۔ کیا آپ قریشی امام کو "امام الصلوٰۃ" مراد لیتے ہیں یا "امام فی العلم" کہتے ہیں۔ پھر "امام فی الخلافت" بھی قریش ہی سے ہو گا۔ یہ احادیث اجماع صحابہ کے خلاف ہے۔ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں آپ نے فرمایا یوتکم اقراء کم "تمہاری نماز کا وہ امام ہوگا جو تم میں سے اچھا قاری ہو گا۔" اس زمانہ میں قاری سب سے زیادہ علم والے کو کہتے تھے۔ اس وقت قرآن پاک کا پڑھنا، اس کے احکامات کو جاننا قاریوں کا کام تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقرء کم قریشی "تمہاری امامت قریشی کرائیں" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اہل قبا کا امام مقرر کیا تھا حالانکہ اس وقت وہاں قریشی صحابہ بکثرت موجود تھے، معاذ تو قریشی نہیں تھے۔ صحابہ کرام نے اجماعی طور پر نماز تراویح کا بندوبست کیا تو سب سے پہلے جسے امام مقرر کیا گیا ابی بن کعب تھے۔ ابی بن کعب کو سیدنا عمر فاروق رض اللہ تعالیٰ عنہ نے امام مقرر کیا تھا، یہ قریشی نہیں تھے، حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے خود وتروں میں آیت الکرسی پڑھنے کی روایت اسی حدیث سے لی ہے اور فرمایا جب ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ میں نماز تراویح کی امامت کرائی تو وتروں میں قنوت پڑھی تھی اور رمضان شریف کے روزوں میں پڑھی گئی۔ یہ تمام لوگ جانتے ہیں کہ ابی بن کعب انصار مدینہ تھے، قریش میں سے نہیں

تھے۔

صحابہ کرام کا اجماع ہے کہ جب جمعہ کی نماز کی امامت کا سوال سامنے آئے تو تمام لوگوں میں سے جو اعلم فقیہ ہو اسے امامت کے لیئے منتخب کیا جائے۔ ایسے ہی خلیفہ اسلام اور سلطان وقت نہ ہو تو اعلم اور فقیہ امامت کرائے گا۔

شافعیوں کا ایک وہم

زیر بحث حدیث کو اگر تمام شافعی قریش کے لیئے "امامت فی العلم" مراد لیتے ہیں تو یہ بات بھی کتاب اللہ' احادیث رسول ﷺ اور اجماع صحابہ کے خلاف ہے۔ ہم سابقہ صفحات میں لکھ آئے ہیں کہ حضرت لقمان حکیم علم و حکمت کے امام تھے۔ ان کی اقتداء کی جائے وہ حبشی غلام تھے۔ اس لیئے حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقدیم و افضلیت الائمۃ من القریش نہیں بنائی جا سکتی' یہ سنت رسول کی بھی مخالفت ہے' آپ نے فرمایا اصحابی کاالنجوم بایھم اقتدیھم اھتدیھم "میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں ان ہی کی اقتداء کرو ہدایت پاؤ گے۔" یہ تمام صحابہ کے لیئے ہے' اس میں قریش اور غیر قریشی تمام صحابہ شامل ہیں۔

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود یمن کا گورنر مقرر فرمایا تھا' وہ معلم القرآن بھی تھے' قاضی بھی تھے مگر انصار تھے حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے قریشی صحابی بھی موجود تھے۔ صحابہ نے اجماع کے طور پر اکثر غیر قریشی صحابہ (موالی اور آزاد کردہ غلاموں) کو ائمہ تسلیم کیا ہے۔

✪✪✪✪✪✪✪✪✪✪✪✪✪✪✪✪

اکتیس واں باب

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی

اس باب میں سات فصلیں ہیں۔

۱... فصل اول ... امام ابویوسف رحمتہ اللہ علیہ کے مولد، نسب اور اخلاق پر مشتمل ہے۔
۲... فصل دوم ... امام ابویوسف رحمتہ اللہ علیہ کے علوم پر مشتمل ہے۔
۳... فصل سوم ... وہ مسائل جن کا جواب آپ نے بالبدا یتہ" دیا تھا۔
۴... فصل چہارم ... آپ کی نصیحتوں اور حکیمانہ اقوام پر مشتمل ہے۔
۵... فصل پنجم ... آپ کے وہ اقوال جو آپ نے وقت کے امراء اور خلفاء کے سامنے بیان کیئے تھے۔
۶... فصل ششم ... آپ کے ان عدالتی فیصلوں پر مشتمل ہے جو آگے چل کر اسلامی عدل و انصاف کی بنیاد بنے۔
۷... فصل ہفتم ... ان ائمہ اور فضلاء کے مناقب جو آپ کے ہمعصر تھے۔

فصل اول

حضرت امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا مولد اور خاندانی نسب

امام ابو جعفر طحاوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام قاضی ابویوسف ۱۱۳ھ کو پیدا ہوئے طلحہ بن محمد نے آپ کا نسب یوں لکھا ہے۔

ابویوسف یعقوب بن ابراہیم بن حبیب بن حیسنی بن سعد اخوان النعمان بن سعد بن حبتہ الانصاری ۔ آپ کے آبا میں سے سعد شخص وہ ہیں جنہیں غزوہ احد میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا تھا تاکہ جنگ میں شریک ہونے کی اجازت مل جائے مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں کم عمر ہونے کی وجہ سے اجازت نہ بخشی اور حبیب بن سعد اخوان النعمان بن سعد وہ شخص ہیں جن کا نسب نامہ یوں ہے۔ سعد بن بجیر بن معاویہ بن قحافہ بن بلیل بن سدوس بن عبد مناف بن ابی اسامہ بن شحمہ بن سعد بن عبداللہ بن قدار بن ثعلبہ بن معاویہ بن زید بن الغوث بن بحبلہ۔ سعد کی والدہ کا نسب نامہ بھی یوں ہے۔ حنیث بنت مالک بن عمرو بن عوف تھا۔

قاضی ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا نسب نامہ اس طرح لکھا ہے کہ ابویوسف یعقوب بن ابراہیم بن حبیب بن سعد بن حنبہ البجلی ۔ حضرت ابن حبہ بھی جنگ احد میں کم عمری کی وجہ سے روک دیئے گئے تھے۔ آپ مدینہ سے کوفہ ہجرت کر آئے اور یہیں فوت ہوئے۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی اور جنازہ میں پانچ تکبیریں پڑھی گئیں۔ (یاد رہے کہ زید بن ارقم کو نماز جنازہ کی پانچ تکبریں یاد تھیں مگر بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا جس کا آپ کو علم نہ تھا۔)

نعمان بن سعد بھی وہی بزرگ ہیں جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے احادیث روایت کرتے

ہیں۔ آپ احناف کے نزدیک ثقہ راوی ہیں۔ اسی طرح سعد بن بجیر انصار کے مشہور صحابہ میں شمار ہوتے ہیں۔ سعد کے والد بجیر زمانہ جاہلیت میں کفر پر مرے تھے۔ لیکن وہ خوات بن جبیر عمرو بن عوف کے حلیف تھے اور خوات کی بیوی اسی خاندان سے تھی۔ اسی حنیث سے حضرت سعد پیدا ہوئے تھے۔ آپ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کے پہلے مسلمان تھے اور سعد کو اس وقت نصرت نصیب ہوئی تھی جب انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت پہنچی تو آپ نے اسلام قبول کر لیا اور انصار مدینہ میں شامل ہو گئے۔

ابن ماکولا کا بیان ہے کہ سعد ابن جبیر بن معاویہ بجلی کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی تھی۔ ان کی والدہ حنبتہ سے معروف تھیں' یہ مالک کی بیٹی تھیں اس لیئے انہیں سعد بن جنبہ کہا جاتا ہے۔ انہی کی اولاد سے قاضی ابویوسف یعقوب رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے تھے۔ آپ کا مولد کوفہ کے نواح میں ہے۔

حضرت امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کو انصاری کیوں کہا گیا؟

قاضی ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے اجداد کا شمار انصار اوس میں ہوتا ہے۔ میرے دادا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ خندق میں شریک تھے۔ آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا اور جنگ میں جانے کی اجازت طلب کی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کم عمر ہونے کی وجہ اجازت نہ دی مگر سر پر دست شفقت پھیرا جس کا نشان ہمارے خاندان میں کئی پشتوں تک رہا۔ امام ابویوسف رحمتہ اللہ علیہ اپنے سر پر ہاتھ پھیر کر یہ نشان دکھایا کرتے تھے۔

حضرت امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ

احمد بن علی الخطیب نے فرمایا کہ امام ابویوسف رحمتہ اللہ علیہ نے ابتدائی زندگی کوفہ میں گذاری اس لیئے انہیں ہم کوفی کہتے ہیں۔ عہدہ قضاۃ پر فائز ہونے کے بعد دارالخلافہ بغداد میں قیام پذیر ہوئے۔ انہوں نے کوفہ کے علاوہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغداد میں احادیث سنیں اور علوم فقہ میں مہارت حاصل کی۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ آپ نے اس

کے جلیل القدر آئمہ احادیث سے استفادہ کیا۔ ان میں حضرت ابواسحاق شیبانی' سلیمان تیمی' یحییٰ بن سعید الانصاری' سلیمان الاعمش' ہشام بن عروہ' عبداللہ بن عمرالعمری' حنظلہ بن ابی سفیان' عطاء بن السائب' محمد بن اسحاق بن یسار' حجاج بن ارطاق' حسن بن دینار' لیث بن سعد بن ایوب بن عتبہ رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔ ان حضرت کے علاوہ بھی آپ نے محدثین عصر کے بہت سے حضرات سے علمی استفادہ کیا مگر آپ نے جس انداز سے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زیر تربیت فقہ' علم الکلام پر عبور حاصل کیا اس کے اثرات آپ کی ساری زندگی میں نمایاں اور درخشاں رہے۔

امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ

امام یوسف رحمتہ اللہ علیہ کے چند تلامذہ اپنے وقت میں بہت مشہور ہوئے ان میں محمد الحسن شیبانی' بشربن الولید الکندی' علی بن الجعد' امام احمد بن حنبل' یحییٰ بن معین' عمربن محمد الفاقد' احمد بن' منیع' علی بن مسلم الطوسی' عبدوس بن بشر' الحسن بن شیب' (رحمتہ اللعہ علیہم اجمعین) یہ حضرات دنیائے اسلام کے فقہی خانوادہ کے آخریں حضرات تھے۔

امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ منصب قضاۃ پر

امام ابویوسف رحمتہ اللہ علیہ کو موسیٰ الہادی بن المہدی (خلیفہ عباسی) نے سب سے پہلے بغداد میں طلب کر کے عہدہ قضاۃ کے لیئے منتخب کیا۔ ہارون الرشید خلیفہ بنے تو آپ کو دنیائے اسلام کا قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) مقرر کیا گیا۔ اگرچہ یہ منصب احناف کے نزدیک بدعت حسنہ کہلاتا ہے مگر امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے عدل و انصاف کی جو روایت قائم کی اس پر عالم اسلام فخر کرتا ہے۔

قاضی ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ ایک ثقہ امام اور قاضی کی حیثیت سے زندہ رہے۔ آپ کی ثقاہت کو یحییٰ بن معین' احمد بن حنبل' علی بن المدینی جیسے جید آئمہ نے تسلیم کیا۔ آپ کے پیچھے ایک بیٹا یوسف آپ کی علمی یادگار رہا۔ انہیں بھی خلیفہ ہارون الرشید نے قاضی القضاۃ کے عہدہ پر مقرر کیا تھا مگر بعض مورخین لکھتے ہیں کہ قاضی ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ابوالخیری وہب بن وجد القریشی کو قاضی القضاۃ مقرر کیا گیا تھا۔

فصل دوم

قاضی ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کی ابتدائی زندگی

قاضی ابویوسف رحمتہ اللہ علیہ اپنے حالات لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے حدیث اور فقہ کے طالب علم کی حیثیت سے کوفہ میں وقت گزارا۔ تنگ دست اور مفلوک الحال گھرانے سے تعلق رکھتا تھا۔ میرے والد مجھے ایک دن حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لے گئے' میں وہاں پڑھنے لگا۔ میرے والد نے گھر آکر مجھے کہا بیٹا حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف پاؤں پھیلا کر نہ بیٹھا کرو یہ بے ادبی کا انداز ہے۔ دنیاوی اعتبار سے ان حضرات کی برابری کا تصور بھی دل میں نہ لانا۔ ہم غریب لوگ ہیں' ان امراء کی خوراک مرغن ہوتی ہے' ہم سوکھی پھیکی روٹی کھا کر گزارا کرتے ہیں' وہ دنیادار ہیں' ہم مفلس ہیں' بہت سے امور میں تم پیچھے رہ جاؤ گے' تمہارے لیئے اپنے غریب والد کی خدمت کرنا ہی کافی ہے۔ یہ باتیں کہہ کر میرے والد محترم نے مجھے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس میں جانے سے روک دیا۔ ادھر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے غیر حاضر پاکر میرے احباب اور واقف کار لوگوں سے پوچھا کہ یعقوب کیوں نہیں آرہا انہوں نے بتایا اسے تو اس کے والد نے روک رکھا ہے۔ ادھر میرے دل کی کیفیت یہ تھی کہ میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس میں حاضر ہونے کے لیئے بیتاب تڑپتا رہتا۔ آخرکار میں ایک دن تنگ دل ہو کر باپ کی پابندیاں توڑ کر آپ کی مجالس میں جا پہنچا۔ آپ نے بڑی شفقت سے غیر حاضری کی وجہ پوچھی تو میں نے اپنی غربت اور والد کے حکم پر نہ آنے کا بتایا۔ اس دن تو میں آپ کی مجلس میں احادیث سنتا رہا لیکن جب میں گھر جانے لگا تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے بیٹھنے کا اشارہ کیا' جب تمام لوگ چلے گئے تو آپ نے مجھے ایک تھیلی دی یہ درہموں کی بھری ہوئی تھی۔ فرمایا اس سے گزارا کرو پھر اللہ مالک ہے۔ میں نے اسے کھولا تو ایک سو درہم تھے۔ آپ نے

جاتے ہوئے حکم دیا کہ میرے حلقہ درس میں آجایا کرو۔ یہ درہم ختم ہو گئے تو پھر بندوبست کریں گے۔ چنانچہ اس دن کے بعد میں باقاعدگی سے حلقہ درس میں آنے لگا۔

تھوڑے دنوں بعد آپ نے مجھے ایک اور تھیلی دی اس طرح آپ وقتاً فوقتاً میری امداد فرماتے اور کسی کو علم نہ ہوتا۔ آپ نے مجھے یہ کبھی نہ پوچھا کہ سابقہ روپے کس طرح خرچ کیئے وہ اپنے طور پر محسوس کر لیتے کہ اب سابقہ روپے ختم ہو چکے ہوں گے' ادھر میں ان انعامات کو نہایت احتیاط سے خرچ کرتا۔ ایک وقت آیا کہ میرے پاس خاصہ روپیہ جمع ہو گیا اور میں محسوس کرنے لگا کہ میں مالدار اور خوشحال ہو گیا ہوں۔

میں مسلسل آپ کے حلقہ درس میں آتا رہا' علمی استفادہ کرتا رہا اور ایک وقت آیا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے ایک طرف دنیاوی مال سے خوشحال کر دیا اور دوسری طرف علم و فضل میں ممتاز بنا دیا۔ مجھ پر علم کے دروازے کھل گئے' میں اپنے استاد مکرم امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شکریہ کن الفاظ میں ادا کروں۔

قاضی امام ابویوسف یعقوب رحمتہ اللہ علیہ نے ایک اور تحریر میں بتایا کہ میرے والد ابراہیم بن حبیب کا جب انتقال ہوا تو مجھے اپنی والدہ نے نظر شفقت سے پالا' میری والدہ مجھے ایک دھوبی کے ہاں لے گئی اور ملازم رکھ دیا' میں وہاں بے چین رہتا' اس نے مجھے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درس میں لا بٹھایا' میری والدہ حلقہ درس میں آتیں اور مجھے اٹھا کر دوبارہ دھوبی کے پاس چھوڑ آتیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے شوق اور تڑپ کو دیکھتے' پھر والدہ کی سختی پر نگاہ ڈالتے۔ میری والدہ بار بار حضرت امام کے پاس آتیں اور دھوبی کے پاس سے میرے بھاگ جانے کی شکایت کرتیں۔ ایک دن کہنے لگیں اس بچے کو آپ کے علاوہ کوئی استاد نہیں ملتا اور یہ یتیم بچہ غربت زدہ ہے' میں سوت کات کر اپنے گھر کا خرچہ چلاتی ہوں اور یہ جمع ہو اور یہ کام پر جانے سے گھبراتا ہے' میری دلی خواہش ہے کہ یہ دھوبی کے پاس رہ کر ہنر سیکھے اور بڑا ہو کر اپنی زندگی آرام سے گذارے' مگر یہ بچہ میرے قابو میں نہیں آتا۔ حضرت نے فرمایا اسے میرے پاس چھوڑ دو یہ علم پڑھے گا' بڑا ہو کر حلوہ کھائے گا جس میں باداموں کی گریاں ہوں گی اور ایسا حلوہ شاید ہی کسی کے نصیبوں میں ہو۔

جناب ابویوسف رحمتہ اللہ فرماتے ہیں کہ میری ماں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کی بات سنی تو ناراض ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی اور غصہ میں کہنے لگی او بوڑھے تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے! یہ یتیم بچہ اور یہ نکما بچہ اس لائق ہے کہ حلوہ کھائے گا اور وہ بھی باداموں کی گریاں ملا ہوا۔ بایں ہمہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر فضل کیا امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دامن شفقت میں لے لیا۔ علم کی دولت سے مالامال کر دیا۔ دنیاوی آسائشوں سے خوش کر دیا۔ ایک وقت آیا کہ میں اسلامی سلطنت کا قاضی القضاہ مقرر ہو گیا اور ہارون الرشید کے ساتھ بیٹھ کر اس کے دسترخوان پر کھانا کھاتا۔

ایک دن خلیفہ ہارون الرشید از راہ شفقت میرے گھر خود تشرلف لے آئے اور ساتھ ہی نفیس قسم کا حلوہ لائے اور دسترخوان پر رکھ کر فرمانے لگے ابو یوسف ایسا حلوہ روز روز تیار نہیں ہوتا یہ خاص طور پر تمہارے لیئے تیار کروایا گیا ہے۔ میں نے دریافت کیا یا امیرالمومنین یہ خاص کھانا کیا ہے؟ انہوں نے بتایا یہ ایسا حلوہ ہے جسے روغن بادام میں ایک خاص طریقے سے تیار کیا گیا ہے۔ میں سن کر بے اختیار ہنس پڑا۔ ہارون الرشید کہنے لگے یہ ہنسنے کا کیا موقعہ ہے؟ میں نے عرض کی بس میں آپ کی عنایات خسروانہ پر ہنسا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت باکرامت رکھے۔ ہارون الرشید میرے اس جواب پر مطمئن نہ ہوا اور پھر نہایت لجاجت سے ہنسنے کی وجہ پوچھی میں نے حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ واقعہ سنایا تو وہ حیران رہ گیا اور کہنے لگا واقعی علم ایک ایسی دولت ہے جس کا کوئی چیز مقابلہ نہیں کر سکتی۔ یہ دنیاوی نفع بھی دیتا ہے اور بلند منصب پر بھی لا بٹھاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ میرے شفیق استاد امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بیشمار رحمتیں نازل فرمائے۔ وہ جو بات کرتے عقل سے بھرپور ہوتی اور اللہ کے انوار سے درخشاں ہوتی۔ وہ حالات کو صرف سر کی آنکھ سے نہیں دیکھا کرتے تھے دل کی بصیرت سے دیکھتے تھے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فراست کا انداز صرف اس ایک واقعہ سے ہی کیا جا سکتا ہے۔

حضرت قاضی ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ابن ابی لیلیٰ کے پاس آتا اور چند لمحات آپ کی مجلس میں بیٹھتا مگر میرے دل میں خیال آتا کہ میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھی جاتا ہوں اور آپ کے مخالف ابن ابی لیلیٰ کے پاس بھی آتا ہوں وہ بھی میری نہایت عزت' کرتے ان کے ہاں جب کوئی مشکل مسئلہ آتا تو مجھے فرماتے جاؤ یہ مسئلہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھ کر مجھے بتاؤ' میں آتا مسئلہ پوچھتا ابن ابی لیلیٰ کو بتاتا پھر وہ اپنی طرف سے لوگوں کو جواب

دیتے مگر وہ حسد کی وجہ سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برے بھلا بھی کہتے رہتے۔ اس وجہ سے مجھے ان سے نفرت ہو گئی اور اب میں نے وہاں جانا چھوڑ دیا۔

امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے اس نفرت کی ایک اور وجہ بھی بیان کی ہے کہ میں ابن ابی لیلیٰ کی مجلس میں آیا کرتا تھا ان سے بڑا تعلق قائم تھا۔ ابن ابی لیلیٰ نے اپنی بیٹی کا نکاح کیا تو اس میں شکر بکھیری گئی، میں بھی دوسرے لوگوں کی طرح جھپٹ کر شکر لے رہا تھا مجھے دیکھ کر ابن ابی لیلیٰ نے کہا اس طرح جھپٹ کر شکر لینا مکروہ ہے۔ میں نے کہا شکر کو جھپٹ کر لینا مکروہ ہے مگر شادی بیاہ کے موقعہ پر جھپٹ کر لینا مکروہ نہیں ہے۔ کہنے لگے آج سے میرے لیئے اس مسئلہ کو تبدیل کر دیجئے۔ مجھے خیال آیا کہ کیا مسئلے تبدیل بھی کیئے جا سکتے ہیں؟ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سارا واقعہ بیان کیا پھر میں کبھی ادھر نہ گیا اور میرے دل میں یہ بات گھر کر گئی کہ یہ ابن ابی لیلیٰ جیسے لوگ اپنی مرضی سے مسئلے تبدیل کراتے رہتے ہیں۔

قاضی ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد ایک دن حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے میرا بیٹا آپ کے پاس آتا جاتا ہے، یہ نہ دن کو گھر رہتا ہے نہ رات کو گھر میں آرام کرتا ہے۔ بس آپ کے اردگرد دوڑتا رہتا ہے۔ میں غریب آدمی ہوں، عیال دار ہوں، اب ناتواں ہوں، اسے سمجھایئے اب یہ ہمارے لیئے کچھ کمائے، ہمارا سہارا بنے، آپ اسے ہدایت کیجئے کہ کچھ وقت آپ کے پاس گزارے، پھر کسب معاش کی طرف توجہ دے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے ابواسحاق اسے اپنے حال پر چھوڑ دو، تمہارا یہ بچہ ایک دن اس مقام پر ہوگا کہ بڑے بڑے دولت مند اس پر رشک کریں گے۔ میرے والد نے ٹھنڈی آہ بھر کر کہا ابوحنیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آپ جیسے شخص کو زیب نہیں دیتا کہ آپ غریب بچوں کو اس طرح کام سے روکیں اور ایسی باتیں کریں اور ہم غریبوں کی غربت کا مذاق اڑائیں۔ میں سخت تنگ دست ہوں، عیال دار ہوں، کوئی ذریعہ معاش نہیں، ہم برباد ہو جائیں گے۔ مگر آپ رشک کی باتیں کرتے ہیں، حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، اچھا تم جاؤ فکر نہ کرو کچھ کرتے ہیں۔

میرے والد چلے گئے، دوسرے لوگ بھی چلے گئے، امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے اپنے پاس بلایا اور کہا تم نے مجھے اپنی غربت اور بے سروسامانی کا حال کیوں نہیں بتایا۔ میں

نے عرض کی حضور مجھے شرم آتی تھی کہ آپ کو اپنا حال بتاتا۔ آپ نے فرمایا آج کے بعد تمہارے سارے گھر کی کفالت میرے ذمہ ہے' اس دن کے بعد آپ لوگوں کی نظروں سے بچا کر اتنا کچھ دے دیتے کہ میں عیال داری کے اخراجات سے بری الذمہ ہو گیا۔ میں آپ کی مجالس میں حاضر رہنے لگا' ایک وقت آیا کہ آپ نے مجھے علم و فضل کے اس مقام پر لا کھڑا کیا کہ لوگ واقعی مجھ سے رشک کرتے اور رؤساء بغداد میرے پیچھے پیچھے دوڑتے۔

عبدالحمید الحمانی نے فرمایا کہ یعقوب کا والد حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں آتا اور اپنے بیٹے کو بازو سے پکڑ اٹھا کر لے جاتا مگر جونہی یعقوب کو موقعہ ملتا وہ بھاگ کر پھر امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں آبیٹھتا۔ ایک دن یعقوب کا باپ آپ کے پاس آیا اور روتے روتے کہنے لگا کہ میرا بیٹا یعقوب میرا نافرمان ہو گیا ہے اور آپ اس کی نافرمانی پر اس کی مدد کر رہے ہیں۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تمہارا کیا مطلب ہے؟ اس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ یہ پڑھنا چھوڑ دے اور میرے ساتھ چل کر بازار میں کوئی محنت مزدوری کرے۔ میں عیال دار ہوں' خرچ پورا نہیں ہوتا' ہمارا پیٹ پالے۔ امام صاحب نے فرمایا آج کے بعد اس کے عیال کی کفالت ہمارے ذمہ ہے۔ اس کے والد نے کہا میں اس بات پر راضی نہیں ہوں۔ آپ نے فرمایا تم اپنے بیٹے کو علم حاصل کرنے سے روک رہے ہو' تم جاؤ ہم تمہاری کوئی امداد نہیں کر سکتے۔ البتہ یعقوب کی تمام ضروتوں کا ہم خیال رکھیں گے۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ابو یوسف نے میری مجلس میں جس لگن سے بیٹھ کر علم حاصل کیا کوئی دوسرا نہیں کر سکا۔ وہ ہزاروں مشکلات اور رکاوٹوں کے باوجود علم حاصل کرتا رہا۔ اگر داؤد طائی بھی اس لگن سے علم حاصل کریں تو ان سے بھی ہزاروں لوگوں کو فائدہ مل سکتا ہے۔ (یہ وہ زمانہ تھا جب حضرت داؤد طائی بھی آپ سے علم حاصل کر رہے تھے۔)

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی بیوی فرماتی ہیں کہ ابتدائی دور میں ہم لوگ بڑے ہی تنگ دست تھے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس کوفہ میں اہل علم و فضل کا مرجع تھیں۔ ابو یوسف بھی باقاعدگی سے وہاں پہنچتے اور کئی کئی دن گھر نہ آتے' گھر فاقے ہوتے' ایک دن تنگ آکر میں حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں خود گئی اور اپنے خاوند کے رویہ کی شکایت کی۔ آپ نے

فرمایا کچھ عرصہ صبر کرو عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ یہ فقر و فاقہ دور ہو جائے گا اور لوگ تمہارے خاوند پر رشک کیا کریں گے اور اس دن کے بعد حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے خاوند کو کچھ نہ کچھ دے دیتے اور ہماری گذر اوقات ہوتی رہتی۔ میرے دیکھتے ہی دیکھتے میرے خاوند کو وہ انعامات اور فتوحات ہونے لگیں کہ لوگ دنگ رہ گئے۔ ایک شخص نے آپ کو پوچھا کہ ان دنوں آپ کا کیا حال ہے کہنے لگے میرے پاس ایک سو خچر اور تین سو گھوڑے ہیں۔ اس زمانہ میں یہ حالت بغداد کے امراء کے ہاں ہوتی تھی۔

امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ خود بیان کرتے ہیں کہ میں بچہ تھا' میری ماں مجھے ایک قصار (تیلی) کے پاس کام سیکھنے کے لیئے بٹھا دیا' میں روزانہ اس کے پاس جاتا' راستہ میں ایک مسجد تھی جہاں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک حلقہ درس تھا' ایک دن میں وہاں بیٹھ گیا' مجھے آپ کی گفتگو نے اتنا محو کیا کہ اٹھنے کی جی نہ چاہا' جو روٹی گھر سے لایا تھا وہ سامنے ایک بقال کے پاس رکھ دیتا' فارغ ہوتا روٹی لے کر کھا لیتا۔ اس طرح پورا ہفتہ گذر گیا' ایک دن میری والدہ نے کہا بیٹا تمہارا استاد نہ تو تمہیں کچھ سکھاتا ہے اور نہ کچھ دیتا ہے یہ کہہ کر مجھے وہاں سے اٹھایا اور ایک موچی کے پاس بٹھا آئی اور کہنے لگی اسے ہر روز مزدوری دیا کرو۔ اس نے کہا بی بی یہ بچہ تو ایک ماہ سے مسجد میں بیٹھا رہا' کبھی باہر نکلا ہی نہیں اسے کیا مزدوری ملے گی۔ میری ماں نے سختی سے کہا خبردار اب تم بھاگ کر کہیں گے۔ ادھر حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ نے کئی لوگوں سے میرے متعلق پوچھا مگر کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ آخر ایک دن میں خود ہی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا' پوچھا کہاں رہے ہو؟ میں نے بتایا کہ میری ماں نے مجھے مارا اور ایک کام پر بٹھا کر پابند کر دیا کہ کہیں نہ جاؤں۔ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ نے میری بات سن کر مجھے پچاس درہم دیئے اور فرمایا یہ اپنی والدہ کو دے دینا اور کہنا مجھے اس شیخ نے دیئے ہیں۔ میں نے ماں کو پچاس روپے دیئے تو اس نے پوچھا کہاں سے لائے ہو' میں نے بتایا کہ جس مسجد میں بیٹھتا ہوں اس شیخ نے دیئے ہیں۔ میری ماں نے کہا اچھا پھر اسی کی خدمت میں رہا کرو جو کام کے بغیر مزدوری دے دیتا ہے۔

****

ان احادیث سے مسائل کا انبساط کرنا اور ان احادیث سے صحیح مسئلہ دریافت کرنا صرف فقیہ کا ہی کام ہے اور فقہ علوم احادیث اور علوم تفسیر پر جامع ہے۔ ہم ایک مثال پیش کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کئی مومنوں کو جہاد میں جانے سے منع فرمایا اور ایسے لوگوں کے لیئے علم فقہ کے حصول اورر دوسری ضروریات کو سرانجام دینے کی ذمہ داری عائد کی ہے۔ سورۃ توبہ میں ارشاد فرمایا :

و ما کان المومنون لینفروا کافۃ فلو لا نفر من کل عرفۃ منھم طایفۃ یفقھو فی الدین ☆ فقہ میں سب کے سب مومنوں کو میدان جہاد میں جانے کی اجازت نہیں دی' ایک گروہ ایسا بھی محفوظ ہونا چاہئے جو علم فقہ حاصل کریں اور لوگوں کے مسائل حل کریں' اس آیت کریمہ سے علم فقہ کا حاصل کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے' یہی وجہ ہے کہ مفسرفی فقہ نے احکام دین کو مرتب کیا اور اس کے مسائل کو صحیح صحیح بیان فرمایا یہ دونوں فرائض ہیں' جہاد پر جانا فرض ہے مگر دونوں کو فرض عین کی بجائے فرض کفایہ قرار دیا گیا ہے۔ عبادت صوم و صلوٰۃ فرض عین ہیں مگر جہاد' تجارت' سفارت اور عدالت کے معاملات فرض کفایہ ہیں ایک شخص اتنا علم حاصل کرتا ہے کہ اسے اجتہاد کی صلاحیت حاصل ہو جاتی ہے تو وہ میدان جنگ میں جانے کی بجائے احکام اسلام کے نفاذ کا فریضہ سرانجام دے گا۔ اگر پورے شہر میں ایک شخص بھی اس مقام کو حاصل کر لیتا ہے تو معاشرے میں فرضیت پوری ہو جاتی ہے اور اس طرح فرض کفایہ کی ادائیگی سے سارے شہر کی طرف سے فرضیت پوری ہو جاتی ہے۔

ایسے جلیل القدر علم کو حاصل کرنا' اسے پھیلانا' حکم ربانی ہے۔ ایک فقیہ کے لیئے اس سے بڑھ کر اور کونسی فضیلت ہو سکتی ہے وہ اسلامی احکامات کو صحیح انداز میں پیش کرتا ہے آج دنیائے اسلام پر نگاہ ڈالیں' عرب و عجم سے نکل کر برصغیر پاک و ہند کے علاوہ یورپ اور روس کے مختلف ممالک امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فقاہت اور دینی راہنمائی سے مستفیض ہو رہے ہیں۔ پوری امت کا تیسرا حصہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فقہ کی روشنیوں میں اپنے مسائل حل کر رہا ہے۔ آپ کے پیروکاروں میں بڑے بڑے ائمہ' اولیاء اللہ اور اہل علم و دانش موجود ہیں۔ ہمارے نزدیک امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوسرے مقتدا اماموں سے علم فقہ کی وجہ سے برتری حاصل ہے اور یہی وجہ ہے کہ آپ کو دنیائے علم میں سب سے اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ آج امام ابوحنیفہ رضی

اہم کام کے لیئے اس وقت بلایا ہے۔ اگر تم امیرالمومنین کو ٹال سکتے ہو تو بہتر تا کہ میرا معاملہ کل تک معلق رہے اور کوئی بہتر صورت نکل آئے۔ ابو حاتم نے کہا حضور مجھے ضیاع وقت کے لیئے کوئی بہانہ سجھائی نہیں دیتا۔ آپ نے پوچھا آپ کس طرح آگئے' ابو حاتم نے بتایا مجھے خلیفہ کے خادم خاص نے حکم دیا ہے کہ میں ابھی آپ کو خلیفہ کے پاس لے آوں۔ میں نے کہا اچھا اتنا کرو کہ میں بدن پر پانی بہا لوں اور کچھ لباس بدل کر اس پر خوشبو لگا لوں' شاید اس میں کوئی بہتری ہو اور کوئی صورت نکل آئے۔ وہ انتظار کرنے لگا۔

میں اندر گیا' غسل کیا' بہترین لباس پہنا' بہترین خوشبو لگائی' ہم دونوں خلیفہ کے محل کے طرف چل دیئے۔ ہمیں ایوان کے دروازہ پر خلیفہ کا خادم خاص سرور ملا ابو حاتم نے کہا میں امام ابو یوسف کو بلا لایا ہوں۔ میں نے سرور کو کہا تم مجھے جانتے ہو' میرے منصب کی اہمیت کو سمجھتے ہو' مجھے اس وقت کیوں بلایا گیا ہے' کیا تم جانتے ہو کہ اس وقت امیرالمومنین کو کیا کام آپڑا ہے' اس نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ کیا کام ہے۔ میں نے پوچھا کہ خلیفہ کے پاس اس وقت کون بیٹھا ہے ؟ اس نے بتایا عیسیٰ بن جعفر' میں نے پوچھا کوئی اور' اس نے کہا کوئی نہیں' بس دونوں بیٹھے ہیں۔ خادم نے کہا آپ چلے جائیں دونوں باغ میں قالین پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ زمین پر پاؤں مارنا' وہ پوچھیں گے کون ہے' آپ اپنا نام بتا دینا وہ آپ کو بلالیں گے۔ میں نے ایسے ہی کیا' جب میں قریب پہنچا تو میں نے دیکھا کہ وہ قالین پر بیٹھا ہے' اس کے دائیں جانب عیسیٰ بن جعفر بیٹھا تھا۔ میں نے السلام علیکم کہا تو خلیفہ نے دیکھ کر کہا معاف کرنا ہم نے آپ کو بے وقت زحمت دی ہے' میں نے عرض کی آپ نے مجھے ہی نہیں بلکہ میرے اہل خانہ کو بھی سخت تکلیف سے دوچار کیا گیا ہے۔ وہ ڈر رہے ہیں کہ خدا معلوم کیا بات ہے کہ امیرالمومنین نے اس وقت طلب فرمایا ہے۔ خلیفہ نے کہا آپ تشریف رکھیں میں بیٹھ گیا' میرے دل میں کئی قسم کے خطرات آ رہے تھے۔

خلیفہ میری طرف متوجہ ہوا اور فرمایا اے یعقوب! آپ کو معلوم ہے کہ آپ کو اس وقت کیوں بلایا گیا ہے' میں نے کہا مجھے کچھ معلوم نہیں' خلیفہ نے بتایا یہ عیسیٰ بن جعفر ہیں' ان کی ایک لونڈی ہے' میں نے اسے کہا ہے کہ اسے میرے ہاتھ بیچ دو مگر اس نے انکار کر دیا ہے' میں نے کہا اچھا اسے میرے لیئے ہبہ کر دو' اس نے پھر بھی انکار کر دیا ہے۔ آپ گواہ رہیں میں اس خوبصورت

لونڈی کے لیئے اتنا بیتاب ہوں کہ اگر اس نے کوئی جلدی فیصلہ نہ کیا اور اس نے آج یہ لونڈی میرے حوالے نہ کی تو میں اسے قتل کر دوں گا۔ میں نے عیسیٰ کو کہا لونڈی دے دو کیوں انکار کرتے ہو اور اپنی جان خطرے میں ڈالتے ہو۔ اس نے کہا آپ جلدی نہ کریں، میری بات بھی سن لیں، میں نے کہا کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ نہ تو میں اس لونڈی کو بیچوں گا اور نہ ہبہ کروں گا، اگر میں ایسا کروں گا تو میری بیوی کو تین طلاقیں۔ میں نے ہارون الرشید کی طرف دیکھ کر کہا حضور اب کیا حکم ہے۔ اس نے کہا کہ کیا اس کی ضد کا کوئی علاج نہیں ہے، کیا آپ کے پاس اس کا کوئی حل ہے۔ میں نے کہا ہاں! میں نے بتایا کہ یہ آدھی لونڈی فروخت کر دے، آدھی ہبہ کر دے، اب نہ اس کی قسم ٹوٹے گی نہ اس کی بیوی کو طلاق ہوگی کیونکہ آدھے کام سے مکمل کام نہیں ہوتا۔ عیسیٰ بن جعفر نے زور دے کر پوچھا کیا ایسا ہو سکتا ہے۔ میں نے کہا ہاں! آپ مکمل لونڈی کو نہ فروخت کریں، نہ ہبہ کریں، چنانچہ عیسیٰ بن جعفر نے نصف لونڈی فروخت کر دی اور سو دینار وصول کر لیئے اور نصف ہبہ کر دی اور گھر جا کر اپنی لونڈی خلیفہ کے پاس لے آیا اور کہا یہ لونڈی لے لیجئے، آپ کو مبارک ہو۔ آج میں طلاق سے بچ گیا اور قسم کے کفارے سے بھی بچ گیا۔

خلیفہ نے کہا یعقوب ایک بات رہ گئی ہے، میں نے کہا وہ کونسی بات، یہ لونڈی ہے اس کا استبراء ضروری ہوتا ہے مگر میرے لیئے اس کے بغیر ایک رات بسر کرنا بھی گوارا نہیں۔ میں اس کی جدائی ایک رات کے لیئے بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ میں نے کہا امیرالمومنین اب یہ لونڈی آپ کی ملکیت ہے، اسے ابھی آزاد کر دیں اور اس سے نکاح کر لیں کیونکہ آزاد عورت کے لیئے استبراء ضروری نہیں۔ اس نے لونڈی کو آزاد کر دیا، پھر پوچھا اب اس کے ساتھ میرا نکاح کون پڑھائے گا؟ میں نے کہا آپ اپنے دو ملازمین سرور اور حسن کو بلالیں اور انہیں نکاح کے گواہ بنا لیں، میں نے ایجاب قبول کرایا خطبہ پڑھا اور دونوں گواہوں کی موجودگی میں نکاح ہو گیا۔ دو سو دینار حق مہر مقرر ہوا اسی وقت لا کر لونڈی کے حوالے کر دیئے گئے۔ اس کے بعد مجھے خلیفہ نے کہا اب آپ نے ہم دونوں کی مشکل کی حل کر دی ہے۔ اب آپ تشریف لے جاسکتے ہیں۔ خلیفہ نے سرور کو بلا کر حکم دیا کہ یعقوب (امام ابویوسف) کو دو سو دینار عطا کیئے جائیں اور اس کے اہل و عیال کے لیئے بیس خلعتیں دی جائیں۔

بشر بن الولید فرماتے ہیں اس واقعہ کے بعد یعقوب (امام ابویوسف) نے میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ میں نے اس معاملہ میں کوئی شرعی غلطی تو نہیں کی میں نے کہا کوئی غلطی نہیں کی۔ آپ نے فرمایا میرے انعام میں آپ کا حصہ ہے۔ آپ نے مجھے مشورہ دینے پر دسواں حصہ دیا' میں شکریہ ادا کر کے گھر کو روانہ ہوا' میں اٹھ کر گھر آنے ہی والا تھا کہ ایک بڑھیا آگئی اور آکر کہنے لگی امام ابویوسف آپ کو رات والی کنیز سلام پیش کرتی ہے اور شکریہ ادا کرتی ہے کہ آپ نے اسے غلامی سے آزادی دلائی' آزاد خاتون کی حیثیت سے اس کی شادی خلیفہ عباسی سے کرا دی۔ اس نے آپ کو ایک سو دینار بطور شکریہ بھیجا ہے۔ ابویوسف نے فرمایا میں ایسے معاملات میں نذرانے قبول نہیں کیا کرتا۔ بچی کو آزادی مل گئی' خلیفہ سے شادی ہو گئی' وہ خوش ہو گئی ہے مجھے اس کام پر خوشی ہوئی ہے۔ یہ نذرانہ مجھے قبول نہیں۔ بشر کہتے ہیں کہ ہم نے منت سماجت کی' آپ نے ہماری بات مان لی مگر سارا نذرانہ اور انعام ہمیں انعام دے دیا۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مکہ مکرمہ میں تھا' آپ کے پاس محدثین مکہ اور مدینہ کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی' ان کے علاوہ اشراف مکہ بھی موجود تھے' امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کو ام جعفر (خلیفہ کی ماں) نے ہدیہ بھیجا جو مختلف اشیاء پر مشتمل تھا۔ مجلس میں سے ایک شخص نے فرمایا کہ اگر تمہیں کوئی ہدیہ بھیجے تو قبول کر لو اور ہدیہ کو مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگوں میں تقسیم کر کے ایثار اور مروت کا مظاہرہ کرو۔ قاضی ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص کی بات سن لی۔ آپ نے فرمایا تمہاری بات بالکل درست ہے مگر وہ ایسا ہدیہ تھا جس میں کھجوریں' پنیر' انگور اور کشمش وغیرہ ہوتے تھے۔ ایسا ہدیہ نہ تھے تم دیکھو یہ تو خزانے ہیں۔

سفیان بن وکیع بن الجراح فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے یہ بات سنی کہ مجھے امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ آپ ان مسائل کے متعلق کیا فرماتے ہیں کہ جو آج کل زیر بحث آرہے ہیں۔ میں نے عرض کہ حضور نئے نئے مسائل کا حل تو آپ ہی جانتے ہیں' مجھے صرف ایک شکایت ہے کہ آپ مسجد میں بلند آواز سے باتیں کرتے ہیں یہ اچھی بات نہیں' رسول خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مسجد میں بلند آواز سے گفتگو کرنا یا شور مچانے سے منع فرمایا ہے۔ آپ فرمانے لگے تو آپ میرے ساتھ فقہ کا کوئی مسئلہ بیان فرمائیں' میں نے دوران گفتگو پرجوش آواز

سے بات کی تو آپ نے فرمایا سفیان تم مسجد میں بلند آواز سے بات کرتے ہو کیا یہ مکروہ نہیں ہے۔ بس اتنی سی اجازت ہے کہ دین کے مسائل بیان کرتے وقت تھوڑی سی آواز بلند کرلی جائے۔

وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ ایک دن میں اور ابن ابی زاہدہ اور سفیان بن لمیننہ مسجد کوفہ میں بیٹھے تھے' اس وقت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد کے ایک کونے میں تشریف فرما تھے۔ ہمارے دوستوں کی باتوں کی مسجد میں آواز آرہی تھی' امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ اٹھے ہمارے ساتھ آکر بیٹھ گئے' انہیں ابن عینیہ نے کہا کیا امام ابوحنیفہ مسجد کا حق نہیں جانتے' اگر جانتے ہیں تو پھر یہ شور کیوں برداشت کرتے ہیں' ان لوگوں کو کیوں نہیں روکتے۔ امام ابویوسف سوال سن کر خاموش ہو گئے اور اس کے بعد ہمارے درمیان ایک مسئلہ پر بحث چھڑ گئی۔ ابن عینیہ نے بات کی میں نے مخالفت میں دوسری بات کر دی' ہم ایک دوسرے کے جواب الجواب میں آوازیں بلند کرتے گئے۔ امام ابویوسف نے کہا سبحان اللہ! اب تم ہی مسجد میں آواز بلند کر کے گفتگو کر رہے ہو اور ہم پر الزام بھی لگاتے ہو یہ کہہ کر اٹھ کر وہاں سے چلے گئے۔

امام ابویوسف رحمتہ اللہ علیہ کی آواز بڑی بھاری تھی' بولتے تو سننے والوں پر وحشت طاری ہو جاتی تھی' پھر آواز علم و فضل کے موتی بکھیرتی چلی جاتی' سننے والے لوگ پتھر ہو جاتے' میں نے کسی دقیق مسئلہ پر گفتگو کرتے سنا' آپ کی زبان سے یوں دلائل نکل رہے تھے جیسے کمان سے تیر نکلتے ہیں۔ آپ کے مقابلہ میں کسی کو بات کرنے اور کہنے یا جواب دینے کی جرات نہیں ہوتی تھی۔ ہم حیران تھے کہ یہ شخص کتنا قادر الکلام ہے اور کس انداز سے اپنے مقاصد بیان کرتا ہے۔ مسائل' معانی اور اسرار کو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیئے آسان فرما دیا تھا' وہ رواں دواں بات کرتے جاتے تھے۔

علی بن خشرم رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میں اس مجلس میں موجود تھا جب کسی نے حضرت امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ سے ایک ایسے شخص کے متعلق سوال کیا کہ اس نے قسم کھائی ہے کہ اگر میرا یہ کام نہ ہوا تو میرا تمام مال و اسباب مساکین کو دے دیا جائے' اب اگر وہ کام نہ ہو سکا تو اس کے مال کے متعلق کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس کے لیئے ایک ہی صورت ہے کہ وہ اپنا مال ایسے شخص کو دے دے جس پر اسے پورا پورا اعتماد ہے' جو کچھ لمحوں بعد اسے لیا ہوا مال واپس کر دے۔ اس دوران وہ کام کرے جس کا اس نے عہد کیا تھا' ناکامی کے دوران کسی قسم کے مال و منال کا مالک

نہیں تھا۔ (یہ ایک شرعی حیلہ ہے جس کے جواز کو چیلنج نہیں کیا جاسکتا۔ ہم احناف اسقاط کا شرعی حلیہ ان ہی فیصلوں کی روشنی میں کرتے ہیں مترجم) یہ فیصلہ سن کر سائل نے پوچھا کیا ایسا فیصلہ کبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا تھا؟ آپ نے جواب دیا حضور ﷺ نے تو ایسا کبھی نہیں کیا' نہ فرمایا تھا تو پھر آپ نے یہ فیصلہ کیوں کیا' ایسے فیصلے تو یہودی کرتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں پر لعنت فرمائی ہے' ان پر جانوروں کی چربی حرام تھی مگر وہ چربی بیچ کر اس کی قیمت وصول کرتے اور دوسری ضروری اشیاء خرید کر کھاتے۔ حضرت امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بندہ خدا کہاں یہ فیصلہ اور کہاں یہودیوں کا وہ فیصلہ' دونوں فیصلوں میں بڑا فرق ہے۔ انہوں نے حرام چیز کو حلال کرنے کے لیئے فیصلہ کیا اور ہمارے سامنے جو مسئلہ آیا تھا اس میں ان کا مال حلال تھا' اس کا اپنا تھا' وہ چاہتا تھا کہ اس کا حلال مال اس کی قسم کی وجہ سے حرام نہ ہو جائے' سائل اٹھ کر باہر چلا گیا۔

یوسف بن خالد بیان کرتے ہیں کہ مجھے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ میرے پاس ربیعہ الرائی اور یحییٰ بن سعید قاضی کوفہ آئے۔ یحییٰ نے ربیعہ کو کہا کہ اس شہر کے لوگوں پر تعجب ہے کہ انہوں نے ابوحنیفہ جیسے آدمی کی رائے پر اتفاق کر لیا ہے۔ آپ نے انہیں مشکوک الاعتبار جان کر اپنے شاگرد امام ابویوسف' امام زفر اور چند دوسرے شاگردوں کے پاس بھیج دیا اور حکم دیا کہ ربیعہ الرائی سے مناظرہ کریں اور اسے مطمئن کریں' وہ ان کے پاس آئے تو امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے پوچھا تمہارا اس شخص کے متعلق کیا حکم ہے جس کے دو مالک ہوں' ایک مالک اپنا حصہ آزاد کر دے تو کیا یہ فیصلہ شریعت کی رو سے صحیح ہے؟ ربیعہ کہنے لگا ایسا نہیں ہو سکتا یہ ناجائز ہے' اس میں ضرر ہے' نقصان ہے' انسان آزاد ہوتے ہوئے بھی غلام ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے ضرر جائز نہیں۔ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ اگر دوسرا بھی اسے آزاد کر دے تو ربیعہ کہنے لگا اب جائز ہے۔ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ تم نے اپنے فیصلے کو کیوں بدل دیا تم نے پہلے شخص کے آزاد کرنے پر اسے ناجائز قرار دیا۔ اب دوسرے نے وہی کام کیا تو تم جائز کہہ رہے ہو' تمہارے نزدیک تو پہلے شخص کے کہنے سے غلام آزاد نہیں ہوا تھا ابھی غلام ہی تھا مگر دوسرے نے آزاد کیا تو تم نے اسے جائز قرار دیا ہے۔ ربیعہ آپ کے اس اعتراض پر حیران رہ گئے اور خاموش ہو کر گھر چلا گیا۔

ہم نے یہ حدیث الحارثی کے طریق پر روایت کی ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ روایت ربیعہ کو سنائی تو وہ کسی اور مسئلہ کے متعلق تھی مگر امام ابویوسف کے ذہن میں تھی' انہوں نے اس مسئلہ کے حل کرنے کے لیئے ربیعہ کو لاجواب کر دیا۔ جن دنوں امام ابویوسف رحمتہ اللہ علیہ قاضی القضاہ تھے اور خلیفہ ہارون الرشید عباسی کا دور تھا تو آپ کی عدالت میں ایک مقدمہ آیا۔ ایک مسلمان نے ایک نصرانی ذمی کو قتل کر دیا تھا' اس کے خلاف گواہوں نے گواہی بھی دے دی تھی اور واقعہ کی حقیقت ثابت کر دی۔ نصرانی کے وارث عدالت کی وساطت سے قاتل سے قصاص کا مطالبہ کر رہے تھے۔ قاتل نے مہلت مانگی اور وعدہ کیا کہ فلاں دن فیصلے پر عمل کروں گا۔ جب وعدہ کا دن آیا تو قاضی ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ مسند قضاہ پر تشریف فرما تھے اور حکم دیا کہ فیصلے کے کاغذات لائے جائیں۔ اسی دوران اس وقت کا مشہور شاعر ابوالمغربی عدالت میں آگیا' اس نے ان عدالتی کاغذات میں اپنا رقعہ ملا دیا جس پر یہ شعر لکھا تھا۔

یاقاتل المومن بالکافر
جرت ومالعادل کالجائر

یامن به بغداد وا اطرافها
من فقهاالناس او شاعر

ترجمہ : اے ایک مومن کو کافر کے عوض قتل کرنے والے' تم ظالم ہو' عادل نہیں ہو' عادل ظالم نہیں ہو سکتا' تم بغداد اور اطراف کے قاضی ہو' کیا تم قاضی عادل ہو یا شاعر؟

جار علی الدین ابویوسف
بقتله المومن بکافر

نوجو اوبکو اخوتی دینکم
واصطبرو اقالا حبرالصابر

ترجمہ : آج ابویوسف دین پر ظلم کر رہا ہے۔ وہ مومن کو کافر کے قتل کے بدلے قتل کرنے پر تلا

ہوا ہے۔ اے بھائیو! تم اپنے دین پر ماتم کرو' اس پر نوحہ کرو اور صبر کرو اس لیئے کہ صبر کے لیئے اجر ملے۔

قاضی ابویوسف نے جب یہ اشعار پڑھے تو کاغذات ایک طرف رکھ دیئے' اپنا دفتر بند کر دیا' اٹھے اور خلیفہ ہارون الرشید کے پاس چلے گئے۔ اس کے ہاں سارا واقعہ سنایا اور اشعار بھی پڑھ کر سنائے اور یہ بھی بتایا کہ اس مقدمہ کا فیصلہ سننے کے لیئے لوگوں کا ایک مجمع جمع ہے۔ میں سابقہ فیصلہ سنانے سے ڈرتا ہوں کہ کہیں فساد نہ ہو جائے۔ بات وہی حق ہے جو اشعار میں کہی گئی ہے۔ ہارون الرشید نے آپ کو کہا پھر آپ معذرت کر لیں۔ قاضی اپنے دفتر آئے مقتول کے وارث جمع تھے' فیصلہ سننے کے لیئے بیتاب تھے' قاضی ابویوسف نے انہیں مخاطب کر کے کہا تمہارے دو گواہ شہادت دیتے ہیں کہ مقتول مرتے دم تک جزیہ ادا کرتا رہا ہے' یہ تو خون باطل ہے' اس کا قاتل قصاص میں قتل نہیں کیا جاسکتا۔

ابراہیم الخراج نے فرمایا کہ میں امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا تو آپ سخت بیمار تھے' مجھے دیکھ کر فرمانے لگے فلاں مسئلہ کا کیا حل ہے؟ میں نے کہا اس سخت بیماری میں آپ کو مسئلہ کے حل کی پڑی ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں' آپ مسئلہ کا حل تو بتائیں' ہم مسئلہ حل کریں۔ بیماری سے نجات تو اللہ نے دینی ہے آپ یہ بتائیں "شیطان" کو پیدل کنکر مارنے افضل ہیں یا سوار ہو کر؟ میں نے کہا سوار ہو کر (جمرات کرنا) کنکر مارنا افضل ہے۔ آپ نے فرمایا تم نے غلط کہا ہے' پھر میں نے کہا پیدل چل کر کنکر مارنا افضل ہے' آپ فرمانے لگے تم نے پھر غلط کہا' میں نے عرض کی پھر آپ ہی فرمایئے۔ آپ نے فرمایا کنکریاں مارنے کے بعد وقوف نہیں سوار ہو کر کنکریاں مارنا افضل ہے' کنکریاں مارنے کے بعد فوراً چلے جانا چاہیئے اگر کنکریاں مارنے کے بعد وقوف کرنا ہے تو پیدل کنکریاں مارنا افضل ہے کیونکہ اگلے کام کے لیئے اس طرح بہتر ہے۔

بشر بن الولید نے فرمایا کہ ایک دن میں نے امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ مجھ سے اعمش نے ایک مسئلہ دریافت کیا' میں نے مسئلہ بتایا تو پوچھنے لگے یہ جواب تم نے کہاں سے سیکھا' میں نے جواب دیا کہ آپ کی بتائی ہوئی اس حدیث سے' اس پر میں نے حدیث سنائی' وہ سن کر کہنے لگے اے یعقوب! یہ حدیث میں نے اس وقت یاد کی تھی جب تمہارے ماں باپ کی ابھی شادی

بھی نہیں ہوئی تھی مگر میں آج تک اس حدیث کو بطور مسئلہ بیان نہیں کر سکا۔ تمہاری یادداشت کا کیا کہنا کہ اس حدیث کی روشنی میں مسئلہ کو حل کر دیا۔

اس ضمن میں مجھے ابن ابی عمر نے ایک واقعہ سنایا کہ امام ابویوسف رحمتہ اللہ علیہ ایک دن حجاج بن ارطات کے ہاں تشریف لے گئے وہ اس وقت کوفہ کا قاضی تھا اور امام ابویوسف ابھی ایک فقیہ تھے۔ آپ نے اس سے لونڈی کے پیٹ میں اس بچے کے متعلق سوال کیا جسے حمل کے دوران کسی نے گرا دیا تھا۔ قاضی نے کہا کہ لونڈی کی قیمت کا بیسواں حصہ ادا کیا جائے۔ امام ابویوسف نے پوچھا یہ تم نے کہاں سے لیا؟ اس نے بتایا حرہ (آزاد عورت) کے پیٹ کے بچے سے' قاضی یوسف کہنے لگے حرہ کے پیٹ کے بچے کے متعلق تو یہ حکم ہے کہ اگر کسی نے اس کے پیٹ پر مارا اور بچہ مردہ پیدا ہوا تو مارنے والے پر جرمانہ ہے۔ اگر پیدا ہونے کے بعد مرا تو دیت دینا ہوگی۔ حجاج نے کہا ہاں مسئلہ تو ایسا ہی ہے۔ امام ابویوسف نے فرمایا تم نے معاملہ بر عکس کر دیا' لونڈی کے پیٹ میں بچہ مر گیا زندہ بچے کی قیمت بڑھا دی اس لیئے کہ وہ زندہ ہو کر نکلے گا تو اس کی قیمت دو درہم ہوگی جبکہ اس کی ماں کی قیمت ایک سو درہم تھی۔ حجاج نے کہا ہاں بیٹے جب اس عمر میں تمہاری تحقیقات کا یہ عالم ہے تو مجھے بڑے آئمہ اور علماء کرام سے مسئلہ پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔ تم لوگوں سے نہ ملا کرو اس سے تو میری قدر و قیمت ختم ہو جائے گی اور تم تو میرے فیصلوں پر اپنی رائے دیکر مجھے رسوا کرتے پھرو گے تم لوگوں سے نہ ملا کرو۔

بکار بن قینیہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ہلال الرائی سے سنا وہ کہتے تھے کہ جب امام ابویوسف ہمارے ہاں تشریف لاتے تو ہمارے دروازے کے سامنے شہر کے علماء اور محدثین جمع ہو جاتے تھے۔ ہر شخص آپ سے دوستی اور محبت کا دم بھرتا تھا اور کہتا کہ امام ابویوسف میرے خاص دوست ہیں اور اس طرح ہر ایک کی خواہش ہوتی کہ وہ پہلے امام صاحب سے ملاقات کرے' امام ابویوسف انہیں دیکھ کر فرماتے واقعی یہ میرے مشترکہ دوست ہیں۔ ایک دفعہ علماء اور محدثین کے دو طبقے دروازے پر جمع ہو گئے ہر ایک کو گمان یہ تھا کہ آپ ان کے ہیں' حضرت امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے میں تو آپ سب کا مشترکہ دوست ہوں۔ میں محدث بھی ہوں' فقیہ بھی ہوں' میں کسی طبقہ کو ایک دوسرے پر ترجیح نہیں دیتا' ہاں میرا ایک مسئلہ ہے جو اسے حل کر دے گا میں اس کی

قابلیت کا اعتراف کروں گا۔ وہ یہ ہے کہ میں نے ایک دن لوگوں کے مجمع میں ہاتھ بڑھایا تھا' میری انگلی میں ایک قیمتی انگوٹھی تھی' ایک شخص نے آگے بڑھ کر از رہ عقیدت انگوٹھی دانتوں میں دے کر چبا ڈالی اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دی۔ آپ حضرات اپنی اپنی رائے دیں کہ ایسے شخص کا کیا کیا جائے۔ محدثین نے رائے دی کہ وہ شخص پہلے انگشتری کی طرح نئی انگشتری بنوا کر دے' دوسروں نے کہا کہ اسے توڑنے سے جو نقصان ہوا وہ اسے پورا کرے' میں نے آگے بڑھ کر کہا خدا کے بندو! اس مسئلہ کا حل یہ ہے کہ یہ ٹوٹی پھوٹی انگوٹھی اس شخص کو دے دی جائے جس نے یہ حرکت کی تھی اور اس سے صرف اس سونے کی قیمت وصول کر لی جائے جو انگشتری میں لگا ہوا تھا۔ ہاں اگر انگوٹھی کا مالک اسے اسی حالت میں رکھنا چاہے اور کوئی معاوضہ طلب نہ کرے تو یہ ایک اچھا کام ہے' چبانے والے پر کچھ نہیں۔ میری یہ بات سن کر تمام حاضرین خوش ہوئے۔ امام ابویوسف نے مجھے قریب بلایا داد دی' شاباش کہی اور اپنے پاس لا کر بٹھایا اور میرے ساتھیوں کو بھی اپنے قریب بلالیا۔ آپ نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے بتایا میرا نام "بلال" ہے۔ آپ نے فرمایا ان شاء اللہ تم ایک دن قمر بن کر چمکو گے اور کاتب کو بلا کر یہ مسئلہ لکھوا دیا۔

اس مسئلہ کو صاحب "کتاب الصرف" نے ایک اور انداز میں پیش کیا ہے کہ دونوں اپنے حال پر رہیں گے' میں نے عرض کیا کہ اس مسئلہ کی نوعیت بالکل اس کے برعکس لکھی گئی تھی۔ آپ نے فرمایا دونوں اپنی اپنی جگہ درست ہیں حالات اور واقعات کی تبدیلی سے بعض دفعہ مسائل کے جوابات مختلف ہوتے ہیں۔

ابوالولید الطیاسی نے کہا اس دن میں بھی اصحاب الرائے کے ساتھ تھا۔ اس دن سب سے پہلے جس شخص نے امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ سے بات کی تھی وہ حسن بن صالحہ بن حئی تھے۔ ان کے دل میں کوئی بات کھٹکی تو آپ نے لوگوں کی طرف دیکھ کر کہا بخدا آج جتنا مجھے حسن بن صالح سے بات کرنے میں خوف آیا ہے کبھی نہیں آیا۔ گویا اس نے مجھے شعبہ کے سامنے پیش کر دیا ہے' میں کھڑا ہو گیا اور کہا اللہ مجھے وہ مجلس نہ دکھائے جس میں ابوالکلام موجود ہوں' میں اسی پریشانی میں باہر نکلا راستہ میں خیال آیا خوف کس چیز کا' وہاں ایک وزیر تھا' دوسرا قاضی القضاہ (چیف جسٹس) مجھے ان سے ڈرنا نہیں چاہیئے چنانچہ میں دوبارہ واپس آگیا' اس وقت امام ابویوسف املا سے فارغ ہو چکے تھے۔

ان کے ذہن پر میرا ہی خیال سوار تھا۔ وہ مجھے بغداد سے ہی جانتے تھے' میں بغداد کے قیام کے دوران ان کے پاس آیا جاتا کرتا تھا' مجھے فرمایا ہشام ادھر آؤ' ابو بسطام میں بھلائی ہے لیکن میں نے حسن بن صالح جیسا کوئی ذہین عالم نہیں دیکھا۔

علامہ نیشاپوری فرماتے ہیں کہ جب امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ منصب قضاۃ پر جلوہ فرما ہوئے تو آپ کے ہاں اسماعیل بن حماد بن امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے (یعنی ان کے استاد مکرم کے پوتے) اس وقت امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دو فریق ایک دوسرے کے مخالف مقدمہ لے کر کھڑے تھے۔ آپ نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کے مطابق فیصلہ فرمایا تو اسماعیل بن حماد نے اٹھ کر فرمایا آپ تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلے کے خلاف فیصلہ کیا کرتے ہیں آج آپ کو کیا ہو گیا ہے۔ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہم حضرت امام کی زندگی میں ان کی مخالفت دیدہ دانستہ کیا کرتے تھے تاکہ آپ ہمارے سامنے کوئی مزید نکتہ لائیں اور ہمیں راہنمائی ملے' حقیقت یہ ہے کہ آج تک ایسا کوئی فیصلہ نہیں کیا گیا جو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلے یا رائے کے خلاف ہو۔

ایک دفعہ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ عباسی ہارون الرشید کے ساتھ حج پر گئے۔ دونوں ایک باپردہ کجاوہ میں سفر کر رہے تھے۔ دوران سفر امام ابویوسف کو کھانسی آئی تو آپ نے پردہ ہٹا کر کھنکار باہر پھینکا' خلیفہ ہارون الرشید نے کہا تم جانتے نہیں کس کے ساتھ سفر کر رہے ہو اور یہ عامیانہ حرکت کیوں کر رہے ہو۔ امام ابویوسف نے کہا مجھے معلوم ہے کہ میں جس کا شریک سفر ہوں اسے اپنی خلافت پر بڑا ناز ہے مگر ساتھ ہی فرمایا آپ کو معلوم ہے آپ کس کے ساتھ سفر کر رہے ہیں' ہارون الرشید نے بتایا مجھے معلوم ہے ابویوسف چیف جسٹس ممالک عباسیہ کے ساتھ بیٹھا ہوں' میں نے کہا ہاں یہ درست ہے مگر آپ خلیفہ ہو کر اپنے نسب پر فخر کرتے ہیں' آج ہزاروں قریش نسب کے لوگ موجود ہیں' کئی قریشی ہاشمی مکہ مدینہ کوفہ اور بغداد میں موجود ہیں' سینکڑوں لوگ نسب کی وجہ سے آج خلافت کے دعویدار ہیں مگر میں علم و فضل کی وجہ سے اس مقام پر ہوں کہ حسب و نسب کے برعکس میرا کوئی جواب نہیں۔ خلیفہ ہارون الرشید امام ابویوسف کی بات سن کر خوش بھی ہوا اور لاجواب بھی اور کہنے لگا کاش میں خلیفہ نہ ہوتا ایک اونٹ کا ساربان ہوتا مگر علم و فضل میں کمال حاصل کرتا اور

لوگ میری تلاش میں دور دور سے دوڑے آتے۔

محمد بن سلمہ اپنے زمانہ کے بہت بڑے فقیہ تھے' وہ بیان کرتے ہیں کہ خلیفہ ہارون الرشید بیت اللہ کی طرف روانہ ہوئے تو ان کے برابر ہی امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کی سواری چل رہی تھی' جب تمام حجاج عرفات کے میدان میں پہنچے تو امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے ہارون الرشید کو اشارے سے بتایا کہ وہ مصلٰی پر کھڑے ہو کر دو رکعت نماز کی امامت کرائیں۔ جب نماز ہو گئی تو امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہو گئے اور اعلان کیا اے اشراف مکہ! اے اہل مکہ! تم اپنی نماز پوری کر لو چار رکعت ادا کر لو' آپ کے امام خلیفہ ہارون الرشید مسافر ہیں' وہ کسر ادا کر رہے ہیں۔ یہ سن کر مجمع میں سے ایک شخص اٹھا اور کہنے لگا ابویوسف میں تم سے اور تمہارے استاد سے بڑا عالم ہوں۔ اس مسئلہ کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ امام ابویوسف نے فرمایا تم اگر عالم ہوتے تو نماز کے دوران گفتگو نہ کرتے' وہ لاجواب ہو کر خاموش ہو گیا۔ ادھر ہارون الرشید یہ بات سن کر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کاش میں اتنا عالم دین ہوتا اور لوگوں کے مسائل کے جوابات دیتا۔

اس واقعہ کو ایک اور شخص نے بتایا کہ خلیفہ ہارون الرشید امام ابویوسف کے اس جواب سے ہنس پڑے اور فرمایا یہ قیمتی جواب عربوں کے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے۔ (عربوں میں سرخ اونٹ نہایت اعلٰی سمجھا جاتا ہے۔) امام ابویوسف کی عدالت میں ایک دن خلیفہ کا وزیر علی بن عیسٰی گواہی دینے آیا' اس نے گواہی دی مگر امام ابویوسف نے اسے مسترد کر دیا۔ وزیر نے خلیفہ ہارون الرشید کے پاس شکایت کی' ہارون الرشید نے امام ابویوسف کو بلایا اور پوچھا آپ نے میرے وزیر کی گواہی کو کیوں مسترد کر دیا؟ آپ نے فرمایا میں نے سنا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ انا عبدالخلیفہ "میں خلیفہ کا غلام ہوں" اور شریعت میں غلاموں کی گواہی ناقابل قبول ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ میں نے اس لیئے گواہی رد کر دی کہ میں نے سنا ہے کہ یہ باجماعت نماز ادا نہیں کرتا' اس دن کے بعد وزیر ابن عیسٰی نے گھر کے ایک کونے میں مسجد بنا لی جس میں پانچوں وقت باجماعت نماز ادا کیا کرتا تھا۔

موسیٰ الہادی تخت خلافت پر بیٹھا تو اس نے ایک نہایت ہی خوبصورت اور خوش اندام لونڈی دیکھی' وہ عورت کے روپ میں چاند کا ٹکڑا تھی' خلیفہ کا دل اس پر ٹوٹ پڑا' اس نے اپنے

وزیر کو حکم دیا کہ اسے ہر قیمت پر خرید کر میرے پاس لایا جائے۔ جب اس کو بے پناہ دولت دے کر خرید لیا گیا تو علماء کرام نے فرمایا کہ لونڈی کا استبراء ضروری ہے۔ علماء کی یہ بات سن کر خلیفہ حیران رہ گیا اور سوچنے لگا اب کیا کروں، استبرا کو ایک وقت درکار ہے مگر اس کے اندر ایک تو آگ لگی ہوئی تھی، وہ کہنے لگا کاش آج امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے تو وہ میری مشکل حل فرماتے۔ اس نے پوچھا کیا امام ابوحنیفہ کا کوئی شاگرد ہے جو مسائل فقہ میں طاق ہو، لوگوں نے امام ابویوسف کا نام لیا۔ خلیفہ نے آپ کو بلایا اور آپ کے سامنے وہ مسئلہ رکھا۔ آپ نے پوچھا آپ کے دربار کے دوسرے فقہا نے کیا حل پیش کیا ہے۔ اس نے بتایا کہ علماء کرام کا کہنا ہے کہ لونڈی تو استبراء کے بغیر حلال نہیں ہو سکتی۔ ایک حیض انتظار کریں، پھر استبراء کریں مگر میرے لیئے یہ دونوں باتیں ناگوار ہیں۔ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اب ایک صورت رہ گئی ہے آپ لونڈی کے مالک کو روپے دے کر اسے اپنے قبضہ میں لے لیں اور اس لونڈی کو آزاد کر دیں، پھر اس کا نکاح کسی بااعتماد غلام سے کر دیں جو خلوت کیئے بغیر اسے فوراً طلاق دے دے جب وہ مطلقہ ہو جائے تو یہ لونڈی آپ کے لیئے حلال ہے، بغیر خلوت صحیحہ کے عدت کی بھی ضرورت نہیں۔ خلیفہ بہت خوش ہوا، اس نے امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کو دس ہزار دینار انعام دیا۔

ایک مسجد ویران ہو گئی کسی نے امام محمد بن الحسن سے پوچھا کہ ایسی مسجد کا کیا حکم ہے، آپ نے فرمایا مالک کی ملک میں واپس لوٹ آئے گی۔ اس فتویٰ پر اس شخص نے ویران مسجد پر قبضہ کر کے اپنا مکان بنا لیا۔ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے گزرے تو مسجد کی جگہ مکان دیکھ کر حیران رہ گئے، پوچھا یہاں تو محمد بن الحسن کی مسجد تھی، لوگوں نے بتایا کہ یہ فتویٰ تو اسی امام محمد الحسن کا ہے کہ ویران مسجد مالک کی ملکیت میں چلی جاتی ہے اس مسئلہ پر آئندہ صفحات میں مفصل گفتگو ہوگی۔

ایک دن ایک خاتون حضرت امام ابویوسف رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی کہنے لگی مجھے رات کو احتلام ہو جاتا ہے میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا تم چکی اٹھایا کرو۔ دوسرے دن وہ پھر آئی آپ نے پوچھا تمہارے احتلام کا کیا بنا، کہنے لگی اب تو میں چکی اٹھائے پھرتی ہوں، آپ نے پوچھا کیا تمہارا شوہر ہے۔ اس نے کہا میں نے نکاح نہیں کیا، آپ نے فرمایا تم نکاح کر لو یہی تیرا علاج ہے۔

ایک دن آدھی رات کے وقت خلیفہ ہارون الرشید کا قاصد آیا اور کہنے لگا آپ فوراً خلیفہ کے محل میں پہنچیں ایک نہایت ضروری کام ہے۔ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ گھبرا گئے کہ خدا خیر کرے یہ وقت اور خلیفہ صاحب کی طرف سے طلبی' بہرحال آپ جس لباس میں تھے اسی میں چل پڑے اور خلیفہ کے محل میں جا پہنچے اور جاتے ہی السلام علیکم کہا' خلیفہ نے جواب دیا تو آپ کی تسلی ہوئی' خلیفہ نے کہا یعقوب میرا قیمتی زیور گم ہوگیا ہے' مجھے ایک لونڈی پر شک ہے وہ میری بڑی پیاری اور خاص لونڈی ہے' میں اس پر سختی بھی نہیں کر سکتا' ہاں! میں نے قسم کھائی تھی کہ اگر آپ اس کی چوری کی تصدیق کر دیں تو میں آج رات ہی اسے قتل کر دوں لیکن بلا تحقیق میں قتل نہیں کرنا چاہتا۔ آپ لونڈی سے تحقیق کریں شاید کوئی صورت نکل آئے۔

امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے جب اس لونڈی کو ایک نظر دیکھا تو وہ مجھے چاند کا ٹکڑا نظر آئی' وہ حسن و جمال میں یکتائے روزگار تھی' میں نے اس سے پوچھا تمہارے پاس زیور ہے یا نہیں؟ اس نے کہا خدا کی قسم میرے پاس زیور نہیں' میں نے اسے کہا اگر تم بچنا چاہتی ہو تو جو الفاظ میں تمہیں پڑھاؤں انہیں یاد کرلو اور ان کے علاوہ کوئی لفظ نہ کہنا۔ اس نے وعدہ کرلیا' میں نے اسے کہا جب تمہیں خلیفہ پوچھیں کہ تم نے زیور چرایا تھا تو بلاجھجک کہہ دینا کہ ہاں! جب وہ کہے کہ لے آؤ تو فوراً کہنا میں نے نہیں چرایا۔ امام ابویوسف نے یہ الفاظ اس لونڈی کو بار بار یاد کرائے اور خود خلیفہ کے پاس آکر بیٹھ گئے۔

اب ہارون الرشید نے لونڈی کو بلا کر پوچھا کیا تم نے زیور چرائے ہیں؟ اس نے فوراً کہا ہاں' پھر خلیفہ نے اسے کہا تو جاؤ لے آؤ' وہ کہنے لگی میں نے تو نہیں چرائے' مجھے خدا کی قسم میں نے نہیں چرائے۔ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے خلیفہ ہارون الرشید کو کہا اے امیرالمومنین! لونڈی اقرار اور انکار میں سچی ہے لیکن قسم کھانے میں گنہگار نہیں ہوتی' اس طرح خلیفہ کا غصہ ٹھنڈا ہوگیا اور حکم دیا کہ امام ابویوسف کو ایک لاکھ درہم انعام دیا جائے۔ خلیفہ کے مصاحب نے کہا اس وقت تو روپیہ نہیں خزانہ بہت دور ہے' رات کا وقت ہے' صبح دے دیں گے۔ خلیفہ نے کہا قاضی ابویوسف نے رات کے وقت ہمیں آزاد کرایا ہے اور ہم اس کے انعام کو کل تک ملتوی نہیں کر سکتے۔ اچھا اب فوراً آٹھ تھیلیاں اٹھا کر لے جاؤ اور انہیں گھر تک پہنچا آؤ۔

ایک بار خلیفہ ہارون الرشید اپنی بیگم ملکہ زبیدہ سے ناراض ہو گئے' جھگڑا یہاں تک پہنچا اور زبیدہ نے خلیفہ کو اتنا غصہ دلایا کہ اس نے کہہ دیا کہ اگر آج رات تم نے میری سلطنت میں گزاری تو تمہیں تین طلاقیں' یہ الفاظ کہنے کے بعد جب اس کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو اسے سخت ندامت ہوئی اور پچھتانے لگا کہ میں نے کیا کر دیا' مجھے تو زبیدہ سے اتنی محبت ہے کہ اس کے بغیر رہ نہیں سکتا۔ فقیہ اور آئمہ کو جمع کیا' مسئلہ کا حل دریافت کیا مگر انہوں نے کہا آپ کی سلطنت کی سرحدیں اتنی وسیع ہیں کہ اگر ملکہ ساری رات سفر کرے تو بھی کسی سرحد سے باہر نہیں جاسکتیں' اب تو انہیں تین طلاقیں ہو جائیں گی۔ ایک شخص نے خلیفہ ہارون الرشید کو کہا ایسے معاملات میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فقہی بصیرت کام آیا کرتی تھی مگر اب وہ فوت ہو چکے ہیں' ہاں! ان کا ایک نوجوان شاگرد ہے آپ کہیں تو اسے بلا لاؤں۔ امام ابویوسف آئے تو خلیفہ نے کھڑے کھڑے اپنا مسئلہ پیش کیا اور اپنی غلطی کا اعتراف بھی کیا۔ امام ابویوسف فرمانے لگے آپ کی ملکہ رات بھر مسجد میں رہے' مسجد آپ کی سلطنت میں نہیں ہے اور نہ ہی مسجد آپ کے قبضہ میں ہے ان المساجد اللہ "مسجدیں اللہ کا گھر ہیں" کسی اور کی نہیں۔ خلیفہ اس جواب سے بڑا خوش ہوئے اور اس دن سے امام ابویوسف کو قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) بنا دیا۔

ایک دن خلیفہ ہارون الرشید نے قاضی القضاۃ امام ابویوسف کی خدمات سے خوش ہو کر فرمایا کہ میرے لائق کوئی خدمت ہو تو بتائیں' امام ابویوسف نے کہا ویسے تو ایوان خلافت سے میرے لیئے بہت سے انعامات و احسانات جاری ہوتے رہتے ہیں مگر میں ایک مشکل میں ہوں' آپ مجھے اس سے نجات دلا سکتے ہیں' میں نے بچپن میں ایک قسم کھائی تھی وہ ابھی تک میرے ذمہ ہے جس سے میں آپ کی امداد کے بغیر عہدہ برا نہیں ہو سکتا۔ خلیفہ نے پوچھا کہ وہ کیا قسم ہے؟ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پڑھا کرتا تھا' میری ماں مجھے پڑھنے سے روکتی تھی اور بار بار امام موصوف کے پاس آکر میری تعلیم بند کرانے کے لیئے اصرار کیا کرتی تھی۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خواہش تھی کہ میں پڑھ جاؤں' ایک دن آپ نے میری ماں کو تسلی دینے کے لیئے قسم کھائی کہ خدا کی قسم میں اس بچے کو خلیفہ کے دربار کا ایسا حلوہ کھلاؤں گا جو کسی کو نصیب نہ ہوا ہو گا اور وہ حلوہ خاص خلیفہ کے لیئے ہی تیار ہو گا' پھر جس برتن میں حلوہ پیش کیا جائے گا وہ خلیفہ

کے بغیر دوسرا استعمال میں نہیں لا سکے گا۔ میرا ہمسایہ ایک متشدد یہودی تھا اس نے اپنی عبادت گاہ بنائی تو میرے گھر کا راستہ تنگ کر دیا' میں نے اسے بار بار کہا مگر وہ کہنے لگا اگر تم خلیفہ عباسی کے شاہی کجاوے پر بیٹھ کر آؤ گے تو اس وقت میں اپنا عبادت خانہ توڑ دوں گا اور اسلام قبول کر لوں گا' یہ دونوں کام میرے لیئے مشکل تھے' میں نے بھی قسم کھالی کہ میں شاہی کجاوے پر بیٹھ کر ہی آؤں گا یا امیرالمومنین یہ دونوں کام آپ ہی قضا کرا سکتے ہیں' آپ ایسا ضرور کریں' میں نے کئی بار آپ کو نہایت مشکل اور نازک مسائل سے بچایا ہے۔

خلیفہ نے اسی وقت خدام خاص کو حکم دیا کہ میرے لیئے خاص حلوہ تیار کرو اور خاص برتن میں لاؤ۔ حلوہ تیار ہوا پیش کیا گیا اور دونوں نے کھایا۔ اس طرح اس کی ایک قسم پوری ہو گئی' اب خلیفہ نے حکم دیا کہ میری خاص سواری لائی جائے اس پر شاہی کجاوہ رکھا جائے' امام ابویوسف اس پر سوار ہو کر اپنے پرانے گھر جائیں گے' امام ابویوسف شاہی کروفر سے اپنے گھر پہنچے' خدام خلافت اور لاؤ لشکر ساتھ تھا۔ یہودی کے عبادت خانے کی وجہ سے راستہ تنگ تھا' اس شان و شوکت سے اندر ہی نہیں جایا جاسکتا تھا' امام ابویوسف نے یہودی کو کہا اب تو راستہ کھول دو' اس نے اپنا عبادت خانہ گرا دیا اور آپ کو اپنے پرانے گھر جانے کا راستہ دینا پڑا۔ اس نے آپ کو اس منصب اور شان و شوکت میں دیکھا تو اسلام قبول کر لیا۔ اس طرح آپ کی دوسری قسم یا خواہش بھی پوری ہو گئی۔

ایک دن ایک شخص حضرت امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کی عدالت میں پیش ہوا اور کہنے لگا میں نے آپ کی اجازت کے بغیر ہی ایک امیر آدمی کو آپ کا نام لے کر رقعہ لکھا تو اس نے مجھے بہت سا مال دے دیا اگر آپ مجھے بخش دیں تو یہ مال میرے لیئے حلال ہو جائے گا۔ آپ نے اسے گرفتار کرا دیا اور حکم دیا کہ یہ مال اس شخص کو واپس کرو جس سے تم نے جھوٹ بول کر لیا ہے۔ اس شخص نے کہا کہ میں نے آپ کے استاد امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لے کر ایک رئیس سے مال لیا تھا تو انہوں نے تو مجھے بخش دیا تھا اور آپ مجھے گرفتار بھی کرا رہے ہیں اور مال بھی واپس دلا رہے ہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو مجھے یہاں تک اجازت دے دی تھی کہ اگر آئندہ تجھے ضرورت ہو تو میرا نام لے کر کسی امیر سے اپنا مطلب نکال لیا کرو۔ قاضی ابویوسف نے فرمایا میں ابوحنیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نہیں ہوں' میں یعقوب ہوں' ابویوسف ہوں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ فقیہ تھے' فیاض تھے' غریب پرور تھے' وسیع الحال تھے' صاحب مال و منال تھے' لوگ ان کی تعظیم کرتے تھے' ان کے نام پر مال دے کر خوش ہوتے تھے' تم نے یہ حرکات کی تھیں تو ان کے علم و فیاضی اور وسیع نظری کی وجہ سے کی تھیں اور کامیاب ہو جاتے تھے' میں ان کے دسترخوان کا نوالہ بردار ہوں' خلیفہ کا ملازم ہوں' خلیفہ کی پناہ میں رہتا ہوں' تو میرا نام لے کر جو مال لیتا ہے لوگ خلیفہ کے ڈر اور خوف سے دے دیتے ہیں' یہ ایک جرم ہے' میں تجھے ایک دن کی مہلت دیتا ہوں مال واپس کر آؤ ورنہ سزا ملے گی۔ دوسرے دن اسے بلا کر پوچھا تو نے مال واپس کیا ہے یا نہیں اس نے بتایا کہ میں واپس کر آیا ہوں۔ اب امام ابویوسف نے اپنی طرف سے اسے اس مال سے دگنا دے دیا اور فرمایا یہ حلال ہے' اسے استعمال میں لاؤ اور جب تمہیں دوبارہ ضرورت پڑے تو میرے پاس چلے آؤ۔

فصل چہارم

امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کی حکمت آمیز باتیں اور پرہیزگاری

۱ - امام ابویوسف قرآن پاک کی تفسیر کے ماہر تھے۔ مغازی رسول کے حافظ تھے اور ایام العرب سے پوری پوری واقفیت رکھتے تھے۔ علم فقہ پر مکمل عبور حاصل تھا۔

۲- آپ فرمایا کرتے تھے جسے حیا و شرم نہیں اسے قیامت کے دن ندامت اٹھانی پڑے گی۔

۳ - نعمتوں میں اعلیٰ تین چیزیں ہیں، نعمت الاسلام، نعمت صحت اور نعمت استغنا ان تینوں نعمتوں کے بغیر زندگی مصیبت کا گھر رہتی ہے۔

۴ - اگر علم الرائے حاصل کرنا چاہتے ہو تو روٹی زیتون کے ساتھ کھایئے جس کے جگر میں گرمی ہو وہ کھجور اور انجیر استعمال نہ کرے۔

۵ - علم ایک ایسی دولت ہے کہ تم اس کے ایک حصہ سے بھی فائدہ نہیں اٹھا سکو گے۔ جب تک تم اپنے بدن کا سارا حصہ اسے نہ دے دو۔

۶ - ابراہیم الحریص فرمایا کرتے تھے احادیث کو ہر جگہ بیان نہ کرتے جانا، اس طرح تم بدنام ہو جاؤ گے۔ اور دنیا کی دولت محنت اور بصیرت سے حاصل کرنا، کیمیا گری سے دولت نہ کمانا ہمیشہ تنگ دست رہو گے۔ علم، علم الکلام کے ذریعہ حاصل نہ کرنا اس سے تم محتاج رہو گے اور مسئلہ پر معذرت کرنی پڑے گی۔

۷ - یحییٰ بن یحییٰ نے فرمایا کہ میں نے امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کو موت کے دروازے پر دیکھا وہ فرما رہے تھے، میں اپنے تمام فتاویٰ اور فیصلوں سے رجوع کرتا ہوں۔ صرف کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ حاصل کرتا ہوں۔

۸ - قاضی ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ منصب خلافت حاصل کرنے کے بعد ہر روز دو سو رکعت نفل شکرانہ

پڑھا کرتے تھے۔ اسی طرح امام ابن سماعہ بھی ساری زندگی ہر روز دو سو نوافل پڑھتے رہے حتیٰ کہ دونوں بڑھاپے میں کمزور ہو گئے۔

۹ - فضیل بن عیاض نے فرمایا کہ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے سچ فرمایا فقہ میں وہ کامیاب ہو سکتا ہے جسے نہ دنیا کا خیال ہو نہ آخرت کا۔

۱۰ - قاضی ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے لوگو نیک ارادہ کرو، اللہ تمہیں علم کے خزانے دے گا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں جب بھی امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا تو باین منصب و شوکت وہ مجھے اٹھ کر ملے۔ اگر کوئی دوسرا انہیں اٹھ کر نہ ملتا تو آپ اسے بھی تواضع اور عزت سے ملتے کئی بار وہ مجھے ملنے آئے مگر میں ازرہ تکبر ان سے اٹھ کر نہیں ملا مگر مجھے بعد میں ندامت ہوئی۔

۱۱ - اسحاق بن ابی اسرائیل نے فرمایا کہ مجھے ابویوسف نے بتایا کہ فقہ حاصل کرنا ہو تو امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس میں آیا کرو، میں نے ساری زندگی آپ کی مجالس میں گذاری، آپ کے منہ سے جو حدیث سنی اسے ازبر کر لیا۔ جن دنوں محمد بن اسحاق "صاحب مغازی رسول" کوفہ میں قیام پذیر تھے تو میں ان کی مجالس میں جا کر مغازی رسول سنا کرتا تھا، وہ ہمیں مغازی سناتے، ان دنوں مجھے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس میں جانے کا موقعہ نہ ملا۔ میں پورا ایک مہینہ مغازی سنتا رہا حتیٰ کہ ان کی ساری کتاب یاد کر لی۔ ایک ماہ بعد امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا یعقوب! تم نے کیا کیا کہ ایک پورا مہینہ ناغہ کر لیا۔ میں نے بتایا کہ میں محمد بن اسحاق کی خدمت میں رہا، ان سے مغازی سنتا رہا، امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یعقوب اب تم ان کے پاس جاؤ تو ان سے طالوت کے معرکے کی تفصیلات پوچھنا اور یہ بھی پوچھنا کہ اس وقت جالوت کا جھنڈا کس کے ہاتھ میں تھا۔ میں نے عرض کی حضور یہ پرانی باتیں ہیں اور بہت پرانے واقعات پوچھتے اچھا نہیں لگتا۔ مجھے اگر وہ اس کا جواب نہ دے سکے تو انہیں ندامت ہو گی مگر مجھے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

۱۲ - داؤد بن رشید کہا کرتے تھے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واحد شاگرد حضرت امام

ابویوسف رحمتہ اللہ علیہ تھے جن پر آپ کو ناز تھا۔ میں ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کی مجالس میں بیٹھتا تھا' جب وہ احادیث بیان فرماتے تو مجھے یوں محسوس ہوتا ایک دریا ہے جو ٹھاٹھیں مارتا بہہ رہا ہے۔ وہ علم فقہ پر گفتگو کرتے تو یوں محسوس ہوتا کہ ایک بحر بیکراں ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں۔ علم الکلام پر بات کرتے تو ایک تیز رو چشمہ ابلتا دکھائی دیتا جو ہر مسئلہ کو بیان کرتا جاتا۔

۱۳ - امام ابویوسف فرمایا کرتے تھے کہ میں علم الفرائض کے لیئے حضرت علی اور حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اقوال کو سند بناتا ہوں۔ اگر ان دونوں میں کہیں اختلاف ہوتا ہے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے قول کو حجت بناتا ہوں' ان دونوں کا اختلاف اجتہاد پر مبنی تھا' مگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اجتہاد مشاہدہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ترجمان تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلوں (قضاۃ) کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا القضاکم علی "قضا کے معاملات میں تم سب سے علی فائق ہیں۔"

۱۴ - حضرت امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ایک مجلس میں مجھے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حیض و نفاس کے مسائل پر گفتگو سننے کا موقعہ ملا' مجھے اس کی وسعت کہیں دوسری مجالس میں نصیب نہیں ہوئی۔ علم نحو پر گفتگو سننے کے لیئے میں ایک ایسے شخص کے پاس جاتا جو اس فن کا امام تھا۔

ہارون الرشید خلیفہ عباسی فقہ میں بڑا کمال رکھتا تھا' آپ کے ایک قریبی ساتھی نے کہا یا امیرالمومنین آپ نے ابویوسف کو ضرورت سے زیادہ سر پر چڑھا لیا ہے حالانکہ آپ خود بھی فقہ میں درجہ کمال کو پہنچے ہوئے ہیں۔ آپ ان کے منصب اور مراتب بڑھاتے جاتے ہیں۔ ہارون الرشید نے بتایا کہ میں نے علم فقہ کی روشنی میں ہی ان کا انتخاب کیا ہے انہیں مناصب دیئے ہیں اور ان کی قدر افزائی کرتا ہوں۔ بخدا میں نے علم کے جس شعبہ میں ابویوسف کا امتحان لیا وہ اس میں فائق نظر آیا۔ وہ ہمارے ساتھ علم الحدیث پڑھا کرتا تھا' ہم لکھتے جاتے تھے مگر وہ دماغ میں حفظ کرتا جاتا تھا' ہم مجلس حدیث سے اٹھتے تو وہ ہمارے لکھے ہوئے ایک ایک حرف کو زبانی سناتا جاتا بلکہ ہماری تحریر کہیں چھوٹ جاتی تو ہم اس کے حافظہ سے اس کی اصلاح کرتے۔ میں نے ساری مملکت عباسیہ میں ایک شخص بھی نہیں دیکھا جو آپ سے فقہ اسلامی میں مقابلہ کر سکے۔ بڑے بڑے فقیہ ان کے سامنے طفل

مکتب دکھائی دیتے ہیں۔ میں تو ان کے سامنے نہایت چھوٹا ہوں' جب وہ علماء اور فقیہ حضرات کی محفل میں بیٹھتے ہیں تو ان کے پاس کوئی کتاب' کوئی تحریر نہیں ہوتی' وہ بات کرتے جاتے ہیں جیسے کوئی کتاب لکھ کر سامنے رکھی ہو۔ وہ دن کو عدالتی معاملات میں مصروف رہتے ہیں رات کو علماء کی مجالس میں درس دیتے ہیں۔ پھر فارغ اوقات میں ہمارے پاس آتے ہیں اور خود پوچھتے ہیں کہ تمہارے کیا کیا مسائل ہیں' ہم بیان کرتے ہیں تو ایک ایک مسئلہ پر تسلی بخش جواب دیتے ہیں اور ہماری مشکلات حل کرتے جاتے ہیں۔ وہ فی البدیہ ایسے نکات بیان کرتے جاتے ہیں کہ ہماری مجلس میں بیٹھنے والے علماء بھی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ ان تمام مصروفیات کے باوجود اپنے مذہب میں مضبوط ہیں' اپنے نظریہ میں استقامت کا پہاڑ ہیں۔ وہ یقین اور ایقان کی ایک چٹان ہیں۔

خالد بن صبیح فرماتے ہیں کہ میں ایک دن امام ابویوسف علیہ الرحمتہ کی مجلس میں حاضر ہوا مگر پورے ایک ماہ تک مشکل مسائل جمع کرتا رہا تاکہ ان سے پوچھ سکوں' میں ان سے بغداد میں ملا' میں نے پوچھا کہ آپ کوفہ چھوڑ کر بغداد کیوں آگئے' انہوں نے مجھے جواب تو نہ دیا مگر میں ایام حج تک ان کے ساتھ رہا' میں مسائل بیان کرتا جاتا' وہ نہایت عمدگی سے جواب دے کر مجھے مطمئن کرتے۔ میں نے حج کے لیئے اپنا ارادہ ظاہر کیا تو فرمانے لگے تم جانتے ہو میں بغداد کیوں آیا ہوں' میں نے عرض کی نہیں'. فرمانے لگے کہ کوفہ میں مجھے غربت اور تنگ دستی نے آگھیرا تھا۔ میں کثیرالعیال ہوں' میرا ارادہ ہے کہ دربار خلافت کے قریب رہوں' امراء کا دروازہ کھٹکھٹاؤں شاید کوئی ملازمت مل جائے۔ اس طرح میں اپنے اہل و عیال کی کفالت کر سکوں گا' مگر اے ابوالہشیم! تم مجھے مشورہ دو کہ میں ایسا کرلوں یا نہ کروں' میں نے کہا آپ نے مجھ سے مشورہ طلب کیا ہے تو میرا صائب مشورہ ہے جس میں آپ کی خیرخواہی ہو' میری رائے ہے کہ اگر آپ نے علم رضائے الٰہی کے لیئے پڑھا ہے تو صبر اختیار کرو اور ان امراء کے دروازے پر نہ جاؤ اور تنگ دستی کو اپناؤ' ایک وقت آئے گا کہ اللہ تعالیٰ خود ہی اپنے خزانوں سے عنایت فرمائے گا۔ اگر آپ نے یہ سارا علم دنیاداری کے لیئے حاصل کیا تھا تو پھر آگے بڑھئے جہاں سے جو کچھ ملتا ہے اٹھاتے جایئے اور اپنے بچوں کا پیٹ بھرتے جایئے۔ ان دنوں بغداد میں روزگار کی کمی نہیں ہے' میں حج پر جارہا ہوں آپ کو دو سو درہم دیتا ہوں اس سے گذارا کریں' حج سے واپس آؤں گا تو حتی المقدور مزید خدمت کروں گا۔ ابوالہشیم فرماتے ہیں کہ میں

نے دو سو درہم دے کر انہیں امراء کے دروازہ پر جانے سے روک دیا۔ میں خود حج پر چلا گیا واپس آرہا تھا تو مجھے بغداد کے باہر ہی کسی شخص نے بتایا کہ امام ابویوسف قاضی القضاۃ کے عہدے پر لگ گئے ہیں۔ میں ان سے ملا انہوں نے میری نصیحت اور امداد کے لیئے شکریہ ادا کیا۔

امام ابویوسف علیہ الرحمتہ فرمایا کرتے تھے جس شخص نے علم الکلام کے ذریعہ علم الحدیث حاصل کیا وہ زندیق ہو جائے گا۔ جس نے کیمیا کے ذریعہ مال کمایا وہ مفلس ہو جائے گا' جو شاذ احادیث پر فتویٰ دے گا وہ جھوٹا ہو جائے گا۔

امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ عمر کے ایک حصہ میں برسام کی بیماری میں مبتلا ہو گئے تھے' جب ذرا افاقہ ہوا تو لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ کے حافظہ پر بیماری کے کیا اثرات مرتب ہوئے ہیں' فرمانے لگے مجھے قرآن پڑھتے پڑھتے رکاوٹ محسوس ہوتی ہے مگر دوسرے علوم تو یوں میرے سامنے ہیں جیسے کوفہ کی گلیاں۔ امام ابویوسف رحمتہ اللہ علیہ روزانہ علی الصبح مجلس علم میں حاضر ہوتے مگر بعض اوقات غیر معمولی تاخیر کر دیتے' وہ ان اوراد میں مشغول رہتے جو ان کے لیئے مخصوص تھے۔ وہ ان اوراد سے محروم نہ رہتے تھے۔ لوگوں نے کئی بار اس تاخیر کی وجہ پوچھی مگر آپ ٹال جاتے اور وقت پر نہ آتے۔

ہمارے پاس ایک دن توبہ بن سعد مزوری تشریف لائے' آپ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص شاگرد تھے' فقہ اور دین کے دوسرے مسائل آپ سے ہی پڑھے تھے۔ لوگوں نے آپ سے سفارش کی کہ آپ انہیں اس تاخیر سے روکیں' وہ آپ کے ہم سبق ہیں' ہم درس ہیں' استاد بھائی ہیں' توبہ بن سعد امام ابویوسف کے گھر اس وقت تشریف لے گئے جب وہ وظیفہ میں مشغول تھے اور عرض کی اگر آپ علی الصبح لوگوں میں جا کر علم پڑھائیں تو علم دین کی اشاعت ہو گی اور اس کے اثرات دور دور تک پہنچیں گے اور یہ کام وظیفوں اور اوراد سے کم نہیں ہے۔ امام ابویوسف نے توبہ بن سعد کی بات سن کر تبسم فرمایا کہ جس شغل میں میں صبح مشغول ہوتا ہوں اس میں کسی کو اختلاف نہیں ہوتا۔ حضرت توبہ نے فرمایا یہ بات درست ہے مگر علم کی اشاعت کے لیئے کتاب اللہ کا نزول ہوا ہے' اسی کے لیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معبوث ہوئے تھے' یہی عمل صحابہ کرام کا تھا' تابعین کا تھا' یہ بات سن کر امام ابویوسف خاموش ہو گئے مگر اس کے بعد آپ نے اپنا معمول بنا لیا کہ

صبح سویرے وقت پر مجلس علم میں تشریف لے آتے اور تعلیم و تدریس کا سلسلہ جاری ہو جاتا۔

ابوخزیمہ بن محلہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ وہ امام زفر کی خدمت میں ہر روز حاضر ہوتے اور دینی مسائل دریافت کرتے تھے اور بعض مسائل پر ان سے بحث بھی کرتے، میں دلیل طلب کرتا، پھر تنقیحات پر آتا، بحث طویل ہوتی تو آپ فرماتے اب میرے پاس مزید دلیلیں نہیں ہیں۔ میں اس مسئلہ پر مزید بحث نہیں کر سکتا اس اعتراز کے باوجود امام زفر علم و زہد کی وجہ سے اتنے عزیز تھے کہ میں انہیں چھوڑ بھی نہیں سکتا تھا۔ اس طرح عرصہ گذر گیا، امام زفر علم الحساب، وصایا کے مسائل، قرات اور عورتوں کے مخصوص مسائل حیض و نفاس پر اچھی گفتگو فرماتے تھے۔ میں ان کی مجالس کی برکات سے اپنے مقاصد حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ دوسری طرف امام ابویوسف علیہ الرحمہ فقہ کے مسائل میں امامت کے مقام پر فائز تھے۔ دینی علوم کے اصول و فروغ کو جانتے تھے، حساب کی باریکیوں کے ماہر تھے۔ میں ان کے ہاں آنے جانے لگا تو مجھے اطمینان ہوا، مجھے ایسے ایسے نکتے منکشف ہوئے جنہیں میں پہلے نہیں جانتا تھا۔ وہ مسئلہ پر گفتگو بھی فرماتے اور چہرے پر ملال کے آثار بھی نہ لاتے۔ وہ معلم بھی تھے اور محسن بھی، میں ان کے پاس مقیم ہو گیا اور دن رات ان کی گفتگو کو لکھتا جاتا۔ میرے پاس آپ کی امالی کا ذخیرہ جمع ہو گیا یہاں تک کہ لوگ میرے پاس وہ دلائل حاصل کرنے آتے جو کتابوں میں نہیں تھے۔

امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ دو مسئلوں میں مجھے بال برابر فرق محسوس ہوا مگر میں انہیں حل نہ کر سکا۔ یہ مسائل میرے دل میں کھٹکتے تھے، مگر اب میرے استاد امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود نہ تھے۔ داؤد بن رشید الخوارزمی نے فرمایا کہ میرے والد نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر چند مسائل پوچھے، یہ مسائل ان کے دل میں کھٹکتے تھے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں جواب دیا، واپس گھر آئے تو وہ مطمئن تھے، مگر چند مسائل ذہن سے اتر گئے وہ شرم کی وجہ سے دوبارہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جانے سے ہچکچاتے تھے مگر وہ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چلے گئے ان کے سامنے مسائل پیش کیئے امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاد کی زبانی سے ان مسائل کا حل پیش کیا جس سے میرے والد کو تسلی ہو گئی۔

حسن بن زیاد رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سال امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حج

کرنے گئے' وہ راستہ میں بیمار ہو گئے' ہم "بیر میمونہ" پر منزل گیر ہو گئے۔ اسی دوران آپ کی بیمار پرسی کے لیئے سفیان عبید تشریف لائے' مزاج پرسی بھی کی اور چالیس احادیث بھی روایت کیں۔ جب وہ چلے گئے تو امام ابویوسف علیہ الرحمتہ نے ہم سب کو بلایا اور وہ تمام احادیث سند' علت' متن سمیت سنا دیں حالانکہ آپ بیمار بھی تھے اور سفر کی تھکاوٹ بھی تھی۔ امام ابویوسف ایک کتاب لکھ رہے تھے' اس تحریر کا صرف ایک ہی شخص کو علم تھا' آپ نے کتاب مکمل کرنے کے بعد اس شخص سے پوچھا کوئی غلطی تو نہیں رہ گئی اس نے کہا نہیں' آپ نے فرمایا ہم اس کی بدنظر سے بچ گئے اور یہ شعر پڑھا۔

کانہ' من سوء تادیبہ اسلم فی کتاب سوء الادب

(ترجمہ) گویا اس کی سوء تادیب سے کتاب سوء ادب سے بچ گئی۔

عباس بن الولید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم حجاج بن ارطاق کی سند فقہ الحدیث کے لیئے ابومعاویہ کی طرف آتے جاتے تھے۔ ابومعاویہ نے فرمایا کیا تمہارے ساتھ امام ابویوسف نہیں ہیں؟ میں نے بتایا کہ وہ ہیں فرمانے لگے انہیں چھوڑ کر میرے پاس کیوں چلے آتے ہو۔ ہم حجاج بن ارطات کے پاس احادیث حاصل کرتے رہے' واپس آئے تو ہم نے ان احادیث کو حضرت امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے بیان کیا تو آپ نے کئی مقامات پر تصحیح کر دی۔

امام ابویوسف رحمتہ اللہ علیہ اپنے دوستوں کے لیئے مثالیں قائم کرتے تھے۔ امام محمد ابن الحسن کے لیئے فرماتے ہیں کہ "وہ تلوار ہے اگر اس میں زنگ نہ ہوتا اور صفائی ہو جاتی تو اس کی کاٹ کا جواب نہیں تھا۔" محمد بن فضل بن عطیہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے بغداد میں دیکھا کہ دو شخص ایک لونڈی کے لیئے جھگڑا کر رہے ہیں' ہر ایک اس لونڈی کی ملکیت سے بریت کر رہا تھا۔ ایک کہتا کہ یہ اس کی ہے' دوسری کہتا یہ میری نہیں اس کی ہے۔ قاضی ابویوسف وہاں سے گذرتے رک گئے' معاملہ کی تفصیلات معلوم کیں' آپ کا چہرہ متغیرہ ہو گیا اور اس قدر متاثر ہوئے کہ قریب تھا کہ بے ہوش ہو کر گر پڑتے۔ آپ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا تم لوگوں کو اللہ کا خوف نہیں آتا اور اس کے عذاب سے نہیں ڈرتے' تم نے ایک بے بس عورت کو اپنے مذاق کا نشانہ

بنالیا ہے۔

قاضی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ ایک دن اعلیٰ نسل کے خچر پر سوار ہو کر گھر سے اس شان سے نکلے کہ ان کے اردگرد دو سو سوار غلام تھے۔ آپ کی سواری کی رکابیں سونے کی بنی ہوئی تھیں۔ لوگوں نے آپ کو دیکھا تو کہنے لگے آپ جیسے عالم دین اور واقف شریعت کو زیب نہیں دیتا کہ سونے کی رکابیں سواری کے لیئے رکھیں۔ آپ نے فرمایا مجھے یہ معلوم ہے کہ سونے کا استعمال مردوں کے لیئے ممنوع ہے مگر میں تو علم کی شان و شوکت کو لوگوں کے سامنے لانا چاہتا ہوں اور بتانا چاہتا ہوں کہ ایک درزی کا لڑکا ایک دھوبی کا شاگرد اور ایک تیلی کا نوکر دین کا علم پڑھ کر کس مقام پر پہنچ سکتا ہے، ہو سکتا ہے کہ ان دیکھنے والے لوگوں کے دلوں میں بھی دین کے علم کی عظمت واضح ہو اور وہ بھی اسے حاصل کرنے کے لیئے دن رات وقف کر دیں۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے امام حسن بن زیاد رحمتہ اللہ علیہ کو سولہ مسئلے سمجھائے اور ان پر بار بار تکرار کی تاکہ انہیں ذہن نشین ہو جائیں، اس کے باوجود کہنے لگے مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ تم ان مسائل کو نہیں سمجھ پائے۔ امام ابو یوسف فرمایا کرتے تھے کہ میں جب اپنے والد کے لیئے دعا کرتا ہوں تو پہلے اپنے استاد گرامی حضرات امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیئے دعا کرتا ہوں کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والدین کے لیئے دعا مانگتے تو پہلے اپنے استاد حماد کے لیئے دعا کیا کرتے تھے۔ ایک شخص نے بتایا کہ امام ابو یوسف ہر نماز کے بعد یہ دعا مانگتے اللھم مغفرلی والدی ولابی حنیفہ اے اللہ مجھے بخش، میرے والدین کو بخش اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بخش دے۔

فصل پنجم

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ عباسیہ اور امرائے سلطنت کے درمیان

عثمان بن حکیم کہتے ہیں کہ مجھے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ یاد آتا ہے کہ جب خلیفہ عباسی ہارون الرشید کے دربار میں ایک بے دین (زندیق) کو پیش کیا گیا' ہارون الرشید نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو بلا کر کہا کہ آپ اس سے مناظرہ کریں' آپ نے فرمایا امیرالمومنین تلوار منگوایئے اس کے سامنے رکھ کر اسے اسلام کی دعوت دیجئے مان جائے تو بہتر ورنہ اس کی گردن اڑا دیجئے۔ ایسے بے دینوں سے مناظرہ کرنا دین کی توہین ہے۔ ایسوں کے لیئے اسلام نے یہی سزا رکھی ہے۔

امام ابو یوسف اور امام شریک دونوں ہارون الرشید کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ امام شریک نے کہا امیرالمومنین آپ کا یہ قاضی ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا شاگرد ہے۔ ان دونوں کا عقیدہ ہے کہ ان کا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کا ایمان ایک جیسا ہے۔ یہ بات سن کر ہارون الرشید غصہ میں آگیا۔ امام ابو یوسف سے پوچھا کیا واقعی تمہارا یہی عقیدہ ہے' آپ نے جواب میں کہا میں تو یوں نہیں کہتا میں تو یوں کہتا ہوں کہ جس اللہ پر جبرئیل علیہ السلام کا ایمان ہے' میرا بھی اس اللہ پر ایمان ہے' مگر شریک ایک روایت بیان کرتے ہیں اور اس کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ملاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قریش کو سیدھا رکھو جب تک وہ سیدھے رہیں' اگر وہ ذرہ بھر بھی چوں و چرا کریں تو تلواریں اٹھا کر ان کے سروں کی فصل کاٹ دو۔ ہارون الرشید نے پوچھا شریک کیا تم نے یہ حدیث بیان کی ہے؟ اس نے کہا ہاں' میں نے اعمش سے یہ حدیث سن کر بیان کی ہے۔ ہارون الرشید نے دربان کو کہا شریک کو پکڑو اور اسے باہر نکال دو۔ امام بغوی فرماتے ہیں کہ اس وقت میں وہاں موجود تھا جب دربان شریک کو گریبان سے پکڑ کر باہر لے جا رہا تھا اور اس کی چادر اس کے گلے میں تھی۔

ہارون الرشید حج پر گیا اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اس کے ساتھ سواری میں اکٹھے سفر کر رہے

تھے' شریک بھی اسی سال حج کو گئے' شریک نے کہا مجھے تو موت ہی بھلی ہے اور زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں کہ امام ابویوسف خلیفة المسلمین کی سواری میں حج کے لیئے سفر کر رہا ہے' شریک نے پوچھا کہ آج لوگوں کو کس نے نماز پڑھائی' کہا گیا امام ابویوسف نے' وہ اور جل گیا۔ ہارون الرشید مکہ سے مدینہ آئے تو بھی امام ابویوسف کو اپنی سواری میں بٹھایا ہوا تھا' ہارون الرشید نے کہا کل ہم زیارات کو چلیں گے وہ تمام مقامات دیکھیں گے جو رسول خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے منسوب ہیں' واقدی کو بلایا گیا اور اسے ساتھ لے کر تمام مشاہدات اور زیارات کی زیارت کی' صبح ہوئی تو ہارون الرشید نے امام ابویوسف کو بلایا دونوں ایک ہی سواری پر سوار ہوئے' فقہائے مدینہ بھی ساتھ ساتھ تھے' قاضی ابویوسف بتاتے جاتے فلاں مقام کو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے یہ نسبت ہے' فلاں جگہ پر حضور ﷺ رونق افروز ہوئے تھے' فلاں جگہ کا نام یہ ہے' فلاں مقام پر حضور ﷺ اتنے دن رہے' فلاں مقام پر حضور ﷺ نے یہ یہ کام کیا' فلاں فلاں جگہ جنگیں ہوئیں۔ دوران جنگ حضور ﷺ کہاں کہاں ٹھہرے۔ واقدی کہتے ہیں کہ میں حیران تھا کہ اس شخص کو اتنا تعارف اور اتنی واقفیت ہے۔ حافظے کا یہ کمال کہ ایک ایک جگہ کی تفصیلات بتاتے جاتے۔ امام ابویوسف رات کو میرے ساتھ گفتگو کرتے' ان مقامات سے واقفیت حاصل کرتے' دوسرے دن ایک ایک مقام کو نہایت تفصیل سے بیان کرتے جاتے' میں ان کے حافظے کی داد دیتا۔

امام ابویوسف رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مہدی کا دور حکومت تھا' میں بڑی تنگ دستی سے وقت گذار رہا تھا' میں نے اپنی بیوی کے مکان کی ایک لکڑی بیچ دی تاکہ چند دنوں کے لیئے اپنے اخراجات پورے کر سکوں' میری ساس نے سنا تو بڑی ناراض ہوئیں' مجھے مطعون کرنے لگیں' مجھے بڑی کوفت ہوئی' میں کوفہ کو چھوڑ کر بغداد آگیا اور وزیر کا مہمان ہو گیا' اس نے مجھ سے "صلواة الخوف" کا مسئلہ دریافت کیا' میں نے وہ تفصیلات بیان کیں جو مجھے میرے استاد مکرم امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی تھیں۔ دوسرے دن وہ مجھے دربار خلافت میں لے گیا' تھوڑے دنوں بعد خلیفہ مہدی فوت ہو گیا اور ہادی تخت خلافت پر بیٹھا مگر تھوڑے دنوں بعد خلیفہ ہارون الرشید مسند آرائے خلافت عباسیہ ہو گیا۔ میری قسمت کا ستارہ چمکا ہارون الرشید نے مجھے تمام ممالک کے قاضیوں پر قاضی لگا دیا اور اس طرح میں قاضی القضاة سلطنت عباسیہ ہو گیا۔

ملکہ زبیدہ ہارون الرشید کی بڑی چہیتی بیوی تھی۔ ایک بار ان کے درمیان جھگڑا ہو گیا' ہارون الرشید نے کہا چوری حلوے سے زیادہ میٹھی ہوتی ہے' زبیدہ نے کہا نہیں حلوہ زیادہ میٹھا ہوتا ہے' وہ اسی بات پر جھگڑ رہے تھے تو امام ابویوسف رحمتہ اللہ علیہ تشریف لے آئے' ہارون الرشید نے سارا معاملہ پیش کیا اور کہا آپ ہی فیصلہ کریں۔ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے میں اس وقت تک فیصلہ نہیں کروں گا جب تک میرے سامنے ایک تھال حلوہ اور ایک تھال چوری کا لا کر نہ رکھ دیا جائے' دونوں تھال لائے گئے' امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ایک چمچہ دونوں سے چکھا آپ نے فرمایا چوری کھاتے ہوئے تو مجھے حلوے کی مٹھاس کا خیال آتا ہے حلوہ کھاتا ہوں تو مجھے چوری کی یاد آتی ہے' آپ دونوں کے سامنے دونوں چیزوں کو مزہ لے لے کر کھاتے رہے۔ ہارون الرشید نے فرمایا اب فیصلہ بھی کیجئے' آپ کھاتے گئے اور مزے کے چٹخارے لیتے گئے۔ جب سیر ہو گئے ہارون الرشید نے پھر کہا اب تو کوئی فیصلہ کریں' امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا چوری میٹھی تو ہے نہ کہ حلوہ جیسی! دونوں میاں بیوی ہنس پڑے اور ایک دوسرے کے غصے کو بھول گئے۔

حضرت امام عبداللہ ابن المبارک رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حج کے لیئے مکہ مکرمہ کو روانہ ہوا تو امام ابویوسف ملے' انہوں نے اپنی تنگ دستی کی شکایت کی اور کہا کہ میری ہمسائیگی میں ایک بہت بڑا دولت مند رہتا ہے میں چاہتا ہوں اس کی نوکری کر لوں۔ میں نے کہا کہ آپ علم کی دولت پر صبر کریں' علم تمہیں ضائع نہیں کرنا چاہیے' میں اٹھا تو میرا دامن ان کے لوٹے سے چمٹ گیا لوٹا پرانا تھا۔ وہ ٹوٹ گیا ابویوسف کو بڑا صدمہ ہوا اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا' میں نے کہا بھائی فکر نہ کرو اس نقصان کا ازالہ ہو جائے گا' فرمانے لگے تمہیں معلوم نہیں میرے گھر میں صرف یہی ایک لوٹا تھا' اس سے پانی بھی لاتا تھا اور پیتا تھا۔ اس سے ہی وضو کرتا تھا اور وہ میری والدہ کے کام بھی آتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن المبارک فرماتے ہیں میرے پاس چند دینار تھے ان کے حوالے کیئے اور خود حج کو چلا گیا واپس آیا تو راستے میں ہی سنا کہ امام ابویوسف قاضی القضاہ مقرر ہو گئے ہیں ان کی تنخواہ ایک لاکھ تیس ہزار درہم ماہانہ مقرر ہوئی ہے' جب ان پر دولت کی بارش ہوئی تو اب ان کا یہ حال ہے کہ ان کے گھوڑوں کے لیئے ایک علیحدہ اسطبل بنایا گیا ہے اور خلیفہ ہارون الرشید ہر روز انہیں اپنی خصوصی محفل میں بلاتا اور اعزاز و اکرام سے بٹھاتا ہے' وہ اس شان کے مالک بنے کہ خلیفہ

امام ابویوسف نے اس مسئلہ کو نہایت قابلیت سے بیان کیا' اپنے بیگانے سب مطمئن ہو گئے' خلیفہ ہارون الرشید کی ناراضگی جاتی رہی اور قاضی ابویوسف کی قابلیت کا اعتراف کرتے ہوئے انہیں کھلے دل دوبارہ عزت و احترام ملنے لگے۔ حضرت امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ اپنے تمام معاملات میں اپنے استاد حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وسیلہ اور راہنما بنایا کرتے تھے' انہی کے فیصلوں کی روشنی میں امور سلطنت کو حل کرتے اور عدالتی فیصلے کیا کرتے تھے۔ وہ ایسے مشکل معاملات میں بعض اوقات امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح سے استمداد بھی کرتے تھے۔

بشر بن الولید الکندی فرمایا کرتے تھے میں نے یہ واقعہ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی بیماری کی حالت میں سنا تھا جس سے ان کا انتقال ہو گیا تھا۔ آپ نے مرض الموت میں یہ الفاظ کہے ..... اے اللہ! تو جانتا ہے میں نے ساری عمر زنا نہیں کیا (حرام فرج سے وطی نہیں کی) اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ میں نے حرام کا ایک درہم بھی نہیں لیا' اے اللہ! تو گواہ ہے کہ میں نے حرام کا ایک لقمہ بھی نہیں کھایا' آپ نے مزید کہا کہ اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میرے پاس عدالت میں اگر دو فریق آجاتے تھے تو میں نے کبھی کوئی فیصلہ اپنی خواہش سے نہیں کیا صرف تیری رضا کے لیئے کیا اور اس علم کی روشنی میں کیا جو تو نے مجھے دیا تھا۔ اس کے باوجود اگر مجھ سے کوئی غلط فیصلہ ہوا تو مجھے معاف کر دے' بخش دے۔ ابو حفص فرمایا کرتے تھے کہ امام ابویوسف رحمتہ اللہ علیہ جیسے بلند پایہ شخص سے توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ موت کے دروازے پر کھڑے ہو کہ اللہ کے حضور یہ باتیں کرے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کے دربار پر خچر پر سوار ہو کر جاتے ہیں' خلیفہ کے ایوان کے پردے اٹھائے جاتے ہیں اور خچر پر سوار ہی اندر چلے جاتے ہیں' ہارون الرشید خود استقبال کرتا' السلام علیکم کہتا اور امام ابویوسف کو دیکھ کر یہ شعر پڑھتا۔

جاءت به معتجر ابیده

"اسے سواری لے آئی اور وہ اپنا دامن لپیٹ کر میرے گھر تشریف لائے"

قاضی ابویوسف کا اعزاز اور رتبہ اتنا بلند تھا کہ آپ کے حکم سے کئی امراء دربار اور روساء بغداد کی شہادت اور گواہی رد کی جا چکی تھی۔ ان لوگوں نے ہارون الرشید سے شکایت بھی کی' ہارون الرشید نے کبیدہ خاطر ہو کر آپ کو متنبہ بھی کیا مگر آپ نے بتایا کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم امیرالمومنین کے غلام ہیں' شریعت محمدیہ میں غلام کی گواہی مردود ہے اور اسے اسلامی عدالت مسترد کرتی ہے۔

قاضی ابویوسف سلطنت عباسیہ میں چیف جسٹس کی حیثیت سے اتنے اعزاز و اکرام کے مالک تھے کہ عدالت میں بیٹھتے تو کسی کی رو رعایت نہ کرتے تھے اور بڑے سے بڑے عباسی امراء اور رؤسا کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ ایک دفعہ بغداد کا ایک وزیر اور رئیس جو سلطنت عباسیہ کا رکن بھی تھا اور خلیفہ عباسی کا رشتہ دار بھی عدالت میں حاضر ہوا تو امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی شہادت مسترد کر دی اور اسے "مردود الشہادت" قرار دے دیا۔ اس نے خلیفہ سے شکایت کی' خلیفہ ہارون الرشید نے امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا یہ شخص عدالت میں کھڑے ہو کر کہتا تھا کہ میں خلیفہ کا غلام ہوں' شریعت میں غلام کی شکایت مردود ہے' اگر یہ سچ کہتا تھا تو میں نے اس کی شہادت کو مسترد کر دیا اور اگر یہ جھوٹ کہتا تھا تو شریعت میں جھوٹے کی شہادت مردود ہوتی ہے۔

اس بات کا رنج اس وزیر عزیز کے دل میں تھا اس نے خلیفہ کو امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف ابھارنا شروع کر دیا حتیٰ کہ امام ابویوسف نے خلیفہ ہارون الرشید کے طور طریقے بدلے بدلے دیکھے تو سمجھ گئے کہ یہ ساری کارستانی اسی وزیر کی ہے۔ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ بھی دربار سے دور دور رہنے لگے۔ انہی دنوں ایک ہاشمی رئیس مرگیا جو خلیفہ وقت کا قریبی رشتہ دار تھا۔ اس نے بہت سے امور سلطنت چھوڑے اور اس طرح بڑی جائیداد بھی چھوڑی اور ایک شخص کے حق میں وصیت کر

دی جس میں لکھا کہ میرے بعد تمام امور فلاں شخص کے مشورے سے طے کیئے جائیں گے۔ اب یہ معاملہ زیر بحث آیا کہ اس کا اصل وصی کون ہے اور انہیں کس حد تک موثر قرار دیا جائے۔ خلیفہ ہارون الرشید نے اپنے وزیر یحییٰ بن خالد سے فرمایا کہ اپنے فقہا کو جمع کریں، وزیر یحییٰ نے پوچھا کہ کن کن فقہا کو بلایا جائے، ہارون الرشید نے کہا شریک بن عبداللہ کو بلاؤ، ابوالختری کو دعوت دو اور یعقوب کو بھی بلا لینا، وزیر یحییٰ بن خالد کو خلیفہ ہارون الرشید کا اس انداز سے امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کا نام لینے پر بڑا تعجب ہوا بہرحال تمام فقہا تشریف لائے۔ وزیر نے سب سے پہلے شریک کو دعوت مشاورت دی اور بتایا کہ وصیت کرنے والے نے یوں کہا ہے کہ اب اس وصی سے کیا معاملہ کیا جائے۔ شریک نے کہا وصیت کرنے والے سے پوچھا جائے اور وہ تصدیق کرے کہ واقعی اس نے اس شخص کو اپنا وصی بنایا تھا، شریک کا جواب سن کر یحییٰ بن خالد ہنس پڑا اور بتایا حضرت وہ تو مر گیا ہے، اب تو ہم اسے قیامت کے دن ہی بلا کر پوچھ سکتے ہیں لیکن ہمیں تو اس معاملے کو اب طے کرنا ہے۔ شریک نہایت شرمسار ہوئے، اس کے بعد ابوالبختری سے پوچھا گیا، اس نے کہا یہ سوال بڑا مشکل ہے اس کا حل میرے پاس نہیں ہے۔ وہ بے بسی سے ماتھا کھجانے لگے اور ماتھے پر آیا ہوا پسینہ پونچھنے لگے اور نہایت مردہ آواز میں بات کرتے، وزیر نے کہا واقعی یہ مسئلہ بہت مشکل ہے اس کا حل کرنا فقہا کا کام نہیں تاہم شریعت نے اس کا حل ضرور رکھا ہو گا۔ وزیر نے سب سے آخر میں امام ابویوسف کو مخاطب کیا اور پوچھا کیا آپ اس مسئلہ کا حل پیش کریں گے۔ آپ نے فرمایا یہ دونوں فقیہ ہیں جب تک یہ دونوں متفق نہ ہوں گے کوئی معاملہ طے نہیں ہو سکتا۔ اب یہ سارا معاملہ خلیفہ ہارون الرشید کے سامنے پیش کیا گیا تو وہ شریک کے جواب سے نہایت محظوظ ہوا اور ہنستا رہا اور فرمایا تم نے پہلے ہی امام ابویوسف سے مسئلہ کیوں نہ پوچھا تاکہ ان حضرات کی مضحکہ خیز گفتگو ہم تک نہ پہنچتی۔ یہ معاملہ جب عوام میں جائے گا تو لوگ بھی ہنسیں گے اور دربار خلافت کی خفت ہو گی کہ ایسے ایسے فقہا کرام بھی دربار سے منسلک ہیں۔ وزیر فرمانے لگا یا امیرالمومنین آپ نے جس طرح امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کا نام بعد میں رکھا تھا اسی ترتیب سے مسئلہ پوچھتا رہا اور ان کی باری سب سے آخر میں آئی کیونکہ میں نے محسوس کیا ہے کہ آپ کے دربار کے بعض لوگ ان سے بغض رکھتے ہیں اور انہیں عزت نہیں دیتے اور میرے کان میں ان کے خلاف بہت سی باتیں آچکی ہیں۔

فصل ششم

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ عدل و انصاف کی مسند پر

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن امیر المومنین خلیفہ ہارون الرشید خود مسند عدالت پر بیٹھے فیصلے فرما رہے تھے کہ میں عدل و انصاف چاہنے والوں اور خلیفہ کے درمیان ایک وکیل اور سفیر کی حیثیت سے کھڑا تھا' میں عوام کے معاملات سن کر خلیفہ کے سامنے اچھے الفاظ میں پیش کرتا تھا' ایک دن عراق کے دور دیہات سے ایک بڑا امیر کبیر آدمی آیا اور کہنے لگا کہ میرا بہت بڑا باغ خلیفہ عباسی نے دبا رکھا ہے اور اس پر ایک عرصہ سے غاصبانہ قابض ہے' میں نے اس سے دوبارہ پوچھا کہ کیا امیر المومنین غاصب ہیں ؟ انہوں نے قبضہ کیا ہوا ہے ؟ اس نے کہا ہاں ! میں بار بار پوچھتا گیا وہ اپنی بات پر مصر رہا' میں نے انتہائی کوشش کی کہ سائل اپنے اس دعویٰ سے باز آجائے اور کسی دوسرے شخص پر یہ دعویٰ کردے مگر وہ اپنے دعویٰ پر ڈٹا رہا اور کہا کہ میرا مدعی علیہ امیر المومنین ہی ہے۔ میں یہ سارا مقدمہ لے کر امیر المومنین کی عدالت میں پیش ہوا' اس کا سارا جغرافیہ بیان کیا' امیر المومنین کرسی پر تشریف فرما تھے' ان کے ساتھ کی کرسی پر ان کے وزیر انصاف یحیٰی بن خالد بیٹھے تھے' میں نے دوسروں کے مقدمات پیش کیئے مگر اس دیہاتی کے مقدمہ کو سب سے آخر میں لایا اور عرض کی اے امیر المومنین ! ایک دیہاتی سردار یہ دعویٰ لے کر آیا ہے کہ امیر المومنین نے اس کا باغ غصب کیا ہے اور ایک عرصہ سے اس پر قبضہ جما رکھا ہے۔ میں نے اسے بہت سمجھایا کہ امیر المومنین ایسا کام نہیں کرتے کسی دوسرے نے دبایا ہوگا مگر وہ اصرار کرتا ہے کہ امیر المومنین نے ہی قبضہ کیا ہے۔ امیر المومنین نے بتایا کہ اس بوڑھے سردار کے والد نے میرے والد کو یہ باغ ہبہ کیا تھا' اب یہ باغ مجھے اپنے والد کی وارثت سے منتقل ہوا ہے' وہ میرے قبضہ میں ہے' میں نے کہا اگر حضور اجازت دیں تو اس بوڑھے سردار مدعی کو عدالت میں بلالوں۔ امیر المومنین نے اجازت دے دی' وہ اندر آیا'

فصل ہفتم

امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت پر ائمہ وقت کے تاثرات

اسماعیل بن حماد رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہزاروں شاگرد تھے مگر ان میں دس خاص شاگرد تھے۔ امام ابویوسف' امام زفر' اسد بن عمرالبجلبی' عافیۃ الاودسی' داؤدطائی' قاسم بن معن المسعودی' علی بن مسہر' یحیٰ بن زکریا' بن ابی زایدہ' حبان' مندل' علی العنزی کے دو بیٹے لیکن ان تمام میں امام ابویوسف رحمتہ اللہ علیہ اور امام زفر جیسا کوئی نہ تھا۔

حماد بن ابی مالک نے فرمایا کہ حقیقت یہ ہے کہ اگر امام ابویوسف نہ ہوتے تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لینے والا کوئی نہ ہوتا اور ان کا دنیائے علم میں ذکر تک نہ ہوتا۔ ابن ابی لیلیٰ کو کوئی نہ جانتا' امام ابویوسف نے ان دونوں کے اقوال' مسائل اور فیصلوں سے دنیائے اسلام کو روشناس کرایا تھا۔

طلحہ بن محمد بن جعفر نے فرمایا کہ ابویوسف رحمتہ اللہ علیہ بہت مشہور ہوئے تھے ان کی فضیلت چاردانگ عالم میں مانی گئی۔ آپ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص شاگرد اور اپنے زمانے کے مقتدر امام تھے۔ آپ کے ہمعصر آپ کے سامنے طفل مکتب نظر آتے تھے۔ علم و حکمت' سیاست و منزلت میں آپ کا کوئی ہم پایہ نہ تھا۔ آپ نے سب سے پہلے اصول فقہ پر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب پر ایک جامع کتاب لکھی تھی اور آپ نے ہی اقطار عالم اور اکناف جہاں میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علوم کو پھیلایا تھا۔

عمر بن حماد بن امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن اپنے دادا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ کے دائیں ہاتھ امام ابویوسف بیٹھے ہیں اور بائیں ہاتھ امام زفر بیٹھے ہیں' دونوں آپس میں مناظرہ کر رہے ہیں جو بات امام ابویوسف کہتے ہیں امام زفر بڑے

میں نے اسے کہا کہ جس باغ کا تم دعویٰ لے کر آئے ہو اس کی تفصیلات اپنی زبان سے بیان کرو۔ امیرالمومنین تشریف فرما ہیں اب یہاں سوچ لیں کہ تمہارے باغ پر کس کا قبضہ ہے' بوڑھے سردار نے کہا ہاں اس امیرالمومنین نے میرے باغ پر قبضہ کر رکھا ہے' میں نے امیرالمومنین سے عرض کی حضور آپ کے پاس اس کا کیا جواب ہے' امیرالمومنین نے فرمایا اس کی کوئی چیز میرے قبضے میں نہیں ہے' میں نے دیہاتی کو کہا کیا تمہارا کوئی گواہ ہے جو یہ شہادت دے سکے کہ تمہارے باغ پر امیرالمومنین قابض ہیں' اگر تم گواہ پیش نہ کرو گے تو امیرالمومنین قسم کھائیں گے اور پھر اس کے مطابق فیصلہ کرنا ہو گا۔ اس نے کہا میرا تو کوئی گواہ نہیں' امیرالمومنین قسم کھائیں' میرے کہنے پر امیرالمومنین نے قسم کھائی کہ انہوں نے اس بوڑھے کے باغات پر قبضہ نہیں کیا۔ یہ دیکھ کر دیہاتی سردار پیچھے ہٹ گیا اور کہنے لگا امیرالمومنین ایسے قسم پی گیا ہے جیسے کوئی ستو پی جائے۔ آج امیرالمومنین نے اپنا منہ خاک آلودہ کر لیا ہے' عدل و انصاف سے ہٹ گیا ہے۔

میں یہ باتیں سن کو سوچنے لگا اب نہ میری خیر ہے' نہ بوڑھے دیہاتی کی' مگر خلیفہ کے وزیر یحیٰ بن خالد نے کہا یعقوب آپ نے دیکھا آج امیرالمومنین نے کس جرات سے عدل و انصاف کا مظاہرہ کیا ہے۔ رعایا کے ایک عام آدمی کے لیئے بھی اس نے قسم اٹھانے سے دریغ نہیں کیا۔ پھر امیرالمومنین اس شرط کو پورا کرنے کے بعد چہرے پر خوشی اور اطمینان کے آثار نظر آرہے تھے۔ سبحان اللہ اسلامی عدل و انصاف کے سامنے امیرالمومنین بھی گردن جھکا دیتے ہیں۔ ایسی مثال تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں ہی ملتی ہے۔

ابن زید فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ نے یہ واقعہ ہمیں اپنی زبان سے سنایا تھا اور کہا جب بھی میرے سامنے یہ واقعہ آتا ہے تو میں غم سے نڈھال ہو جاتا ہوں اور اللہ سے ڈرتا ہوں کہ اس دن میں نے عدل و انصاف کی بجائے امیرالمومنین کی قسم پر ہی اعتماد کیا۔ ہم نے پوچھا وہ کیسے ؟ فرمایا مجھے امیرالمومنین سے قسم لینے کی جرات کیسے ہوئی' پھر فرمایا دراصل بات یوں ہے کہ اگر مجھے عدل کا معیار قائم کرنا تھا تو مجھے چاہیے تھا کہ میں دونوں کو (امیرالمومنین اور دیہاتی سردار) ایک کٹہرے میں کھڑا کرتا مگر اس وقت امیرالمومنین تو کرسی پر بیٹھے تھے' غریب دیہاتی سامنے سائل کی طرح زمین پر کھڑا تھا اور میں دونوں کو دیکھ رہا تھا' چاہیے تو یہ تھا کہ اسے بھی کرسی مہیا کرتا اور وہ

امیرالمومنین کے برابر بیٹھ کر فیصلہ سنتا۔

امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کی ایک مشہور کتاب " ریاضۃ النفس " ہے۔ اس میں انہوں لکھا ہے کہ ایک دن علی بن عیسیٰ میرے پاس آئے' ان کا خیال تھا کہ میں اس وقت خواتین یا کنیزوں کے ساتھ بیٹھا خوش گپیاں کر رہا ہوں گا اور مجھے اندر آنے کی اجازت نہیں ملے گی۔ علی بن عیسیٰ کہتے ہیں کہ میں اندر آیا تو دیکھا کہ امام ابویوسف گھر میں اکیلے بیٹھے ہیں اور کتابوں کے ڈھیرے میں بیٹھے مطالعہ کر رہے تھے۔ آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا میرے گھر کے ہر گوشے پر نگاہ ڈالیں میں نے دیکھا تو چاروں طرف کتابیں ہی کتابیں نظر آئیں۔ آپ نے فرمایا یہ عوام کے فیصلوں کی فائلیں ہیں' میں نے یہ فیصلے اللہ کے خوف سے ڈر کر لکھے ہیں' خدا کرے میری کسی غلطی کا قیامت کے دن مواخذہ نہ ہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

زوردار دلائل سے اس کا رد کر رہے ہیں اور جو مسئلہ امام زفر بیان کرتے ہیں امام ابویوسف اس کی تردید کر دیتے ہیں۔ صبح سے ظہر تک یہی کیفیت رہی۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں کو دیکھتے رہے، نہ کسی کو روکتے ہیں، نہ کسی کو غلط قرار دیتے ہیں حتیٰ کہ موذن نے نماز ظہر کی اذان دی تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ہاتھ اٹھا کر امام زفر کی ران پر ہاتھ مارا اور فرمایا جس شہر میں ابویوسف ہو گا وہاں تمہاری دال نہیں گلے گی۔ اس طرح استاد گرامی نے ابویوسف کے دلائل کو قبول کرتے ہوئے امام زفر کے دلائل کو مسترد کر دیا۔

اسماعیل بن حماد بن امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دن امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ میرے معاون شاگرد چھتیس (۳۶) ہیں، ان میں اٹھائیس (۲۸) قضاء کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ان میں میرے دو (امام ابویوسف اور امام زفر) تو ایسے ہیں کہ ان کی مثال نہیں ملتی اور وہ مستقبل میں قضاۃ کے منصب کو بڑی قابلیت سے نبھائیں گے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

خاتمہ الطبع ... مصنف پر ایک نوٹ

صدر الائمہ ابی المویید ابن احمد المکی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ہم نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جس قدر مناقب بیان کیئے ہیں وہ مشرق و مغرب کے تمام آئمہ اسلام اور خطبائے کرام سے بڑھ کر ہیں۔ ابن احمد المکی رحمتہ اللہ علیہ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ :

ان مناقب کے دس ابواب کو ہم نے دانستہ چھوڑ دیا ہے۔ ان میں آپ کے دس اصحاب کے مناقب اور اصول درج تھے۔ ہم نے ان مناقب کی تکمیل و تفصیل کے لیئے مناقب الامام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' امام علامہ البزازی الکردری رحمتہ اللہ علیہ کو بنیاد بنایا ہے۔ ہم نے اول سے آخر تک ان مناقب کو بیان کر دیا ہے کہ ان اسناد کو دانستہ نظر انداز کر دیا ہے جو ہر روایت سے پہلے جابجا موجود تھیں۔ الحمداللہ ہم اپنے مقاصد میں کسی حد تک کامیاب ہوئے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے' اس کا کرم ہے۔

اس خطی نسخہ کو " دائرۃ المعارف النظامیہ " حیدر آباد دکن نے پہلی بار ۱۳۲۱ھ میں زیور طباعت سے آراستہ کیا۔ اس طباعت میں سلطنت آصفیہ کے سربراہ مظفر الملک' فتح جنگ' نظام الدولہ' نظام الملک آصف جاہ' میر محبوب علی خان بہادر کی راہنمائی اور تعاون حاصل رہا ہے۔

اس ایڈیشن کی طباعت' صحت' ترتیب و تہذیب تصیح و تحقیق میں مطبع دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد دکن کا بڑا ہاتھ ہے' جس میں الحافظ الحاج المولوی محمد انوار اللہ خان بہادر (جو اس دائرہ کے بانی رکن ہیں) اور مولانا محمد عبدالقیوم نے بڑا حصہ لیا ہے۔ اس کی صحت اور پروف ریڈنگ میں محمد حیدر اللہ خاں المحقق النعمانی مدیر المطبعتہ اور مصحح الحسن بن احمد نعمانی' مولوی سیدابوالحسن الامروہی' قاضی ابوالظفر عبدالملک محمد شریف الدین حنفی' الفاطمی الحیدر آبادی کی امداد اور مساعی کے ہم دلی طور مشکور ہیں۔ یہ کتاب ۲۹ ربیع الاول ۱۳۲۱ھ کو چھپ کر سامنے آئی۔

(مترجم گرامی حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی بہاولپوری مدظلہ العالی نے

اس کتاب کا ۲۱ دسمبر ۱۹۹۷ء کو باب المدینہ کراچی (پاکستان) میں اردو ترجمہ مکمل کیا۔ آپ ان دنوں کراچی میں مولانا سید محمد عارف شاہ، صوفی محمد مقصود حسین قادری اویسی، سید شاہ محمد اسداللہ جنیدی کے زیر اہتمام دورہ تفسیر قرآن کے سلسلہ میں قیام پذیر تھے۔